بسم اللہ الرحمن الرحیم

اردو ادب اور سائبر اسپیس

ڈاکٹر خورشید اقبال

سائبر اسپیس میں اردو ادب کا کافی بڑا خزانہ جمع ہوتا جا رہا ہے اور اس معاملے میں اردو کی حالت دنیا کی کئی دوسری زبانوں سے کہیں بہتر ہے۔ اردو والوں نے انٹرنیٹ کو بالکل ابتدائی دور میں ہی اپنا لیا تھا اور بڑی تندہی سے اس میں اپنا ادبی مواد منتقل کرنے لگے تھے۔ آج اردو کی بے شمار ادبی و نیم ادبی ویب سائٹس انٹرنیٹ پر موجود ہیں۔ جن میں ڈھیر سارا ادبی مواد بھرا پڑا ہے۔

لیکن ایک طرف جہاں سائبر اسپیس میں اردو ادب کا خزانہ جمع ہوتا چلا جا رہا ہے وہیں دوسری طرف اردو والوں کی ایک بڑی تعداد اس سے نا آشنا ہے۔ انہیں علم ہی نہیں ہے کہ علم و ادب کا اتنا انبار ان کی آنکھوں کے سامنے پڑا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ کمپیوٹر اور انٹرنیٹ سے دور ہیں۔

اردو ادب اور سائبر اسپیس

ڈاکٹر خورشید اقبال

ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی

URDU ADAB AUR CYBERSPACE

(Urdu literature and cyberspace)

By

Dr. Khurshid Eqbal

First edition : 2019

ISBN :

Rs. 500/-

نام کتاب : اردو ادب اور سائبر اسپیس

مصنف : ڈاکٹر خورشید اقبال

پتہ : Galaxy Apartments, 3rd Floor,
Kankinara, North 24 Parganas,
West Bengal, PIN 743126, India.

موبائل نمبر، وہاٹس ایپ : +91 9831794067

ای میل : keqbal@gmail.com

ویب سائٹ : www.khurshideqbal.com

Scan this QR code to visit the website

صفحات : 384

تعداد : 500

کمپوزنگ/سرورق : ڈاکٹر خورشید اقبال

ناشر : ایجوکیشنل پبلیشنگ ہاؤس، دہلی۔٦

مطبع :

اپنے چھوٹے بیٹے

محمد ذیشان خورشید

کے نام

جسے دے کر

اللہ تعالیٰ نے

مجھے صبر اور شکر کے مفہوم سمجھائے ہیں

فہرست

حرف آغاز	ڈاکٹر خورشید اقبال	8
اردو میں سائبر اسپیس کا منظر نامہ اور خورشید اقبال	ڈاکٹر معید رشیدی	12

1	**ادب کی ترسیل و ترویج کے مختلف وسائل**	**15 - 85**
1.1	دورِ قدیم میں ادبی اظہار کے وسائل	15
1.2	پرنٹنگ پریس کی ایجاد اور اس کے اثرات	59
1.3	ایک انقلاب: ڈیجیٹل پبلشنگ	75
2	**سائبر اسپیس کا مفہوم، آغاز اور ارتقا**	**86 - 133**
2.1	انٹرنیٹ، ورلڈ وائڈ ویب اور سائبر اسپیس	86
2.2	سائبر اسپیس کیا ہے؟	94
2.3	سائبر اسپیس کا آغاز و ارتقا	103
2.4	سائبر اسپیس کے افادی و منفی پہلو	111
2.5	سائبر اسپیس اور ادبی ترسیل	125
3	**اردو میں سائبر اسپیس کی روایت**	**134 - 243**

134	الیکٹرانک میڈیا اور اردو	3.1
181	اردو کمپیوٹنگ کا آغاز و ارتقا	3.2
223	سائبر اسپیس میں اردو کے قدم	3.3
244 - 374	**اردو سائبر اسپیس کی موجودہ صورت حال**	**4**
244	اردو کی اہم ادبی و نیم ادبی ویب سائٹس	4.1
270	اردو شعراء و ادباء کی شخصی ویب سائٹس	4.2
284	اردو کی آن لائن لائبریریاں	4.3
304	اردو کے آن لائن رسائل و اخبارات	4.4
329	بلاگنگ: صحافت ایک نئے اوتار میں	4.5
345	سائبر اسپیس اور اردو ادبی تحقیق	4.6
360	یوٹیوب اور اردو ادب	4.7
362	سوشل نیٹ ورکنگ کے ادبی پہلو	4.8
372	اردو موبائل ایپس	4.9
375 - 382	**حاصل مطالعہ**	**5**

حرف آغاز

وہ ستمبر 1999ء کی ایک دوپہر تھی جب کلکتہ کی برٹش کاؤنسل لائبریری میں پہلی بار مجھے انٹرنیٹ استعمال کرنے کا موقع ملا۔ پہلے ہی دن مجھے اس نئے میڈیم کی زبردست طاقت اور اہمیت کا اندازہ ہو گیا۔ یہ وہ دور تھا جب انٹرنیٹ ابھی ہندوستان میں نیا نیا عام ہونا شروع ہوا تھا اور اُن دنوں ہندوستان کی سوکروڑ سے زائد آبادی کے صرف 0.27 فی صد لوگ یعنی پورے ملک میں بمشکل تین لاکھ کے قریب افراد ہی انٹرنیٹ استعمال کرتے تھے۔ آج 2016ء میں جب بچہ بچہ ہاتھوں میں اسمارٹ فون لئے انٹرنیٹ کا استعمال کرتا دکھائی دے رہا ہے، یہ اعداد و شمار بہت عجیب سے معلوم ہوتے ہیں۔

چند دنوں کے استعمال کے بعد ہی میرے ذہن میں یہ سوال گونجنے لگا کہ کتنا اچھا ہوتا اگر اس طاقتور میڈیم کا استعمال اردو زبان و ادب کی ترسیل و ترویج کے لئے کیا جا سکتا۔ ان دنوں اردو ویب سائٹس کا وجود نہ ہونے کے برابر تھا۔ ایسے میں میرے ذہن میں یہ بات بیٹھ گئی کہ مجھے ایک اردو ویب سائٹ بنانی چاہئے۔ لیکن یہ وہ دور تھا جب انٹرنیٹ سے واقفیت رکھنے والے لوگوں کا فقدان تھا۔ اس لئے مجھے کہیں سے کوئی مدد نہیں مل سکتی تھی۔ اگر یہ کام کرنا تھا تو مجھے خود اپنے بل پر کرنا تھا۔ میں نے بھی ٹھان لی اور ایک ایسی راہ پر چل پڑا جس پر کسی اور کے قدموں کے نشان موجود نہیں تھے۔ اپنا راستہ مجھے خود بنانا تھا۔

آخر میری محنت رنگ لائی اور 25 ر دسمبر 2000ء کو میں نے سائبر اسپیس میں پہلا قدم رکھ دیا اور www.urdudost.com کے نام سے ایک اردو ویب سائٹ بنا کر آن لائن کر دی۔ اس سائٹ میں، میں نے '**کائنات**' کے نام سے ایک آن لائن ماہنامہ بھی جاری کیا جسے دنیا کا اوّلین آن لائن اردو ماہنامہ کہلانے کا شرف حاصل ہے۔ ساتھ ہی اس ویب سائٹ میں ایک آن لائن لائبریری بھی قائم کی جہاں سے مفت برقی کتابیں ڈاؤن لوڈ کی جا سکتی تھیں۔

تھوڑی ہی مدت میں، رفتہ رفتہ اردو کی کئی ویب سائٹس وجود میں آ گئیں اور انٹرنیٹ کی دنیا میں اردو غزلوں، نظموں، گیتوں، کہانیوں اور ڈراموں وغیرہ کی گونج سنائی دینے لگی۔ اس دور میں اردو کو کمپیوٹر اور انٹرنیٹ پر لانا ایک مشکل امر تھا۔ اس راہ میں بہت سارے مسائل موجود تھے۔ لیکن جہاں چاہ ہے وہاں راہ ہے۔ اردو کے دیوانے انٹرنیٹ پر اردو کی ترویج سے متعلق مسائل کو حل کرنے میں لگ گئے اور آخر کار ہر پریشانی کا حل ڈھونڈ نکالا گیا۔ کئی اچھے اردو فونٹس بنائے گئے، ویب ایڈیٹنگ سافٹ ویئر بنائے گئے، ورڈ پریس وغیرہ کے تھیم بنائے گئے۔ اور نتیجے کے طور پر آج انٹرنیٹ پر، دنیا کی دیگر زبانوں کی طرح اردو بھی باوقار انداز میں موجود ہے۔

زیادہ تر لوگ انٹرنیٹ کو ہی سائبر اسپیس سمجھتے ہیں۔ شروع شروع میں، میں بھی خود یہی سمجھتا تھا۔ لیکن جیسے جیسے اس دشت کی سیاحی کرتا گیا بہت سارے راز افشا ہوتے گئے۔ اب کہیں جا کے یہ پتہ چلا کہ انٹرنیٹ سائبر اسپیس کا متبادل نہیں ہے بلکہ اس کا محض ایک چھوٹا سا حصہ ہے۔ سائبر اسپیس تو لامحدود ہے۔ سائبر اسپیس کے دائرے میں ہر وہ مشین آ جاتی ہے جو کسی طرح کے نیٹ ورک کے ذریعہ دوسری مشین یا مشینوں سے منسلک ہو خواہ وہ وائرلیس نیٹ ورک ہو یا کیبل نیٹ ورک، خواہ یہ نیٹ ورک روئے زمین پر پھیلا ہوا ہو یا زمین سے باہر سیاروں یا کہکشاؤں کے درمیان پھیلا ہو۔ جہاں بھی برقی ترسیل ہو رہی ہو وہ سائبر اسپیس کا حصہ ہے۔ اس لحاظ سے ٹیلی فون، ٹیلی گراف، ریڈیو، ٹیلی ویژن، انٹرنیٹ، فیکس، ٹیلیکس اور اے ٹی ایم مشینیں وغیرہ سب سائبر اسپیس کا حصہ ہیں۔

سائبر اسپیس آج ہماری زندگی کے ہر شعبے سے جڑا ہوا ہے۔ خواہ ہم اے ٹی ایم مشین کی مدد سے کسی بینک سے رقم نکال رہے ہوں، اپنے موبائل کے ذریعہ ریلوے کا ٹکٹ بک کر رہے ہوں، کسی کو ای میل بھیج رہے ہوں، فون پر کسی سے گفتگو کر رہے ہوں، ایف ایم ریڈیو پر گانے سن رہے ہوں، ٹی وی کا کوئی شو دیکھ رہے ہوں یا انٹرنیٹ پر کوئی ویب سائٹ وِزِٹ کر رہے ہوں.....ان تمام صورتوں میں ہم خود سائبر اسپیس میں موجود ہوتے ہیں۔

زندگی کے دوسرے شعبوں کی طرح سائبر اسپیس کا تعلق ادب سے بھی ہے۔ آج کل سائبر اسپیس ادب کی ترسیل و ترویج میں بھی بہت اہم کردار نبھا رہا ہے۔ میری دلچسپی سائبر اسپیس کے اسی پہلو سے تھی اور اسی لئے میں زیر نظر موضوع پر تحقیق کی جانب راغب ہوا۔ جب میں نے اپنا یہ خیال اپنے استاذ اور نگراں ڈاکٹر شاہد اختر صاحب کے سامنے پیش کیا تو وہ بہت خوش ہوئے۔ انہوں نے میرے اس خیال کو سراہا اور میری حوصلہ افزائی کی اور پھر میں مصمم ارادے کے ساتھ تحقیق میں لگ گیا اور اللہ کا کرم ہے کہ تین سال کی کڑی محنت کے بعد اس مقالے کو حتمی شکل دینے میں کامیاب ہو گیا اور یونیورسٹی آف بردوان، مغربی بنگال

نے مجھے اس تحقیق کے لئے Ph.D کی ڈگری سے نوازا۔ آج میں اس مقالے کو ضروری ترمیمات و اضافوں کے ساتھ کتابی صورت میں پیش کر رہا ہوں۔

اس مقالے کو میں نے چار ابواب میں تقسیم کیا ہے۔

''ادب کی ترسیل و ترویج کے مختلف وسائل'' اس مقالے کا پہلا باب ہے جسے مزید تین ذیلی ابواب میں بانٹا گیا ہے:
''دور قدیم میں ادبی ترسیل کے وسائل'' کے تحت زبان اور تحریر کی ایجاد اور کتاب کے عہد بہ عہد ارتقاء کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے۔ ''پرنٹنگ پریس کی ایجاد اور اس کے اثرات'' کے تحت چھپائی کے مختلف طریقوں کا عہد بہ عہد ارتقاء اور ان کے اثرات پر غور کیا گیا ہے۔ آخری حصے ''ایک انقلاب: ڈیجیٹل پبلیشنگ'' میں اشاعت کے برقی طریقوں اور ان کے اثرات کا بھرپور جائزہ لیا گیا ہے۔

مقالے کا دوسرا باب: **''سائبر اسپیس کا مفہوم، آغاز اور ارتقاء''** ہے۔ اس باب کو میں نے مزید پانچ ذیلی ابواب میں تقسیم کیا ہے جن میں انٹرنیٹ، ورلڈ وائڈ ویب اور سائبر اسپیس کا فرق سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے۔ سائبر اسپیس آخر ہے کیا؟ اس کا آغاز کب اور کیسے ہوا؟ اس نے کون کون سی ارتقائی منزلیں طے کیں؟ سائبر اسپیس کے افادی اور منفی پہلو کیا ہیں؟ اور سائبر اسپیس ادب کی ترسیل و ترویج میں کیا کردار نبھاتا ہے؟ ان ابواب میں ان تمام نکتوں پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔

تیسرا باب: **''اردو میں سائبر اسپیس کی روایت''** ہے۔ اس باب میں، میں نے اپنی گفتگو کو اردو ادب کی طرف موڑا ہے کہ کس طرح سائبر اسپیس اردو ادب کی ترسیل و ترویج میں مددگار رہے۔ یہ باب تین ذیلی ابواب میں منقسم ہے۔ ''الیکٹرانک میڈیا اور اردو'' کے تحت ریڈیو اور ٹیلی ویژن کی مدد سے اردو ادب کی ترسیل و ترویج کے تاریخی پس منظر اور موجودہ صورت حال کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ ''اردو کمپیوٹنگ کا آغاز و ارتقاء'' کے تحت اردو میں کمپیوٹنگ کی ابتداء، ارتقاء اور اردو کمپیوٹنگ کے مسائل پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ ''سائبر اسپیس میں اردو کے قدم'' کے تحت اردو انٹرنیٹ کی شروعات اور اسے درپیش مختلف مسائل پر مدلل بحث کی گئی ہے۔

مقالے کا چوتھا باب: **''اردو سائبر اسپیس کی موجودہ صورت حال''** ہے جس میں اردو کی موجودہ ویب سائٹس، اردو کے بلاگز، اردو کے آن لائن رسائل و اخبارات اور اردو کی آن لائن لائبریریوں کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ یوٹیوب

اورسوشل نیٹ ورکنگ کے ادبی پہلو، اردوادبی تحقیق میں سائبراسپیس کے استعمال پر بھی بحث کی گئی ہے۔

آخر میں ’حاصل مطالعہ‘ کے تحت اس تحقیق سے حاصل ہونے والے تمام نتائج کا تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔

اس تحقیق کے دوران میرے استاذ ونگراں ڈاکٹر شاہداختر صاحب نے قدم قدم پر میری رہنمائی کی، جس کے لئے میں ان کا شکرگزار ہوں۔ کلکتہ یونیورسٹی کے سابق استاد، ڈاکٹر یوسف تقی صاحب (مرحوم) نے بھی اپنے قیمتی مشوروں سے مجھے نوازا، میں ان کا بھی ممنون ہوں۔ دوران تحقیق بعض حضرات نے مواد کی فراہمی کے سلسلے میں میری مدد کی جس کے لئے میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ان میں محترم حیدرقریشی (جرمنی)، محترم احمد سہیل (امریکہ)، عزیزی معید رشیدی، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی اور محترم انیس رفیع، سابق اسٹیشن ڈائرکٹر، کلکتہ دوردرشن کے نام سرفہرست ہیں۔

میں ممنون ہوں اپنی شریک حیات شگفتہ یاسمین کا جس نے تقریباً تین برسوں پر محیط، اس تحقیق کے دوران میری جملہ بے اعتدالیوں کو برداشت کیا اور کبھی حرف شکایت لب پر نہ لائی۔

میں اپنے دوستوں عظیم انصاری اور بلند اقبال کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے تحقیق کے دوران ہر ہر قدم پر میری حوصلہ افزائی کی اور اپنے گراں قدر مشوروں سے نوازا۔

خورشید اقبال

09/نومبر 2019ء

اردو میں سائبر اسپیس کا منظر نامہ اور خورشید اقبال

ڈاکٹر معید رشیدی
شعبۂ اردو، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ

اردو زبان و ادب کے مختلف پہلوؤں پر کام کرنے والوں کی کمی نہیں۔ کمی ایسے حضرات کی ہے جو زبان و ادب کے نئے پہلوؤں کی دریافت پر توجہ دیں۔ روایتی طرز پر جو کام ہو رہے ہیں ان سے انبار تو یقیناً لگتا جا رہا ہے لیکن اس انبار کا کیا کیا جائے جس سے علم و فضل اور دانشوری کی روایت میں کوئی اضافہ نہ ہو۔ صرف یہ کہہ دینا کافی نہیں ہوتا کہ جب تک اردو بولنے والے زندہ رہیں گے، اردو زندہ رہے گی۔ آج کل کچھ لوگ احساس کمتری کا شکار نظر آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اردو ختم ہو رہی ہے۔ انھیں خبر ہی نہیں کہ اردو روز بہ روز مقبول ہو رہی ہے۔ اور یہ کس نے کہہ دیا کہ زبان ختم ہو جائے گی؟ یہ باتیں وہ لوگ کرتے ہیں جو لسانیاتی مسائل سے ناواقف ہوتے ہیں۔ انھیں خبر ہی نہیں کہ زبان اپنی اصل میں کیا شے ہے؟ اردو ایک زندہ زبان ہے۔ اس میں نئی آب و ہوا کو قبول کرنے کی پوری صلاحیت موجود ہے۔ اس زبان میں جذب و قبول کی روایت بہت پرانی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ عالمی سطح پر تبدیلیاں آ رہی ہیں۔ اور یہ ہر شعبۂ حیات میں ہو رہا ہے یا یوں کہیے کہ منظر نامہ بدل رہا ہے۔ اخلاقی نظام سے لے کر تجارتی نظام تک میں نمایاں تغیرات موجود ہیں۔ آج وہی قومیں اور زبانیں عالمی دھارے کا حصہ بن رہی ہیں جو ان تغیرات کا استقبال کر رہی ہیں۔

کیسے کیسے دور سے اردو زبان اور اس میں لکھا جانے والا ادب گزرا ہے؟ اس زبان نے بہت سی تبدیلیوں کو قبول کیا ہے۔ ادب میں ہر زمانے میں تبدیلیاں آتی رہی ہیں۔ زبانی بیانیوں کے دور سے لے کر تحریر کے فن کی ایجاد تک؛ انسانی تجربے اور مشاہدے نے اپنی دنیا اور تصور کائنات کو محفوظ کرنے کا ہر ممکن جتن کیا ہے۔ برقی ذرائع ابلاغ کے اس دور میں نہ صرف زندگی تیز تر ہوگئی ہے، فاصلے مٹ گئے ہیں، بلکہ تہذیب و ثقافت کے تحفظ کے مسائل بھی حل ہوئے ہیں۔ انٹرنیٹ کی ایجاد نے دنیا کا چہرہ بالکل بدل کر رکھ دیا ہے۔ ناممکن اب ممکن ہے۔ نئے امکانات کی تلاش اس دور کا سب سے بڑا وظیفہ ہے۔ اردو سے محبت رکھنے والوں نے اس زبان کو زمانے کے تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کی کوشش کی ہے۔ شک نہیں کہ آج اردو جدید ٹکنالوجی سے فیضیاب ہو کر برقی

دنیا میں بھی اپنے جلوے بکھیر رہی ہے۔سائبر اسپیس میں اس زبان نے بہت تیزی سے خود کو نمایاں کیا ہے۔

خورشید اقبال کو سائبر اسپیس کے مسائل سے گہرا لگاؤ ہے۔ جب ہندوستان میں بہت کم لوگ جانتے تھے کہ انٹرنیٹ کیا معجزہ ہے، اس وقت خورشید اقبال نے اردو کی ویب سائٹ 'اردو دوست ڈاٹ کام' بناڈالی۔اس پر ایک آن لائن رسالے کا اجرا کردیا۔ سائبر اسپیس کی نسبت سے رسالے کا نام 'کائنات' رکھا۔ ماہنامے کی صورت میں جاری کیا۔ رسالے کو مقبولیت ملی۔خورشید اقبال نے شاعری کی۔ترجمے کیے۔سائنسی موضوعات پر کتابیں تحریر کیں۔سائنس فکشن پر کام کیا۔ پھر مصمم ارادہ کرلیا کہ سائبر اسپیس میں اردو کے مسائل پر پی ایچ ڈی کا مقالہ سپرد قلم کریں گے۔ وہ جو ٹھان لیتے ہیں، کر دکھاتے ہیں۔ لیجیے صاحب۔ پی ایچ ڈی مکمل ہوئی اور اب کتابی صورت میں شائع ہونے جارہی ہے۔مبارکباد۔ سچی بات یہ ہے کہ جامعات میں اس نوع کے موضوعات پر کام کرنے والے نہیں پائے جاتے۔مشکل سے ملتے بھی ہیں تو ایسے اساتذہ کی کمی کھلتی ہے جو ایسے موضوعات پر تحقیق کراسکیں۔ 'حیات و خدمات' قسم کے مقالوں کا سلسلہ تھمنے کا نام نہیں لیتا۔ایسے میں کوئی نیا موضوع سامنے آئے تو خوشی ہوتی ہے۔مقالہ میرے سامنے ہے۔ چار ابواب پر مشتمل یہ مقالہ اردو سائبر اسپیس کی صورت حال کو بہتر طور پر پیش کرتا ہے۔ترسیل وابلاغ کے مختلف ذرائع کا ذکر کرتے ہوئے مصنف نے زبان وادب کے ارتقائی مراحل پر روشنی ڈالی ہے۔سائبر اسپیس کا صحیح اور جامع تعارف پیش کرتے ہوئے اس کی وسعت اور دائرۂ کار کی نشاندہی کی ہے۔اس کے ارتقائی سفر کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔اس کے افادی اور منفی پہلوؤں پر گفتگو کی ہے۔سائبر اسپیس کے پورے سفر کو اردو زبان وادب کے ارتقائی سفر سے مربوط کر کے دیکھنے کی کوشش کی ہے۔ریڈیو، ٹیلی ویژن اور انٹرنیٹ پر اردو کس طرح نمایاں رہی ہے، اسے موصوف نے مثالوں کے ذریعے سمجھایا ہے۔اردو سائبر اسپیس کی ترقی کے لیے ان کے بعض مشورے بے حد اہم ہیں جن پر غور کیا جانا چاہیے۔

مجموعی طور پر کہا جاسکتا ہے کہ اردو سائبر اسپیس پر مبنی یہ کتاب حوالے کی حیثیت اختیار کرے گی۔ ہر عمر کے افراد اس کتاب سے استفادہ کرسکتے ہیں۔ بے حد محنت اور چھان پھٹک کے بعد خورشید اقبال نے مواد کو سمیٹا ہے اور پورے مقالے میں تسلسل کی ایک فضا قائم کی ہے۔آسان زبان میں مشکل مسائل کو پیش کیا ہے۔تصویروں کے ذریعے تحریر کو بامعنی بنایا ہے جو قاری کی دلچسپیوں میں اضافے کا سبب ہے۔آخر میں کہا جاسکتا ہے کہ اپنے مواد کے لحاظ سے یہ بہت کام کی کتاب ہے۔اس کو نئی نسل کے لیے بہترین تحفہ کہنا چاہیے۔اس کتاب کی اشاعت پر خورشید اقبال کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور کتاب کا استقبال کرتا ہوں۔

ڈاکٹر معید رشیدی
شعبۂ اردو، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ


Welcome to
Cyberspace
Population : 2,000,000,000 and growing

1

ادب کی ترسیل و ترویج کے مختلف وسائل

1.1 : دورِ قدیم میں ادبی ترسیل کے وسائل

انسان کا بچہ چار سال کی عمر میں بات کرنا سیکھ جاتا ہے۔ یہ وہ خوبی ہے جو اسے دنیا کے دیگر تمام جانوروں سے الگ ایک ممتاز حیثیت دیتی ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ خوبی آخر انسان میں پیدا کیسے ہوئی ؟

میرے خیال میں اس کا سیدھا سادا جواب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور انہیں بولنا سکھایا۔ ہم انسانوں کو بولنے کی صفت حضرت آدم علیہ السلام سے ہی وراثت میں ملی ہے۔ قرآن اور بائبل کی آیات اس بات کی گواہ ہیں:

> ''اور اس نے آدم کو سب (چیزوں کے) نام سکھائے پھر ان کو فرشتوں کے سامنے کیا اور فرمایا کہ اگر تم سچے ہو تو مجھے ان کے نام بتاؤ''
>
> (سورہ بقرۃ : آیت ۳۱)

> *God blessed them and said to them, "Be fruitful and increase in number; fill the earth and subdue it. Rule over the fish in the sea and the birds in the sky and over every living creature that moves on the ground."*
>
> (Genesis 1 : 28)

قرآن اور بائبل کی مندرجہ بالا آیات اس بات کا بیّن ثبوت ہیں کہ دنیا کے پہلے انسان، حضرت آدم علیہ السلام، بات چیت کرنا جانتے تھے اور ان کی اولاد کو یہ صفت وراثت میں نصیب ہوئی ہے۔

لیکن چارلس ڈاروِن کے نظریہ ارتقاء کے ماننے والوں کو یہ بات ہضم نہیں ہوتی۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے اجداد کا نسب

حضرت آدم علیہ السلام کے بجائے بندروں سے ملاتے ہیں۔ان کے مطابق انسان بھی دیگر جانوروں کی طرح ایک جانور ہے جس نے ارتقاء کے دوران بولنے کا ہنر 'سیکھ' لیا ہے......کیوں اور کیسے؟

اس سلسلے میں مختلف سائنسدانوں نے مختلف نظریات پیش کئے ہیں۔

لیکن یہ میرے اس مقالے کا موضوع نہیں ہے اس لئے میں ان نظریات پر بحث نہ کرتے ہوئے صرف یہ بتانا چاہوں گا کہ ارتقاء کے نظریئے کے مطابق انسان نے دوسرے انسانوں تک اپنے خیالات کے اظہار کے لئے کون کون سے طریقے اپنائے.... کب.....اور کیسے؟

اشاروں کی زبان (Sign language)



Sign language میں باتیں کرتے ہوئے

ایک دور تھا جب انسان گونگا تھا۔حروف، الفاظ اور جملے وجود میں نہیں آئے تھے۔مبہم اور بے ہنگم آوازیں ، ہاتھوں کے بے ساختہ اشارے اور چہرے کے اتار چڑھاؤ انسان کو اپنا مافی الضمیر سمجھانے میں مدد دیتے تھے۔اپنے جذبات اور خیالات کی صحیح ترسیل ان دنوں مشکل ترین کام تھا۔

یہ طریقہ آج بھی گونگے لوگ استعمال کرتے ہیں۔ان کی زبان کو Sign Language کہتے ہیں۔اس زبان میں ہاتھوں کے اشاروں، مختلف جسمانی حرکات، چہرے کے اتار چڑھاؤ، آنکھوں کی حرکات اور لمس کے استعمال سے اپنی بات کو دوسروں تک پہونچایا جاتا ہے۔ان طریقوں کا تھوڑا بہت استعمال ہم سبھی کیا کرتے ہیں۔مثال کے طور پر کسی کو 'ہاں' کہنے کے لئے اپنے سر کو آگے پیچھے جنبش دینا، 'نہیں' کہنے کے لئے سر کو دائیں بائیں ہلا دینا، بے زاری یا لاپرواہی ظاہر کرنے کے کندھے اچکانا وغیرہ۔اس طریقے سے تھوڑی بہت گفتگو تو کی جاسکتی ہے لیکن ضروری یہ ہوتا ہے کہ سامنے والا شخص بھی ان مخصوص اشاروں کے معنی جانتا ہو۔

ہم با آسانی تصور کر سکتے ہیں کہ دور قدیم کے انسان، جو کوئی بھی زبان نہیں جانتے تھے، کس طرح آپس میں ایک

دوسرے سے اشاروں کی زبان میں باتیں کرتے ہوں گے۔مثال کے طور پر جب یہ لوگ شکار کے کے لئے نکلتے ہوں گے تو رکنے کے لئے، چھپنے کے لئے، آگے بڑھنے کے لئے، حملہ کرنے کے لئے اور خطرے کے اوقات میں، اپنے ساتھیوں کو مختلف اشارے کیا کرتے ہوں گے۔ یہی نہیں ان کے منھ سے بے ہنگم آوازیں بھی نکلتی ہوں گی اور آخر کار یہی آوازیں رفتہ رفتہ زبانوں میں ڈھل گئیں۔

سیٹیوں کی زبان (Whistled language)

اسپین کے La Gomera جزیرے کے لوگ ہزاروں برسوں سے ایک عجیب سی سیٹیوں والی زبان کا استعمال کرتے آرہے ہیں۔اس زبان کا نام *Silbo Gomero* ہے۔یہ لوگ اپنے منہ میں انگلیاں ڈال کر زور زور سے سیٹیاں بجاتے ہیں اور سننے والے سیٹیوں کے مخصوص اشاروں کو سمجھ جاتے ہیں۔



Silbo زبان میں بات کرتا ہوا شخص

La Gomera جزیرہ دراصل چھوٹی پہاڑیوں سے بھرا ہوا ہے جن کے درمیان لمبی تنگ وادیاں ہیں۔وادیوں کی یہ بناوٹ سیٹیوں کی آوازوں کو تقریباً 5 سے 7 کیلو میٹر دور تک پہونچا دیتی ہے اور اس طرح اس قدرتی لاسلکی نظام کی مدد سے یہ لوگ بڑی آسانی سے اپنے دور دراز موجود ساتھیوں سے باتیں کر لیتے ہیں۔

اسپینی حکومت La Gomera کے باشندوں کی اس قدیم زبان کی حفاظت کر رہی ہے اور آج اسکولوں میں Silbo زبان باقاعدہ طور پر سکھائی جاتی ہے۔اسی لئے یہ ہزاروں سال قدیم زبان آج تک زندہ ہے۔[1]

دوسری مثال ترکی کا Kuskoy نامی گاؤں ہے۔Kuskoy کے معنی ہیں 'چڑیوں کا گاؤں'۔ پانچ سو افراد کی آبادی والے اس گاؤں کے باشندے آج بھی آپس میں سیٹیوں کی زبان میں باتیں کرتے ہیں۔

1. http://en.wikipedia.org/wiki/Silbo_Gomero

آج ان زبانوں کا چلن دھیرے دھیرے ختم ہوتا جا رہا ہے۔ لیکن اب بھی پوری دنیا میں تقریباً 70 ایسی زبانیں بولی جاتی ہیں۔ la-Gomera اور Kuskoy کے علاوہ جو زبانیں اہم ہیں وہ ہیں:

French Pyrenees کے Aas گاؤں کی زبان Bearnais، میکسیکو کے Mazatec قبائل کی زبان اور یونان کے Eubea جزیرے کی زبان وغیرہ۔

زبانوں کا ارتقاء (Evolution of languages)

انسان نے بولنا کب اور کیسے سیکھا یہ بات سائنسدانوں اور ماہرین لسانیات کے لئے شاید ہمیشہ ہی ایک معمہ بنی رہے گی کیونکہ حقیقت تک پہونچنے کا کوئی بھی ذریعہ آج موجود نہیں ہے۔ لیکن گزشتہ دو صدیوں میں مختلف زبانوں کی پیدائش اور ارتقاء سے متعلق کافی تحقیقی کام ہوا ہے۔

آج پوری دنیا میں تقریباً 6,523 سے بھی زیادہ زبانیں بولی جاتی ہیں۔ لیکن ان میں سے تقریباً 2000 زبانیں ایسی ہیں جن کے بولنے والوں کی تعداد 1000 سے بھی کم ہے۔ اِن میں سے زیادہ تر زبانیں افریقہ کے قبائلی بولتے ہیں۔ یہ قبیلے جنگلوں میں دور دراز علاقوں میں بکھرے ہوئے ہیں اور ان میں سے ہر ایک قبیلے کی اپنی الگ زبان ہے۔

دنیا میں سب سے زیادہ بولی جانے والی زبان Manderian ہے جو چین میں بولی جاتی ہے اور اسے بولنے والوں کی تعداد ایک ارب سے زیادہ ہے۔

وِکی پیڈیا کے مطابق ہماری زبان 'اردو' دنیا کی زبانوں کی اس فہرست میں 22 ویں مقام پر ہے اور اس کے بولنے والوں کی کُل تعداد تقریباً گیارہ کروڑ ہے۔

ماہرین لسانیات نے مشترک آوازوں اور گرامر کے اصولوں کی بنیاد پر ان تمام زبانوں کو چند خاندانوں میں تقسیم کیا ہے۔ ماہرین کا خیال ہے کہ کسی خاندان کی تمام زبانیں کسی ایک قدیم زبان کی مختلف ارتقائی شکلیں ہیں۔

زبانوں کا سب سے بڑا خاندان Indo-European ہے جس میں تقریباً 439 زبانیں شامل ہیں اور جو تقریباً آدھی دنیا میں بولی جاتی ہیں۔ اردو، ہندی، فارسی، نورویجین، جرمن، آئس لینڈک اور انگلش وغیرہ زبانیں اسی خاندان سے تعلق رکھتی ہیں۔ یہ ساری زبانیں کسی ایک زبان سے نکلی ہیں جو دراصل خانہ بدوشوں کے ایک قبیلے کی زبان تھی۔ یہ خانہ بدوش تقریبا 3000 ق م میں مشرقی یوروپ اور مغربی ایشیا کے علاقوں میں رہا کرتے تھے۔ انہیں کی نسلیں 2000 ق م میں پورے یوروپ میں پھیل گئیں اور

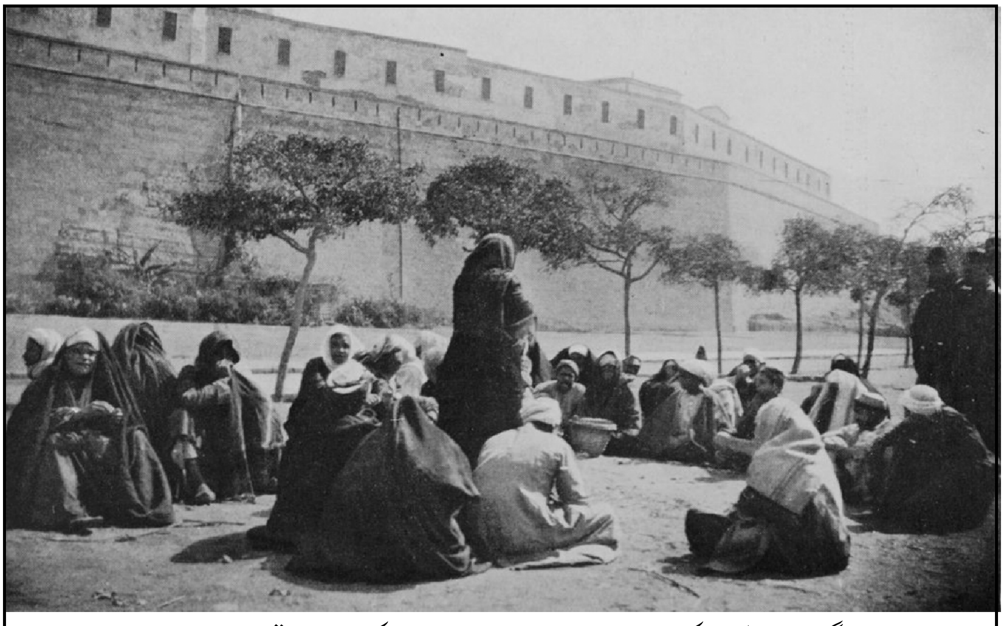
وہاں سے انہوں سے ایشیا کا رخ کیا اور ہندوستان تک پہونچ گئیں۔

زبانوں کا دوسرا بڑا خاندان Semitic خاندان ہے۔عربی، گیز، ارامائک اور عبرانی وغیرہ زبانیں اسی خاندان سے تعلق رکھتی ہیں۔اس خاندان کی زبانیں بھی 3000 ق م میں جنوبی عرب کے صحراؤں میں بھٹکنے والے خانہ بدوشوں کے کسی ایک قبیلے کی زبان سے نکلی ہیں۔

ادب کی زبانی ترسیل (Oral propagation of literature)

بولی جانے والی زبان (Spoken language) آپسی انسانی رابطے کے لئے سب سے اہم اور بنیادی شے ہے اور ادبی ظہار کا سب سے اہم اور اوّلین وسیلہ بھی۔اس کی مدد سے ہم اپنے خیالات، خواہ وہ کتنے ہی پیچیدہ کیوں نہ ہوں، دوسروں تک بڑی آسانی سے پہونچا سکتے ہیں۔دورِ قدیم میں جب انسانی تمدن ابھی گھٹنوں کے بل چل رہی تھی، ہم تصور کر سکتے ہیں کہ کس طرح قصہ گو لوگوں کو اپنے سامنے بٹھا کر انہیں کہانیاں سناتے ہوں گے۔تقریبات کے موقعے پر کس طرح گیت گائے جاتے ہوں گے۔

عرب شعراء اپنا کلام عوام تک پہونچانے کے لئے، حج کے موقع پر، میلوں کے موقعے پر اور لوگوں کی بھیڑ میں با آواز بلند انہیں پڑھا کرتے تھے۔لوگ ان کے کلام کو سن کر یاد کر لیتے تھے اور اس طرح ان کے اشعار زبان زد ہو کر عرب کے گلی کوچوں میں پھیل جاتے۔



ایک داستان گو 'الف لیلیٰ'' کی داستان سناتے ہوئے (1911ء کی ایک نادر تصویر) [بشکریہ: وکی پیڈیا]

ہمارے ملک میں بھی قصہ گویوں کی روایت بہت پرانی ہے۔نہ جانے کتنی داستانیں اور کہانیاں ،لوک گیت، لوریاں، شادی کے گیت، کہہ مکرنیاں، پہیلیاں اور بھجن وغیرہ صدیوں سے سینہ بہ سینہ منتقل ہوتے آرہے ہیں۔آریوں کی مذہبی کتاب 'رِگ وید' تقریباً1500 سال تک صرف حافظے کی بنیاد پر نسل در نسل منتقل ہوتی رہی ہے اس کے بعد اس کی کتابت کی گئی۔

اردو کی طویل ترین داستان ''داستان امیر حمزہ'' بھی پہلے ایک عرصے تک زبانی ادب کے طور پر سنی اور سنائی گئی اس کے بعد کہیں جا کر ضبطِ تحریر میں لائی گئی۔

دنیا کے بعض ملکوں میں زبانی ادب کی روایت اب بھی برقرار ہے۔مثلاً افریقی سماج میں پیشہ ور قصہ گو آج بھی بہت مقبول ہیں۔ان کا کام مختلف گاؤں اور قبائل میں جا کر قصے سنانا ہے۔بدلے میں لوگ انھیں اناج اور دوسری اشیا پیش کیا کرتے ہیں۔قصہ گوؤں کی ایک دوسری قسم گا کر کہانیاں سنانے والوں کی ہے جنہیں Griots کہا جاتا ہے۔یہ لوگ کہانیاں سنانے کے لیے موسیقی کا استعمال کیا کرتے ہیں۔ایسے ہی پیشہ ور قصہ گو امریکہ کے ریڈ انڈین قبائل میں بھی پائے جاتے ہیں۔ہمارے ملک کے آدی باسی قبائل میں بھی قصوں کا گا کر سنانے والے قصہ گو پائے جاتے ہیں۔



ایک ہندو داستان گو (درمیان میں میز پر بیٹھا ہوا) داستان سرائی میں مصروف

(1913ء کی ایک نادر تصویر) [بشکریہ: وکی پیڈیا]



گاکرکہانی سناتے ہوئے افریقی قصہ گو (Griots)

ادب کی زبانی ترسیل کی ایک عمدہ مثال : عُکاظ کا میلہ

اسلامی تاریخ کی کتابوں میں عکاظ کے میلے کا ذکر تفصیل سے موجود ہے۔عکاظ اس معروف میلے کا نام ہے جو زمانۂ جہالت میں رمضان المبارک کے بعد اور حج سے پہلے لگا کرتا تھا اور پورے عرب میں مشہور تھا۔ یہ میلۂ عکاظ دس روز تک ،اور بعض روایات کے مطابق بیس روز تک ،ایک وسیع وعریض میدان میں لگایا جاتا تھا جہاں سعودی عرب کا معروف قبیلہ العدوانی آباد ہے۔ یہ وسیع وعریض میدان طائف سے تقریباً چالیس کیلومیٹر کے فاصلے پر ریاض روڈ کے دائیں طرف واقع ہے۔مورخین کے مطابق زمانۂ جاہلیت میں اس میلے کا انتظام بنوثقیف اور قیس بن عیلا کے پاس تھا۔اس میلے میں ایران ،مصر،عراق ،عمان ، بحرین ،یمن وغیرہ سے تاجر آیا کرتے تھے۔ مقامی طور پر قریش ، بنواسلم ،عطفان اور دیگر عرب قبائل وغیرہ یہاں آکر اپنے اپنے خیمے لگاتے ۔اس تاریخی میلے میں تمام عرب ممالک سے ادیب ،حکیم اور نامور شعراء حضرات بھی تشریف لاتے اور اپنے اپنے اشعار پیش کرتے جبکہ بدو اپنے قصیدے سنایا کرتے تھے اور اپنے قبائل کی برتری اور فضیلت جتاتے ۔

زمانۂ جاہلیت میں دستور تھا کہ عکاظ کے میلے میں عرب کے تمام شعراء جمع ہوتے تھے اور مشہور جاہلی شاعر النابغہ الذبیانی کی صدارت میں محفل مشاعرہ گرم ہوتی تھی جس میں تمام شعراء اپنا کلام سناتے تھے۔ آخر میں میرِ مشاعرہ فیصلہ سناتا تھا کہ اس سال کس شاعر کا قصیدہ سب سے اچھا رہا۔ چنانچہ اس شاعر کے قصیدے کو سونے کے پانی سے لکھ کر خانۂ کعبہ میں لٹکا دیا جاتا تھا۔ ایسے قصیدہ کو ''معلّقہ'' یعنی خانۂ کعبہ میں لٹکایا ہوا قصیدہ کہتے تھے۔

چنانچہ ان بے شمار شاعروں میں جو زمانۂ جاہلیت میں نامور سمجھے جاتے تھے، آٹھ شعرا کا کلام عکاظ کے میلے میں اوّل آنے پر خانہ کعبہ میں لٹکایا گیا اور یہی معلقات جاہلی شاعری کی جان اور اس کا صحیح اور اصل نمونہ ہیں۔ ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:

امراؤالقیس م ۵۳۹ء، النابغہ الذبیانی م ۶۰۴ء، زہیر بن ابی سلمٰی م ۶۳۱ء، عنترہ بن شداد العبسی م ۶۱۵ء

الاعشیٰ قیس م ۶۲۹ء، طرف بن العبد م ۵۵۲ء، عمرو بن کلثوم م ۵۷۱ء، لبید بن ربیعہ م ۶۸۰ء

حضرت خنساء رضی اللہ عنہا بھی ہر سال بازار عکاظ کے اس میلے میں شریک ہوتیں۔ انہیں اپنی زبان کے صرف ونحو پر کمال درجہ کا عبور حاصل تھا وہ اگر چہ تمام اصنافِ سخن میں ماہر تھیں لیکن مرثیہ گوئی میں وہ اپنا جواب نہیں رکھتی تھیں۔ بازار عُکاظ میں ان کے دروازے پر ایک جھنڈا نصب ہوتا تھا جس پر یہ الفاظ لکھے ہوتے تھے۔

الخنساء.... ارثی العرب

یعنی عرب کی سب سے بڑی مرثیہ گو خنساء

جب ان کی آمد ہوتی تو لوگ اس طرف ٹوٹ پڑتے اور ان کے اونٹ کے گرد گھیرا ڈال کر مرثیے سنانے کیلئے اصرار کرتے۔ جب وہ اپنے کسی مرثیہ کے اشعار پڑھتیں تو لوگ فرط رنج والم سے دھاڑیں مار مار کر روتے۔ یہ سامعین کون ہوتے تھے؟ نہایت سنگدل اور خوفناک بدوی جنگجو جن کیلئے قتل وغارت محض ایک کھیل تھا۔ حضرت خنساء کے اشعار سن کر ان کے دل پگھل جاتے اور سیل اشک ان کی آنکھوں سے رواں ہوجاتا۔ یہ سیل اشک ان میں جذبۂ انسانیت پیدا کرنے کا سبب بنتا۔

نابغہ الذبیانی کے لیے سرخ رنگ کا خیمہ نصب کیا جاتا جو سارے میلے میں منفرد ہوتا تھا۔ اس لئے کہ وہ اپنے دور کے شاعروں میں مُسلّم الثّبُوت استاد مانا جاتا تھا اور بڑے بڑے نامی شعراء اسے اپنے اشعار سنانے میں فخر محسوس کرتے تھے۔ جب حضرت خنساء رضی اللہ عنہا پہلی بار بازارِ عُکاظ میں آئیں اور اپنے اشعار نابغہ کو سنائے تو وہ بے اختیار پکار اٹھا۔

''واقعی تُو عوتوں میں بڑی شاعرہ ہے اگر میں اس سے پہلے ابوبصیر (اعشیٰ) کے اشعار نہ سن لیتا تو تجھ کو اس زمانے کے تمام

شعراء پر فضیلت دیتا اور کہہ دیتا کہ تو جنّ وانس میں سب سے افضل ترین شاعرہ ہے۔" [2]

ہمارے پیغمبر حضرت محمد ﷺ بھی اپنے چچا عباس بن عبدالمطلب کے ساتھ اس میلہ عکاظ میں تشریف لائے تھے لیکن یہ واضح نہیں کہ آپ نبوت سے قبل تشریف لائے تھے یا نبوت کے بعد میلہ میں موجود شرکاء کو دعوت اسلام دینے کیلئے تشریف لائے تھے۔ اس میلے کو نامعلوم وجوہات کی بنا پر 1300 سال قبل بند کر دیا گیا تھا لیکن 2007ء میں امیر مکہ شہزادہ خالد الفیصل نے اس قدیم روایت کو دوبارہ زندہ کیا۔ اور اب یہ میلہ پھر سے شروع ہو گیا ہے۔ [2][4]

تحریری زبان کی ضرورت (Necessity of written langauge)

بولی جانے والی زبان (Spoken language) ترسیل کا خواہ کتنا ہی بہتر وسیلہ کیوں نہ ہو، اس میں ایک بہت بڑی کمی یہ ہے کہ اس کا دائرہ کار نہایت محدود ہے۔ بولنے والے اور سننے والے کا ایک دوسرے سے قریب ہونا لازمی ہے ورنہ آواز کی ترسیل نہیں ہو سکے گی۔ یہ طریقہ کسی کمرے میں، کسی مجلس میں یا لوگوں کی محدود بھیڑ میں ہی کارآمد ہوتا ہے۔ چیخنے کے عالمی مقابلوں میں ورلڈ ریکارڈ 100 میٹر سے بھی کم ہے۔ یعنی ایک شخص جتنا بھی زور لگا کر چلاّئے، اپنی آواز کو 100 میٹر سے زیادہ دور نہیں پہونچا سکتا۔

یعنی ادب کی زبانی ترسیل نہایت ہی محدود پیمانے پر ہی ممکن ہے۔ اگر ہم اپنے خیالات کو دور دور تک پہونچانا چاہیں تو ہمیں کوئی اور ذریعہ ڈھونڈنا ہوگا......اور یہیں تحریر کی اہمیت زبان پر حاوی ہو جاتی ہے۔

"Writing is the solid form of language, the precipitate." [5]

'تحریر' کا مطلب ہے بولی جانے والی زبان کو نشانات اور علامات کی مدد سے ایک مادّی شکل عطا کرنا۔ ترقی پذیر انسانی تمدن کے لئے تحریر کی ایجاد ایک ناگزیر عمل تھا۔ اپنے خیالات کی ترسیل کے لئے، حساب و کتاب کے لئے، قانون سازی کرنے کے لئے اور اپنی تاریخ کو محفوظ رکھنے کے لئے انسان کو تحریر کی ضرورت پیش آئی۔ انسان نے بالآخر لکھنا سیکھ لیا لیکن تحریر کو آج موجود حروف اور الفاظ کی صورت اختیار کرنے میں ایک طویل عرصہ لگا۔

---

2. https://www.facebook.com/khansaa/posts/422613644517556
3. http://www.sooqokaz.com
4. http://lib.bazmeurdu.net/عربی–زبان–و–ادب۔۔–انسائیکلو–پیڈیا–سے/
5. The Solid Form of Language — Robert Bringhurst, Gaspereau Press, 2004¡ p. 9

ابتدائی کوششیں (Early efforts)

ہزاروں سال قبل، حروف سے ناآشنا انسان کو تحریر کی ضرورت محسوس ہوئی۔ لیکن وہ مجبور تھا۔ اس کے پاس اپنے خیالات کی ترسیل کے لئے بولے جانے والے الفاظ تو تھے لیکن لکھے جانے والے حروف نہیں تھے۔ وہ لکھنے کے لئے بے چین تھا۔ آخر اس نے چند دوسرے طریقے اختیار کئے۔

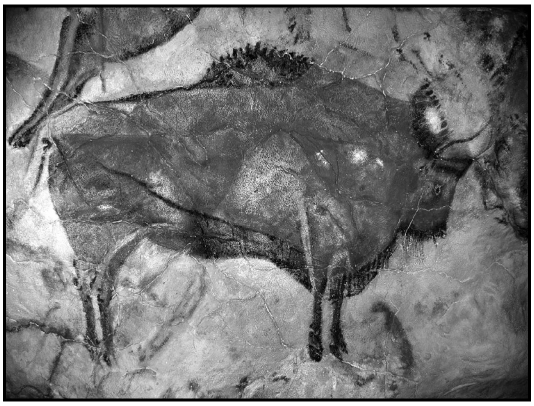
مشہور مقولہ ہے: *A picture is worth a thousand words*

قدیم انسان نے اپنے خیالات کی ترسیل کے لئے یہی طریقہ چنا۔ تحریر کی ابتدا تصویر سے ہوئی۔

غاروں میں بنی تصاویر (Cave paintings)

آج سے تقریباً 35 ہزار سال قبل، غاروں میں رہنے والے قدیم انسانوں نے غاروں کی دیواروں اور چھتوں پر تصاویر بنائیں۔ بیشتر ماہرین کا نظریہ ہے کہ قدیم انسان نے انہیں اپنے خیالات کی ترسیل کے لئے بنایا۔ وہ ان تصاویر کی مدد سے کچھ کہنا چاہتے تھے۔ لیکن چند ماہرین یہ مانتے ہیں کہ یہ تصاویر محض خوبصورتی اور سجاوٹ کے خیال سے بنائی گئی تھیں۔ اس طرح کی تصاویر دنیا کے مختلف حصوں میں پائی گئی ہیں۔ اب تک دستیاب سب سے پرانی تصویر انڈونیشیا کے ماروس نامی مقام پر ملی ہے جو 35000 سال پرانی ہے۔[6]



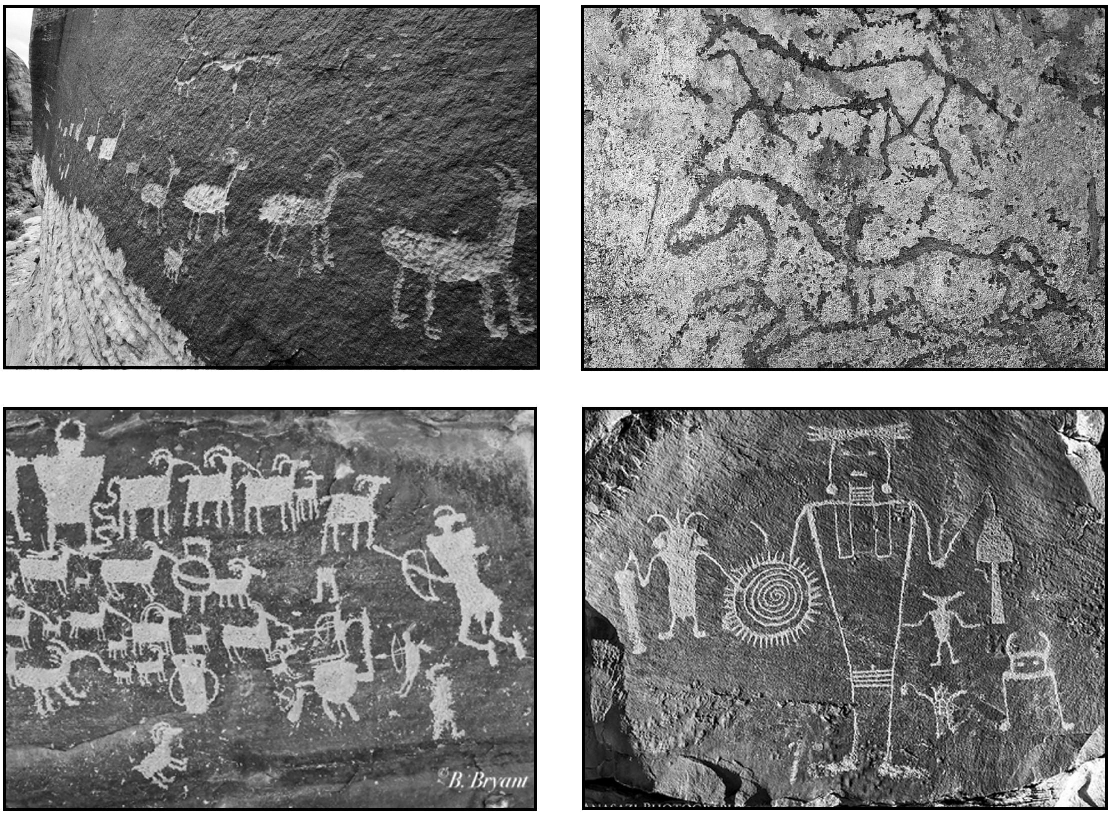


دنیا کے مختلف حصوں میں دستیاب ہونے والی Cave paintings

6. http://en.wikipedia.org/wiki/Cave_painting

چٹانوں پر کندہ تصاویر (Petroglyphs)

قدیم انسان نے شاید اپنی بنائی تصاویر کو لمبے عرصے تک محفوظ رکھنے کے لئے چٹانوں کی سطح کو کھرچ کر تصاویر بنائیں۔ ایسی کندہ کی گئی تصاویر کو Petroglyphs کہا جاتا ہے۔زیادہ تر Petroglyphs تقریباً 10000 سال قبل کی ہیں ۔یعنی یہ کہا جا سکتا ہے کہ Petroglyphs تحریر کے سلسلے میں قدیم انسان کی دوسری کوشش ہیں اور Cave painting سے Petroglyphs تک پہونچنے میں انسان کو 20,000 سال لگے۔ Petroglyphs کے نمونے پوری دنیا میں پائے گئے ہیں۔ [7]



دنیا کے مختلف حصوں میں پائے جانے والے Petroglyphs

---

7. http://en.wikipedia.org/wiki/Petroglyph

پکٹوگرام (Pictograms)

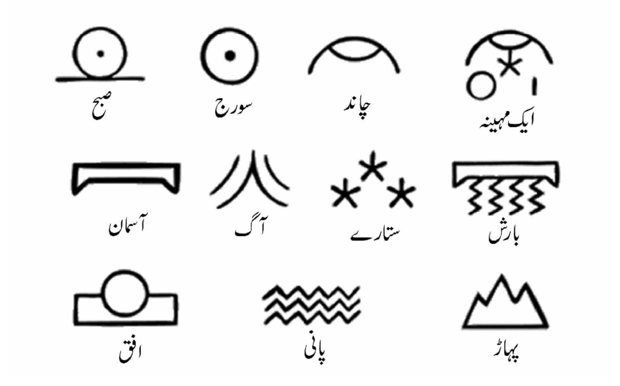


سمیری عہد کی مٹی کی تختی جس پر پکٹوگراف کی مدد سے کچھ لکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔

تحریر کی کوششوں کے ارتقاء کی اگلی منزل Pictograms یا Pictographs تھے۔ پکٹوگرام دراصل ایسی تصویر ہے جس کے ذریعہ کسی شے، کسی خیال، کسی تصور یا کسی پیغام کی ترسیل کی جا سکے۔ آج بھی ہم ان کا استعمال کرتے ہیں۔ کسی ٹوائلٹ کے دروازے پر Male یا Female لکھنے کے بجائے اکثر مرد یا عورت کا ایک Pictogram لگا دیا جاتا ہے اور لوگ مقصد سمجھ جاتے ہیں۔ حروف سے نا آشنا قدیم انسان نے اپنے خیالات کی ترسیل کے لئے ایسے ہی Pictograms کا سہارا لیا۔ [10] [9]

آئیڈیوگرام (Ideograms)

پکٹوگرام کی ترقی یافتہ شکل Ideogram کی صورت میں سامنے آئی۔ اس میں تصویروں کو براہ راست استعمال کرنے کے بجائے انہیں علامات کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا۔ مثال کے طور پر Pictogram میں ایک ننھا سا دائرہ سورج کی تصویر کے لئے استعمال ہوتا تھا۔ لیکن آئیڈیوگرام میں یہی دائرہ سورج کے علاوہ 'گرمی'، 'روشنی'، 'دِن' یا 'خدا' وغیرہ کے لئے بھی علامت کے طور پر استعمال کیا جا سکتا تھا۔ آئیڈیوگرام کسی بھی پیچیدہ خیال کی ترسیل کی جا سکتی تھی جو پکٹوگرام کی مدد سے ممکن نہیں تھا۔ آئیڈیوگرام کی علامتیں ہی رفتہ رفتہ الفاظ میں ڈھل گئیں اور آگے چل کر فنِ تحریر وجود میں آیا۔ [12][11]



آئیڈیوگرام (Ideogram)

---

9. http://www.buzzle.com/articles/history-of-communication.html
10. http://en.wikipedia.org/wiki/Pictogram
11. http://www.ancient.eu/writing/
12. http://en.wikipedia.org/wiki/History_of_communication

ابتدائی تحریر کے نمونے (Specimens of proto-writings)

تحریر ایک بے حد پیچیدہ عمل ہے۔ یہ ایک ٹکنالوجی ہے جو زبان کو مادی جسم عطا کرتی ہے۔ یہ پیچیدہ ٹکنالوجی یکا یک وجود میں نہیں آ گئی بلکہ اس کے پیچھے ہزاروں برسوں تک چلنے والا ارتقائی عمل کارفرما ہے۔تحریر کی ایجاد سے قبل انسان نے جو کوششیں کیں انہیں ہم 'تحریر' تو نہیں کہہ سکتے لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ کوششیں بہت زیادہ اہمیت کی حامل ہیں اور تحریر کی تاریخ ان کوششوں کے ذکر کے بغیر ادھوری ہے۔

1۔ ابتدائی تحریر کا سب سے قدیم نمونہ چین کے Jiahu نامی مقام پر 2003ء میں دستیاب ہوا۔ یہ کچھوے کے خول پر بنائے گئے آڑے ترچھے نشانات تھے جیسے کسی نے ان کی مدد سے کچھ لکھنے کی کوشش کی ہو۔کاربن ڈیٹنگ سے پتہ چلا ہے کہ یہ ابتدائی تحریریں تقریباً 6000ق م یعنی آج سے تقریباً 8000 سال قبل کی ہیں۔ماہرین ان نقوش کو سمجھ نہیں پائے ہیں اور کچھ ماہرین اسے باقاعدہ تحریر ماننے سے ہی انکار کرتے ہیں۔[13]



کچھوے کے خول پر بنائے گئے نقوش

2۔ ابتدائی تحریر کی دوسری مثال Tartaria tablets ہیں۔ یہ رومانیہ کے Tartaria نامی مقام پر 1961ء میں دستیاب ہونے والی، مٹی کی تین تختیاں ہیں۔ یہ تختیاں 5300ق م کی ہیں۔[14][15]



Tartaria tablets

ان پلیٹوں پر نقش تحریر کو پڑھا نہیں جا سکا ہے لیکن یہ بات طے ہے کہ یہ اب تک دستیاب ہونے والے، انسانی تحریر کے قدیم ترین نمونے ہیں۔

13. http://en.wikipedia.org/wiki/Proto-writing
14. http://en.wikipedia.org/wiki/Tartaria_tablets
15. http://www.thelivingmoon.com/46ats_members/Lisa2012/03files/Tartaria_Tablets.html

3۔ یونان کے Kastoria شہر کے قریب 1993ء میں لکڑی کی ایک تختی دستیاب ہوئی جسے Dispilio Tablet نام دیا گیا۔ کاربن ڈیٹنگ کے طریقے سے پتہ چلا کہ یہ تختی 5200 ق م کی ہے۔ اس پر کندہ کر کے کچھ لکھنے کی کوشش کی گئی ہے جسے پڑھنے میں اب تک کامیابی نہیں ملی ہے۔ [17][16]



Dispilio Tablet

تحریر کا آغاز وارتقاء (Origin and evolution of writings)

فن تحریر کی ایجاد سب سے دجلہ ندی کے کناروں پر آباد سمیری قوم نے 3100 ق م میں کی (آج یہ علاقہ عراق کہلاتا ہے)۔ اس کے تقریباً ایک صدی کے بعد مصریوں نے لکھنا سیکھا، اہل چین نے 1200 ق م میں لکھنے کا فن سیکھا اور 600 ق م میں امریکہ کے ریڈ انڈینوں نے لکھنا شروع کیا۔ [18]

اہل سمیر یا تجارت کیا کرتے تھے اور میسو پوٹامیہ کے دور دراز شہروں کے ساتھ ان کے تجارتی تعلقات قائم تھے اور یوں انہیں ان دور دراز کے علاقوں کے ساتھ رابطے کے لئے تحریر کی ضرورت پیش آئی اور شاید ان کی اسی ضرورت نے ان کو تحریر کا فن ایجاد

16. http://www.ancient-origins.net/ancient-writings-ancient-places-europe/dispilio-tablet-oldest-known-written-text-00913
17. http://en.wikipedia.org/wiki/Dispilio_Tablet
18. http://en.wikipedia.org/wiki/History_of_writing

کرنے پر مجبور کیا۔

اہل سمیریا نے سب سے پہلے اپنے تجارتی لین دین کے اعداد و شمار کو لکھنے کے لئے گیلی مٹی پر کسی لکڑی سے دباؤ ڈال کر نشان لگا لیا کرتے تھے۔ مثال کے طور پر ایک کے لئے ایک نشان، دو کے لئے دو نشانات، چھ کے لئے چھ نشانات وغیرہ۔ یہی اُن کی رسیدیں تھیں جسے وہ آپسی لین دین میں یادداشت کے لئے استعمال کرتے تھے۔

آہستہ آہستہ اہل سمیریا اعداد کے ساتھ ساتھ تصویریں بھی بنانے لگے تاکہ یہ سمجھ میں آئے کہ کون سی شے خریدی یا بیچی گئی۔ مثلاً اگر چار بکریاں خریدی گئیں تو رسید کے طور پر مٹی کے ٹوکن پر چار کے عدد کا نشان اور ساتھ ہی بکری کی تصویر بھی بنا دی جاتی۔

اپنی انہیں کوششوں کی بدولت اہل سمیریا نے 3100 ق م تک تحریر کے لئے ایک تصویری زبان (Pictographic script) ایجاد کر لی۔ اہل سمیریا لکھنے کے لئے چکنی مٹی کی تختیوں کا استعمال کیا کرتے تھے۔ چکنی مٹی کی گیلی تختیوں پر وہ لکڑی کی نوک دار چھڑی (Stylus) کی مدد سے نقوش بناتے تھے۔ پھر ان تختیوں کو دھوپ میں سکھا لیتے تھے۔ اکثر انہیں مزید مضبوطی عطا کرنے کے لئے آگ میں بھی پکا لیا کرتے تھے۔

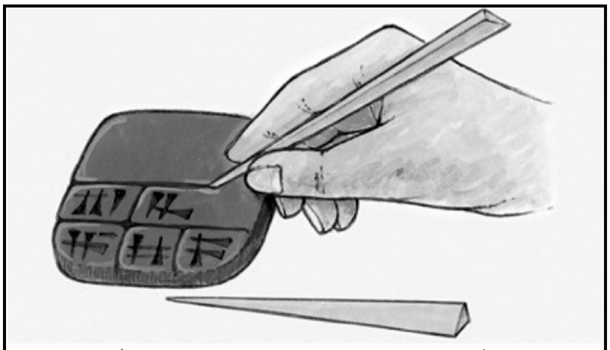
کیونی فارم اسکرپٹ (Cuneiform script)



اہل سمیریا کی کیونی فورم تحریر کا نمونہ

انہوں نے لکھنے کی شروعات تو Pictograph سے کی لیکن 2600 ق م تک ان کے فنِ تحریر نے کافی ترقی کر لی۔ اب وہ گول یا نوکدار Stylus کے بجائے تکونا Stylus استعمال کرنے لگے اور پکٹوگرام کی جگہ اب وہ syllables اور حروف کا استعمال کرنے لگے۔ اہل سمیریا کے اس طرز تحریر کو Cuneiform script کہا جاتا ہے۔ بعد میں یہی طرز تحریر Akkadian، Babylonian، Assyrian، Ugaritic اور قدیم فارسی نے بھی اپنا لیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ

Cuneiform دنیا کی اوّلین باقاعدہ رسم الخط تھی جو تقریباً 3000 سالوں تک میسو پوٹامیہ میں استعمال ہوتی رہی۔ اس رسم الخط کا آخری نمونہ جو دستیاب ہوا ہے وہ 75ء کا ہے۔[21][20][19]



کیونی فارم تحریر گیلی مٹی کی تختی پر لکڑی کے تکونے Stylus کی مدد سے لکھی جاتی تھی

ہائروگلائف (Hieroglyphs)

اہل مصر نے سمیریا والوں کے بعد لکھنا شروع کیا۔ ان کا خیال تھا کہ تحریر کی ایجاد دیوتاؤں نے کی ہے اسی لئے وہ اپنی تحریر کو *mdju netjer* کہا کرتے تھے جس مطلب ہوا *Words of the gods* بعد میں یونانی فلسفی Clement نے یونانی زبان میں اس کا ترجمہ Hieroglyph کر دیا اور اب یہ طرزِ تحریر اسی نام سے مشہور ہے۔



مصریوں کا Hieroglyph رسم خط

19. http://www.encyclopediaofauthentichinduism.org/articles/12_early_civilizations.htm
20. http://www.funsci.com/fun3_en/writing/writing.htm#2.2
21. http://www.historyworld.net/wrldhis/PlainTextHistories.asp?gtrack=pthc&ParagraphID=asf#asf

hieros (sacred) + *glypho* (inscriptions)

اس تحریر کو یہ نام دینے کی وجہ یہ تھی کہ اس کا استعمال زیادہ تر مندروں میں، مذہبی امور کے لئے کیا جاتا تھا۔اس کی تحریر کی علامات تصویری تھے اور دیکھنے میں یہ Pictogram کے جیسی لگتی تھی۔لیکن یہ ایک بے حد پیچیدہ رسم خط تھی جس کو سیکھنا ایک مشکل کام تھا۔یہی وجہ تھی کہ اس رسم خط کے کاتبوں (Scribes) کی بہت عزت تھی۔یہ لوگ کافی پڑھے لکھے ہوتے تھے اور مندروں میں، شاہی دربار میں اور دیگر محکموں میں انہیں اونچی تنخواہیں ملتی تھیں۔مندروں کی دیواروں کی سجاوٹ کے لئے Hieroglyph تحاریر کو خوبصورت، رنگین نقوش کی صورت میں لکھا جاتا تھا۔[25][24][23][22]

وادیٔ سندھ کی تحریر (Indus Velly Script)

میسوپوٹامیہ اور مصر کی تہذیبوں کے بعد ابھرنے والی دنیا کی تیسری اہم تہذیب، وادیٔ سندھ کی تہذیب تھی۔یہ جنوبی ایشیا کی اوّلین شہری تہذیب (Urban culture) تھی جو آج کے پورے پاکستان، ہندوستان کے شمال مغربی حصوں اور افغانستان کے شمال مشرقی حصوں میں 2600 سے 1900 ق م کے دوران پھیلی ہوئی تھی۔ہڑپّا یہاں کا سب سے بڑا شہر تھا اس کے علاوہ اور بھی کئی شہر تھے۔

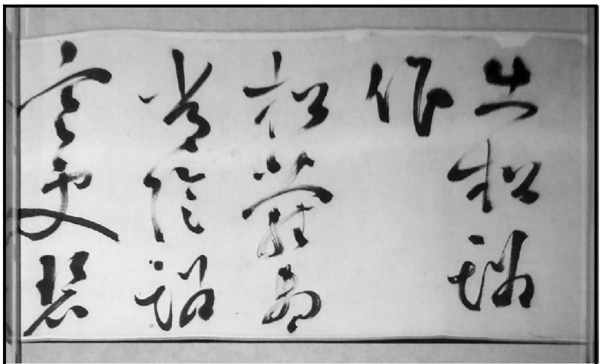
یہاں کے لوگوں نے بھی رسم خط ایجاد کر لی تھی۔ہڑپّا اور موہن جو داڑو کی کھدائیوں سے بہت ساری تحریریں اور مہریں برآمد ہوئی ہیں۔یہ طرز تحریر علامتوں پر مشتمل ہے اور کافی پیچیدہ ہے جس کی وجہ سے اسے پڑھنے میں ماہرین کو اب تک کامیابی نہیں ملی ہے۔[27][26]



وادیٔ سندھ کی تحریر کے نمونے

22. http://www.historyworld.net/wrldhis/PlainTextHistories.asp?gtrack=pthc&ParagraphID=asf#asf
23. http://en.wikipedia.org/wiki/Egyptian_hieroglyphs
24. http://discoveringegypt.com/egyptian-hieroglyphic-writing/
25. http://www.britannica.com/EBchecked/topic/265021/hieroglyphic-writing
26. http://www.ancientscripts.com/indus.html2
27. http://en.wikipedia.org/wiki/Indus_script

چینی تحریر (Chinese Script)



ایک قدیم چینی تحریر

قدیم چین میں فن تحریر کی ایجاد 1600 ق م میں ہوئی۔ یہ زبان دیگر زبانوں سے بالکل مختلف ہے کیونکہ اس میں گنتی کے چند Alphabets کے بجائے ہزاروں کی تعداد میں پیچیدہ علامتیں یا Characters موجود ہیں۔ ہر علامت ایک word یا Morpheme کے لئے استعمال ہوتی ہے۔ اس طرح کی طرز تحریر کو Logographic طریقہ کہتے ہیں۔ یہ دنیا کی واحد اس قسم کی زبان ہے جو آج بھی زندہ ہے۔ [28]

صوتیات اور حروف تہجی (Phonetics and the alphabet)

سمیریوں، مصریوں اور چینیوں نے تحریر کے لئے Pictographic اور Syllabic طریقوں کی ایجاد کی تھی۔ یہ تحریر کی ابتدائی شکل تھی۔ اس سسٹم میں کسی لفظ یا Syllable کے لئے تصویر یا کوئی علامت استعمال کی جاتی تھی۔

لیکن تحریر کی دنیا میں عظیم انقلاب اس وقت آیا جب تحریری زبان میں صوتی بنیادوں پر حروف تہجی کی ایجاد ہوئی۔

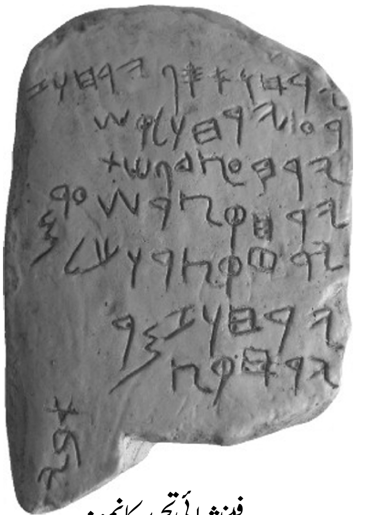
سمیری، مصری اور چینی رسم خط کو سیکھنے کے لئے کافی محنت کرنی پڑتی تھی اور صرف وہی لوگ لکھنا جانتے تھے جو اس کے لئے برسوں ریاضت کرتے تھے کیونکہ ان تحریروں میں بہت زیادہ Characters ہوا کرتے تھے، خاص طور سے چینی زبان میں تو ہزاروں Characters تھے۔ ظاہر ہے ان پیچیدہ علامتوں کو یاد رکھنا ایک مشکل امر تھا۔ یہی وجہ تھی کہ چینی زبان کے کاتب (Scribe) اس فن کو راز رکھتے تھے تاکہ دوسرے اسے نہ سیکھ سکیں۔ کیونکہ وہ اسی فن کی وجہ سے اونچے عہدوں پر فائز کئے جاتے تھے۔ لیکن Phonetic alphabets کی ایجاد نے تحریر کو ایک آسان کام بنا دیا۔ کسی بھی لفظ کی جو آواز ہوتی بس ویسے ہی حروف لکھ دینے پڑتے تھے۔ یہاں حروف کی تعداد بھی بہت ہی کم تھی۔

28. http://www.ancientscripts.com/chinese.html

اہلِ فینیشیا: صوتی حروف تہجی کے موجد

(Phoenicians : the inventors of phonetic alphabet)

اہلِ فینیشیا (Phoenicians) نے 1050 ق م میں Phonetic alphabets کی ایجاد کر کے ایک بہت بڑا کارنامہ انجام دیا۔ان کے رسم خط میں صرف حروف صامت(Consonants) ہوتے تھے۔حروف علت (Vowels) نہیں لکھے جاتے تھے۔اس طرز تحریر کو'ابجد' بھی کہتے ہیں۔افقی سطر کی صورت میں دائیں سے بائیں جانب لکھی جانے والی یہ تحریر 22 حروف پر مشتمل تھی۔



فینیشیائی تحریر کا نمونہ

اس رسم خط کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ یونانی، عبرانی، عربی، فارسی، لاطینی، رومن اور مغربی دنیا کی تمام موجودہ زبانوں جیسے انگریزی، فرنچ، جرمن، اسپینش وغیرہ کے حروف کی جڑیں Phoenician رسم خط میں ہی پیوست ہیں۔

800 ق م میں جب یونانیوں نے Phoenician رسم خط کو اپنایا تو اس میں انہوں نے Vowels کا اضافہ کر دیا۔ان کے رسم خط میں 24 حروف تھے۔[29][30]

700 ق م میں رومنوں نے یونانی رسم خط کو اپنایا۔انہوں نے اس رسم خط میں کئی حروف کو تبدیل کیا۔کئی نئے حروف کا اضافہ کیا اور کئی پرانے حروف کو نکال باہر کیا۔مجموعی طور پر حروف کی تعداد ان کے یہاں بھی 24 ہی رہی۔انہوں نے اس میں ایسی تبدیلیاں کیں کہ اسے تیزی کے ساتھ لکھا جا سکے۔وقت کے ساتھ یہ تحریر پورے یوروپ میں پھیل کر ایک معیاری طرز تحریر بن گئی۔

عربی طرز تحریر (Arabic script)

پانچویں صدی قبل مسیح میں چند خانہ بدوش سامی قبائل نے اردن کے پیٹرا میں اپنی سلطنت قائم کر لی۔تاریخ میں یہ لوگ نباطی کہلائے۔یہ لوگ جو زبان بولتے تھے وہ عربی کی ہی ایک قدیم شکل تھی۔

---

29. http://www.ancient.eu/writing/
30. http://www.ancientscripts.com/phoenician.html

200 ق م میں ان لوگوں نے تحریر کے لئے آرامی رسم خط کو اپنایا جو اُن دنوں تجارت میں استعمال ہوتی تھی۔ یہ طرزِ تحریر وقت کے ساتھ ساتھ زیادہ Cursive ہوتی گئی اور اسی کی کوکھ سے عربی حروف کا جنم ہوا۔

عرب بدّوؤں کو تحریر کی ضرورت بہت کم پیش آتی تھی اس لئے تحریر زبان کا ارتقاء بڑی سست رفتاری سے ہوا۔لیکن ساتویں صدی عیسوی میں اسلام کی آمد کے بعد قرآن کی کتابت کے لئے تحریر کی ضرورت پیش آئی اور عربی تحریر بڑی تیزی سے ارتقا پانے لگی۔شروع شروع عربی تحریر جس خط میں لکھی جاتی تھی اسے 'کوفی' کہتے تھے۔لیکن پھر اس کی جگہ ایک اور اندازِ تحریر استعمال کی جانے لگی جسے خطِ نسخ کہا جاتا ہے۔[32][31]



قدیم عربی تحریر کا نمونہ

31. http://en.wikipedia.org/wiki/History_of_the_Arabic_alphabet

32. http://www.ancientscripts.com/arabic.html

تحریر کے لئے استعمال ہونے والی اشیاء کا ارتقاء

(Evolution of writing materials)

ایک طرف زبانوں اوران کے طرز تحریر کا ارتقاء جاری تھا تو دوسری طرف Writing materials کا بھی ارتقاء کا عمل اس کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔تحریر کی تاریخ میں یہ ارتقاء بھی اتنی اہمیت رکھتا ہے۔

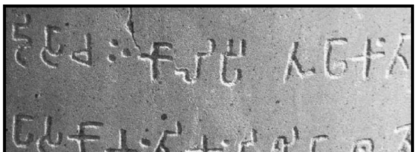
آج ہم جتنی آسانی سے کاغذ قلم نکال کر لکھنے بیٹھ جاتے ہیں،تحریر کا عمل ہمیشہ اتنا آسان نہیں رہا ہے۔کاغذ کی ایجاد سے قبل مختلف دور میں، دنیا کے مختلف خطوں میں لوگوں نے تحریر کے لئے مختلف اشیاء کا استعمال کیا جیسے جانوروں کی ہڈیاں اور خول، مٹی کی تختیاں،لکڑی، درختوں کی پتیاں، چمڑااور پرچمنٹ ، پیپائرس اور آخر کار کاغذ۔زمانہ حال میں ڈیجیٹل تحریر بڑی تیزی سے کاغذ کی جگہ لے رہی ہے۔پانچ ہزار برسوں پر محیط یہ ایک لمبا سفر تھا۔

1۔ پتھر کے ستون (Pillars of stone) :

تقریباً 300 ق م میں مہاراجہ اشوک نے بدھ مذہب کی تبلیغ کے لئے اپنی سلطنت میں جگہ جگہ بڑے بڑے ستون بنوائے اوران پر بدھ مذہب کی تعلیمات کو کندہ کروایا۔ان میں سے ہرستون کی اونچائی تقریباً 40 سے 50 فٹ کے درمیان اوروزن لگ بھگ 50 ٹن تھا۔ یہ ستون ایک ہی پتھر کو تراش کے بنائے گئے تھے یعنی Monolithic تھے۔ ان ستونوں پر براہمی اور کھروشٹی طرز تحریروں میں اشوک کے احکامات اور دینی وتبلیغی پیغامات درج تھے۔ ستونوں کو شاہی سطوت بخشنے کے لئے ان کے اوپر شیر کا مجسمہ بھی بنایا جاتا تھا۔کئی ستونوں پر چار شیروں کا مجسمہ نصب ہے۔ایسے ہی ایک مجسمے کی تصویر کو ہندوستان کا قومی نشان قرار دیا گیا ہے۔



مہاراجہ اشوک کا ستون

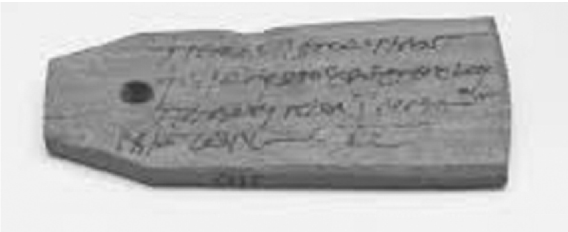


اشوک کے ستون پر کندہ تحریر کا نمونہ

2۔ لکڑی کی تختیاں (Wooden Tablets) :

عام لوگوں کے لئے لکڑی سب سے قدیم writing material رہی ہے۔اس پر روشنائی کی مدد سے یا کندہ کر کے حروف لکھے جاتے تھے۔مصر کی ممیوں کی گردنوں پر لکڑی کے Tag بندھے ہوئے پائے گئے ہیں جن پر ممی سے متعلق تفصیلات درج ہوتی تھیں۔

قدیم زمانے میں تحریر کے لئے لکڑی ایک بہتر اور آسان ذریعہ تھی۔کیونکہ یہ بڑی آسانی سے ہر جگہ دستیاب ہو جاتی تھی۔ لکڑی پر لکھی ہوئی قدیم زمانے کی بے شمار تحریریں دستیاب ہو چکی ہیں۔[34][33]



لکڑی پر کندہ ایک قدیم مصری تحریر

چینی لوگ لکڑی اور بانس کی چوڑی پٹیوں کو لکھنے کے لئے استعمال کیا کرتے تھے۔ان پٹیوں پر چینی Characters اوپر سے نیچے کی طرف ہوتے تھے۔چینی انہی پٹیوں کو آپس میں جوڑ کر کتابیں بھی بنا لیتے تھے۔[35]

لکڑی کی تختیاں آج تک استعمال ہو رہی ہیں۔دنیا کے زیادہ تر حصوں میں آج بھی مدرسوں کی طلباء کو لکڑی کی تختیوں پر ہی لکھنے کی مشق کرائی جاتی ہے۔



بانس کی پٹیاں (Bamboo strips)

3۔ مٹی کی تختیاں (Clay Tablets) :

اہل سمیریا نے جب پہلے پہل تحریر کا فن ایجاد کیا تو لکھنے کے لئے انہوں نے مٹی کی تختیوں کا استعمال کیا۔وہ گیلی مٹی کی تختیوں کی نرم سطح پر کسی نوک دار لکڑی وغیرہ سے دباؤ ڈال کر نشانات بناتے تھے۔پھر وہ ان تختیوں کو دھوپ میں سکھا لیتے تھے۔مزید مضبوطی کے لئے وہ انہیں آگ میں پکا لیتے۔اب یہ مٹی کی تختیاں نہایت سخت اور مضبوط ہو جاتی تھیں۔ان تختیوں پر درج تحریر آج پانچ ہزار سال کے بعد بھی صحیح سلامت دستیاب ہوئی ہے۔

33. http://www.lib.umich.edu/papyrus-collection/ancient-writing-materials-wood
34. http://en.wikipedia.org/wiki/Writing_material
35. http://en.wikipedia.org/wiki/Bamboo_and_wooden_slips

4۔ مٹی کے برتنوں کے ٹکرے (Ostraka) :

یہ مٹی کے برتنوں یا پتھروں کے ٹکرے ہوتے تھے جن پر کچھ لکھا جاتا تھا۔انہیں Pot-sherds بھی کہا جاتا ہے۔قدیم زمانے میں یہ تحریر کے لئے سب سے زیادہ استعمال کی جانے والی چیز تھی کیونکہ اس کے لئے کسی خاص اہتمام کی ضرورت نہ تھی،مٹی کے برتنوں کا استعمال عام تھااس لئے ٹوٹے گھڑوں اور برتنوں کے ٹکرے ہرجگہ دستیاب تھے۔کچھ بھی لکھنا ہوتا تو کوئی ایک ٹکرا اٹھا کر لکھ دیا جاتا۔یہاں تک کہ ان دنوں سرکاری ٹیکس ادا کرنے کے بعد اس کی رسید اسی صورت میں ملا کرتی تھی۔ذیل میں ایک ایسی ہی ایک ٹیکس رسید کی تصویر ہے۔



ایک Ostarka جو دراصل ٹیکس کی رسید ہے



ایک ClayTablet

4۔ پیپائرس (Papyrus) :

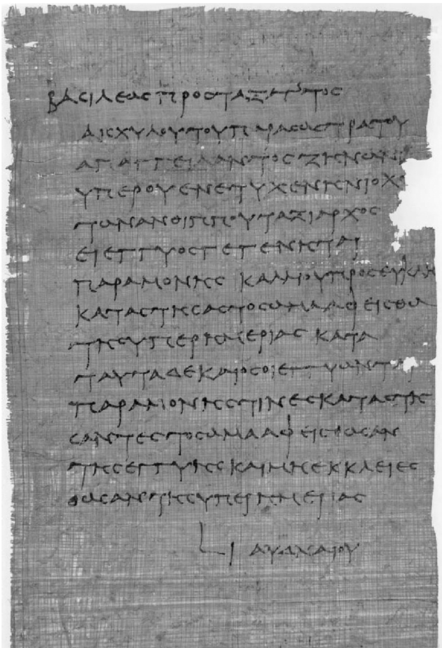
اہل مصر نے سمیریوں کی طرح مٹی کی تختیوں پر لکھنے کے بجائے ایک نیا ذریعہ ڈھونڈ نکالا تھا۔دریائے نیل کے کناروں پر *Cyperus papyrus* نامی ایک پودا اُگتا تھا۔وہ لوگ اس پودے کے ریشوں سے ایک کاغذ نما شے بنالیتے تھے جسے Papyrus کہا جاتا تھا۔یہ چیز کاغذ تو نہیں تھی لیکن کاغذ جیسی ضرور تھی۔اس پر لکھا جاسکتا تھا۔(کاغذ کے لئے انگریزی میں لفظ Paper اسی



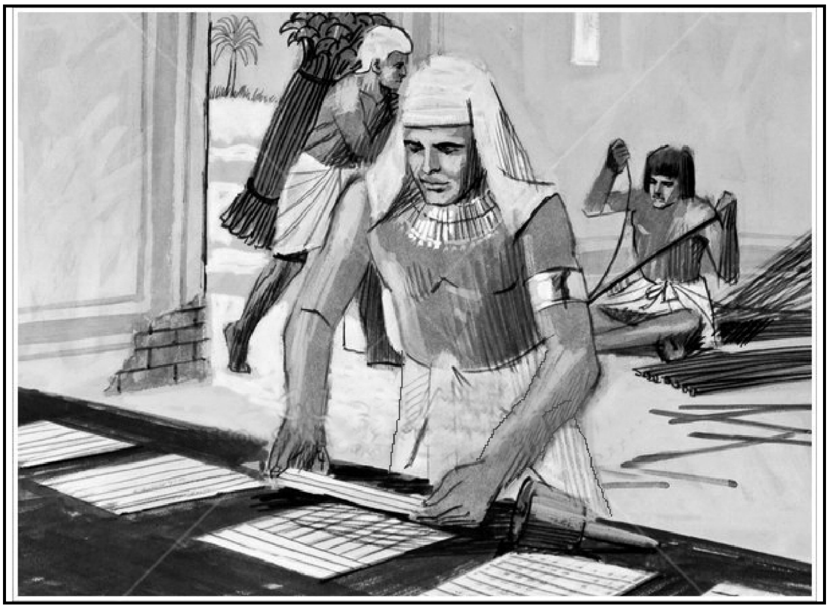
دریائے نیل کے ساحل پر اگے پیپائرس کے پودے

پودے سے ماخوذ ہے)۔ papyrus کے ٹکروں کو آپس میں جوڑ کر یہ لوگ بہت لمبے لمبے Scroll بنا لیتے تھے اور ان پر لکھتے تھے۔ ان کی 'کتابیں' اسکرول کی صورت میں ہی ہوا کرتی تھیں۔

papyrus کی ایجاد سے یہ فائدہ ہوا کہ تحریر کردہ مواد کو لے کر کہیں جانا بہت آسان ہو گیا۔ اہل سمیریا کی تحاریر کے صفحات مٹی کی پکائی ہوئی تختیاں ہوا کرتی تھیں جو بے حد بھاری ہوتی تھیں اور گرنے سے ٹوٹنے کا خطرہ بھی تھا۔ انہیں محفوظ رکھنے میں جگہ بھی زیادہ لگتی تھی۔ لیکن اس کے مقابلے میں مصریوں کے Papyrus کافی ہلکے اور، لچکدار تھے۔ انہیں محفوظ رکھنا اور کہیں لے جانا بے حد آسان تھا۔ یہ کم جگہ لیتے تھے اس لئے زیادہ سے زیادہ لکھا جا سکتا تھا۔ کتابیں تخلیق کی جا سکتی تھیں۔[36]



پیپائرس پر لکھی ایک قدیم دستاویز



ایک قدیم پینٹنگ
جس میں مصریوں کو
پیپائرس تیار کرتے ہوئے
دکھایا گیا ہے

36. http://www.skypoint.com/members/waltzmn/WritingMaterials.html

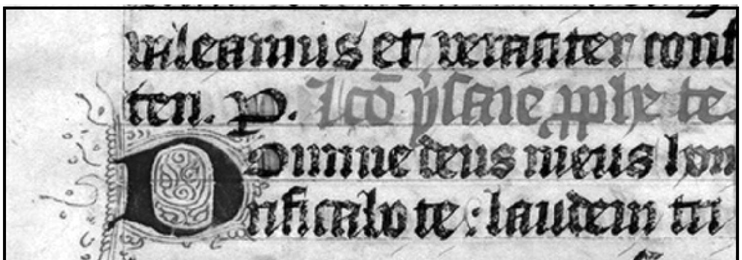
5۔ چمڑا، پرچمنٹ اور ویلم (Leather, Parchment & Vellum) :

تحریر کے لئے چمڑے کا استعمال تقریباً گزشتہ چار ہزار سالوں سے ہو رہا ہے۔قدیم زمانے کی ایسی بہت سی دستاویزات ملی ہیں جو چمڑے پر لکھی گئی ہیں۔لیکن چمڑا کوئی اچھا Writing medium نہیں ہے کیونکہ یہ زیادہ لچکدار نہیں ہوتا ہے اور نہ ہی اس پر روشنائی بہتر طریقے سے جمتی ہے۔بعض اوقات اس میں بال یا بالوں کی جڑیں بھی موجود ہوا کرتی ہیں۔

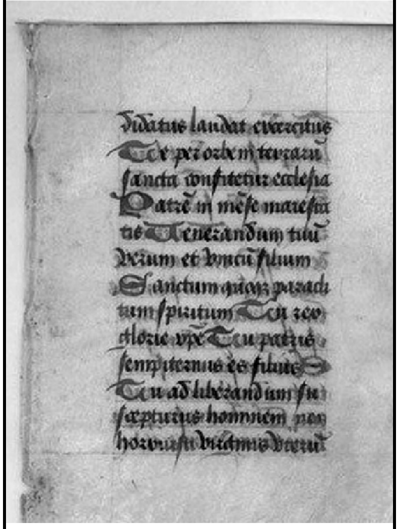


چمڑے پر لکھی بربناس کی انجیل

پرچمنٹ (Parchment) ایک قسم کا چمڑا ہے جو خاص طور سے لکھنے کے لئے ہی تیار کیا جاتا تھا۔یہ بکری یا بھیڑ کے بہت چھوٹے یا نوزائیدہ بچوں کے چمڑے سے بنایا جاتا تھا۔چمڑے کو دھوکر، بالوں کو حتی الامکان صاف کر کے، اسے چونے کے پانی میں ڈبو کر رکھا جاتا، پھر اسے ایک فریم میں کس دیا جاتا جس سے یہ بالکل سیدھا کھنچا ہوا رہتا پھر اسے سکھا کر جھاواں پتھر سے خوب رگڑا جاتا، اس کے بعد اس پر کھریا مٹی کی پرت چڑھا کر پھر رگڑا جاتا اور پھر اچھی طرح سکھا لیا جاتا۔اب یہ تحریر کے لئے بہت ہی اچھی شے بن جاتا۔ یہ عام چمڑے اور پیپائرس سے زیادہ چکنا اور نرم ہوتا تھا اور لمبے عرصے تک خراب نہیں ہوتا تھا۔اس کا رنگ ہلکا ہونے کی وجہ



پندرہویں صدی عیسوی کی ایک لاطینی دستاویز جو پرچمنٹ پر تحریر کی گئی ہے



ویلم پر تحریر ایک صفحہ

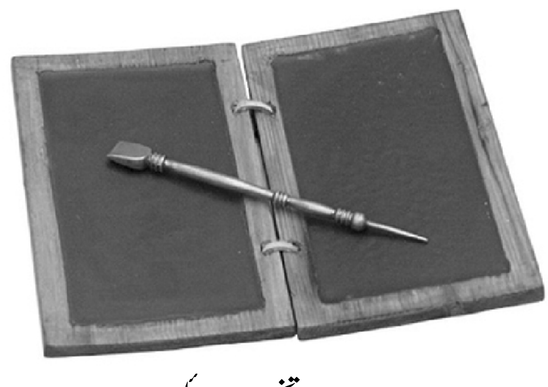
سے روشنائی بھی اس پر خوب ابھرتی تھی۔لیکن اس کی خرابی یہ تھی کہ یہ پیپائرس کے مقابلے بہت بھاری اور کافی مہنگا ہوتا تھا اور اس کے صفحات اکثر سکڑ کر مڑ جاتے تھے۔

امریکہ کی آزادی کا اعلان اور ملکی دستور پر چمنٹ پر ہی تحریر کئے گئے تھے۔

ویلم (Vellum) چمڑے اور پر چمنٹ سے بھی بہتر چیز تھی ۔ یہ صرف نوزائیدہ بچھڑے کے چمڑے سے ہی بنائی جاتی تھی ۔ یہ چمڑے اور پر چمنٹ کے مقابلے میں بے حد باریک اور نرم ہوتی تھی اور اس پر بڑی اچھی طرح لکھا جا سکتا تھا۔ازمنہ وسطی کی زیادہ تر اہم دستاویزیں پر چمنٹ یا ویلم پر ہی لکھی ہوئی پائی گئی ہیں کیونکہ یہ پیپائرس سے زیادہ پائیدار مانے جاتے تھے۔[38][37]

6۔ مومی تختی (Wax Tablet) :

ازمنہ وسطیٰ کے رومی اور یونانی ان کا استعمال کیا کرتے تھے۔وہ لکڑی کی ایک پتلی تختی پر شہد کی مکھی کے موم کی ایک پرت چڑھا دیتے تھے۔اس پر لکھنے کے لئے وہ دھات کی نوک دار Stylus کا استعمال کرتے تھے۔اکثر دو تختیاں لمبائی میں آپس میں بندھی ہوتی تھیں جن کو کسی کتاب کی طرح بند کیا جا سکتا تھا۔مومی تختیوں کے استعمال میں یہ آسانی تھی کہ ان پر لکھنے کے بعد مٹانا بے حد آسان تھا۔اسی Stylus کے دوسرے سرے پر موجود چوڑے حصے سے کھرچنے سے تحریر مٹ جاتی تھی۔ یہ ایک طرح سے ان لوگوں کا Notepad تھا۔اس پر وہ اکثر تجارت یا حکومت کے کاروبار کے ضروری نوٹس لکھا کرتے تھے۔[40][39]



ایک مومی تختی اور اسٹائلس

37. http://historicconnections.webs.com/historyofwriting.htm

38. http://www.archives.gov/preservation/formats/paper-vellum.html

39. http://en.wikipedia.org/wiki/Wax_tablet

40. http://www.lib.umich.edu/papyrus-collection/ancient-writing-materials-wax-tablets

7۔ کاغذ (Paper) :


کاغذ کا موجد کائی لن

کاغذ کی ایجاد چین کے Cai Lun (یا Ts'ai Lun) نے کی تھی جو Han خاندان کے بادشاہ He-di کے شاہی محل کا ایک خواجہ سرا تھا۔ 105ء میں اس نے شہتوت کی چھال، کتان اور بھنگ کے پودوں کے ریشوں سے کاغذ بنانے کا طریقہ ڈھونڈ نکالا۔ اس نے بادشاہ کو یہ بات بتائی۔ ایجاد کی اہمیت کو دیکھتے ہوئے بادشاہ نے اسے بڑے پیمانے پر کاغذ بنانے کی اجازت دے دی۔ [41]

چھال اور ریشوں کو باریک کاٹ کر پانی میں بھگو کر رکھا جاتا جس سے ایک نرم لئی جیسی شے (Pulp) بن جاتی جسے پکایا جاتا، پھر کوٹا جاتا اور آخر میں ایک فریم پر پھیلا کر دبایا جاتا تھا جس سے سارا پانی نکل جاتا تھا اور کاغذ کی ایک پتلی پرت وجود میں آتی جسے دھوپ میں سکھا لیا جاتا تھا۔

Cai Lun کا کاغذ بہت کامیاب رہا۔ تحریر کے لئے اب جتنی چیزیں استعمال کی جاتی تھیں، یہ ان سب سے بہتر، سستا اور اچھا تھا۔ اسے استعمال کرنا، محفوظ رکھنا اور لے جانا بے حد آسان تھا۔ اس ایجاد نے تحریر کو ایک آسان عمل بنا دیا جس کا زبردست اثر پوری دنیا کے علم و ادب کی ترسیل پر پڑا۔ کاغذ ہماری روزانہ زندگی کا اتنا اہم حصہ بن چکا ہے کہ ہم آج ایسی دنیا کا تصور بھی نہیں کر سکتے جس میں کاغذ نہ ہو۔

چوتھی صدی عیسوی میں ہندوستان کے لوگوں نے بھی کاغذ بنانا سیکھ لیا۔ عباسی خلافت کے دور میں، 751ء میں عربوں اور چینیوں کے درمیان سمرقند کی لڑائی ہوئی۔ جس میں بہت سے چینی گرفتار ہوئے۔ ان میں بعض چینی کاغذ بنانے کے فن سے واقف تھے۔ انہوں نے اپنی آزادی کے عوض عربوں کو کاغذ بنانے کا فن سکھا دیا۔ اس طرح پوری اسلامی دنیا میں کاغذ تیار ہونے لگا۔ عرب تاجروں کے ذریعہ کاغذ دنیا کے مختلف حصوں میں پہونچا۔

لیکن عیسائی دنیا ابھی کاغذ بنانے کے فن سے ناواقف تھی۔ یہ لوگ ابھی تک لکھنے کے لئے پرچمنٹ اور ویلم کا استعمال کر رہے تھے۔ صدیوں بعد، 1250ء میں عیسائیوں نے اسپین (اندلس) کو مسلمانوں سے واپس چھین لیا۔ اسلامی اندلس میں کاغذ کی صنعت قائم تھی اور کاغذ کا استعمال عام تھا۔ یہیں سے عیسائیوں نے کاغذ بنانے کا فن سیکھا اور کاغذ بنا کر پورے یوروپ میں فروخت

41. http://www.tappi.org/paperu/all_about_paper/paperhistory.htm

کرنے لگے۔1338ء میں فرانسیسی اپنا کاغذ خود بنانے لگے اور اس کے تقریباً سو سالوں کے بعد 1411ء میں جرمنوں نے کاغذ بنانے کا ہنر سیکھا۔

الغرض تقریباً ڈیڑھ ہزار سالوں میں چین میں ایجاد ہونے والا کاغذ دھیرے دھیرے پورے ایشیا اور یوروپ میں پھیل گیا۔[44][43][42]

مندرجہ بالا تمام چیزوں کے علاوہ ازمنۂ قدیم میں اور بھی کئی چیزیں لکھنے کے لئے استعمال کی جاتی تھیں۔

مثال کے طور پتھر کی سلیں، برچ کے درخت کی چھال (جسے سنسکرت میں بھوج پتر کہا جاتا تھا)، تاڑ کی سوکھی ہوئی پتیاں، جانوروں کی ہڈیاں، تانبے، سونے، چاندی اور سیسے کی پلیٹیں، سوتی کپڑا اور ریشم وغیرہ۔

تحریر کے آلات

(Writing instruments)

1۔ نوک دار قلم (Stylus) :

2600 ق م میں اہل سمیریا مٹی کی تختیوں پر Cuneiform تحریر کے لئے لکڑی کا بنا نوک دار قلم (Stylus) استعمال کرتے تھے جس کا ایک سرا نوکدار اور دوسرا سرا مثلث نما ہوا تا تھا جس سے یہ لوگ مٹی پر تکونے نشانات بناتے تھے۔

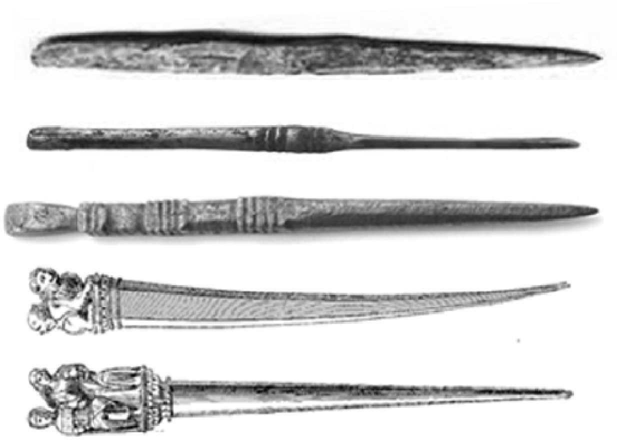


1300 ق م میں رومن لوگ مومی تختیوں پر لکھنے کے لئے دھاتی Stylus استعمال کرتے تھے جس کا ایک سرا نوکدار ہوتا تھا اور لکھنے کے کام آتا تھا جب کہ دوسرا سرا چوڑا اور چپٹا ہتا تھا جو مٹانے کے لئے استعمال کیا جاتا تھا۔

---

42. http://en.wikipedia.org/wiki/History_of_paper
43. http://www.historyforkids.org/learn/literature/paper.htm
44. http://www.silk-road.com/artl/papermaking.shtml

ان کے علاوہ دنیا کے مختلف حصوں میں، مختلف دور میں مختلف قسموں کے Stylus استعمال ہوتے رہے ہیں۔



2۔ سرکنڈے کے قلم (Reed pens) :

3000 ق م میں مصریوں نے سرکنڈوں سے قلم بنانے کا طریقہ ڈھونڈ نکالا۔ اسے وہ روشنائی میں ڈبو کر چمڑے یا پپائرس پر لکھا کرتے تھے۔ انہیں بار بار تراشنے کی ضرورت پڑتی تھی کیونکہ روشنائی سرکنڈے کی نوک کو نرم کر دیتی تھی جس سے اس کی شکل بگڑ جاتی تھی۔ اس لئے قلم کو تراش کر نوک پھر سے بنانی پڑتی تھی۔



3۔ پرندوں کے پر (Quill) :

تاریخ میں سب سے لمبے عرصے تک تحریر کا جو آلہ پوری دنیا میں استعمال ہوتا رہا ہے وہ ہے 'پر' (Quill)۔ تقریباً 700 عیسوی میں پر کے بنے قلم کے استعمال کا آغاز ہوا۔ اچھے قسم کا قلم بنانے کے لئے موسم بہار میں، زندہ پرندے کے بائیں ڈینے کے اگلے پانچ پروں میں سے کوئی پر حاصل کیا جاتا تھا۔ بائیں ڈینے کا پر اس لئے لیا جاتا تھا کہ وہ داہنے ہاتھ سے لکھتے وقت پر ہماری دوسری سمت جھکا ہوا رہے۔ بطخ کے پر عام تھے۔ راج ہنس کے پر کم دستیاب ہوتے تھے اس لئے مہنگے ہوتے تھے۔ باریک لکیریں

کھینچنے کے لئے کوّے کا پر بہتر ہوتا تھا۔ اس کے علاوہ چیل، باز، ٹرکی، مور اور الّو کے پر بھی استعمال ہوتے تھے۔ پروں سے بنے قلم تقریباً ایک ہفتے میں خراب ہو جاتے تھے اور انہیں بار بار بدلنا پڑتا تھا۔[45]



پرندے کا پر اور دوات

4۔ رومیوں کے دھاتی قلم (Roman metal pen) :

رومیوں نے قدیم زمانے میں ہی دھات کی نب والے قلم بنا لئے تھے۔



آج تحریر کے یہی آلات ترقی کرتے کرتے پنسل، میکانیکل پنسل، جدید نب پین، فاؤنٹین پین، بال پوائنٹ پین، فیلٹ ٹِپ پین اور سائن پین وغیرہ کی شکل اختیار کر چکے ہیں۔



---

45. http://inventors.about.com/library/weekly/aa100197.htm

کتابوں کا ارتقاء

(Evolution of books)

انسان نے بولنا سیکھا.....

پھر اس کے بعد تقریباً ہزاروں برسوں کے لمبے عرصے میں دھیرے دھیرے اس نے مختلف ارتقائی مراحل سے گزر کر، لکھنا سیکھا۔ یہ اس کی بہت بڑی کامیابی تھی۔ اب وہ اپنے خیالات محفوظ رکھ سکتا تھا۔ دور دراز کے لوگوں تک پہونچا سکتا تھا۔

اس دوران انسانی علم وادب میں بھی زبردست اضافہ ہوا تھا۔ اب اس کے پاس لکھنے کے لئے بہت سارا مواد تھا۔ اب اس کا علم وادب غار کی ایک دیوار، مٹی کی ایک تختی یا چمڑے کے ایک ٹکرے پر سمٹنے والا نہیں تھا۔ اب اسے ایک اور ضرورت پیش آئی ....کتابیں تخلیق کرنے کی ضرورت!

لیکن جیسی کتابیں ہم آج دیکھتے ہیں ایسی کتابوں کا اس وقت کے انسان کے ذہن میں تصور بھی نہیں تھا۔ کتاب کی یہ صورت تو ہزاروں برسوں کے ارتقائی مراحل سے گزر کر سامنے آئی ہے۔

Google Books کی تحقیق کے مطابق پوری دنیا میں 2010ء تک شائع ہونے والی کتابوں کی تعداد 129,864,880 ہے۔ [46]

قدیم کتابیں ہمیں چار صورتوں میں دستیاب ہوئی ہیں:

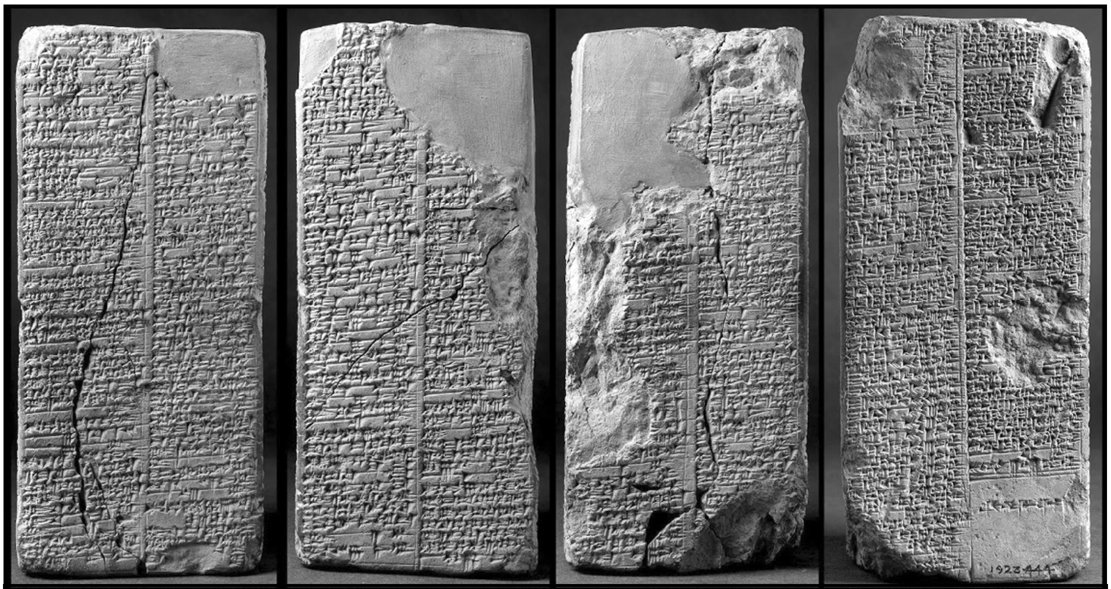
(۱) مٹی کی تختیاں (۲) بانس، لکڑی یا پتیوں کی پٹیاں (۳) اسکرول (۴) کوڈیکس

مٹی کی تختیاں (Clay Tablets)

یہ بالکل ابتدائی دور کی بات ہے۔ اہل سمیر یا مٹی کی تختیوں پر لکھا کرتے تھے۔ کسی خاص موضوع پر ایک سے زیادہ تختیاں ہوسکتی تھیں۔ تختیوں پر موجود نمبروں سے یہ پتہ چلتا تھا کہ یہ تختیاں کسی خاص موضوع سے تعلق رکھتی ہیں۔ مٹی کی تختیوں پر مبنی کتابوں کی سب سے بڑی خرابی یہ تھی کہ یہ بہت بھاری ہوتی تھیں اس لئے زیادہ طویل موضوعات پر لکھنا مشکل تھا۔ ساتھ ہی ان کے ٹوٹنے کا خطرہ بھی ہوتا تھا۔

---

46. http://booksearch.blogspot.in/2010/08/books-of-world-stand-up-and-be-counted.html



سمیری عہد کی مٹی کی تختیاں جن پر دیوتا Enlil اور اس کے بھائی Enki کی کہانی درج ہے

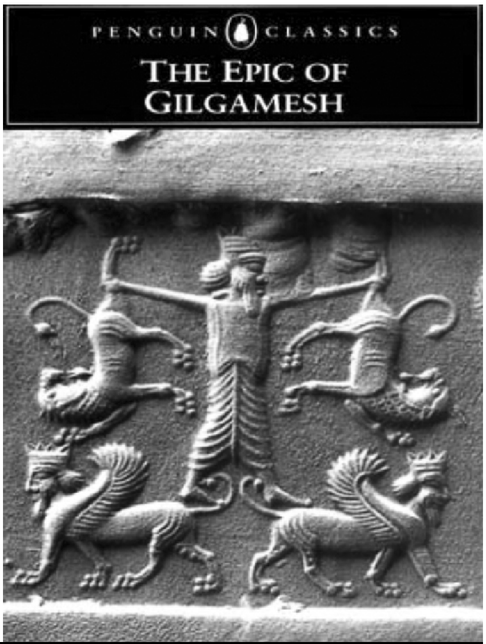
ادبی و علمی مواد کے طور پر مٹی کی یہ تختیاں بہت اہمیت رکھتی تھیں۔ دنیا کے بیشتر حصوں میں ایک عرصے تک لکھنے کے لئے ان کا استعمال عام رہا۔ان تختیوں سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ آج سے پانچ ہزار پہلے کا انسان بھی ادب کی تخلیق کیا کرتا تھا۔ان تختیوں میں دیومالا، مضامین، نظمیں، قصے، حمد و مناجات، منظوم داستانیں اور قوانین سب کچھ ہیں۔ یہاں تک کہ مختصر کہانیاں(Short stories) بھی لکھی گئیں۔2100 ق م میں لکھی گئیں ''چڑیا اور مچھلی کے درمیان مباحثہ''، ''بھیڑوں اور اناج کے درمیان مباحثہ''، ''چاندی اور طاقتور تانبے کے درمیان تنازعہ'' وغیرہ ایسی ہی مختصر کہانیاں ہیں۔[48] [47]

[Case-study]

گلگامیش کی داستان (Epic of Gilgamesh)

مٹی کی ان تختیوں کی ادبی اہمیت واضح کرنے کے لئے'' گلگامیش کی داستان'' کا ذکر ضروری ہے۔ یہ منظوم داستان مٹی کی تختیوں پر لکھی گئی ہے جو 2100 ق م کی ہیں۔ یہ انسانی تاریخ کا قدیم ترین، قابل ذکر ادبی کارنامہ ہے جو بہت ساری تختیوں پر محیط ہے اور اس کے کئی نقلیں پائی جاتی ہیں جن میں خاصا اختلاف بھی ہے۔قدیم ترین معیاری داستان 12 تختیوں پر مبنی ہے۔

47. http://en.wikipedia.org/wiki/Debate_between_bird_and_fish
48. http://en.wikipedia.org/wiki/Debate_between_sheep_and_grain



پنگوئین نے گلگا میش کی داستان کا انگریزی ترجمہ کتابی شکل میں شائع کیا ہے

اس داستان کا ہیرو، اُرک کا بادشاہ، گلگا میش دو تہائی حصہ دیوتا اور ایک تہائی حصہ انسان ہے۔ گلگا میش کی بے پناہ قوت کو کم کرنے کے لئے دیوتا اس کے جیسے ایک طاقتور انسان Enkido کو پیدا کرتے ہیں۔ ایک خوفناک لڑائی کے بعد انکیڈو گلگا میش سے ہار مان کر اس کا دوست بن جاتا ہے۔ پھر دونوں مل کر عظیم کارنامے انجام دیتے ہیں۔ اسی داستان میں ایک عظیم سیلاب (سیلابِ نوح ؟) کا ذکر بھی تمام تر جزئیات کے ساتھ موجود ہے۔ Utnapishtim کو دیوتا ایک عظیم کشتی بنا کر اس میں تمام جانوروں کے جوڑوں کو سوار کرانے کا حکم دیتے ہیں۔ چھ روزہ سیلاب میں دنیا کے سارے انسان مر جاتے ہیں۔ صرف کشتی میں سوار جانور اور انسان زندہ بچتے ہیں۔

حیرت کی بات یہ ہے کہ یہ دیومالائی داستان انجیل کے نزول سے دو ہزار سال قبل لکھی گئی لیکن اس میں طوفان کا ذکر بائبل کے طوفانِ نوح سے بہت زیادہ مماثلت رکھتا ہے۔

[Case-study]

اِبلا لائبریری (Ebla Library)

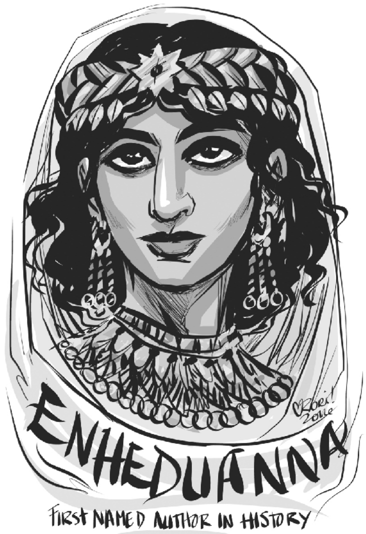
1968 میں ملک شام (Syria) کے اِبلا (Ebla) نامی مقام پر کھدائی کے دوران اطالوی ماہرینِ آثارِ قدیمہ نے ایک لائبریری بر آمد کی جس میں 20,000 مٹی کی تختیاں موجود تھیں۔ 2500 ق م کی یہ لائبریری اب تک دستیاب ہونے والی قدیم ترین علمی خزانہ ہے۔ اہم بات یہ ہے کہ اس لائبریری میں ان مٹی کی تختیوں کو با قاعدہ درجہ بندی کر کے الماریوں کے مختلف خانوں میں رکھا گیا تھا۔ زیادہ تر تختیوں میں علمی اور ادبی مواد موجود ہے۔ آج سے 4500 سال پہلے اتنی با قاعدہ اور منظّم لائبریری کو موجودگی واقعی حیرت انگیز ہے۔[49][50]

49. http://www.akhnatonsjournal.org/2010/10/history-begins.html

50. http://en.wikipedia.org/wiki/Ebla_tablets

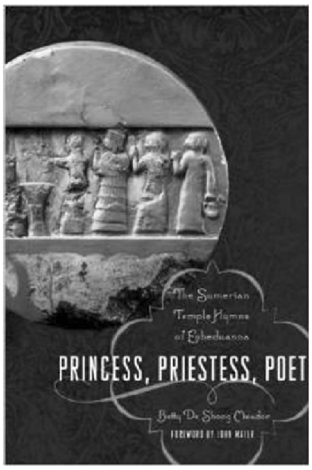
[Case-study]

انسانی تاریخ کی پہلی شاعرہ : شہزادی اِنہید وانا



2340 ق م میں اکدیوں نے اِبلا پر قبضہ کرلیا اور ایک زبردست سلطنت قائم کی جس کا پہلا بادشاہ Sargon تھا ۔ سارگون نے تقریباً 56 سال بڑے ہی شان کے ساتھ حکومت کی۔ اس کی ایک بیٹی تھی جس کا نام Enheduanna تھا۔

سارگون نے اپنی بیٹی کو شاہی کاہنہ مقرر کیا تھا۔شہزادی انہید وانا انسانی معلوم تاریخ کی **پہلی شاعرہ** ہے جس کا کلام اس کے نام کے ساتھ محفوظ ہے۔اس نے دیوتاؤں کے لئے مناجاتیں لکھیں جن میں اس زمانے کے تاریخی واقعات کا بھی ذکر ہے۔اس نے دیوی Inanna کے لئے 42 مناجاتیں لکھیں جن میں اس نے اپنے اندرونی جذبات واحساسات کا کھل کر اظہار کیا ہے۔[51][52][53]



شہزادی انہید وانا کی نظموں کے تراجم آج کتابی صورت میں دستیاب ہیں

کاتب انہید وانا کی نظموں کی نقل کرتے اور مٹی کی تختیاں سمیریا کے تمام مندروں میں پہونچادی جاتیں۔اس طرح اس کی مناجاتیں پورے سمیریا میں پھیل گئی تھیں اور یہ سلسلہ انہیڈ وانا کی موت کے بعد بھی جاری رہا۔

انہید وانا کی شاعرانہ عظمت کے اعتراف میں اسے ’’سمیریا کی شیکسپیئر‘‘ کہا جاتا ہے۔ لیکن صحیح تو یہ ہوگا اگر شیکسپیئر کو ’’انگریزی کا انہیڈ وانا‘‘ کہا جائے کیونکہ اولیت تو بہرحال انہیڈ وانا کو ہی حاصل ہے۔

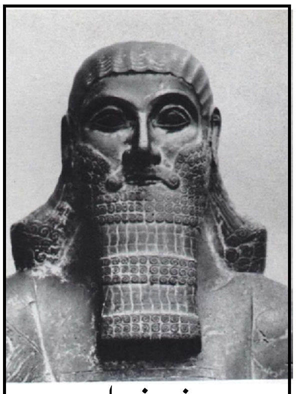
انہید وانا نے اپنی شاعری کے ذریعہ اپنے باپ سارگون کی سلطنت کو پھیلانے اور مستحکم کرنے میں بڑی مدد کی۔سارگون سے قبل پورا میسو پوٹامیہ چھوٹی چھوٹی شہری حکومتوں

51. http://en.wikipedia.org/wiki/Enheduanna
52. http://www.transoxiana.org/0108/roberts-enheduanna.html
53. http://www.angelfire.com/mi/enheduanna/

(City-states) میں منقسم تھا جن کے دیوی دیوتا بھی مختلف تھے۔ سارگون نے تمام شہری حکومتوں کو ملا کر ایک عظیم اکدی سلطنت قائم کی تو انہیڈ وانا نے اپنی نظموں اور مناجاتوں کے ذریعہ عوام کو Inanna نامی ایک ہی دیوی کی عبادت کی ترغیب دی جس سے سلطنت کو استحکام حاصل ہوا۔ [54]

[Case-study]

اشور بنی پال کی لائبریری (Library of Ashurbanipal)



اشور بنی پال

یہ شاہی کتب خانہ، سلطنت اشوریہ کے نامور فرمانروا اشور بنی پال نے نینوا میں قائم کیا تھا۔ 1850ء میں ماہرین ارضیات نے نینوا کے مقام سے اشور بنی پال کے محل کے کھنڈرات سے ایسی دس ہزار مٹی کی تختیاں دریافت کیں جن کو کیونی فارم رسم خط میں تحریر کیا گیا تھا۔

یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اس میں الواح کی تعداد دس سے پچیس ہزار کے درمیان تھی جو مذہبی احکامات اور شاہی فرامین کے علاوہ رجزیہ نظموں، موسیقی، قوانین، فلکیات، جادو اور لوک داستانوں پر مشتمل تھیں۔

اس کتب خانے میں فراہمی مواد کے لیے شاہی احکامات جاری کیے گئے تھے، مسودات کے حصول کے لیے مختلف طریقے اختیار کیے جاتے تھے۔ سب سے پہلے شاہی کاتب یا نقل نویس اشوریہ اور بابل کے دور دراز علاقوں کا سفر کرتے اور جو کچھ مواد ہاتھ آتا اس کی نقول اور تراجم کر کے ذخیرہ میں شامل کر لیتے۔ زیادہ تر مسودات پر نہ صرف شاہی مہر ثبت تھی بلکہ اکثر مسودات پر اس کی وضاحت ہوتی کہ یہ مسودہ بادشاہ کا مرتب شدہ ہے۔

کتب خانے میں موجود مواد کی ترتیب مضامین کے اعتبار سے کی گی تھی اور یہاں پر کیٹلاگ سازی کا ایک باضابطہ نظام رائج تھا۔ جس میں موضوع کے علاوہ کتاب کے مقام اور ماخذ کی معلومات فراہم کی جاتی تھیں۔ اس کتب خانے کا ایک جامع کیٹلاگ مندرجات کے ساتھ کتب خانے کے داخلی دروازے پر آویزاں تھا۔

اس علمی مرکز میں مختلف ماہرین کی نگرانی میں الگ الگ شعبے موجود تھے۔ جہاں پر تراجم، تصنیف و تالیف اور نقل نویسی کا خاطر خواہ انتظام موجود تھا۔ اس کے علاوہ شعبہ حصول مواد بھی تھا۔ شاہی مہتمم کی نگرانی میں بہت سے کاتب اور منشی الواح کی ترتیب و نگرانی پر مامور تھے۔ کچھ کے ذمے تاریخی حالات و واقعات کو قلم بند کرنے تھا جبکہ کچھ کارکن سرکاری حساب کتاب درج کرنے پر

54. http://womenshistory.about.com/od/womenwritersancientworld/p/enheduanna.htm

مامور تھے۔اس کے علاوہ دارالترجمہ وتالیف میں مختلف موضوعات پر تصنیف وتالیف کا کام دن رات جاری رہتا تھا۔حوالہ جات کے لیے قدیم زبانوں کی لغات سینکڑوں برس پرانی تختیوں کی نقلیں ترجمہ کے لیے وہاں پر موجود تمام عملہ کی معقول تنخواہیں خزانہ شاہی سے مقرر تھیں۔[57][56][55]

بانس،لکڑی یا پتوں کی پٹیاں (Bamboo, wood or leaf strips)

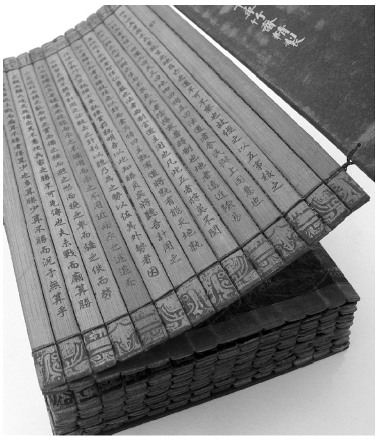


بانس کی پٹیاں(Chein)

مشرقی ایشیا کے ممالک میں کتابوں کے لئے مٹی کی تختیوں کے بجائے دوسری اشیاء کا استعمال کیا جاتا تھا۔ چین میں کتابوں کی شروعات بانس کی پٹیوں سے ہوئی۔ بانس کی پتلی پتلی پٹیوں پر سیاہ روشنائی سے لکھا جاتا تھا۔چینی رسم الخط چونکہ اوپر سے نیچے کی طرف لکھی جاتی ہے اس لئے چینیوں کو ان پٹیوں پر لکھنے میں کوئی پریشانی نہیں ہوتی تھی۔ بانس کی ایک تحریر شدہ پٹی کو *Chein* کہا جاتا تھا۔ان پٹیوں میں سوراخ کر کے انہیں ریشم یا چمڑے کے تسموں کی مدد سے آپس میں باندھ دیا جاتا تھا۔اب یہ بنڈل *tse* کہلاتا تھا۔یہی تھی قدیم چین میں 'کتاب' کی شروعات!

tse کو اکثر لپیٹ کر رول کی شکل دے دی جاتی تھی۔یا انہیں تہہ کر کے کتاب کے صفحات کی صورت میں سجا دیا جاتا تھا اور ایک cover کا اضافہ کر دیا جاتا تھا۔





55. http://ur.wikipedia.org/wiki/کتب_خانہ_اشور_بنی_پال

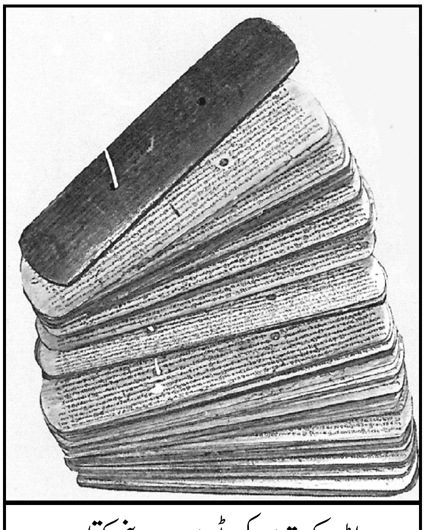
56. http://web.utk.edu/~giles/

57. http://www.britishmuseum.org/research/research_projects/all_current_projects/ashurbanipal_library_phase_1.aspx

چونکہ چین میں بانس بہت زیادہ پیدا ہوتا ہے اور ہر جگہ بڑی آسانی سے دستیاب ہو جاتا ہے اس لئے چین میں Writing medium کے طور پر بانس کا استعمال آسان بھی تھا اور سستا بھی۔ بانس کے علاوہ لکڑی کی پٹیوں کا بھی استعمال اسی انداز میں ہوا کرتا تھا لیکن کم۔

بانس کو کاٹ کر اس کے سبز حصے کو الگ کر کے آگ پر سکھایا جاتا پھر اس سے پتلی پتلی پٹیاں کاٹ لی جاتی تھیں۔ یہ پٹیاں تین مختلف سائز کی ہو سکتی تھیں: 2 فٹ 4 انچ، 1 فٹ 2 انچ، اور 8 انچ۔ کتاب کا موضوع جتنا اہم ہوتا پٹی کی لمبائی اتنی ہی زیادہ ہوتی۔ چوڑائی تقریباً ایک سی ہوتی۔ اتنی کہ ایک اوپر سے نیچے ایک سطر لکھی جا سکے [58]۔

اب تک صحیح سلامت دستیاب ہونے والی بانس کی کتابیں پانچویں صدی قبل مسیح کی ہیں۔ لیکن ان کتابوں میں موجود حوالوں سے پتہ چلتا ہے کہ بانس کی ان کتابوں کا استعمال چین میں کم از کم 1250 ق م سے جاری تھا۔ ہان خاندان کے دور حکومت میں بانس کی کتابوں کا چلن عام تھا۔ اس زمانے کی بہت ساری کتابیں دستیاب ہو چکی ہیں۔ لیکن اس کے بعد سے ان کا چلن کم ہونے لگا۔ چوتھی صدی عیسوی میں کاغذ کا استعمال ہونے لگا اور بانس کی کتابیں متروک ہو گئیں۔[59]



تاڑ کے پتوں کی پٹیوں سے بنی کتاب

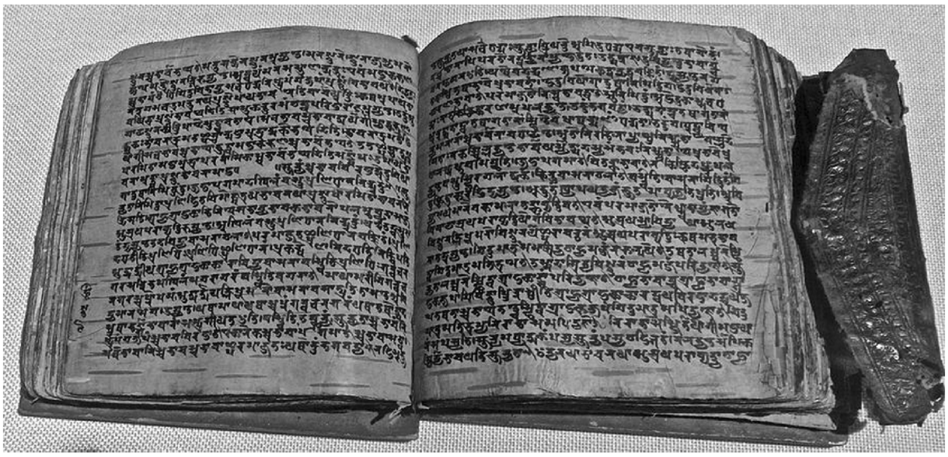
کاغذ کی ایجاد سے قبل، ہندوستان میں کتابوں کی تخلیق کے لئے دو چیزیں استعمال ہوتی رہی ہیں۔ (i) تاڑ کی پتیاں (ii) بھوج پتر

تاڑ کے پتوں (Palm leaves) کا استعمال ہندوستان کے علاوہ نیپال، سری لنکا، میانمار، تھائی لینڈ، انڈونیشیا اور کمبوڈیا وغیرہ میں بھی ہوتا رہا ہے۔ تاڑ کے پتوں کی لمبی لمبی پٹیاں کاٹ کر ان میں سوراخ کیا جاتا تھا تاکہ اس میں ڈوری ڈال کر پٹیوں کو آپس میں منسلک کیا جا سکے۔ پھر ان پر ایک نوک دار Stylus کی مدد سے دباؤ ڈال کر لکھا جاتا تھا۔ پتوں پر پڑنے والے نشانات اچھی طرح دکھائی نہیں دیتے تھے اس لئے ان پر کالک اور تیل ملا کر لگا دیا جاتا تھا جس سے حروف واضح ہو جاتے تھے۔ اکثر کتاب کی

58. K.T. Wu, 'The Chinese Book: Its Evolution and Development', T'ien Hsia Monthly, Vol.III, No.I, Aug 1936, pp.25-33 [http://www.chinaheritagequarterly.org/020/tien-hsia/Wu_Evolution.pdf]
59. http://www.china.org.cn/english/2003/Jun/66332.htm

حفاظت کے خیال سے لکڑی کی دو پٹیاں مسودے کے اوپر اور نیچے لگا دی جاتی تھیں جو جِلد (Cover) کا کام کرتی تھیں۔[60]

تاڑ کے پتوں کے علاوہ بھوج پتر (Birch bark) کا استعمال بھی عام تھا۔ بھوج پتر دراصل ایک درخت کی چھال کا نام ہے جسے Birch tree کہتے ہیں۔ لکھنے کے لئے اس درخت کی چھال کا استعمال کشمیر اور شمالی ہند میں عام تھا جب کہ تاڑ کے پتوں کا استعمال خاص طور سے جنوبی ہند میں ہوتا تھا۔ بھوج پتر کی چھال کو کاٹ کر اس کی پرتوں کو الگ کرنے پر کاغذ جیسی شے حاصل ہوتی تھی جس پر لکھا جاتا تھا۔ انہیں آپس میں چپکا کر رول بنالیا جاتا یا یونہی چھوٹے چھوٹے صفحات پر لکھ کر ایک ساتھ باندھ لیا جاتا۔[61]



بھوج پتر پر لکھی ہوئی کتاب

پپائرس اسکرول (Papyrus scroll)

جب پہلی صدی عیسوی میں Pliny نے Naturalis Historia نامی کتاب لکھی تھی تب تک مصر میں پپائرس کی ایجاد کو تین ہزار سال بیت چکے تھے۔ اس کتاب کی تیرہویں جلد میں Pliny پپائرس کے بارے میں رقم طراز ہے: مصر کے ڈیلٹائی دلدلوں کے نزدیک اُگنے والے پپائرس(*Cyperus papyrus*) نامی پودوں کو کاٹ کر چھیلا جاتا تھا اور ریشے دار گودے کو پتلی پتلی پٹیوں کی شکل میں نکالا جاتا تھا اور چکنی، نم سطح پر بچھایا جاتا تھا، پہلے عمودی اور پھر افقی حالت میں۔ پھر اسے دبایا اور کوٹا جاتا تھا

60. D. Udaya Kumar and others, 'Traditional writing system in Southern India — Palm leaf manuscripts.' [http://www.idc.iitb.ac.in/resources/dt-july-2009/Palm.pdf]

61. D.G.Suryavanshi, 'An Ancient Writing Material: Birch-Bark and its Need of Conservation' http;://www.viks.sk/chk/res_1_00_1_8.doc



قدیم مصری پینٹنگ جس میں پیپائرس رول تیار کرنے کا منظر پیش کیا گیا ہے

جس سے دونوں پرتیں آپس میں چپک کر 'پیپائرس' کا ورق بنا لیتی تھیں جنہیں دھوپ میں سکھا کر، ہاتھی دانت یا سیپ کے خول سے رگڑا جاتا تھا۔ عام طور سے پیپائرس کا ہر ورق 8x12 انچ کا ہوا کرتا تھا۔ ورق کی جس سطح پر ریشے افقی حالت میں ہوتے وہی لکھنے کے لئے استعمال کی جاتی تھی۔ [64] [63] [62]

پیپائرس کے بہت سارے اوراق کو آپس میں جوڑ کر لمبے رول (Roll) کی شکل دے دی جاتی تھی (انہیں Scroll بھی کہا جاتا ہے)۔ عام طور سے ایک رول میں پیپائرس کے 20 اوراق چپکائے جاتے تھے (یہ تقریباً 15 فٹ لمبا ہوتا تھا)۔ لیکن Book roll جسے *Volumen* کہا جاتا تھا، 35 فٹ سے 50 فٹ تک لمبا ہوتا تھا۔ اب تک دستیاب ہونے والا سب سے لمبا رول 113 فٹ کا ہے۔ رول کو سختی عطا کرنے کے لئے اس میں دونوں طرف لکڑی یا ہاتھی دانت کی سلاخیں لگا دی جاتی تھیں جن کے کناروں پر گھنڈیاں ہوتی تھیں۔ اس سے نہ صرف رول کو لپیٹنے میں مدد ملتی تھی بلکہ اس کی خوبصورتی میں بھی اضافہ ہو جاتا تھا۔ یہی

62. http://penelope.uchicago.edu/~grout/encyclopaedia_romana/scroll/scrollcodex.html
63. http://www.touregypt.net/featurestories/papyrus.htm
64. http://www.hrc.utexas.edu/educator/modules/gutenberg/books/early/

تھیں اوّلین کتابیں....



توریت کا ایک قدیم اسکرول

عام طور سے رول کے صرف اندر والی سطح پر لکھا جاتا تھا۔لکھائی کالموں کی صورت میں کی جاتی تھی۔ ہر کالم آٹھ سے دس انچ لمبا ہوتا تھا جس میں 25 سے 45 سطریں ہوتی تھیں۔کالموں کی چوڑائی زیادہ سے زیادہ 2 سے 4 انچ ہوتی تھی تاکہ پڑھتے وقت اسکرول کو زیادہ نہ کھولنا پڑے۔کالموں کے درمیان میں آدھے انچ کا فاصلہ رکھا جاتا تھا۔اسکرول کو پڑھنے کا قاعدہ یہ تھا کہ پڑھنے والا دائیں ہاتھ سے رول کو کھولتا جاتا اور دوسری طرف بائیں ہاتھ سے لپیٹتا جاتا تھا۔

اسکرول پر سرکنڈے یا دھاتی نب والے قلم سے ایک خاص قسم کی روشنائی سے کتابت کی جاتی تھی۔ یہ روشنائی کاجل، ریزن، شراب کے بوتل کی تلچھٹ اور کٹل فش کی سیاہی وغیرہ کو ملا کر بنائی جاتی تھی۔

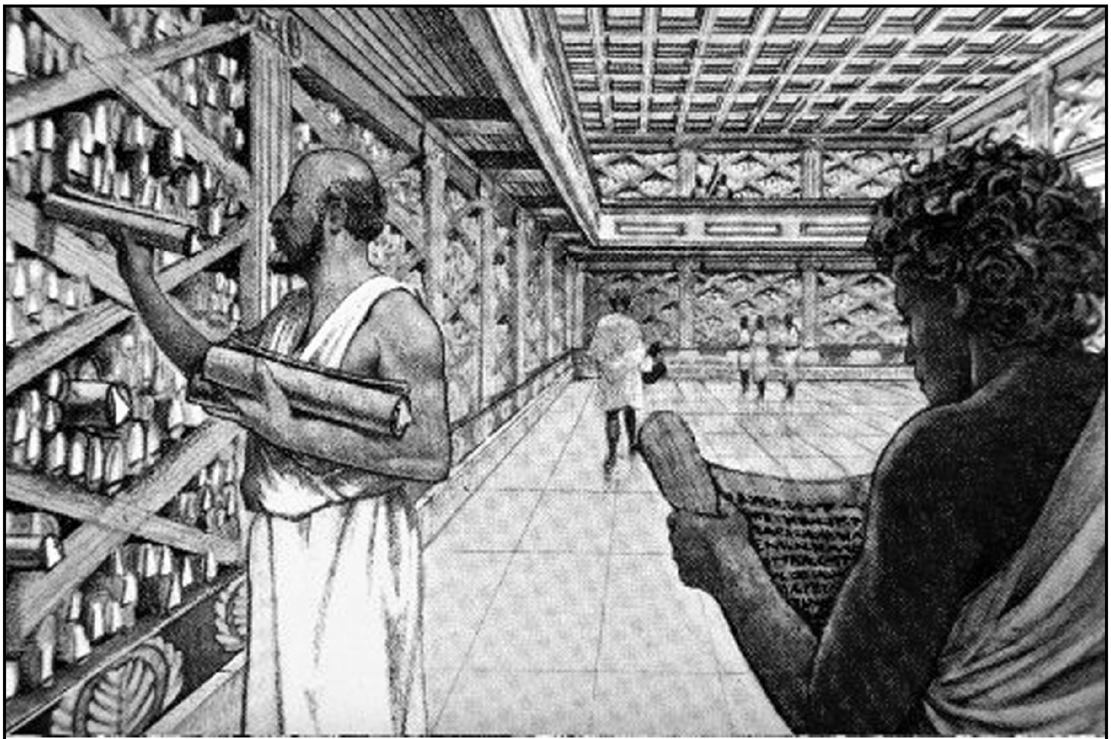
اسکرول کو کسی نقصان سے بچانے کے لئے کبھی کبھی اس کے اوپر ایک اور پیپائرس لگایا جاتا تھا جسے Protocol کہا جاتا تھا۔آخر میں رول کے اوپر پیپائرس کے ایک چھوٹے ٹکڑے پر کتاب کا نام لکھ کر باندھ دیا جاتا تھا جسے *Titulus* کہا جاتا تھا۔
رول ایک خاص قسم کے بکس میں عمودی حالت میں (سیدھے کھڑے کر کے) رکھے جاتے تھے۔یہ بکس *Capsa* کہلاتا تھا۔ایسا بھی ہوتا تھا کہ کبھی ایک مصنف کی کوئی کتاب کئی جلدوں میں ہوتی تھی اور اس کے لئے ایک سے زیادہ رولس کی ضرورت پڑتی تھی۔مثلاً Pliny کے بھتیجے Pliny the Younger کی کتاب 160 اسکرولوں پر مبنی تھی۔

عام طور اسکرول پیپائرس کے ہوا کرتے تھے لیکن پرچمنٹ اور ویلم کے اسکرول بھی پائے گئے ہیں۔

لائبریریوں میں اسکرول الماریوں میں بنے ننھے ننھے خانوں میں افقی حالت میں رکھے جاتے تھے۔

''اسکندریہ کی شاہی لائبریری''(The Royal Library of Alexandria) جو ازمنہ قدیم کی سب سے بڑی لائبریری تھی، تیسری صدی عیسوی میں مکمل ہوئی تھی۔اس لائبریری میں تقریباً 700,000 کتابیں (Book-rolls) موجود تھیں۔

تقریباً سات صدیوں تک قائم رہنے والے اس کتب خانے کا انجام بڑا عبرتناک ہوا۔391ء میں تھیوفلس اعظم (Theophilus Patriarch) کے حکم سے عیسائیوں نے اس کی کتابوں کو نیست و نابود کر دیا۔کیونکہ ان کے خیال میں اس سے



اسکندریہ کی شاہی لائبریری

کفر پھیلنے کا اندیشہ تھا۔لیکن عیسائی اس عظیم لائبریری کی تباہی کا سارا الزام مسلمانوں کے سر منڈھ دیتے ہیں۔

اس سلسلے میں ایک روایت یہ مشہور ہے کہ 642ء میں حضرت عمر بن العاصؓ کی سربراہی میں جب اسلامی فوج نے اسکندریہ پر قبضہ کیا تو اس لائبریری سے متعلق خلیفۃ المسلمین حضرت عمر فاروقؓ نے حکم دیا کہ ''اگر ان ساری کتابوں میں جو کچھ درج ہے وہ قرآن کے مطابق ہے تو ہمیں ان کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور اگر یہ کتابیں قرآن کے خلاف ہیں تو انہیں تباہ کردو۔''

اسی حکم کی بنیاد پر لائبریری کو آگ لگادی گئی۔

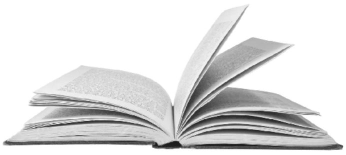
اس الزام کی تردید خود مستشرقین مثلاً ایڈورڈ گبن اور قلپ کے ہٹی وغیرہ نے کی ہے، ان کی تحقیق کے مطابق 47ق-م میں جب قیصر نے اسکندریہ کا محاصرہ کیا تو تباہی اس کتب خانہ کا مقدر بن گئی۔

یہ کتب خانہ ظہور اسلام سے 200 سال پہلے مکمل طور پر صفحۂ ہستی سے مٹ چکا تھا۔

کتاب کی موجودہ صورت ....

کوڈیکس (Codex)

اسکرول یا ٹیک رول کو تقریباً 2000 سالوں تک کتاب کے معیاری Format کے طور پر تسلیم کیا گیا۔لیکن چوتھی صدی عیسوی کے بعد آہستہ آہستہ اسکرول کا رواج ختم ہونے لگا اور اس کی جگہ آپس میں منسلک، ترتیب وار اوراق پر مبنی کتابوں کا رواج تیزی سے بڑھنے لگا۔کتاب کی اس نئی صورت کو کوڈیکس(Codex) کہا جاتا ہے۔



کتاب کی کوڈیکس شکل

یہ وہی صورت ہے جسے ہم آج اپنے دور میں دیکھتے ہیں....

......یعنی آپس میں منسلک اوراق پر مبنی کتاب!

اسکرول کے استعمال کے ختم ہونے اور کوڈیکس کے رواج پانے کے پیچھے کئی وجوہات تھیں۔

ا۔ اسکرول کی لمبائی عموماً30 فٹ رکھی جاتی تھی کیونکہ زیادہ طویل اسکرول کو کہیں لے جانا، کھولنا، لپیٹنا سب کچھ بے حد مشکل ہو جاتا تھا۔ عام طور سے زیادہ مواد والی کتابوں کے لئے ایک سے زیادہ اسکرول استعمال کئے جاتے تھے۔مثال کے طور پر Pliny کی *Historia naturalis* نامی کتاب 160 اسکرولس کی صورت میں تھی۔ظاہر ہے اتنے سارے اسکرولس کو کہیں لے جانا بے حد مشکل کام تھا۔جب کہ کوڈیکس فارمیٹ میں 1000 صفحات کی کتاب بھی آسانی سے تیار کی جا سکتی تھی اور اسے لے جانا، کھولنا، پڑھنا سب کچھ آسان تھا۔



یہودیوں کی مذہبی کتاب 'توریت' آج بھی اسکرول کی شکل میں ہی پڑھی جاتی ہے

۲۔ کوڈیکس (اوراق والی کتاب) میں Page numbers ہوتے ہیں جن کی

وجہ سے ان میں کچھ تلاش کرنا، یا کسی خاص جگہ کو Bookmark کرنا یا کہیں حوالہ دینا بے حد آسان ہوتا ہے لیکن اسکرول میں یہی کام بے حد مشکل ثابت ہوتا ہے۔

۳۔ اسکرول میں کاغذ کے صرف ایک طرف ہی لکھا جاتا تھا جس کی وجہ سے یہ لمبائی میں بڑھ جاتی تھی جب کہ کوڈیکس فارمیٹ والی کتاب کے اوراق کے دونوں صفحات پر لکھا جاتا تھا اس لئے اس کے لئے کم کاغذ کی ضرورت پڑتی تھی۔

اسکرول کی مندرجہ بالا خامیاں اور کوڈیکس کی خوبیاں اپنی جگہ لیکن پوری دنیا میں کوڈیکس کے عام ہونے وجہ صرف یہی نہیں تھی بلکہ کچھ اور بھی تھی۔

کوڈیکس کے عروج کا سفر عیسائیت کے عروج کے شانہ بہ شانہ شروع ہوا۔

اوّلین عیسائی مشنریوں اور مبلغین کو اکثر اپنا مسلک رومی یہودیوں سے چھپانے کی ضرورت پڑتی تھی۔ یہ لوگ اپنے ساتھ جو دینی مواد لے کر چلتے تھے اگر وہ اسکرول کی شکل میں ہوتا تو اسے چھپانا مشکل ہوتا تھا لیکن کوڈیکس شکل میں کتابوں کو بڑی آسانی سے چھپایا جا سکتا تھا۔

یہودیوں کی توریت اور دوسری مذہبی کتابیں اسکرول کی شکل میں ہوا کرتی تھیں (آج بھی توریت اسکرول کی شکل میں ہی ہوتی ہے)۔عیسائیت ایک نئے مذہب کے طور پر ابھر رہی تھی،اس نے خود کو ایک نئے خیال،نئی تحریک کے طور پر منوانے کے لئے اپنا سارا دینی مواد ایک الگ فارمیٹ میں یعنی کوڈیکس کی صورت میں شائع کرنا شروع کیا تا کہ لوگ عیسائیت اور یہودی مذہب کے درمیان آسانی سے امتیاز کر سکیں۔

پہلی صدی عیسوی سے ہی عیسائی مشنریاں دنیا کے مختلف حصوں میں تبلیغ کے لئے پہنچنے لگیں۔ یہ اپنے ساتھ کوڈیکس فارمیٹ میں کتابیں لے کر چلتی تھیں اور اس طرح کتاب کا یہ نیا فارمیٹ ساری دنیا میں پھیل گیا اور چوتھی صدی آتے آتے اسکرول کا استعمال بالکل ختم ہو گیا۔[67][66][65]

اور اس طرح کتاب مٹی کی تختیوں، بانس کی پٹیوں اور اسکرول سے گزرتے ہوئے ہزاروں برس کا سفر طے کر کے آج کی موجودہ صورت تک پہونچ گئی۔

---

65. https://sites.google.com/a/umich.edu/from-tablet-to-tablet/final-projects/-victoria-dykes-13
66. http://courses.educ.ubc.ca/etec540/July03/batchelorj/researchtopic/
67. http://penelope.uchicago.edu/~grout/encyclopaedia_romana/scroll/scrollcodex.html

1.2 : پرنٹنگ پریس کی ایجاد اور اس کے اثرات

کتابوں کی اشاعت کا تاریخی پس منظر

Historical Background of Book Publication

146 ق م میں جب رومیوں نے یونان کو فتح کیا تو وہ اپنے ساتھ یونانی Book-rolls کی لائبریریوں کو اٹھا لے گئے تا کہ وہ روم میں ایسی ہی لائبریریاں قائم کر سکیں۔انہوں نے یونانی کتابوں کے ترجمے لاطینی زبان میں کئے اور لائبریریاں قائم کیں۔بہت جلد رومیوں نے بڑے پیانے پر کتابوں کی تجارت بھی شروع کر دی۔پہلی صدی قبل مسیح تک انہوں نے بڑے بڑے ادارے قائم کر لئے جہاں کتابوں کی نقلیں تیار کی جاتی تھیں۔اس زمانے میں رومیوں کے اعلیٰ طبقے میں کتابیں خریدنا اور رکھنا عزت کی بات تھی۔ذاتی لائبریریاں عام تھیں۔وہ شخص سماج میں عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا جس کے پاس بہت ساری کتابیں ہوتی تھیں۔کتابوں کی زیادہ سے زیادہ نقلیں تیار کرنے کے لئے غلام کاتبوں کا استعمال ہوتا تھا۔اس طرح کتاب کی لاگت میں کمی آتی تھی۔ قیمت کم ہونے سے متوسط طبقہ بھی با آسانی کتابیں خرید سکتا تھا۔نقلیں تیار کرنے کی جگہ کو اسکرپٹوریم (Scriptorim) کہا جاتا تھا۔ ایک آدمی درمیان میں کھڑے ہو کر کتاب کا متن پڑھتا تھا اور اسے سن کر ایک ساتھ تقریباً 30 غلام کاتب کتابت کرتے رہتے تھے۔ اس طرح ایک بار میں کتاب کی 30 نقلیں تیار ہو جاتیں۔



ایک اسکرپٹوریم

اُس زمانے کے Scriptoria کئی صورتوں میں ہمارے آج کے پبلیشنگ ہاؤسز سے کافی مماثلت رکھتے تھے۔ رومی ناشر اشاعت کے لئے پہلے کسی کتاب کے مسودے کا انتخاب کرتے، پھر مصنف کو مناسب معاوضہ دے کر اس کتاب کے حقوق خرید لیتے، کتاب کی نقلیں تیار کرنے کا سارا خرچ اٹھاتے، کتاب کا فارمیٹ، ڈیزائن، سائز اور قیمت طے کرتے اور کتاب مکمل ہونے کے بعد اس کی منافع بخش تجارت کے بہتر طریقے اختیار کرتے۔

ابتدائی عیسائی دور میں کتابوں کی اشاعت

Book Publication in Early Christian Era

عیسائیوں نے اسکرول کی جگہ Codex کو اپنایا۔ یعنی یہ کتابیں لمبے رول کی جگہ بہت سارے اوراق پر مشتمل ہوتی تھیں جو کتاب کے دائیں یا بائیں طرف آپس میں سلے ہوئے ہوتے تھے۔ (ہماری آج کی کتابیں اسی شکل میں ہوتی ہیں)۔ یہ ایک بہت بڑا انقلاب تھا جو پبلشنگ کی دنیا میں آیا۔ اب کتابیں بہت زیادہ Compact ہوگئیں۔ انہیں پڑھنا، رکھنا یا کہیں لے جانا اب بے حد آسان ہوگیا۔ لائبریری میں انہیں الماریوں میں با آسانی آراستہ کیا جاسکتا تھا۔ ان میں کچھ تلاش کرنا، بک مارک کرنا اور کوئی حوالہ دینا آسان تھا کیونکہ ان کے ہر صفحے پر نمبر ہوا کرتے تھے۔

عیسائی مذہب نے کتابوں کی اشاعت کو ایک نیا رخ دیا۔ عیسائی اپنے مذہب کو ایک عالمی مذہب بنانا چاہتے تھے اس لئے وہ دنیا کے دور دراز خطوں میں اپنے مبلغین کو بھیج رہے تھے۔ یہ مبلغ اپنے ساتھ بائبل اور دیگر مذہبی کتب لے کر چلتے تھے جنہیں لوگوں میں مفت تقسیم کیا جاتا تھا۔ اس کام کے لئے بڑے بڑے Scriptoria قائم تھے جہاں ان کتابوں کو بڑی تعداد میں نقل کیا جاتا تھا۔

اسکرول کے لئے عام طور سے پیپائرس کا استعمال کیا جاتا تھا لیکن عیسائیوں نے کوڈیکس فارمیٹ کی کتابوں کے لئے پرچمنٹ یا ویلم کے استعمال کو رواج دیا۔ پرچمنٹ یا ویلم پیپائرس کے مقابلے زیادہ پائیدار تھے۔ ان پر ورق کے دونوں صفحات پر کتابت آسانی کے ساتھ کی جاسکتی تھی۔

اگلے 400 سالوں تک عیسائی کتابیں کوڈیکس فارمیٹ میں اور دوسرے مذاہب یا الحاد پر مبنی کتابیں اسکرول کی شکل میں ہوا کرتی تھیں۔ اور اس طرح اسکرول اور کوڈیکس شانہ بہ شانہ چلتے رہے۔ لیکن چوتھی صدی عیسوی میں کوڈیکس فارمیٹ ہی کتاب کا معیاری فارمیٹ بن گیا جس کے لئے پرچمنٹ یا ویلم استعمال کئے جاتے تھے۔ پیپائرس اور اسکرول قصۂ پارینہ بن گئے۔

عہد وسطیٰ کی خانقاہیں (Monasteries in Medieval Period)

عہد وسطیٰ میں (پانچویں سے پندرہویں صدی عیسوی کے دوران) عیسائی خانقاہوں نے کتابوں کی اشاعت کا کام سنبھال رکھا تھا۔ ہر خانقاہ کی اپنی لائبریری ہوتی تھی جس کے ساتھ ایک Scriptoria بھی منسلک ہوتی تھی۔ پادری خود کتابیں نقل کرتے تھے۔ یہاں ایک وقت میں ایک ہی کتاب نقل کی جاتی تھی۔ رومیوں کی طرح Mass copying نہیں ہوتی تھی۔ کتابوں کو نقل کرنا کافی مشقت بھرا عمل تھا۔ اس زمانے میں مقولہ مشہور تھا ''دو انگلیاں قلم پکڑتی ہیں لیکن پورا جسم تھک جاتا ہے''۔ کتاب کی نقل مکمل ہو جانے کے بعد اسے پروف ریڈر کے حوالے کیا جاتا جو پروف ریڈنگ کرتا۔ پھر نقاش اس پر خطاطی یا نقاشی کے کمال دکھاتا۔ اس کے بعد کتاب کی سلائی کی جاتی اور کتاب تیار ہو جاتی۔ اس طرح کتاب کی اشاعت کا کام رومیوں کے مقابلے بے حد سست رفتار تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اگر اس زمانے میں کسی لائبریری میں پانچ چھ سو کتابیں ہوتیں تو یہ بہت بڑا خزانہ سمجھا جاتا۔ اس زمانے کی زیادہ تر کتابیں پرچمنٹ یا ویلم پر لکھی جاتی تھیں لیکن پندرہویں صدی کے آتے آتے یہ کاغذ نے ان کی جگہ لے لی۔

سیکولر کتابوں کا دور (Secular Book Era)

عہد وسطیٰ کے شروعاتی چھ سو سالوں تک تو کتابوں کی اشاعت پر صرف چرچ کی ہی اجارہ داری قائم رہی اور عموماً مذہبی کتابیں ہی شائع کی جاتی رہیں۔ لیکن بارہویں صدی عیسوی میں یونیورسٹیوں کا قیام عمل میں آیا تو ایک بار پھر سیکولر کتابوں کا دور لوٹ آیا۔ یونانی کتابوں کے لاطینی ترجموں کی مانگ بہت زیادہ بڑھ گئی جسے پورا کرنے کے لئے یونیورسٹیوں نے کتابوں کی اشاعت کا کام اپنی نگرانی میں کرانا شروع کیا۔ زبردست مانگ کو دیکھتے ہوئے ایک بار پھر سے Mass copying کا طریقہ اپنایا گیا تاکہ کم سے کم وقت میں زیادہ کتابیں تیار کی جاسکیں۔ 14ویں صدی عیسوی میں کتابیں آسانی کے ساتھ دوکانوں میں دستیاب ہونے لگیں۔

14ویں اور 15ویں صدی میں یوروپ میں Humanism کی لہر چل رہی تھی اور قدیم یونانی اور رومی ادب کے مطالعے کا زبردست شوق لوگوں میں پھیلا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ عوامی زبانوں (Vernacular languages) میں لکھی گئی تحریریں کافی مقبول ہو رہی تھیں۔ ان تحریکوں کے نتیجے میں ایک بار پھر یونانی اور رومی کتابوں کے ترجموں کی مانگ کافی بڑھ گئی اور اسے پورا کرنے کے لئے بڑی تعداد میں ان کی نقلیں تیار کی جانے لگیں۔ وہد وسطیٰ کے مصنفین نے عوامی زبانوں میں

کہانیاں بھی لکھی تھیں اور شاعری بھی کی تھی ۔ وہ سب کا سب زبانی ادب کی صورت میں تھا۔اسی دور میں اس پورے زبانی ادب کو کاغذی پیراہن پہنایا گیا۔Vernacular میں نئی کتابیں بھی تخلیق کی گئیں ۔ یونیورسیٹیوں کے قیام کی وجہ سے علم کا دائرہ پھیل رہا تھا اورعوام کی بڑی تعداد پڑھنا لکھنا سیکھ رہی تھی۔مصنف اور شعراء چونکہ عوام کی زبان استعمال کر رہے تھے اس لئے زیادہ سے زیادہ لوگ اب کتابوں کی طرف متوجہ ہورہے تھے۔اس کی وجہ سے کتابوں کی مانگ میں بھی روزافزوں اضافہ ہورہا تھا۔ [68]

چھپائی کی طرف پہلا قدم (First Step Towards Printing)

کتابوں کی مانگ جس رفتار سے بڑھ رہی تھی ہاتھ سے نقل کی گئی قلمی کتابیں اسے پورا کرنے سے قاصر تھیں۔اب ضرورت تھی کسی ایسے طریقے کی جو انتہائی تیز رفتاری سے کتابوں کی نقلیں بنا سکے......اور آخرکار وہ طریقہ ایجاد کرلیا گیا ..... چھاپہ خانہ(Printing press) کی ایجاد نے اس کمی کو پورا کردیا۔

چھاپہ خانے کی ایجاد کا سہرا ایک جرمن سنار Johannes Gutenberg کے سر باندھا جاتا ہے۔لیکن حقیقت تو یہ ہے کہ اس عظیم ایجاد کی بنیاد دوسری صدی عیسوی میں ہی چین میں پڑ چکی تھی۔

آیئے چھاپہ خانے کی تاریخ پر ایک نظر ڈالتے ہیں۔



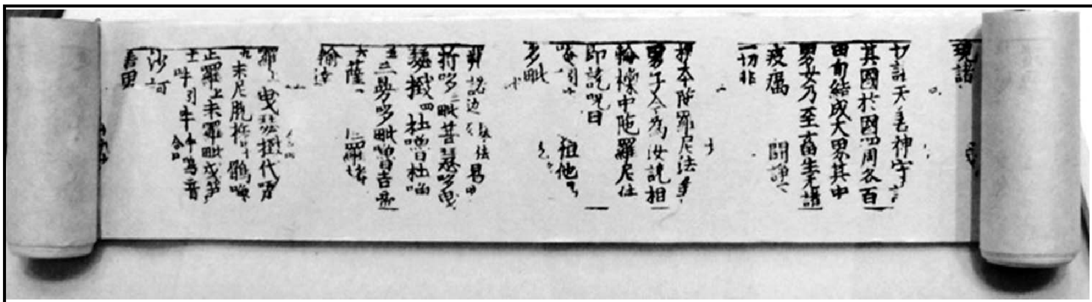
لکڑی کے بلاک کی مدد سے کپڑے پر چھپائی

چھپائی کی تاریخ کی ابتدا دوسری صدی عیسوی سے ہوئی جب چینیوں نے ریشم کے کپڑے پر لکڑی کے بلاکوں کا ستعمال کرکے پھولوں کے ڈیزائن چھاپنے شروع کئے۔ چینیوں کے ہی نقش قدم پر چلتے ہوئے چوتھی صدی عیسوی میں مصریوں نے بھی کپڑے پر چھپائی شروع کردی۔

68. "history of publishing". Encyclopædia Britannica. Encyclopædia Britannica Online. Encyclopædia Britannica Inc., 2015. Web. 24 May. 2015 <http://www.britannica.com/EBchecked/topic/482597/history-of-publishing>

کاغذ پر پہلی چھپائی (First Printing on Paper)

قرین قیاس ہے کہ لکڑی کے بلاک کی مدد سے کاغذ پر چھپائی کی ایجاد کوریا میں ہوئی۔1966ء میں کوریا کے ایک بدھ مندر میں ریشم سے بنے کاغذ پر چھپا ہوا ایک اسکرول دریافت ہوا جو دراصل بدھ مذہب کا Dharani Sutra کا کوریائی زبان میں ترجمہ ہے۔ حالانکہ اس اسکرول پر کوئی تاریخ درج نہیں ہے لیکن شواہد یہ اشارہ کرتے ہیں کہ یہ اسکرول 705ء اور 751ء کے درمیان چھاپا گیا ہے۔اس طرح یہ اب تک دستیاب ہونے والا دنیا کا قدیم ترین چھپا ہوا کاغذ ہے۔[69][70][71]



Dharani Sutra, 751 AD

اوّلین طباعت شدہ کتاب (First Printed Book)

کوریا کی طرح اہل چین بھی لکڑی کے بلاکوں سے کاغذ کی چھپائی کی کوششیں کرتے رہے۔چین میں چھپی دنیا کی سب سے پہلی مکمل کتاب *Diamond Sutra* ہے جو 868ء میں لکڑی کے بلاکوں سے چھاپی گئی تھی۔ [71]

یہاں ایک بات یاد رکھنے کی ہے کہ اب تک چھپائی کسی پریس میں نہیں ہوتی تھی بلکہ جو کچھ چھاپنا ہوتا تھا اسے پہلے لکڑی کے تختے پر لکھ کر، بڑی باریک بینی سے لکڑی کو اس طرح تراشا جاتا تھا کہ لکڑی پر حروف ابھرے ہوئے ہوتے تھے۔اب ان ابھرے حروف پر روشنائی لگا کر اسے ہاتھوں کی مدد سے کاغذ پر دبا کر چھپائی کر لی جاتی تھی۔اس طرح یہ طریقہ صدفی صد Manual تھا۔لکڑی کے بلاکوں کو بنانا بھی کافی محنت طلب کام تھا۔

69. http://www.historyofinformation.com/expanded.php?id=224
70. Hye Ok Park, "The History of Pre-Gutenberg Woodblock and Movable Type Printing in Korea", International Journal of Humanities and Social Science Vol. 4, No. 9(1); July 2014 [PDF]
71. http://en.wikipedia.org/wiki/History_of_printing_in_East_Asia



868ء میں چھپی دنیا کی پہلی طباعت شدہ کتاب Diamond Sutra

ایک بڑی پیش رفت....Movable Types کی ایجاد



اس تصویر میں لکڑی کا ایک بلاک اور اس سے چھپا ہوا صفحہ دیکھ سکتے ہیں۔ یہاں پورا کا پورا متن لکڑی کے ایک ہی تختے پر تراشا گیا ہے۔ اب اگر اس میں کوئی بھی تبدیلی کرنی پڑی تو پورا متن ایک بار پھر سے تراشنا ہوگا۔ کتاب کی چھپائی کے لئے ہر صفحے کا ایسا ہی تراشیدہ بلاک بنانا پڑے گا۔ اندازہ لگایا جا سکتا ہے اس طرح کی چھپائی حقیقت میں کتنی محنت طلب اور کتنا وقت طلب ثابت ہوگی۔

اس پریشانی کا حل Bi Sheng نامی چینی نے ڈھونڈ نکالا۔ اس نے 1040ء میں Movable types کے ذریعہ چھپائی کا طریقہ ایجاد کیا۔

سب سے پہلے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ Movable types کیا چیز ہیں؟

گزشتہ صفحہ کی تصویر میں جو لکڑی کا بلاک دکھایا گیا تھا اگر اس کے تمام حروف (Characters) کو الگ الگ کر دیا جائے تو ہم جب چاہیں انہیں ضرورت کے مطابق نئے سرے سرے سجا سکتے ہیں۔اس طرح نئے متنوں کو چھاپنے کے لئے ہر بار نئے سرے سے بلاک نہیں بنانا پڑے گا۔ہم صرف Characters کو لے کر ایک فریم میں سجالیں گے اور چھپائی کر لیں گے۔



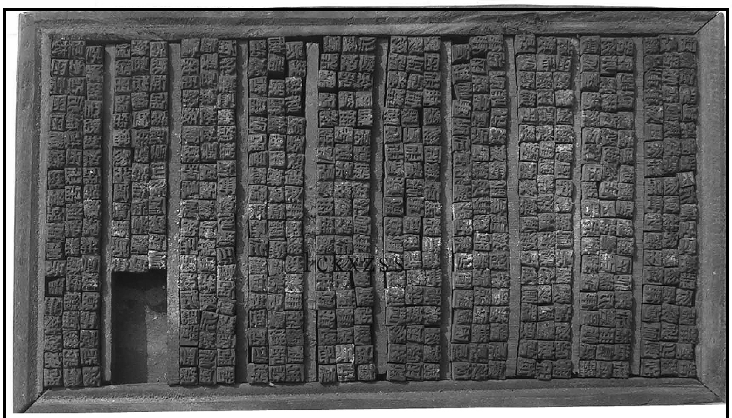


Bi Sheng

Bi Sheng کوئی مشہور آدمی نہیں تھا۔لیکن اس نے جو کارنامہ انجام دیا اس نے اس کا نام شہرت کی بلندیوں پر پہونچا دیا اور رہتی دنیا تک جب بھی چھپائی کی تاریخ لکھی جائے گی اس میں Bi Sheng کا نام ضرور شامل ہوگا۔

اس نے چکنی مٹی کی گیلی تہہ کو باریک بتی سے تراش کر چینی Characters کے Type الگ الگ بنائے۔دھوپ میں سکھانے کے بعد اس نے انہیں آگ میں پکا لیا تاکہ وہ سخت ہو جائیں اور چھپائی کے دوران ٹوٹیں نہیں۔ ہر Character کے لئے اس نے کئی کئی ٹائپ بنائے اور بہت زیادہ استعمال ہونے والے Characters کے تو اس نے بیسوں ٹائپ بنا کر رکھ لئے تاکہ کسی متن کی کمپوزنگ میں وہ Characters ایک سے زیادہ بار آئیں تو بھی کوئی مشکل پیش نہ آئے۔جب اسے چھپائی کرنی ہوتی تھی تو ایک لوہے کے فریم میں وہ Types کو سجا کر متن کمپوز کرتا تھا۔پھر اس پورے بلاک پر روشنائی لگاتا،اس کے اوپر کاغذ رکھتا، پھر اوپر سے ایک برش کے ذریعہ رگڑتا۔اس طرح حروف کاغذ پر چھپ جاتے۔[72][73][74]

72. http://en.wikipedia.org/wiki/Bi_Sheng
73. http://www.chinaculture.org/gb/en_madeinchina/2005-06/28/content_70176.htm
74. http://www.historyofinformation.com/expanded.php?id=25



لوہے کے فریم میں Movable types کوسجا کر کمپوز کیا گیا متن

Wooden Movable Types



Wang Zhen

1298ء میں ایک چینی سرکاری عہدے دار Wang Zhen نے لکڑی کے Movable types بنائے۔اس نے پہلے لکڑی پر Characters لکھ کر ایک بلاک بنایا پھر پتلی، دھاردار آری کاٹ کر سے اس نے اس بلاک کے ٹکرے ٹکرے کر دئے اور ہر Character کو الگ کرلیا اور انہیں Movable type کے طور پر استعمال کیا۔ یہ طریقہ Bi Sheng کے طریقے سے زیادہ تیز رفتار تھا۔اس نے لکڑی کے 30,000 ٹائپ بنائے اور اپنی ایک کتاب *Records of Jingde County* کی 100 کاپیاں چھاپیں۔اس نے اپنے اس طریقے سے متعلق *A method of making moveable wooden types for printing books* نامی ایک کتاب بھی لکھی۔[76][75]

Metal Movable Types:

لکڑی کے Movable types بہتر تو تھے لیکن ان میں ایک خرابی تھی۔ بار بار چھپائی کرنے سے Types بہت جلد خراب ہو جاتے تھے اور پھر سے نئے حروف گڑھنے پڑتے تھے۔اس لئے اگلا قدم دھاتی Movable types کی ایجاد کا

75. http://en.wikipedia.org/wiki/History_of_printing_in_East_Asia
76. http://en.wikipedia.org/wiki/History_of_printing


Movable types کی مدد سے چھاپی گئی دنیا کی پہلی کتاب **Jikji**

تھا۔ Wang Zhen نے Tin کے Movable types بنانے کی کوشش کی لیکن اسے کوئی خاص کامیابی نہیں ملی کیونکہ ٹن کے Types روشنائی کو صحیح طریقے سے کاغذ پر منتقل نہیں کر سکتے تھے جس سے بڑی گندی چھپائی ہوتی تھی۔ [75]

کوریا کے Choe Yun-ui نے 1234ء میں کانسے کے Movable types تیار کر لئے۔ اس نے پہلے لکڑی کے ٹائپ بنائے۔ پھر ایک چپٹے برتن میں سمندر کنارے کی باریک بلواہی مٹی بھر کر لکڑی کے ٹائپس کو اس پر دبایا۔ اس طرح مٹی کی سطح پر حروف کا سانچہ بن گیا۔ اب اس سانچے میں اس نے پگھلا ہوا رقیق کانسہ ڈال دیا۔ پھر ٹھنڈا ہونے کے بعد اس نے حروف کو الگ الگ کر کے انہیں گھس لیا اور اس طرح کانسے کے ٹائپس تیار ہو گئے۔

1377ء میں بدھ مذہب کی مشہور کتاب Jikji کوریا میں چھاپی گئی۔ یہ دنیا کی قدیم ترین کتاب ہے جسے Movable types کا استعمال کر کے چھاپا گیا ہے۔ [76]


Hua Sui

یہ سچ ہے کہ Metal movable types کی ایجاد کوریا میں ہوئی لیکن اہل کوریا کا یہ فن شاہی خاندان کے قبضے میں رہا۔ Royal Foundry میں ٹائپس بنائے جاتے تھے اور شاہی پریس میں چھپائی ہوتی تھی۔ عام لوگوں تک یہ فن پہونچ ہی نہیں پایا۔ اس کی باقاعدہ کمرشیل شروعات چین میں ہوئی۔

چین میں 1490ء میں ایک چینی عالم Hua Sui نے کانسے (Bronze) کے ٹائپ بنانے کی کوشش کی اور کامیاب رہا۔

1574ء میں 1000 جلدوں پر مشتمل ضخیم کتاب Imperial Readings of the Taiping Era کانسے کے Movable types کی مدد سے ہی چھاپی گئی تھی۔ [77][78]

---

77. http://www.historyofinformation.com/expanded.php?id=1642

78. http://www.dangkouguzhen.com/index_en.php?m=Renwendangkou&a=mingrendajia&aid=626

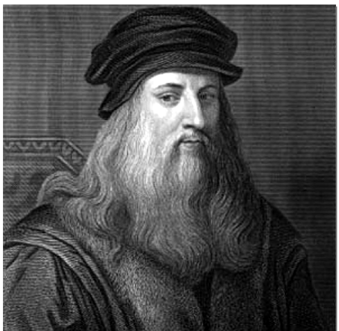
اسلامی دنیا میں طباعت
(Printing in Islamic World)



لکڑی کے بلاک کی مدد سے چھاپا گیا ایک قدیم عربی طغرہ

چھپائی کا فن تجارتی راستوں سے سفر کرتا ہوا دنیا کے دیگر ملکوں میں پہونچا۔ عربوں نے چینیوں سے کاغذ بنانے کا فن بہت پہلے ہی سیکھ لیا تھا اور اب وہ دنیا بھر میں کاغذ کی تجارت کر رہے تھے۔ قاہرہ اور بغداد میں کاغذ کے بہت سارے کارخانے قائم تھے۔ دسویں صدی عیسوی میں مسلمانوں نے لکڑی کے بلاکوں کی مدد سے چھپائی شروع کر دی تھی۔ مسلم دنیا میں قرآنی آیات۔ طغروں، دعاؤں، اسماء الحسنٰی وغیرہ کی مانگ بہت زیادہ تھی اور اس زبردست مانگ کو پورا کرنے کے لئے طباعت ایک لازمی شے بن چکی تھی۔ اگلے پانچ سو برسوں تک مسلم دنیا میں طباعت کے فن میں نت نئے تجربے کئے جاتے رہے۔ حالانکہ اس بات کا کوئی بین ثبوت نہیں ہے لیکن قرائن یہ بتاتے ہیں کہ دیگر علوم کی طرح طباعت کا فن بھی یوروپ میں مسلم دنیا کے راستے ہی پہونچا۔[79]

پرنٹنگ پریس کی ایجاد (Invention of Printing Press)



Johann Gutenberg

کوریا اور چین میں لکڑی کے بلاکوں کی مدد سے چھپائی کے طریقے کی ایجاد کے تقریباً چھ صدیوں بعد 1400ء میں یہ فن اسلامی دنیا کے راستے یوروپ پہونچا۔ جرمنی کے شہر Mainz کے رہنے والے Johann Gutenberg کو یوروپ میں فن طباعت کا موجد مانا جاتا ہے۔ وہ ایک سُنار، لوہار، پرنٹر اور پبلیشر تھا۔ اس کی پیدائش 1398ء میں ہوئی تھی اور 1468ء میں اس نے انتقال کیا۔

گٹن برگ کے زمانے میں زیادہ تر کتابیں قلمی ہوا کرتی تھیں۔ لکڑی کے بلاک سے چھپی ہوئی بعض کتابیں بھی دستیاب تھیں لیکن دونوں ہی طرح کی کتابیں خاصی مہنگی

79. http://www.muslimheritage.com/article/muslim-printing-gutenberg

ہوا کرتی تھیں اور صرف امراء ہی انہیں خرید اور رکھ سکتے تھے۔ایک عام متوسط آدمی کے لئے کتابیں خریدنا کافی مہنگا شوق تھا۔قلمی کتاب کے مہنگی ہونے کا سبب تو یہ تھا کہ اس کی ہر نقل میں کافی وقت اور محنت کی ضرورت پڑتی تھی جبکہ بلاک کی مدد سے چھپی کتابیں اس لئے مہنگی ہوتی تھیں کہ ان کے ہر ایک صفحے کے لئے لکڑی کا الگ بلاک بنانا پڑتا تھا۔ پھر ان دنوں چھپائی کا عمل بھی ہاتھوں سے ہی انجام دیا جاتا تھا۔کوئی مشین (پریس) نہیں ہوا کرتی تھی۔طباعت کا فن تو یوروپ تک پہنچ گیا تھا لیکن ابھی تک یہاں Movable types وجود میں نہیں آئے تھے۔

گٹن برگ نے کتابوں کی طباعت کا آسان، سستا اور تیز رفتار طریقہ ڈھونڈنے کا عزم مصمم کرلیا۔اس نے اپنا کام بڑی رازداری سے شروع کیا۔سب سے پہلے اسے اپنے تجربات کے لئے ایک ورکشاپ کی ضرورت تھی۔ وہ اُن دنوں Strasburg نامی شہر میں رہا کرتا تھا۔آخرکار اسے شہر میں ایک بے حد پرانی، بوسیدہ عمارت مل گئی جس میں کسی زمانے میں پادری رہا کرتے تھے۔اس عمارت کا ایک کمرہ ٹھیک ٹھاک تھا اور ورکشاپ کے طور پر استعمال کیا جاسکتا تھا۔پس اس نے وہ عمارت حاصل کرلی اور اس کمرے کی مرمت کر کے اس میں اپنا ورکشاپ بنالیا۔

صبح سے شام تک وہ اپنے تجربات میں مشغول رہتا تھا لیکن ہر تجربے میں اسے ناکامی ہی نصیب ہوتی تھی۔ یہاں تک کہ اس کے پاس اب رقم بھی باقی نہیں رہی۔مجبوراً وہ اپنے پرانے گھر، Mainz لوٹ آیا۔ یہاں اس کی ملاقات Joahann Fust نامی ایک دولت مند سُنار اور قانون داں سے ہوئی۔گٹن برگ نے باتوں باتوں میں اسے اپنے تجربات اور ان میں حاصل ہونے والی ناکامیوں کے بارے میں بتایا اور یہ بھی بتایا کہ وہ اب بالکل قلاش ہو چکا ہے اور مزید تجربوں کے لئے اس کے پاس رقم باقی نہیں رہی ہے۔جوناتھن فسٹ گٹن برگ کے منصوبوں سے بہت متاثر ہوا اور اس نے اسے 800 سونے کے سکے ادھار دیئے اور کہا کہ وہ اپنے تجربات جاری رکھے۔[81][80]

ایک بار پھر گٹن برگ اپنے تجربات میں مشغول ہوگیا۔اس نے لکڑی کے Movable types بنانے کی کوشش کی تھی۔لیکن لکڑی کے ٹائپ چھپائی کے دوران بہت جلد برباد ہوجاتے تھے اور چھپائی بڑی گندی ہوجاتی تھی۔ اس نے Lead، Tin اور Antimony دھاتوں کے مخلوط سے ypes بنانے کے تجربے کئے اور کامیاب رہا۔اس طرح گٹن برگ دنیا کا پہلا انسان تھا جس نے کسی یوروپی زبان کے Metal movable types بنائے۔[80]

---

80. http://www.greatsite.com/timeline-english-bible-history/gutenberg.html

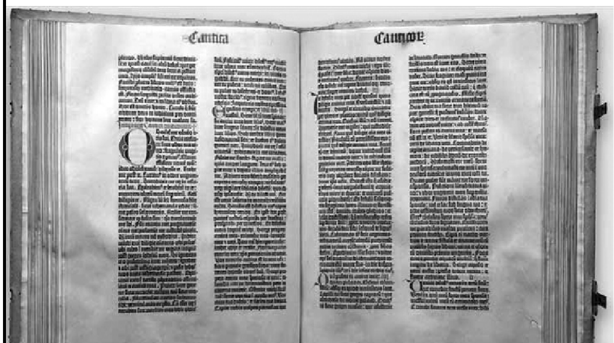
81. http://inventors.about.com/od/gstartinventors/a/Gutenberg.htm

گٹن برگ کی دوسری اہم ایجاد یہ تھی کہ اس نے چھپائی کے لئے دنیا میں پہلی بار Oil-based Ink کا استعمال کیا۔ اس سے قبل ساری دنیا میں جتنی بھی طباعت ہوتی تھی وہ Water-based Ink سے کی جاتی تھی۔ اس میں خرابی یہ تھی کہ چھپائی گندی ہوتی تھی اور نمی پا کر روشنائی کاغذ پر پھیل جاتی تھی۔ تیل والی روشنائی سے کی گئی طباعت پکی، صاف ستھری اور خوبصورت ہوتی تھی۔



گٹن برگ کا ایجاد کردہ، دنیا کا پہلا پرنٹنگ پریس

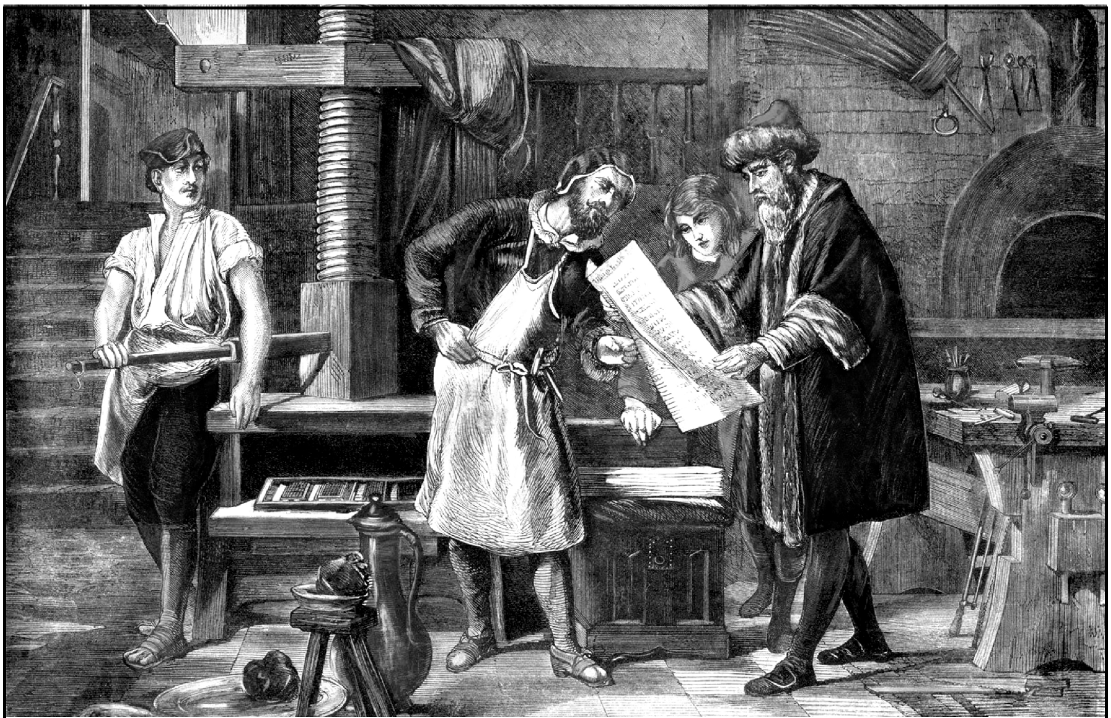
گٹن برگ کی تیسری اہم ایجاد پرنٹنگ پریس تھی۔ اس سے قبل چھپائی کا کام ہاتھوں سے انجام دیا جاتا تھا، کسی مشین (پرنٹنگ پریس) کا وجود نہیں تھا۔ گٹن برگ کی پرنٹنگ پریس طباعت کی دنیا میں ایک انقلاب عظیم ثابت ہوئی جس نے علم و ادب کی ترسیل کو جیسے پر لگا دیئے۔



پریس میں چھاپی جانے والی دنیا کی پہلی کتاب
Gutenberg Bible

گٹن برگ کا پرنٹنگ پریس لکڑی کا بنا تھا جو نیچے کی طرف بھرپور اور یکساں دباؤ ڈال سکتا تھا تا کہ ٹائپس کے اوپر لگی روشنائی یکساں طور پر کاغذ پر چپک سکے۔ پریس کا یہ آئیڈیا نیا نہیں تھا۔ شراب، کاغذ اور تیل کے کارخانوں میں پریس کا استعمال زمانے سے ہو رہا تھا۔ گٹن برگ نے اس آئیڈیا کو طباعت کے لئے استعمال کیا یہ اس کی ذہانت تھی۔

گٹن برگ کے پریس میں لکڑی کے ایک فریم سے منسلک دو پلیٹیں تھیں جن میں نچلی پلیٹ ساکن تھی یعنی حرکت نہیں کرتی تھی جب کہ اوپر والی پلیٹ ایک بہت بڑے اسکریو کی مدد سے اوپر نیچے حرکت کرتی تھی۔ جب ایک لیور کی مدد سے اسکریو کو گھمایا جاتا تھا تو اوپر والی پلیٹ نیچے آ کر نچلی پلیٹ پر دباؤ ڈالتی تھی۔



گٹن برگ اپنے ساتھیوں کے ساتھ چھپا ہوا کاغذ دیکھتے ہوئے، بائیں طرف ایک آدمی پریس کا لیور پکڑے دیکھا جا سکتا ہے

چھپائی سے قبل Movable types کی مدد سے متن کو لوہے کے ایک فریم میں کمپوز کر کے اچھی طرح کس دیا جاتا تھا۔ اب اس پر روشنائی لگائی جاتی تھی۔ پھر اوپر سے کاغذ رکھ کر فریم کو پریس کی دونوں پلیٹوں کے درمیان رکھ کر اسکریو کی مدد سے دباؤ ڈالا جاتا تھا۔ اس طرح کمپوز کیے ہوئے ٹائپس کی سطح پر لگی روشنائی کاغذ پر اتر جاتی تھی اور چھپائی ہو جاتی تھی۔[82]

اپنے پریس میں گٹن برگ نے سب سے پہلے بائبل چھاپنے کا پروجیکٹ شروع کیا۔ یہ بائبل تاریخ میں Gutenberg Bible یا 42-line Bible کے نام سے مشہور ہے کیونکہ اس کے ہر صفحے میں 42 سطریں تھیں۔ یہ بائبل لاطینی زبان میں black-letter حروف میں چھاپی گئی تھی۔ گٹن برگ بائبل بلاشبہ پریس میں چھپنے والی دنیا کی پہلی مکمل کتاب تھی۔ 1455ء میں گٹن برگ نے اس کی طباعت مکمل کی۔ تقریباً 180 کاپیاں چھاپی گئی تھیں جن میں سے چند ویلم پر چھپی تھیں اور بقیہ کاغذ پر۔[82]

82. http://en.wikipedia.org/wiki/Johannes_Gutenberg

افسوس کہ اتنا بڑا کارنامہ انجام دینے والے کے ساتھ وقت اور حالات نے بہت برا کیا۔ 1455ء میں گٹن برگ اور جوہان فسٹ کے درمیان تنازعہ کھڑا ہو گیا۔ بائبل پروجیکٹ کی وجہ سے گٹن برگ اس وقت تک 20,000 سونے کے سکوں کا قرض دار ہو چکا تھا۔ فسٹ نے گٹن برگ پر آرک بشپ کی عدالت میں مقدمہ دائر کر دیا۔ عدالت نے فسٹ کی حمایت میں فیصلہ سنایا اور گٹن برگ کا پورا چھاپہ خانہ اور آدھے بائبل اس کے حوالے کر دئے گئے۔ گٹن برگ دیوالیہ ہو چکا تھا لیکن اس نے پھر سے ایک نیا چھاپہ خانہ شروع کیا اور کئی چھوٹے موٹے کام کرتا رہا۔ اور بے حد غریبی اور کسمپرسی کی حالت میں 1468ء میں اس کا انتقال ہوا۔ [83]

گٹن برگ کے بعد ہونے والی ایجادات

(Inventions after Gutenberg)

گٹن برگ نے جو راہ دکھادی تھی اس پر چلنے والے اب اس میں نئی نئی منزلیں تلاش کر رہے تھے۔ اگلے ساڑھے تین سو سالوں میں گٹن برگ کے اسکریو پریس میں کئی قابل قدر تبدیلیاں واقع ہوئیں۔

- 1550ء میں لکڑی کے اسکریو کی جگہ لوہے کا اسکریو لگایا گیا۔
- 1620ء میں پریس میں Counter wieght کا اضافہ کیا گیا تا کہ چھپائی کے بعد اوپری پلیٹ اپنے آپ اوپر اٹھ جائے۔ اس دوران اور بھی بے شمار چھوٹی بڑی تکنیکی اصلاحات کی گئیں۔
- 1790ء میں انگریز سائنسداں William Nicholson نے ٹائپس پر روشنائی لگانے کے لئے چمڑے سے ڈھکے رولروں کا استعمال کیا اور اب روشنائی اپنے آپ ٹائپس پر لگ جایا کرتی تھی۔ یہ بہتر بڑا کارنامہ تھا جس نے چھپائی کی رفتار کو کئی گنا تیز کر دیا۔
- 1795ء میں مکمل طور پر لوہے کا پریس انگلینڈ میں بنایا گیا۔ اس پریس میں اسکریو کو ہٹا کر اس کی جگہ دوسرا میکنزم لگایا گیا جس کی وجہ سے یہ مشین کافی تیز رفتار ہوگئی اور ایک گھنٹے میں 250 کاپیاں چھاپنے لگی۔
- 1814ء میں لندن کے Times اخبار کے لئے ایک پریس بنائی گئی جو بھاپ کی طاقت سے چلتی تھی اور ایک گھنٹے میں 1100 کاپیاں چھاپ سکتی تھی۔
- 1818ء میں Koenig اور Bauer نے ایک پریس بنائی جو بیک وقت کاغذ کی دونوں سطحوں پر چھپائی کر سکتی تھی۔

---

83. http://www.britannica.com/EBchecked/topic/249878/Johannes-Gutenberg/2941/Printing-of-the-Bible

- 1824ء میں William Church نے پریس کو آٹومیٹک بنا دیا۔ اب یہ خود بخود کاغذ لے کر اسے چھاپنے کے بعد دوسری جانب سجا کر رکھ سکتی تھی۔
- 1844ء میں Richard Hoe نے Rotary پریس کی ایجاد کی جو برق رفتاری سے گردش کرتے ہوئے، بغیر رکے، ایک گھنٹے میں 8000 کاپیاں چھاپ سکتی تھی۔
- 1865ء میں William Bullock نے ایک پریس ایجاد کی جس میں کاغذ کو رول کی صورت میں دیا جاتا تھا۔ یہ پریس ایک گھنٹے میں 12000 کاپیاں چھاپنے کی صلاحیت رکھتی تھی۔ [84]

بیسویں صدی میں طباعت کے فن میں بے شمار حیرت انگیز ایجادات ہوئیں۔ لیتھوگرافی، آفسیٹ پرنٹنگ، ملٹی کلر پرنٹنگ وغیرہ جیسی تکنیکیں وجود میں آئیں۔ Movable types کے بجائے آج کمپیوٹر کی مدد سے ٹائپ سیٹنگ کی جا رہی ہے۔ رنگین تصاویر کاغذ پر ایسی چھپتی ہیں گویا ابھی بول اٹھیں گی۔ غرض فن طباعت آج اپنے عروج کی انتہا پر پہونچی ہوئی ہے اور اس میں روزانہ نت نئے اضافے ہوتے چلے جا رہے ہیں۔

ادب پر پرنٹنگ پریس کے اثرات

(Effect of the Printing Press on Literature)

1۔ بہت بڑی تعداد میں کتابوں کی اشاعت:

گٹن برگ سے قبل کی دنیا میں قلمی کتابیں تھیں جنہیں کاتب بڑی ہی سست رفتاری سے نقل کرتے تھے جس کی وجہ سے کسی کتاب کی بہت زیادہ نقلیں نہیں کی جا سکتی تھیں۔ کتابیں مخصوص لوگوں تک ہی پہونچ پاتی تھیں۔ علم و ادب کی ترسیل کی رفتار بے حد سست تھی۔

لیکن گٹن برگ کی ایجادات نے طباعت کی دنیا میں ایک زبردست انقلاب برپا کر دیا۔ علم و ادب کی ترسیل و ترویج کو جیسے پرواز کے لئے پر مل گئے تھے۔ 1440 اور 1450ء کے دوران گٹن برگ نے جرمنی کے شہر Mainz میں ایک چھاپہ خانہ قائم کیا تھا اور دیکھتے ہی دیکھتے 1480ء تک جرمنی، اٹلی، فرانس، اسپین، نیدر لینڈ، بیلجیئم، سوئٹزر لینڈ، انگلینڈ، بوہیمیا اور پولینڈ میں تقریباً 110 چھاپہ خانے کھل گئے اور 1500ء تک یوروپ کے 270 شہروں میں چھاپہ خانے قائم ہو چکے تھے۔ اس سے کتابوں کی تعداد میں زبردست اضافہ ہوا۔

84. http://www.adptcm.com/PrntHst/h3.htm

2۔ مصنف کی اہمیت میں اضافہ:

پرنٹنگ پریس کی ایجاد سے قبل مصنف کے نام کی اہمیت نہیں تھی۔ اکثر قلمی کتابوں میں تو مصنف کا نام بھی درج نہیں ہوتا تھا۔نقل کرنے والے بس اصل باتوں کو نقل کر لیا کرتے۔یہی نہیں اپنی مرضی سے متن میں تبدیلی بھی کر دیا کرتے تھے۔ارسطو کی کوئی کتاب جو ایک مقام پر دستیاب تھی اس کا متن کسی دوسرے مقام پر دستیاب کتاب سے اکثر مختلف ہوتا تھا۔لیکن پرنٹنگ پریس کی ایجاد کے بعد مصنف کی اہمیت میں زبردست اضافہ ہوا۔اب کتابیں مصنف کے نام سے جانی جاتی تھیں۔

دوسری اہم بات یہ تھی کہ طباعت کی آسانی اور تیز رفتاری کی وجہ سے کتابوں کی لاگت کم ہو گئی تھی جس کی وجہ سے کتابیں بہت کم قیمت پر بازار میں دستیاب ہو رہی تھیں اور سستی ہونے کی وجہ سے کتابوں کی بکری میں زبردست اضافہ ہوا تھا۔اس لئے کسی کتاب کے بڑی تعداد میں شائع ہونے کی وجہ سے مصنف کو اپنی کتاب سے زیادہ سے زیادہ فائدہ پہونچتا تھا۔مثال کے طور پر مشہور مصنف Erasmus کی زندگی میں ہی اس کی کتاب کی 750,000 جلدیں بِک گئیں۔

3۔ مقامی زبانوں کا فروغ:

پرانے زمانے میں کتابیں صرف علماء کے لئے ہوا کرتی تھیں۔عام لوگ کتابیں پڑھ اور سمجھ نہیں پاتے تھے کیونکہ پورے یوروپ میں کتابیں لاطینی زبان میں ہی ہوا کرتی تھیں اور عوام لاطینی زبان نہیں جانتے تھے۔لیکن پرنٹنگ پریس کی ایجاد کے بعد کتابیں اب عوامی شے بن گئیں کیونکہ اب کتابیں مقامی زبانوں جیسے انگلش، جرمن، اطالوی وغیرہ چھاپی جا رہی تھیں جس کی وجہ عوام اب کتابیں پڑھ پا رہے تھے۔مصنف ان زبانوں میں کتابیں لکھ رہے تھے جس سے ان زبانوں کا ارتقاء ہو رہا تھا۔

4۔ سماجی اصلاحات:

Samuel Hartlib نے 1641ء میں لکھا تھا کہ ''پرنٹنگ پریس کی ایجاد کی وجہ سے عوام اپنے حقوق کے بارے میں جان سکیں گے اور اس کے بعد انہیں دبایا نہیں جا سکے گا۔اور یہی ہوا بھی۔ یوروپ کے حیات نو کے دوران کتابوں اور پمفلیٹوں کی اشاعت کی وجہ سے اصلاح پسندوں کے خیالات براہ راست عوام تک پہونچ رہے تھے اور کٹر عیسائی چرچ سب کچھ جانتے ہوئے بھی کچھ نہیں کر پا رہا تھا۔

1.3 : ایک انقلاب: ڈیجیٹل پبلیشنگ

(اسے Electronic publishing یا e-publishing بھی کہتے ہیں)

1455ء میں دنیا میں ایک انقلاب عظیم آیا جب گٹن برگ نے پرنٹنگ پریس کی ایجاد کی اور اب تقریباً پانچ سو سال کے بعد نشر و اشاعت کی دنیا میں دوسرا عظیم انقلاب ڈیجیٹل پبلیشنگ کی صورت میں آیا ہے۔ وہ انقلاب جس کی بدولت ہم سینکڑوں کتابوں کو سمیٹ کر اپنے جیب میں پڑے موبائل فون میں رکھ سکتے ہیں، پوری کی پوری لائبریری کو ہم ایک کمپیوٹر یا لیپ ٹاپ میں سمو سکتے ہیں۔ کتابیں جو کبھی مٹی کی تختیوں، چمڑے اور پیپائرس کے اسکرول اور کاغذ کی اوراق پر لکھی یا چھپی ہوئی ہوا کرتی تھیں، آج اپنا ماڈی وجود کھو کر غیر مرئی اوتار کا روپ اختیار کر چکی ہیں۔

ڈیجیٹل پبلیشنگ کیا ہے؟ :

یہ وہ ٹکنالوجی ہے جس کی مدد سے کاغذ پر لکھے یا چھپے ہوئے متن کو برقی صورت میں محفوظ کر لیا جاتا ہے تا کہ اسے کسی بھی کمپیوٹرائزڈ الیکٹرانک آلے کی مدد سے پڑھا جا سکے۔

ڈیجیٹل پبلیشنگ کو ہم دو بڑی قسموں میں بانٹ سکتے ہیں:

(i) آف لائن (Offline) (ii) آن لائن (Online)

'آف لائن' یعنی ڈیجیٹل پبلیشنگ کی وہ قسم جس کے لئے کسی انٹرنیٹ کنکشن کی ضرورت نہیں پڑتی ہے اور وہ کسی الیکٹرانک آلے میں مقامی طور پر محفوظ ہوتی ہے جیسے Ebook، CD یا DVD، Mobile apps وغیرہ۔

'آن لائن' یعنی ڈیجیٹل پبلیشنگ کی وہ قسم جس میں سارا مواد آن لائن Server میں محفوظ رہتا ہے اور انٹرنیٹ کنکشن کی مدد سے پڑھا جا سکتا ہے جیسے Blog، Newsletter، Webpage اور Podcast وغیرہ۔

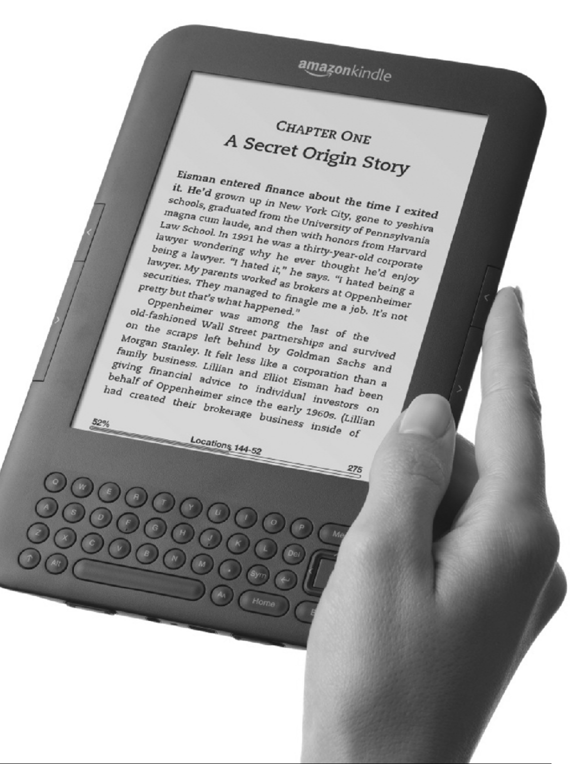
اس باب میں ہم صرف 'آف لائن' ڈیجیٹل پبلیشنگ سے متعلق بحث کریں گے۔

'آن لائن ڈیجیٹل پبلیشنگ' چونکہ 'سائبر اسپیس' کا ایک حصہ ہے جو اس مقالے کا خاص موضوع ہے۔اس لئے اس کے بارے میں ہم آئندہ ابواب میں تفصیل سے باتیں کریں گے۔

ای بک E-book

یہ Electronic book کا مخفف ہے۔اسے Ebook، eBook یا Digital book بھی کہا جاتا ہے۔اردو میں ہم اسے 'برقی کتاب' کا نام دے سکتے ہیں۔یہ مکمل کتاب ہے جو ڈیجیٹل فارمیٹ میں ہوتی ہے۔اس میں متن اور تصاویر دونوں ہی شامل ہو سکتے ہیں۔اسے کسی کمپیوٹر، لیپ ٹاپ، ٹیب،اسمارٹ فون یا ای بک ریڈر کی مدد سے پڑھا جاسکتا ہے۔

عام طور سے کاغذ پر چھپی ہوئی کتابوں کے الیکٹرانک ایڈیشن بھی ای بک کی صورت میں شائع کئے جاتے ہیں۔لیکن بعض اوقات کوئی کتاب صرف الیکٹرانک ایڈیشن میں ہی شائع ہوسکتی ہے۔آج کل ای بکس کی مارکیٹنگ شباب پر ہے۔ہر کتاب ای بک فارمیٹ میں بھی آن لائن دوکانوں میں دستیاب ہے۔ایک سروے کے مطابق امریکہ میں 2014ء میں ای بک پڑھنے والے بالغوں کی تعداد 28% تھی۔بچوں کی تعداد اس کے علاوہ ہے۔



Kindle نامی ایک مقبول e-reader

ای بکس کو یوں تو کمپیوٹر، لیپ ٹاپ،اسمارٹ فون یا Tablet (یا مختصراً Tab) کی مدد سے پڑھا جاسکتا ہے لیکن زیادہ تر لوگ اب ای بک پڑھنے کے خاص قسم کے device استعمال کررہے ہیں جنہیں Ebook reader یا e-reader کہا جاتا ہے۔


Michael Hart

Amazon کا Kindle نامی ای بک ریڈر اس کی بہترین مثال ہے۔
ای بک کی ایجاد امریکہ کی Illinois یونیورسٹی کے ایک طالب علم Michael Hart نے 1971ء میں کی تھی۔ اس نے سب سے پہلے امریکہ کی آزادی کے پروانے کو کمپیوٹر میں ٹائپ کر کے الیکٹرانک شکل دی تھی۔[86]
اس تجربے کے کامیاب ہونے کے کچھ ہی دنوں بعد اس نے 10,000 بے حد کارآمد کتابوں کو عام لوگوں کے لئے ڈیجیٹل فارمیٹ میں بالکل مفت مہیا کرانے کا بیڑا اٹھایا۔ اپنے اس عظیم پروجیکٹ کو اس نے پریس کے موجد گٹن برگ کے نام پر *Project Gutenberg* نام دیا۔ یونیورسٹی کے دوستوں نے اس کی مدد کی اور یونیورسٹی کے مین فریم کمپیوٹر کی مدد سے اس کا یہ خواب حقیقت میں بدلنے لگا۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب انٹرنیٹ ابھی باقاعدہ طور پر وجود میں نہیں آیا تھا اور ARPANET کے نام سے ابھی تجرباتی مراحل میں تھا۔ لیکن مائکل ہارٹ کا خیال تھا کہ آئندہ کچھ برسوں میں کمپیوٹر ہر خاص و عام کی دسترس میں ہوگا اور اس وقت ہر شخص کو ضروری ادبی و علمی کتابیں انٹرنیٹ پر مفت دستیاب ہونی چاہئے۔

بہت سارے رضا کار مائکل ہارٹ کے ساتھ جڑ گئے اور *Project Gutenberg* کا حلقہ وسیع تر ہوتا چلا گیا۔ 2004ء میں اس پروجیکٹ کی ویب سائٹ پر کتابوں کی ایک اچھی سی فہرست مہیا کرائی گئی تا کہ لوگوں کو کتابیں ڈھونڈنے میں تکلیف نہ ہو۔ یہ پروجیکٹ آج بھی جاری و ساری ہے اور انٹرنیٹ پر زیادہ سے زیادہ ای بکس لوگوں کو مفت مہیا کرانے میں لگا ہوا ہے۔ آج اس پروجیکٹ میں موجود کتابوں کی تعداد تقریباً 49,004 ہے جس میں روزافزوں اضافہ ہو رہا ہے۔[88][87]

ای بک کے فارمیٹ **(Ebook formats)** :

گزشتہ 44 سال میں ای بک نے مختلف ارتقائی منازل طے کئے ہیں اور اس دوران ای بک کی بہت ساری صورتیں بدلی ہیں۔ آج ای بک بہت ساری فارمیٹس میں دستیاب ہیں۔

86. http://en.wikipedia.org/wiki/E-book
87. http://en.wikipedia.org/wiki/Project_Gutenberg
88. http://www.gutenbergnews.org/

PDF :

یہ بے حد مقبول فارمیٹ ہے جسے پڑھنے کے لئے Adobe کمپنی کے ایک خاص سافٹ ویئر کی ضرورت پڑتی ہے جس کا نام Adobe Reader ہے۔ یہ سافٹ ویئر انٹرنیٹ پر مفت دستیاب ہے اور آج کل تقریباً ہر کمپیوٹر، لیپ ٹاپ، ٹیب یا اسمارٹ فون میں انسٹالڈ ہوتا ہے۔ آج کل کچھ اور سافٹ ویئر جیسے Foxit Reader, Nitro PDF reader, PDF-XChange Viewer, Xpdf وغیرہ بھی مفت دستیاب ہیں جن کی مدد سے PDF فائلوں کو پڑھا جا سکتا ہے۔

یہ فارمیٹ یوں تو بے حد آسان اور بہتر ہے لیکن اس میں ایک خرابی یہ ہے کہ اس کے صفحات زیادہ تر A4 یا Letter سائز کے ہوتے ہیں اس لئے اس فارمیٹ کی ای بکس کو چھوٹی اسکرینوں پر پڑھنے میں کافی تکلیف ہوتی ہے۔

EPUB :

یہ دوسرا بے حد مقبول ای بک فارمیٹ ہے۔ اسے Open eBook Forum نے بنایا ہے۔ اس فارمیٹ کی خوبی یہ ہے کہ اسے چھوٹی اسکرینوں پر با آسانی پڑھا جا سکتا ہے۔ اس لئے EPUB ای بک کو ٹیب، e-reader اور اسمارٹ فون پر اچھی طرح پڑھا جا سکتا ہے۔ اس کے لئے کسی ریڈر سافٹ ویئر کی موجودگی لازمی ہوتی ہے جیسے Aldiko ، Freda ، Bookviser ، EpubReader ، Cool Reader ، Calibre ، Sumatra اور Icecream eBook Reader وغیرہ۔

MOBI :

یہ MobiPocket Reader نامی سافٹ ویئر کے لئے بنایا گیا خاص فارمیٹ ہے جسے چند دیگر سافٹ ویئرس کی مدد سے بھی پڑھا جا سکتا ہے جیسے Stanza, FBReader, Kindle for PC and Mac اور STDU Viewer وغیرہ۔

DOC / DOCX :

یہ مائکروسافٹ ورڈ فائل فارمیٹ ہے۔ بہت سی ای بکس جو مائکروسافٹ ورڈ میں کمپوز کی جاتی ہیں وہ اسی فارمیٹ میں دستیاب ہوتی ہیں۔ آج کل اردو کی Unicode ای بکس بھی زیادہ تر اسی فارمیٹ میں ہوتی ہیں۔ انہیں پڑھنے کے لئے کمپیوٹر یا Tab میں MS Office انسٹالڈ ہونا لازمی ہے۔

: AZW

یہ آمیزن کمپنی کا خاص فارمیٹ ہے۔ اس فارمیٹ میں موجود کتابیں آمیزن کے Kindle نامی ریڈر کے لئے بنائی جاتی ہیں جسے ان کے گاہک آمیزن سے براہ راست خرید کر Kindle پر پڑھ سکیں۔ Kindle کے علاوہ انہیں موبائل فون، ٹیب، ڈیسک ٹاپ اور لیپ ٹاپ پر بھی پڑھا جا سکتا ہے۔

ان کے علاوہ اور بھی بہت سارے ای بک فارمیٹ موجود ہیں جنہیں استعمال کیا جا سکتا ہے۔

ای بکس کی دستیابی (Availability of Ebooks) :

پرانی کتابوں کے ای بکس کا سب سے بڑا خزانہ Project Guttenberg ہے جہاں موجود تقریباً 49000 ای بکس میں سے کوئی بھی ای بک بالکل مفت ڈاؤن لوڈ کی جا سکتی ہیں۔

اس کے علاوہ Free-ebooks.net، Manybooks.net، Bookboon.com، Play.google.com، Archive.org اور Scribd.com وغیرہ جیسی بہت ساری ویب سائٹس موجود ہیں جہاں سے ای بکس مفت ڈاؤن لوڈ کی جا سکتی ہیں۔

Openlibrary.org میں تقریباً دس لاکھ کتابیں ای بک کی صورت میں موجود ہیں۔ یہاں موجود کتابوں کو آن لائن پڑھا جا سکتا ہے، خریدا جا سکتا ہے یا چند دنوں کے لئے ایشیو کرا کے اپنے کمپیوٹر میں ایک خاص سافٹ ویئر کی مدد سے پڑھا جا سکتا ہے۔

Librivox.org ایک ایسی لائبریری ہے جہاں Audio کتابیں دستیاب ہیں جنہیں مفت سنا جا سکتا ہے۔

مندرجہ بالا تمام ذرائع سے دستیاب ہونے والی ای بکس کم از کم 50 برس پرانی ہوتی ہیں کیونکہ ان کی کاپی رائٹ ختم ہو چکی ہوتی ہے اور ان کی نقل کرنا یا انہیں مفت تقسیم کرنا جرم نہیں ہوتا ہے۔

نئی ای بکس ہمیشہ قیمتاً ہی دستیاب ہوتی ہیں۔ آج کل تقریباً تمام پبلیشر کاغذ پر چھپی کتاب کے ساتھ ساتھ ای بک بھی شائع کرتے ہیں۔ اگر آپ کسی آن لائن شاپ جیسے Flipkart.com یا Amazon.com سے خریداری کر رہے ہوں تو چھپی ہوئی کتاب کی جگہ ای بک خرید کر ڈاؤن لوڈ کر سکتے ہیں۔ چھپی ہوئی کتاب کے مقابلے میں ای بک سستی بھی ہوتی ہے۔

اگر آپ ای بک پڑھنے کے لئے Kindle جیسا کوئی eReader استعمال کر رہے ہیں تو آپ ای بک آمیزن

سے اپنے ای ریڈر میں براہ راست داؤن لوڈ کر سکتے ہیں۔

** مندرجہ بالا تمام ویب سائٹس پر انگریزی اور دیگر یوروپی زبانوں کی ای بُکس ہی ستیاب ہیں۔ اردو ای بُکس کی دستیابی کا ذکر آئندہ ابواب میں الگ سے آئے گا۔

سی ڈی /ڈی وی ڈی CD / DVD

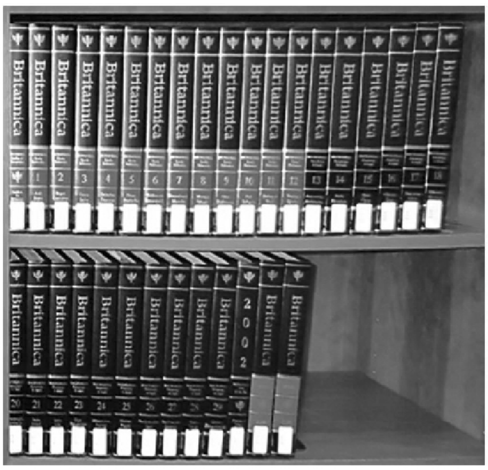
1982ء میں پہلی CD بازار میں آئی تو جہاں میوزک اور ویڈیو کمپنیوں نے اسے ہاتھوں ہاتھ لیا وہیں بعض پبلیشروں نے CD کو کتابوں کی اشاعت کے لئے استعمال کرنے کا سوچا۔ بہت سارے میگیزین اپنا CD ایڈیشن نکالنے لگے یا پرنٹ میگزین کے ساتھ ضمیمہ کے طور پر منسلک کرنے لگے۔

دنیا کی ضخیم ترین کتابوں میں سے ایک 'انسائکلو پیڈیا بریٹانیکا' جو 32 جلدوں اور 32,640 صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔ ان جلدوں کو رکھنا اور ان میں کچھ تلاش کرنا بیحد مشکل کام ہے۔

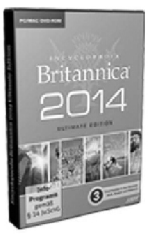
لیکن اسی انسائکلو پیڈیا کا ڈیجیٹل ایڈیشن صرف تین DVD میں سما گیا ہے۔ اس میں آڈیو اور ویڈیو بھی شامل ہیں جو پرنٹ ایڈیشن میں نہیں ہیں۔ ڈیجیٹل ایڈیشن میں کچھ تلاش کرنا بھی آسان ہے۔ بس کی بورڈ پر چند بٹن دبائیں اور معلومات کمپیوٹر کے اسکرین پر موجود!

National Geographic میگزین نے گزشتہ 125 سال میں شائع ہونے والے اپنے تمام Volumes کو اکٹھا کر کے DVD کی صورت میں شائع کر دیا۔ یہ اس رسالے کا ایک بڑا کارنامہ تھا جو ڈیجیٹل پبلیشنگ کی مدد کے بغیر ناممکن تھا۔

Encyclopædia Britannica



Print Edition : 32 Volumes, 32,640 Pages



Digital Edition
Only 3 DVDs

موبائل ایپس Mobile Apps

ڈیجیٹل پبلیشنگ کا اگلا قدم موبائل کی دنیا میں ہے۔موبائل فون اب پہلے جیسا نہیں رہا۔اب اس کی جگہ اسمارٹ فون نے لے لی ہے جس کا اسکرین کافی بڑا(عموماً 5 یا 6 انچ کا)ہوتا ہے اور جو انگلیوں کے لمس کو پہچانتا ہے یعنی Touch screen کی خوبی سے مزین ہے۔اسمارٹ فون کے پہلو بہ پہلو ٹیبلیٹ کمپیوٹر(مختصراً TAB) بھی ارتقائی منازل طے کر رہا ہے۔آج کل اسمارٹ فون اور ٹیب میں صرف سائز کا فرق رہ گیا ہے۔ٹیب سائز میں بڑا ہوتا ہے،یعنی عام طور سے کسی کتاب کے پاکٹ بک ایڈیشن کے سائز کا ہوتا ہے۔



مختلف کمپنیوں کے اسمارٹ فون اور ٹیب میں کئی مختلف آپریٹنگ سسٹم استعمال ہوتے ہیں جیسے Windows Phone ، Android ، Blackberry یا iOS وغیرہ۔ان میں سے ہر آپریٹنگ سسٹم کے لئے بے شمار سافٹ ویئر انٹر نیٹ پر مفت یا قیمتاً دستیاب ہیں جنہیں ڈاؤن لوڈ کر کے ہم اپنے فون کو مختلف کاموں کے لئے استعمال کر سکتے ہیں۔ان سافٹ ویئرس کو ہی MobileApps کہتے ہیں۔(لفظ App دراصل Application software کا مخفف ہے)۔

درج ذیل مثال سے موبائل ایپس کی اہمیت واضح ہوجائے گی:

اپنے اسمارٹ فون میں فیس بک کھولنے کے لئے ایک طریقہ تو یہ ممکن ہے کہ ہم براؤزر میں facebook.com ٹائپ کریں اور جب فیس بک کا پیج اسکرین پر کھل جائے تو اس میں لاگ اِن کریں۔یہ طریقہ پیچیدہ اور وقت طلب ہے۔جب کہ دوسرا اور بے حد آسان طریقہ ہے کہ ہم Facebook کا موبائل ایپ ڈاؤن لوڈ کر کے ایک بار سیٹ اَپ کر لیں۔اب آپ جب بھی Facebook کے ایپ کو صرف ایک بار کلک کریں گے آپ کا فیس بک پیج کھل جائے گا۔

کسی موبائل ایپ کواس مخصوص کمپنی کے اسٹور سے مفت یا قیمتاً ڈاؤن لوڈ کیا جاسکتا ہے،جس کمپنی کا اسمارٹ فون یاٹیبلیٹ ہے۔مثلاً گوگل کا Google Play، ایپل کا App Store ، مائکروسافٹ کا Windows Phone Store اور بلیک بیری کا BlackBerry App Worldوغیرہ۔

آج کل تقریباً ہرکام کے لئے موبائل ایپس کی بڑی تعداد ایپ اسٹور میں موجود ہے۔آپ کے فون کا جو بھی آپریٹنگ سسٹم ہے اس سے متعلقہ اسٹور میں لاگ اِن کریں اورمن چاہا ایپ اپنے موبائل فون میں ڈاؤن لوڈ کر کے انسٹال کر لیں۔مثلاً اگر آپ Android فون استعمال کرتے ہیں تو Google Play میں جائیں، iPhone استعمال کرتے ہیں تو App Store میں جائیں اور Windows فون استعمال کرتے ہیں تو Windows Phone Store میں جائیں وہاں ہر کام کے لئے لاتعداد موبائل ایپس موجود ہیں۔مثلاً Google Playمیں ستمبر 2016ءکی رپورٹ کے مطابق تقریباً 24 لاکھ ایپ موجود ہیں۔



مشہوراخبار ’دی ٹائمس آف انڈیا‘ موبائل ایپ کی صورت میں

پبلیشنگ کمپنیاں اب ڈیجیٹل پبلیشنگ کا مستقبل موبائل ایپس کی صورت میں دیکھ رہی ہیں۔مختلف اخبارات اوررسائل اپنے موبائل ایپس بنارہے ہیں۔زیادہ تر اخبارات کے ایپس بالکل مفت دستیاب ہیں جوایک کلک کرتے ہی تازہ ترین خبریں آپ کے اسمارٹ فون یا ٹیب کے اسکرین پر مہیا کردیتے ہیں۔اخبارات عموماً اس سروس کے لئے کوئی رقم وصول نہیں کرتے ہیں بلکہ وہ دکھائے جانے والے اشتہارات کواپنی آمدنی کا ذریعہ بناتے ہیں۔لوگوں کو یہ آسانی حاصل ہے کہ وہ جوبھی اخبار پڑھنا چاہیں ،انہیں ہر وقت دستیاب ہو جاتا ہے۔بس انہیں صرف اس اخبار کا موبائل ایپ ڈاؤن لوڈ کر کے انسٹال کرلینا پڑتا ہے۔ بہت سارے رسائل کواُن کے موبائل ایپس کے ذریعہ Subscribe کیا جاسکتا ہےاور پھرموبائل یاٹیب میں ہی ان کا ہر ایشیو پڑھا جاسکتا ہے۔

ڈیجیٹل پبلیشنگ کی خوبیاں

Advantages of Digital Publishing

۱۔ کاغذ پر چھپی ہوئی کتابوں اور رسائل کو رکھنے کے کافی جگہ کی ضرورت پڑتی ہے۔اگر کسی کے پاس دو چار سو کتابیں ہوں تو انہیں رکھنے کے لئے بڑی بڑی الماریوں کی ضرورت پڑے گی اور الماریوں کو رکھنے کے لئے ایک کمرے کی۔لیکن اس کے مقابلے میں ای بُکس یا رسالوں کو رکھنے کے لئے جگہ کی ضرورت بالکل ہی نہیں ہوتی ہے کیونکہ ان کا کوئی ماڈی وجود نہیں ہوتا ہے۔ایک موبائل فون یا ٹیب میں کئی سو کتابیں بڑے آرام سے رکھی جا سکتی ہیں۔انسائکلو پیڈیا برٹانیکا جیسی ضخیم کتاب جو 32 جلدوں میں پھیلی ہوئی ہے،صرف تین ڈی وی ڈی میں سما سکتی ہے یا کسی کمپیوٹر یا لیپ ٹاپ میں آرام سے رکھی جا سکتی ہے۔

۲۔ کاغذ پر چھپی ہر کتاب کا ایک وزن ہوتا ہے۔کتابیں اگر بڑی تعداد میں ہوں تو انہیں کہیں لے جانا ایک مشکل کام ہوتا ہے۔لیکن الیکٹرانک کتابوں کا کوئی وزن نہیں ہوتا ہے۔آپ سینکڑوں کتابیں اپنی جیب میں پڑے موبائل فون میں رکھ کر کہیں بھی جا سکتے ہیں۔

۳۔ ای بُکس کا کوئی مادی وجود نہیں ہوتا ہے اس لئے انہیں بذریعہ ای میل کسی کو بڑے آرام سے بھیجا جا سکتا ہے، پلک جھپکتے ہی کتاب مطلوبہ شخص تک پہونچ جاتی ہے۔جب کہ کاغذی کتاب کو کہیں بھیجنا کافی مہنگا اور مشکل کام ہے اور اس میں وقت بھی بہت لگتا ہے۔

۴۔ ای بُکس میں تصاویر، آڈیو اور ویڈیو سب کچھ شامل کئے جا سکتے ہیں جو کاغذی کتاب میں ممکن نہیں ہے۔مثال کے طور پر انسائکلو پیڈیا برٹانیکا کے پرنٹ ایڈیشن میں گاندھی جی کے بارے میں جو آرٹیکل شامل ہے اس میں ان کی چند تصویریں بھی ہیں لیکن ڈیجیٹل ایڈیشن میں گاندھی جی کی آواز (تقریر) اور ان کے ویڈیوز بھی شامل کئے گئے ہیں جو پرنٹ ایڈیشن میں ناممکن تھے۔

۵۔ ای بُکس یا رسائل کافی Interactive ہوتے ہیں۔مثال کے طور پر اگر آپ 'دی ٹائمس آف انڈیا' کا ڈیجیٹل ایڈیشن پڑھ رہے ہیں تو کسی بھی خبر کے نیچے موجود Comments بٹن کو کلک کر کے ساتھ ساتھ اس خبر پر تبصرہ کر سکتے ہیں اور دوسرے لوگوں کے تبصرے پڑھ بھی سکتے ہیں۔جو اخبار کے پرنٹ ایڈیشن میں ممکن نہیں ہے۔کسی کتاب کو پڑھتے وقت کسی لفظ کے معنی دیکھنے ہوں تو اس لفظ کو کلک کرتے ہی اس کے معنی اسکرین پر ظاہر ہو جائیں گے یہ آسانی پرنٹ ایڈیشن میں کہاں؟ کسی کتاب میں کوئی خاص لفظ تلاش کرنا ہو تو ورق الٹتے الٹتے پسینہ آ جاتا ہے اور آنکھیں الگ تھک جاتی ہیں۔لیکن ڈیجیٹل کتاب میں کچھ

ڈھونڈنا ہو تو بس اسے سرچ بکس میں ٹائپ کر کے ایک کلک کریں اور جواب حاضر۔

۶۔ ای بک کی کاپیاں سی ڈی، پین ڈرائیو، کمپیوٹر کے ہارڈ سک یا کسی کلاوڈ سرور میں محفوظ رکھی جاسکتی ہیں اور اصل کتاب کے گُم ہوجانے کی صورت میں کتاب دوبارہ حاصل کی جاسکتی ہے۔ یہ آسانی پرنٹ ایڈیشن میں نہیں، ایک بار کتاب پھٹ گئی، جل گئی، دیمکوں یا چوہوں کی خوراک بن گئی یا کہیں گم ہوگئی تو دوبار حاصل ہونے کوئی سوال نہیں ہے۔ اب نئی ہی خریدنی ہوگی۔

۷۔ کتابوں کو چھاپنے کے لئے کاغذ کی ضرورت پڑتی ہے اور کاغذ حاصل کرنے کے لئے درخت کاٹنے پڑتے ہیں۔ اس طرح کاغذی کتاب ماحول کے لئے اچھی نہیں ہوتی ہے۔ جتنی زیادہ کتابیں چھپیں گی، ماحول کو اتنا ہی زیادہ نقصان ہوگا۔ جب کہ ای بکس کے لئے کاغذ کی ضرورت نہیں پڑتی ہے۔ اس طرح یہ کتابیں ہمارے ماحول کے لئے بہت بہتر ہیں۔

ڈیجیٹل پبلیشنگ کی خامیاں

Disadvantages of Digital Publishing

۱۔ ای بکس کو پڑھنے کے لئے مہنگے آلات کی ضرورت پڑتی ہے جیسے ڈیسک ٹاپ کمپیوٹر، لیپ ٹاپ، ٹیب، اسمارٹ فون یا ای ریڈر وغیرہ۔ ان کی غیر موجودگی میں یہ کتابیں بے کار ہو جاتی ہیں۔

۲۔ کاغذی کتاب کا ایک اپنا حسن ہے جو ای بک میں ناپید ہے۔ کاغذ کی چھپی کتاب کو ہاتھ میں لے کر مطالعہ کرنے میں جو لطف ہے وہ کسی موبائل، ٹیب یا ای بک ریڈر میں کہاں؟ خاص طور سے کمپیوٹر کے اسکرین پر مطالعہ کرنا تو بہت مشکل کام ہے۔ اسکرین کی چمک آنکھوں کو بہت جلد تھکا دیتی ہے اور انسان زیادہ دیر تک مطالعہ نہیں کر سکتا ہے۔

مشہور مصنف اور ناقد Joe Queenan نے اس سلسلے میں لکھا ہے:

> ''ای بکس ان لوگوں کے لئے بہتر ہیں جنہیں اپنے ساتھ معلومات کا خزانہ لئے پھرنے کا شوق ہے، جن کی آنکھیں کمزور ہیں، جو زیر زمین ریل میں بیٹھ کر کچھ پڑھنا چاہتے ہیں، وہ جو یہ نہیں چاہتے ہوں کہ لوگ انہیں دیکھ کر یہ سمجھ جائیں کہ وہ کیا پڑھ رہے ہیں یا وہ جن کے پاس کتابیں رکھنے کے لئے جگہ کا مسئلہ ہے۔ لیکن یہ ان لوگوں کے لئے بے کار شے ہیں جنہیں کتابوں سے زندگی بھر کا پیار ہو۔ کتابیں جنہیں ہم چھو سکتے ہیں، کتابیں جن کی بو ہم محسوس کر سکتے ہیں، کتابیں جن پر ہم انحصار کر سکتے ہیں۔''[89]

---

89. Queenan, Joe (2012). One for the Books. Viking Adult. ISBN 9780670025824.

۳۔ ڈیجیٹل کتابیں پڑھنے کے لئے ہم بجلی کے محتاج ہوتے ہیں۔مطالعے میں کافی بیٹری خرچ ہوتی ہے جسے بار بار ریچارج کرنا پڑتا ہے۔گھر سے باہر یا سفر میں بیٹری کا چارج ختم ہو جانے سے مطالعہ پر اثر پڑتا ہے۔جب کہ کاغذی کتابوں میں ایسا کچھ نہیں ہے۔انہیں کسی بھی وقت پڑھا جا سکتا ہے۔

۴۔ کاغذی کتابیں اگر مصنف کی جانب سے تحفے میں ملتی ہیں تو ان پر اکثر مصنف کے دستخط ہوا کرتے ہیں۔بعض ناشر کتاب کے اجراء کے دن یا کسی کتاب میلے میں مصنف کو بلاتے ہیں اور اس کے ہاتھوں اس دن بیچی جانے والی کتابوں پر دستخط کراتے ہیں۔کتاب پر مصنف کے دستخط اس کے شیدائیوں کے لئے بہت قیمتی ہوتے ہیں۔لیکن ڈیجیٹل کتابوں میں مصنف کے آٹوگراف کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی ہے۔

ڈیجیٹل پبلیشنگ کا مستقبل

Future of Digital Publishing

گزشتہ صفحات میں ہم ڈیجیٹل پبلیشنگ کی خوبیوں اور خامیوں کے بارے میں پڑھ چکے ہیں اور یہ اچھی طرح جان چکے ہیں کہ ڈیجیٹل پبلیشنگ میں جتنی خوبیاں موجود ہیں اس کے مقابلے میں خامیاں نہ کے برابر ہیں۔یہی وجہ ہے کہ ڈیجیٹل کتابوں اور رسائل کی فروخت میں زبردست اضافہ ہوتا چلا گیا اور ایسا لگ رہا تھا کہ کاغذی کتابوں کا دور جلد ہی ختم ہونے کو ہے۔جس طرح مٹی کی تختیاں، پیپائرس، پرچمنٹ، ویلم وغیرہ ختم ہو گئے اور ان کی جگہ کاغذ نے لے لی تھی ٹھیک ویسے ہی آج Digit کاغذ کی جگہ لینے والا ہے۔

لیکن 2016ء میں حالات نے پلٹا کھایا۔اعداد و شمار بتاتے ہیں کہ 2016ء میں ای بُکس کی فروخت میں تقریباً 17% کی گراوٹ آئی جب کہ کاغذ پر چھپی ہوئی کتابوں کی فروخت میں تقریباً 7% کا اضافہ ہوا ۔ اس کا مطلب ہے کہ لوگوں کو اسکرین پر مطالعہ کرنا پسند نہیں آرہا ہے اور وہ کاغذی کتابیں پڑھنا زیادہ پسند کر رہے ہیں۔مستقبل میں کس کا پلڑا بھاری ہوگا یہ وقت بتائے گا۔ [90] [91]

---

90. http://money.cnn.com/2017/04/27/media/ebooks-sales-real-books/index.html

91. https://econsultancy.com/blog/68744-what-s-behind-the-decline-in-ebook-sales/

2

سائبر اسپیس کا آغاز، مفہوم اور ارتقاء

2.1 : انٹرنیٹ، ورلڈ وائڈ ویب اور سائبر اسپیس

انٹرنیٹ، ورلڈ وائڈ ویب اور سائبر اسپیس! یہ تینوں بڑی ہی confusing اصطلاحات ہیں اور کسی بھی عام آدمی کے لئے ان میں فرق محسوس کرنا بہت مشکل ہے۔

آیئے میں سب سے پہلے ان پیچیدہ تکنیکی اصطلاحات کو بالکل غیر تکنیکی اور بے حد آسان زبان میں سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں۔

انٹرنیٹ کیا ہے؟

انٹرنیٹ دراصل عالمی طور پر پھیلا ہوا، کمپیوٹروں کا ایک جال ہے جس سے کڑوڑوں کمپیوٹر جڑے ہوئے ہیں۔ آپ جب اپنے کمپیوٹر کو انٹرنیٹ سے کنکٹ کرتے ہیں تو اس صورت میں آپ بھی اسی جال کا ایک حصہ بن جاتے ہیں اور اس جال سے جڑے دوسرے کمپیوٹروں سے معلومات حاصل کر سکتے ہیں یا بھیج سکتے ہیں۔

انٹرنیٹ کے سسٹم کو ایک مثال کے ذریعہ بڑی آسانی سے سمجھا جا سکتا ہے۔ فرض کیجئے کہ آپ اپنے اور اپنے ایک دوست کے کمپیوٹروں کو آپس میں کیبل کی مدد سے جوڑ دیتے ہیں تاکہ ایک دوسرے سے معلومات (Data) کا تبادلہ کر سکیں۔ تھوڑی دیر بعد آپ کا ایک اور دوست اپنے کمپیوٹر کا کیبل اس کے ساتھ جوڑ دیتا ہے اور وہ بھی data کا تبادلہ کرنے لگتا ہے۔ پھر تھوڑی دیر بعد چند اور لوگ اپنے کمپیوٹروں کو اس نیٹ ورک سے جوڑ دیتے ہیں اور data کا تبادلہ کرنے لگتے ہیں اور یوں ہی چند دنوں میں سینکڑوں لوگ اس نیٹ ورک میں شامل ہو جاتے ہیں۔ ہر شخص آزادانہ طور پر جس کمپیوٹر سے چاہے رابطہ کرتا ہے اور جسے چاہے پیغام بھیجتا ہے۔

بس بالکل یہی حالت انٹرنیٹ کی ہے۔ جو بھی چاہے اپنے کمپیوٹر کو ٹیلی فون لائن، کیبل لائن یا سیٹیلائٹ کی مدد سے انٹرنیٹ سے جوڑ سکتا ہے اور اس نیٹ ورک سے جڑے مختلف کمپیوٹروں کے ساتھ data کا تبادلہ کر سکتا ہے، ای میل بھیج سکتا ہے

یا چیٹنگ کر سکتا ہے۔ یہاں یہ بات خصوصی اہمیت رکھتی ہے کہ انٹرنیٹ کا کوئی مالک نہیں ہے اور نہ ہی اس پر کسی کا کنٹرول ہے۔ یہ ایک بالکل آزاد نیٹ ورک ہے۔ ہر کوئی اس میں اپنی مرضی سے data کا اضافہ کرتا رہتا ہے اور دوسرے لوگ اس سے مستفید ہوتے رہتے ہیں۔ پھر بھی اس پورے نظام کی تکنیکی دیکھ بھال کے لئے ICANN نامی ایک ادارہ قائم ہے جس کا ہیڈ کوارٹر کیلیفورنیا، امریکہ میں ہے۔

ورلڈ وائڈ ویب [www] کیا ہے؟

انٹرنیٹ کی دنیا بے حد وسیع و عریض ہے جس میں کروڑوں کمپیوٹر جڑے ہوئے ہیں۔ لیکن ایسا بالکل نہیں ہے کہ آپ کسی بھی دوسرے کمپیوٹر سے براہ راست data حاصل کر لیں یا اپنا data اسے دے سکیں۔ اس کے لئے خاص سسٹم، پروٹوکول اور کچھ سافٹ ویئرس کی ضرورت پڑتی ہے۔ انٹرنیٹ کا سب سے اہم سسٹم World Wide Web یعنی www ہے۔

www دراصل ایسی دستاویزوں (documents) کا نظام ہے جو ایک دوسرے سے Hyperlinks کی مدد سے منسلک رہتی ہیں۔ www کی ایجاد 1989ء میں Sir Tim Berners-Lee نے کی تھی۔

فرض کیجئے آپ کے محلے میں ایک پبلک لائبریری ہے۔ آپ کہہ سکتے ہیں کہ یہ لائبریری ایک ایسا مقام (Site) ہے جہاں سے آپ معلومات (Informations) حاصل کر سکتے ہیں۔ انٹرنیٹ میں بھی ایسے ہی کچھ مقامات ہوتے ہیں جہاں سے آپ معلومات (Informations) حاصل کر سکتے ہیں۔ ان مقامات کو Website کہا جاتا ہے (کبھی کبھی ہم صرف Site بھی کہتے ہیں)۔ لیکن لائبریری کی طرح ویب سائٹس کا کوئی مادی وجود نہیں ہوتا ہے۔ یہ مقامات انٹرنیٹ سے جڑے دوسرے کمپیوٹروں میں (جنہیں Server کہا جاتا ہے) موجود ہوتے ہیں۔ Server کمپیوٹروں تک پہونچنے کے لئے ایک خاص قسم کے سافٹ ویئر کی ضرورت پڑتی ہے جسے Browser کہتے ہیں۔

جس طرح ایک کتاب میں بہت سارے صفحات ہوتے ہیں جن میں سے پہلا صفحہ کتاب کا سرورق ہوتا ہے جس پر کتاب، مصنف اور ناشر کے نام وغیرہ درج ہوتے ہیں۔ ٹھیک ویسے ہی ایک ویب سائٹ عموماً کئی صفحات پر مشتمل ہوتی ہے جنہیں Web pages کہتے ہیں اور سب سے پہلا صفحہ Home page کہلاتا ہے۔ جب بھی آپ کوئی ویب سائٹ کھولتے ہیں تو سب سے پہلے اس کا ہوم پیج ہی اسکرین پر آتا ہے۔ یہیں سے آپ اس سائٹ کی کوئی بھی ویب پیج کھول سکتے ہیں۔

ایک ویب پیج سے دوسرے ویب پیج پر جانے کے لئے کچھ خاص مقامات ہوا کرتے ہیں جنہیں ہائپر لنکس (Hyperlinks) کہا جاتا ہے۔World Wide Web کی اصل خوبصورتی یہی ہائپرلنکس ہیں۔آپ کے کمپیوٹر کا پوائنٹر جو عام حالات میں تیر کی شکل کا ہوا کرتا ہے جیسے ہی کسی ہائپرلنک کے پاس پہونچتا ہے،اس کی شکل بدل کر انسان کے ہاتھ جیسی ہو جاتی ہے۔یہی پہچان ہے لنک کی۔آپ سمجھ جاتے ہیں کہ یہاں کوئی لنک ہے اور اسے کلک کر دیتے ہیں۔



نارمل پوائنٹر

وہی پوائنٹر ہائپرلنک پر پہونچتے ہی اپنی شکل بدل لیتا ہے

ہائپرلنک Text کی شکل میں بھی ہو سکتے ہیں اور تصویر کی شکل میں بھی۔اوپر کی تصویر میں Click Now Here کے الفاظ میں ہائپرلنک پوشیدہ ہے۔اکثر ایسے لنک کے نیچے لکیر (underline) ہوا کرتی ہے لیکن یہ ضروری نہیں۔



ایک تصویری ہائپرلنک

زیادہ تر ہائپرلنک تصویر کی شکل میں ہوتے ہیں۔ایسے ہائپرلنکس کی پہچان یہی ہے کہ آپ جب بھی پوائنٹر کو ان کے پاس لے جاتے ہیں تو وہ فوراً ہاتھ کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔

ہائپرلنکس کی مدد سے آپ ایک ویب پیج سے دوسرے ویب پیج پر جا سکتے ہیں یا ایک ویب سائٹ سے دوسری ویب سائٹ پر جا سکتے ہیں۔

ویب سائٹ کا نام اور پتہ:

(a) ویب سائٹ کا نام یعنی ڈومین نیم (Domain Name) :

جس طرح ہر کتاب کا ایک نام رکھا جاتا ہے اور اسی نام کی بدولت ہم لائبریری میں موجود ہزاروں کتابوں میں سے اپنی مطلوبہ کتاب کو ڈھونڈ لیتے ہیں اسی طرح ہر ویب سائٹ کا ایک نام ہوتا ہے جسے Domain name کہتے ہیں۔ڈومین نیم کے دو حصے ہوتے ہیں۔پہلے حصے میں اس ویب سائٹ کا نام اور دوسرے حصے میں com, net, org, gov, mil, edu, tv, biz وغیرہ جیسے الفاظ ہوتے ہیں اور نام کے دونوں ٹکروں کے درمیان ایک نقطہ (dot) ہوتا ہے۔

مثالیں: *nutrition.gov, urdudost.com, wikipedia.org, stanford.edu, edezine.net, navy.mil, iran.tv, studio.biz,* وغیرہ۔

مندرجہ بالا مثالوں سے یہ بات آپ بخوبی سمجھ گئے ہوں گے کہ کسی بھی ویب سائٹ سائٹ کے نام کے دو حصے ہوتے ہیں اور دونوں کے درمیان ایک نقطہ (dot) لازمی طور پر ہوتا ہے۔

یہاں ایک خاص بات یاد رکھنے کی ہے: ویب سائٹ کے نام کے آخری حصے میں موجود .com, .org, .edu, .net, .biz وغیرہ کو Top Level Domain کہا جاتا ہے۔ اکثر یہ حصہ ملکوں کے نام کی مناسبت سے بھی ہوا کرتا ہے جیسے : .in (انڈیا) .pk (پاکستان) .us (امریکہ) .uk (انگلینڈ) .ca (کناڈا) وغیرہ

مثالیں : airindia.in، cica.ca، neustar.us وغیرہ

کبھی کبھی Domain کا یہ حصہ خود مزید دو حصوں میں بٹا ہوتا ہے اور دونوں حصوں کے درمیان مزید ایک نقطہ (dot) ہوتا ہے۔ ان دونوں حصوں میں سے آخری حصہ اکثر ملک کے نام کا کوڈ ہوا کرتا ہے۔

مثالیں: *india.gov.in, history.net.nz, usoft.co.cc, yahoo.co.uk, google.co.pk* وغیرہ۔

ڈومین نیم کا دوسرا حصہ جو dot کے بائیں طرف ہوتا ہے اسے Second Level Domain کہا جاتا ہے۔ جیسے urdudost.com کا urdudost۔ (دراصل یہی ویب سائٹ کا اصل نام ہوتا ہے)۔



ویب سائٹ کے یہ ڈومین نیم امریکہ کی ریاست کیلیفورنیا میں موجود ادارے Internet Corporation for Assigned Names and Numbers (ICANN) سے رجسٹرڈ کرانا لازمی ہوتا ہے۔ اس ادارے نے ساری دنیا میں بے شمار رجسٹرار مقرر کر رکھے ہیں جن سے کوئی بھی شخص اپنے لئے ڈومین نیم رجسٹر کروا سکتا ہے۔

(b) ویب سائٹ کا پتہ یعنی یوآرایل (Uniform Resource Locator [URL]) :

آپ نے دیکھا ہوگا کہ اکثر ڈومین نیم کے قبل www یا ایسا ہی کوئی ٹکرا اور بھی لگا ہوتا ہے۔ یہ دراصل کسی ویب سائٹ کے کسی خاص حصے کی نشاندہی کے لئے ہوتا ہے۔

عام طور سے کسی ویب سائٹ کا پتہ جب ہم لکھتے ہیں تو اس سے قبل www اور dot لگایا جاتا ہے۔

مثال : *www.youtube.com*

جب آپ www لگا کر ویب سائٹ کا پتہ لکھتے ہیں تو آپ سیدھے ویب سائٹ کے ہوم پیج پر جا پہونچتے ہیں۔ بعض اوقات www کی جگہ کچھ اور بھی لکھا ہوتا ہے مثلاً : *mail.google.com, kainaat.urdudost.com*

ڈومین نیم سے پہلے لکھے جانے والے یہ الفاظ دراصل Sub-domain کہلاتے ہیں جو اسی ویب سائٹ کے ایک خاص حصے کی نشاندہی کرتے ہیں اور آپ اس کی مدد سے سیدھے اس ویب سائٹ کے کسی خاص حصے (folder) میں جا پہونچتے ہیں۔ مثلاً جب آپ *kainaat.urdudost.com* لکھتے ہیں تو آپ *urdudost.com* کے ایک خاص فولڈر میں پہونچتے ہیں جس کا نام kainaat ہے۔

فولڈر کا نام اکثر اصل ڈومین نیم کے بعد / لگا کر بھی لکھا جاتا ہے۔ جیسے: *www.urdudost.com/kainaat* لیکن اس صورت میں اسے subdomain نہیں کہا جاتا ہے۔

ایک بات اور.....

www سے بھی قبل https://, http:// یا ftp:// وغیرہ بھی لگے ہوتے ہیں۔ یہ دراصل سسٹم یا پروٹوکول کی علامات ہیں جو آپ کے Brwoser کو یہ بتلاتا ہے کہ یہ کس قسم کا data ہے اور اس کے ساتھ کیا کرنا ہے۔

اب اس سلسلے کی ایک آخری بات اور:

کسی بھی ویب سائٹ کو کھولنے کے لئے ہم جو ایڈریس Browser میں ٹائپ کرتے ہیں اسی کو Uniform Resource Locator یا URL کہتے ہیں۔

اس کی شروعات میں پروٹوکول اس کے بعد Sub-domain پھر ڈاٹ پھر سیکنڈ لیول ڈومین پھر ڈاٹ اور آخر میں ٹاپ لیول ڈومین لکھتے ہیں۔ اور یہی سب کچھ مل جل کر URL کہلاتا ہے۔

مثالیں:

http://www.facebook.com

http://www.google.co.in

https://www.paypal.com

ftp://download.softmart.com

http://www.olx.in

سائبر اسپیس کا تصور (Concept of cyberspace)

آپ کسی کتاب کو ''پڑھتے'' ہیں....

یا ٹی وی کا کوئی چینل ''دیکھتے'' ہیں....

لیکن جب آپ کسی ویب سائٹ کو دیکھتے ہیں تو دراصل اسے ''دیکھتے'' نہیں بلکہ ''Visit کرتے ہیں''۔

آپ یہ نہیں کہتے کہ میں نے فلاں ویب سائٹ دیکھی بلکہ یہ کہتے ہیں کہ میں نے فلاں ویب سائٹ وِزِٹ کی۔

آپ جانتے ہیں کہ لفظ visit کا مطلب ہوا کسی مقام پر بذات خود جانا۔ تو ویب سائٹ کے لئے visit کا لفظ کیوں استعمال جاتا ہے؟

دراصل ایسا تصور کیا جاتا ہے کہ انٹرنیٹ ایک الگ دنیا ہے، تصوراتی دنیا، مجازی حقیقت (Virtual Reality) کی دنیا۔ جسے ایک بہت ہی خوبصورت نام دیا گیا ہے: **CYBERSPACE** (سائبر اسپیس)۔

آپ جب اپنے کمپیوٹر کے ذریعہ کسی ویب سائٹ کے Server سے رابطہ قائم کرتے ہیں تو دراصل آپ اس وقت اسی سائبر اسپیس میں ہوتے ہیں اور تخیلاتی طور پر گویا آپ اس ویب سائٹ کی سیر کررہے ہوتے ہیں اسی لئے visit کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔

لفظ Website کی وجہ تسمیہ بھی اسی سے سمجھ میں آتی ہے۔

Web یعنی جال : مراد ہے کڑوڑوں کمپیوٹروں کا وہ جال جسے World wid web کہتے ہیں

site یعنی مقام : مراد ہے سائبر اسپیس میں وہ مقام جہاں مجازی طور پر پہونچ کر آپ معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔ جب آپ اپنے براؤزر کی مدد سے مختلف ویب سائٹس visit کرتے ہیں تو اس عمل کو Bowsing یا Surfing کرنا کہا جاتا ہے۔جس کے لئے ایک خاص سافٹ ویئر کی ضرورت پڑتی ہے جسے Browser کہتے ہیں۔

انٹرنیٹ اور ورلڈ وائڈ ویب سائبر اسپیس کے سب سے اہم عناصر ہیں اور ان کے بغیر سائبر اسپیس کا تصور ناممکن ہے لیکن سائبر اسپیس درحقیقت اس سے کہیں زیادہ وسیع وعریض ہے۔انٹرنیٹ کی ایجاد سے قبل وجود میں آنے والے 'ریڈیو' اور 'ٹیلی ویژن' بھی سائبر اسپیس کے دائرے میں ہی آتے ہیں۔ ہمارے آج کے موبائل فون ، بینکوں کی ATM مشینیں، کاروں اور جہازوں میں لگے GPS سسٹم اور سیٹیلائیٹوں پر لگی رابطے کی مشینیں وغیرہ جیسی بے شمار مشینیں سائبر اسپیس کا حصہ ہیں۔ جب ہم 'سائبر اسپیس' کہتے ہیں تو اس سے ہماری مراد ان تمام مشینوں کے آپسی رابطے سے بن وجود میں آنے والے ایک تصوراتی خلا سے ہوتی ہے جس میں ہم رابطے کے دوران مجازی طور پر موجود ہوتے ہیں۔

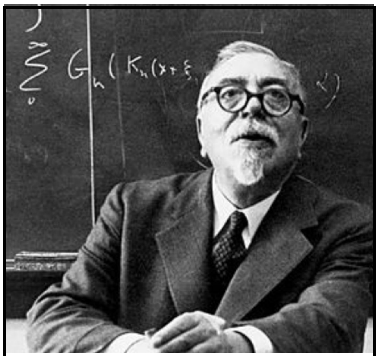
2.2 : سائبر اسپیس کیا ہے؟

لفظ Cyberspace (سائبر اسپیس) کو اگر آپ کسی پرانی ڈکشنری میں ڈھونڈیں گے تو نہیں ملے گا۔ یہ نہ صرف ایک جدید لفظ ہے بلکہ ایک جدید تصور (concept) بھی ہے جس کا وجود آج سے لگ بھگ تین دہائیوں قبل عنقا تھا۔ 1982ء میں یہ لفظ انگریزی زبان میں نیا نیا وارد ہوا اور 1990 کی دہائی تک، دیکھتے ہی دیکھتے کسی طوفان کی طرح پوری دنیا پر چھا گیا اور نہ صرف انگریزی بلکہ دنیا کی بیشتر زبانوں میں اپنے قدم مضبوطی کے ساتھ جما لئے۔ زبانوں کی تاریخ میں کسی دوسرے لفظ کی ایسی مثال شاید نہیں ملے گی۔ دراصل یہ وہ دور تھا جب انٹرنیٹ اور ڈیجیٹل کمیونیکیشن انسانی سماج میں بڑی ہی تیزی سے پھیل رہے تھے اور یہ نو وارد لفظ، Cyberspace، اپنے اندر اس نئی نئی ابھرتی ٹکنالوجی کے مختلف پہلوؤں اور جدید تصورات کے اظہار کی بھرپور صلاحیت رکھتا تھا۔

لفظ 'Cyberspace' دو لفظوں سے مل کر وجود میں آیا ہے۔

Cyber + Space = Cyberspace

ان میں سے پہلا ٹکرا 'Cyber' ایک نیا لفظ ہے جس کا سب سے پہلا استعمال Norbert Wiener نے 1948 میں اپنی کتاب *'Cybernetics or Control and comminication in the animal and machine'* میں *'Cybernetics'* کی صورت میں کیا تھا جس میں اس نے یہ تصور پیش کیا تھا کہ انسان اور مشین ایک دوسرے کے ساتھ interact کر سکتے ہیں۔ دونوں کے درمیان باہمی تفاعل سے بننے والے اسی ماحول کو اس نے cybernetics کا نام دیا تھا۔ یہ لفظ بذات خود یونانی لفظ κυβερνήτης (kybernetes) سے نکلا ہے اور یونانی زبان میں اس کے معنی ''حکمراں، گورنر، پائلٹ یا پتوار'' کے ہیں۔



Norbert Wiener
لفظ Cyber کا خالق

آج یہ لفظ انگریزی لغت کا حصہ بن چکا ہے۔

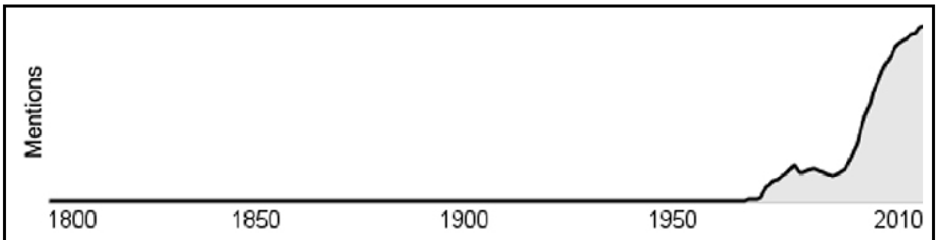
Oxford Dictionary کے مطابق Cyber کے معنی ہیں:

"Relating to or characteristic of the culture of computers, information technology, and virtual reality."

دوسرا ٹکڑا 'Space' اپنے حقیقی معنی میں ہی استعمال ہوا ہے یعنی جگہ/مقام یا خلاء ۔ Oxford Dictionary کے مطابق Space سے مراد ہے:

"A continuous area or expanse which is free, available, or unoccupied"

شاید Cyberspace آج کی دنیا کا مقبول ترین لفظ ہے۔ درج ذیل گراف سے ہم اس لفظ کو اچانک ملنے والی بے انتہا مقبولیت کا بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں:[92]



1800ء سے 2010ء کے دوران لفظ Cyberspace کی مقبولیت کا گراف

Cyberspace نہ صرف انگلش بلکہ دنیا کی دیگر کئی زبانوں کا لفظ بن چکا ہے۔ مثال کے طور پر درج ذیل زبانوں نے اس لفظ کو اس کی انگریزی spelling کے ساتھ ہی اپنا لیا ہے۔ یہ وہ زبانیں ہیں جن کا رسم الخط انگریزی کی طرح ہی Latin/Roman ہے۔

Albanian, Cebuano, Croatioan, Danish, Dutch, Filipino, French, Georgian, German, Haitian-Creole, Hmong, Icelandic, Yoruba, Igbo, Kikuyu, Latin, Maltese, Norwegian, Norsk bokmal, Somali etc.

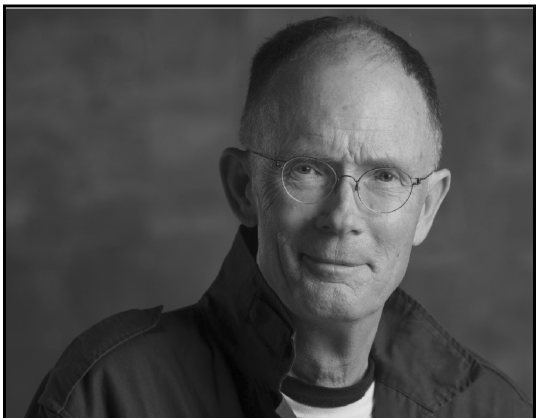
---

92. Google.co.in: Powered by OxfordDictionaries· © Oxford University Press

یہی نہیں بلکہ دنیا کی کئی ایسی زبانیں جن کا رسم الخط رومن نہیں ہے پھر بھی یہ لفظ ان زبانوں میں ویسے کا ویسا ہی قبول کر لیا گیا ہے لیکن ان زبانوں کے اپنے رسم الخط یا لہجے کے مطابق۔ اردو زبان اس کی بہتر مثال ہے۔ اس نے 'سائبر اسپیس' کو قبول کر کے اپنی لغت کا حصہ بنالیا ہے۔ ویسے ہی ہندی اور مراٹھی میں साइबरस्पेस ، بنگلہ میں সাইবারস্পেস ، پنجابی میں ਸੈਬਾਰ੍ਸਪੇਸ ، گجراتی میں સૈબરસ્પેસ ، تیلگو میں సైబర్‌స్పేస్ ، کنڑ میں ಸೈಬರ್‌ಸ್ಪೇಸ್ ، جاپانی میں サイバースペース اور سربیائی زبان میں циберспаце وغیرہ۔ ان تمام زبانوں کے رسم الخط مختلف ہیں لیکن لفظ اور اس کا تلفظ وہی ایک ہے یعنی ''سائبر اسپیس''۔ یہ ساری وہ زبانیں ہیں جن میں، میں اس لفظ کو ڈھونڈ سکا ہوں، ممکن ہے اور بھی بہت ساری زبانیں ایسی ہوں جن میں یہ لفظ موجود ہو۔

دنیا کی کئی ایسی زبانیں بھی ہیں جنھوں نے اس لفظ کو اپنایا تو ضرور ہے لیکن اپنے خاص لہجے یا ہجّے کے ساتھ۔ مثال کے طور پر قطلونی زبان میں Ciberspai ، اسپینی زبان میں Cyberspacio ، آئر لینڈ کی Gaeilge زبان میں Cybearspas ، اسکاٹ لینڈ کی Gaidhlig زبان میں Siobar-spas ، اطالوی زبان میں Cyberspazio ، پرتگالی میں Cyberspaco ، فن لینڈ کی زبان میں Cyberspazo اور ترکی میں Cyberuzay وغیرہ۔

ایک طرف جہاں دنیا کی بیشتر زبانوں نے لفظ ''سائبر اسپیس'' کو من وعن یا تھوڑی بہت تبدیلیوں کے ساتھ قبول کر لیا ہے وہیں بعض ایسی زبانیں بھی ہیں جنھوں نے اس لفظ کو قبول نہیں کیا ہے بلکہ اس مفہوم کے لئے خود اپنی اصطلاح ایجاد کی ہے۔ مثال کے طور پر عربی میں 'سائبر اسپیس' کے لئے'' **الفضاء الالیکترونی** ''، فارسی میں'' **فضای مجازی** '' اور انڈونیشیا کی زبان 'بھاسہ' میں "*Dunia Maya*" کی اصطلاحیں مستعمل ہیں۔ جہاں تک میرا خیال ہے ان اصطلاحوں سے Cyberspace کے حقیقی مفہوم کا حق ادا نہیں ہوتا۔


William Gibson

Cyberspace کی اصطلاح کا باقاعدہ استعمال سب سے پہلے William Gibson نے جولائی 1982ء میں اپنے ایک سائنسی افسانے 'Burning Chrome' میں کیا تھا۔ یہ افسانہ جولائی 1982ء میں نیویارک، امریکہ سے شائع ہونے والے سائنس فکشن میگزین OMNI میں شائع ہوا تھا۔ 1983ء کے Nebula Award کے لئے

Nominate کئے گئے افسانوں میں *Burning Chrome* بھی شامل تھا۔

سائنسی افسانے '*Burning Chrome*' میں لفظ Cyberspace کا کوئی واضح تصور موجود نہیں ہے۔اس میں ''سائبر اسپیس'' کی اصطلاح کو ایسی حقیقتِ مجازی (Virtual reality) کے لئے استعمال کیا گیا ہے جس میں انتہائی پیچیدہ اعداد وشمار (Data) کو سہ رخی (3-D) تصاویر کی صورت میں اسکرین پر متحرک دکھایا جاتا ہے۔

اس اصطلاح کی اصل شہرت ولیم گبسن کے پہلے سائنسی ناول *Neuromancer* سے ہوئی جو 1984 میں شائع ہوا۔یہ ناول سائنس فکشن ناولوں کی راہ میں ایک سنگ میل ثابت ہوا اور اس نے سائنس فکشن کی ایک ذیلی صنف "Cyberpunk" کی بنیاد رکھی جو آج بے حد مقبول ہے۔مابعد جدید کہانیوں پر مبنی اس صنف میں مستقبل قریب میں پیش آنے والے حالات کا تصور پیش کیا جاتا ہے جن میں ماڈرن ٹکنالوجی کا حد سے زیادہ استعمال اور انسان اور انسانیت کی بے وقعتی عام ہوتی ہے۔

ناول Neuromancer میں ولیم گبسن نے پہلی بار سائبر اسپیس کا ایک باقاعدہ تصور پیش کیا ہے۔

"Cyberspace, a consensual hallucination experienced daily by billions of legitimate operators, in every nation, by children being taught mathematical concepts... A graphic representation of data abstracted from the banks of every computer in the human system. Unthinkable complexity. Lines of light ranged in the nonspace of the mind, clusters and constellations of data. Like city lights, receding." [93]

''سائبر اسپیس، ایک باہمی فریب خیال ہے جس کا تجربہ ہر ملک کے کروڑوں ذی فہم آپریٹروں کو بچوں کو ریاضی کے نظریات سکھاتے وقت روزانہ ہوا کرتا ہے.....کمپیوٹروں کے اعداد وشمار کی انسانی اذہان میں تصویری نمائندگی۔تصور سے زیادہ پیچیدہ۔اذہان کے لامکاں میں روشنی کے خطوط صف بہ صف۔اعداد وشمار کا جم غفیر۔جیسے شہر کی دور اور مدھم ہوتی روشنیاں۔''

اہم بات یہ ہے کہ ولیم گبسن نے سائبر اسپیس کا یہ تصور، حقیقی سائبر اسپیس کے وجود میں آنے سے برسوں پہلے پیش کیا تھا۔ ولیم گبسن نے جس زمانے میں یہ ناول لکھا تھا اس زمانے میں کمپیوٹر ابھی اپنے عہد طفولیت سے گزر رہا تھا اور انٹرنیٹ تو ابھی تحقیقی مراحل میں ہی تھا۔ عام انسانوں کے لئے انٹرنیٹ کی شروعات اس کے دس برسوں کے بعد 1994ء میں ہوئی۔ لیکن مصنف کی آنکھوں نے عہد مستقبل میں جھانک لیا تھا۔ سائبر اسپیس سے متعلق *Neuromancer* میں اس نے جو کچھ لکھا تھا اس کا لب لباب یہی تھا کہ 'سائبر اسپیس' ایک باہمی فریب خیال ہے جس میں کمپیوٹر کے پیچیدہ اعداد وشمار پر مبنی سہ رخی تصاویر انسانوں کو حقیقی دنیا کی وسعتوں کی طرح محسوس ہوتی ہیں۔

لیکن خود ولیم گبسن کے ذہن میں بھی ان دنوں اس اصطلاح کے لئے وہ تصور موجود نہیں تھا جو آج ہے۔ ولیم گبسن نے 2000ء میں اپنی ایک دستاویزی فلم "*No Maps for These Territories*" میں اس اصطلاح کو محض ایک بے معنی لیکن موثر Buzzword قرار دیا ہے....یعنی ایک ایسا لفظ جو قاری کے ذہن پر ایک مخصوص تاثر مرتب کرے:

> ''جب میں نے اس اصطلاح 'سائبر اسپیس' کا اختراع کیا تو اس وقت مجھے بس اتنا ہی پتہ تھا کہ یہ ایک اثر انگیز لیکن لایعنی لفظ ہے۔ یہ بے حد پُر اثر ہوتے ہوئے بھی بنیادی طور پر بے معنی ہے۔ خود مجھے، جب میں نے اس لفظ کو پہلی بار صفحۂ قرطاس پر ابھرتے دیکھا، یہ کسی طرف اشارہ کرتا ہوا تو محسوس ہوا لیکن درحقیقت اس کا اپنا کوئی مفہوم نہیں تھا۔'' [94]

ولیم گبسن کے ذہن میں اس زمانے میں بھلے ہی اس لفظ کے لئے کوئی مخصوص معنی نہ ہوں لیکن ایک تصور تو ضرور موجود تھا تبھی یہ لفظ اس کے ذہن کی گہرائیوں سے ابھر کر صفحۂ قرطاس پر روشن ہوا تھا۔ اس نے تصور کی آنکھوں سے مستقبل میں جھانک لیا تھا۔

اپنے اس ناول میں ولیم گبسن نے 'سائبر اسپیس' کا جو مبہم سا تصور پیش کیا تھا اس کے مطابق 'سائبر اسپیس' ایک 'باہمی فریب خیال' (Consensual Hallucination) ہے جس میں کمپیوٹر کے اعداد وشمار (data) کی سہ جہتی (3-Dimensional) تصاویر کی صورت میں، کمپیوٹر کے اسکرین پر یا انسانی اذہان میں براہ راست عکاسی ہوتی ہے۔

یہاں ایک بات غور کرنے کی ہے کہ Hallucination کے لفظی معنی فریب نظر، فریب خیال یا واہمہ کے ہوتے ہیں یعنی کوئی فرد واحد کسی ذہنی فتور میں مبتلا ہو کر ایسی چیزیں دیکھے جن کا وجود ہی نہ ہو۔ جب کہ Consensual کے معنی ایک سے زیادہ افراد کا کسی ایک نکتے پر متفق ہونا ہے۔ یہ دونوں الفاظ ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ ظاہر ہے کہ واہمہ یا فریب خیال کسی ایک شخص

کے دماغ میں جنم لیتا ہے اور بیک وقت کئی افراد کا ایک ساتھ متفق ہوکر کسی واہمے میں مبتلا ہونا ناممکن ہے۔ کئی لوگ کسی ذہنی فتور میں مبتلا ہوکر ایک ساتھ کوئی ایسی چیز دیکھیں جس کا وجود نہ ہو، بھلا کیسے ممکن ہے؟ جو چیز Hallucination ہے وہ Consensual کبھی بھی نہیں ہوسکتی اور جو چیز Consensual ہے اسے Hallucination کیسے قرار دیا جاسکتا ہے؟

ولیم گبسن کے مطابق 'سائبر اسپیس' بالکل ہماری دنیا کے space کے جیسا ہی ہے لیکن یہ حقیقی نہیں ہے بلکہ 'استعاراتی' ہے اور اسی لئے گبسن نے اسے ''فریب خیال'' (Hallucination) قرار دیا۔

سائبر اسپیس کی جدید تعریف (Modern definition of cyberspace)

1990ء کی دہائی تک آتے آتے سائبر اسپیس کا مفہوم بہت حد تک واضح ہو چکا تھا۔ اب 'سائبر اسپیس' آنکڑوں کی سہ رخی تصاویر کے بجائے کسی بھی ڈیجیٹل نیٹ ورک کی وسعتوں کے درمیان واقع تصوراتی خلاء کو کہا جانے لگا۔ ایک ایسی دنیا جو حقیقی نہیں بلکہ استعاراتی ہے۔ جسے ہم فریب خیال (Hallucination) کہہ سکتے ہیں ایک ایسا فریب خیال جس میں ایک ساتھ لاتعداد افراد مبتلا ہوتے ہیں۔ یعنی آج ولیم گبسن کا Consensual Hallucination پوری طرح واضح ہو چکا ہے۔

آج ہم عام طور سے سائبر اسپیس کی اصطلاح ایک ایسی تخیلاتی دنیا کے لئے استعمال کرتے ہیں جس میں برقی مواد کا ذخیرہ کیا جاتا ہے اور جہاں آن لائن ترسیل وقوع پذیر ہوتی ہے۔ سائبر اسپیس آہستہ آہستہ عوام میں ''انٹرنیٹ'' کا متبادل سمجھا جانے لگا اور پھر (World Wide Web (www کا۔ لیکن ایسا سمجھنا بالکل غلط ہے۔ انٹرنیٹ یا ورلڈ وائڈ ویب، سائبر اسپیس نہیں ہیں بلکہ یہ سائبر اسپیس کا محض ایک حصہ ہیں۔ سائبر اسپیس انٹرنیٹ سے کئی گنا زیادہ وسیع اور پیچیدہ ہے۔ یہ خلا ہے لیکن خالی نہیں ہے۔ اس میں بے انتہا الیکٹرانک مواد کا ذخیرہ موجود ہے اور یہ مواد کروڑوں کمپیوٹرس اور دوسری مشینوں کے اندر محفوظ ہے۔

آج سائبر اسپیس ایک پیچیدہ اصطلاح ہے اور اس کی سیدھی اور صحیح تعریف بے حد مشکل ہے۔ مختلف ماخذ اس کی مختلف تعریفیں بیان کرتے ہیں۔ ذیل میں سائبر اسپیس کی چند تعریفیں درج کی جارہی ہے۔

☆ Microsoft Encarta, 2009 میں 'سائبر اسپیس' کی درج ذیل تعریف درج ہے:

"The notional realm in which electronic information exists or is exchanged."

''قیاسی دنیا، جس میں الیکٹرانک مواد موجود ہوتا ہے یا اس کا تبادلہ کیا جاتا ہے۔''

☆ Encyclopedia Britannica کے مطابق:

"Cyberspace, amorphous, supposedly “virtual” world created by links between computers, Internet-enabled devices, servers, routers, and other components of the Internet’s infrastructure."

’’کمپیوٹروں، انٹرنیٹ سے چلنے والے آلات، سروَر، رُوٹر اور انٹرنیٹ سے جڑی دوسری مشینوں کے ذریعہ وجود میں آنے والی بے ہنگم اور قیاس کی رو سے ’مجازی‘ دنیا۔‘‘

☆ Oxford English Dictionary, 2009 Edition کے مطابق:

"The space of virtual reality; the notional environment within which electronic communication (esp. via the Internet) occurs."

’’خلائے حقیقتِ مجازی؛ قیاسی ماحول جس میں الیکٹرانک ترسیل (خاص طور پر، انٹرنیٹ کے ذریعہ) وقوع پذیر ہوتی ہے‘‘

☆ The American Heritage College Dictionary, 2002 Edition کے مطابق:

"The electronic medium of computer networks, in which online communication takes place."

’’کمپیوٹروں کے نیٹ ورک کے درمیان موجود الیکٹرانک واسطہ، جس میں آن لائن ترسیل واقع ہوتی ہے۔‘‘

ان تعریفوں سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ سائبر اسپیس حقیقت مجازی پر مبنی ایک استعاراتی فضا کا نام ہے جو الیکٹرانک آلات (خصوصی طور پر کمپیوٹروں) کے آپسی نیٹ ورک کے درمیان موجود ہوتا ہے اور جس میں الیکٹرانک ترسیل کا عمل وقوع پذیر ہوا کرتا ہے۔

لیکن ان تعریفوں سے سائبر اسپیس کا حقیقی مفہوم واضح نہیں ہو پاتا ہے۔ یہ اصطلاح اتنی پیچیدہ ہے کہ اسے چند جملوں میں سمجھانا تقریباً ناممکن ہے۔ سائبر اسپیس کے دائرے میں ہر وہ مشین آجاتی ہے جو کسی طرح کے نیٹ ورک کے ذریعہ دوسری مشین یا مشینوں سے منسلک ہے اور وہ لوگ بھی جو اِن مشینوں کو استعمال کر رہے ہوتے ہیں۔

مثال کے طور پر سائبر اسپیس وہ اصل مقام ہے جہاں ٹیلی فون پر ہونے والی گفتگو وقوع پذیر ہوتی ہے۔ یہ مقام آپ کا وہ فون سیٹ نہیں ہے جو پلاسٹک کا بنا ایک آلہ ہے اور نہ ہی آپ سے مخاطب شخص کا فون سیٹ۔ بلکہ یہ مقام تو ان دونوں ٹیلیفون سیٹوں کے درمیان پھیلے تاروں کے جال میں کہیں واقع ہے۔ جہاں آپ مجازی طور پر اپنے ہم کلام شخص کے ساتھ اس وقت موجود ہوتے ہیں۔ یہی مقام 'سائبر اسپیس' ہے۔

اس کی چند بے حد معمولی سی مثالیں یوں دی جاسکتی ہیں:

☆ فرض کریں آپ جب کسی شخص سے اپنے موبائل فون پر گفتگو کر رہے ہوتے ہیں تو اس وقت آپ اور وہ شخص دونوں ہی مجازی طور پر ایک ایسی خلا میں موجود ہوتے ہیں جہاں الیکٹرانک لہروں کی مدد سے ترسیل کا عمل جاری ہوتا ہے۔

☆ جب آپ کسی ATM سے روپئے نکالتے ہیں تو روپئے دراصل ATM سے نہیں نکلتے ہیں بلکہ آپ کے بینک کے اکاؤنٹ سے نکلتے ہیں اور آپ مجازی طور پر ایک ایسی خلا میں موجود ہوتے ہیں جہاں آپ کا بینک بھی موجود ہوتا ہے اور آپ وہاں سے روپئے نکال رہے ہوتے ہیں۔

☆ انٹرنیٹ پر جب آپ کوئی ویب سائٹ وِزِٹ کرتے ہیں تو اس وقت حقیقی طور پر تو آپ اپنے کمپیوٹر کے سامنے موجود ہوتے ہیں لیکن مجازی طور پر آپ اس وقت سائبر اسپیس میں ہوتے ہیں اور اس ویب سائٹ کو Visit کر رہے ہوتے ہیں۔

دور حاضر میں 'سائبر اسپیس' کا نام لیتے ہی سیدھے ہمارا ذہن انٹرنیٹ کی طرف چلا جاتا ہے لیکن ایسا نہیں ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اس دائرے میں ہر وہ مشین آجاتی ہے جو کسی قسم کے نیٹ ورک کی مدد سے دوسری مشینوں سے منسلک ہو خواہ وہ وائرلیس نیٹ ورک ہو یا کیبل نیٹ ورک، خواہ یہ نیٹ ورک رُوئے زمین پر پھیلا ہوا ہو یا زمین سے باہر سیاروں یا کہکشاؤں کے درمیان پھیلا ہو۔

ٹیلیفون، ریڈیو، ٹیلیویژن، انٹرنیٹ سے جڑے کڑوڑوں کمپیوٹر، ATM مشینیں، GPS سسٹم، اور سیٹیلائیٹوں پر لگی رابطے کی مشینیں اور ایسی ہی دوسری تمام مشینیں سائبر اسپیس کا حصہ ہیں۔ بہر حال اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ 'سائبر اسپیس' کا سب سے عام اور سب سے اہم جز انٹرنیٹ ہی ہے۔

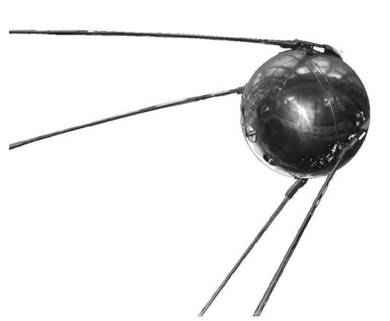
2.3 : سائبر اسپیس کا آغاز وارتقا

ہم جانتے ہیں کہ سائبر اسپیس کا سب سے اہم جز 'انٹرنیٹ' ہے یعنی دوسرے لفظوں میں انٹرنیٹ کے آغاز اور ارتقا ہی دراصل سائبر اسپیس کا آغاز اور ارتقا ہیں۔ اہم بات یہ ہے کہ دنیا کی دیگر ایجادات جیسے بجلی کا بلب یا ٹیلیفون وغیرہ کی طرح انٹرنیٹ کا کوئی ایک موجد نہیں ہے۔ اس کا ارتقاء ایک لمبے عرصے میں دھیرے دھیرے ہوا ہے۔

انٹرنیٹ کی کہانی آج سے تقریباً 60 سال قبل، سرد جنگ کے زمانے میں شروع ہوئی تھی۔

SPUTNIK کا خوف :

4/ اکتوبر 1957ء کو سویت یونین نے دنیا کے اوّلین مصنوعی سیارے 'اسپتنک' کو مدار میں پہونچا کر پوری دنیا کو چونکا دیا تھا۔ امریکی عوام اس بیس بال کے سائز کے ننھے منے مصنوعی سیارے سے بے انتہا خوفزدہ تھے۔ انہیں لگا کہ سویت یونین ٹکنالوجی کی جنگ میں ان سے آگے نکل رہا ہے اور عنقریب انہیں سرد جنگ میں شکست ہو جائے گی۔



مصنوعی سیارہ 'اسپتنک' جس کے خوف نے امریکیوں کو انٹرنیٹ کی ایجاد پر مجبور کر دیا

امریکیوں پر سائنس اور ٹکنالوجی میں اوّلیت حاصل کرنے کا بھوت سوار ہو گیا۔ اسی سال اسکولوں اور کالجوں میں فزکس، کیمسٹری اور حساب کے نصابات میں زبردست تبدیلیاں کی گئیں۔ ہر طرف ریسرچ کا کام بڑی ہی تیز رفتاری جاری ہو گیا۔ کئی نئے تحقیقی ادارے قائم کئے گئے۔ خلائی ریسرچ کے لئے National Aeronautics and Space Administration [NASA] اور ملٹری ریسرچ کے لئے Advanced Research Project Agency [ARPA] کا وجود عمل میں آیا تا کہ خلائی دور کے لئے مناسب راکٹ، خلائی جہاز، ہتھیار اور کمپیوٹر ایجاد کئے جا سکیں۔

ARPANET کی شروعات :

فوجی حکام سب سے زیادہ اس بات سے خوفزدہ تھے کہ اگر سویت یونین نے خدانخواستہ کسی دن حملہ کر کے امریکی ٹیلیفون نیٹ ورک کو برباد کردے تو کیا ہوگا؟ امریکہ کا پورا نظام درہم برہم ہو جائے گا۔ حقیقت بھی یہی تھی کہ مناسب ٹارگٹ پر صرف ایک میزائلی حملہ امریکی ٹیلیفون کے نظام کو مکمل طور پر تباہ کرنے کے لئے کافی تھا۔ امریکی اب یہ سوچنے پر مجبور ہو گئے تھے کہ کوئی ایسا راستہ مل جائے کہ ایسے کسی حملے کی صورت میں ان کے رابطے قائم رہ سکیں۔


J.C.R.Licklider

1962ء میں ARPA کے ایک سائنسداں J.C.R.Licklider نے اس مسئلے کا ایک حل ڈھونڈ نکالا۔ اس نے لاتعداد کمپیوٹروں کے آپس میں جڑنے سے وجود میں آنے والے، کہکشاؤں پر محیط ایک ایسے بین الکہکشانی نیٹ ورک (Intergalactic Computer Network) کا تصور پیش کیا جسے کسی نیوکلیائی حملے میں مکمل طور پر تباہ کرنا ناممکن ثابت ہوتا۔ Licklider کے تصور کے اڑان کی داد دینی چاہئے کہ اس نے 1962ء میں وہ سب کچھ سوچ لیا تھا جو آج موجود ہے، یہاں تک کہ Cloud computing بھی۔


Paul Baran

1965ء میں M.I.T. کے ہی ایک دوسرے سائنسداں Paul Baran نے Licklider کے تصور کو حقیقت میں بدل دیا۔ اس نے کمپیوٹروں کے درمیان رابطہ قائم کرنے کے لئے Packet switching کا طریقہ ڈھونڈ نکالا۔ یہ طریقہ حقیقت میں ایسا تھا کہ بڑے سے بڑے حملے میں بھی یہ رابطے مکمل طور پر تباہ نہیں ہوتے اور نیٹ ورک صحیح سلامت رہتا۔

Packet switching کی ایجاد سے قبل آوازیں اور اعداد وشمار (Data) ایک مقام سے دوسرے مقام تک بالکل سیدھے سفر کرتے تھے، جیسا ہم عام ٹیلیفون لائن میں دیکھتے ہیں۔ یہ طریقہ circuit switching کہلاتا ہے۔ ایک شخص فون کرتا ہے تو اس کی آواز تار کے ذریعہ سفر کرتی ہوئی اپنی منزل کے ٹیلیفون سیٹ تک پہونچ جاتی ہے۔ اس طریقے کی خرابی یہ ہے کہ ایک جگہ بھی لائن میں کوئی خرابی آجائے تو سارا سسٹم بند پڑ جاتا ہے۔

جب کہ Packet switching کے طریقے میں Data کو انتہائی ننھے ننھے ٹکروں (Packets) میں تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ پھر ہر ٹکرا انفرادی طور پر کسی بھی آسان ترین راہ سے اپنی منزل کی طرف روانہ ہوتا ہے۔ منزل پر پہونچ کر سارے Packets پھر سے یکجا ہو کر آپس میں صحیح ترتیب سے جڑ جاتے ہیں اور data پھر سے پہلے جیسا مکمل ہو جاتا ہے۔ Packet switching کا طریقہ ہی دراصل انٹرنیٹ کی روح ہے۔ یہ طریقہ ایک طرف جہاں انتہائی تیز رفتار ہے وہیں دوسری طرف یہ حملوں سے محفوظ بھی ہے۔ ایک راستے میں کوئی رکاوٹ آنے پر Packets راستہ بدل دوسرے محفوظ راستے سے گزر جاتے ہیں۔

Paul Baran کی اسی ایجاد کی بنیاد پر دنیا کا پہلا کمپیوٹر نیٹ ورک وجود میں آیا جسے **ARPANET** کا نام دیا گیا۔ 29 / اکتوبر 1969ء کو دنیا کا پہلا کمپیوٹر سے کمپیوٹر رابطہ University of California, Los Angeles (UCLA) اور Stanford Research Institute (SRI) کے دمیان قائم ہوا۔

انٹرنیٹ کے ذریعہ بھیجا گیا پہلا پیغام :

29 / اکتوبر 1969ء کو Charley Kline نے UCLA کی لیباریٹری کے کمپیوٹر سے پہلا پیغام 567 کیلومیٹر دور SRI کی لیباریٹری میں واقع کمپیوٹر کو بھیجا گیا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ یہ پیغام صرف پانچ حروف پر مشتمل تھا: L O G I N ......جس کے صرف پہلے دو حروف ہی SRI کی تجربہ گاہ کو موصول ہو سکے تھے۔

''ہم نے اپنے اور SRI کے افراد کے درمیان ٹیلیفون پر رابطہ قائم کیا ....
ہم نے پہلا حرف L ٹائپ کیا اور فون پر پوچھا:
''کیا تمہیں L دکھائی دے رہا ہے؟''
''ہاں ہمیں L دکھائی دے رہا ہے'' جواب ملا۔
ہم نے O ٹائپ کیا اور فون پر پوچھا:
''کیا تمہیں O دکھائی دے رہا ہے؟''
''ہاں ہمیں O دکھائی دے رہا ہے''
اب ہم نے G ٹائپ کیا .... لیکن تب تک سسٹم کریش ہو گیا۔
لیکن....ایک انقلاب کی شروعات ہو چکی تھی۔ [95]

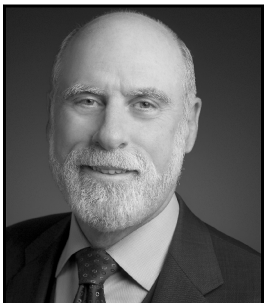
95. Gromov, Gregory (1995). "Roads and Crossroads of Internet History"



UCLA کی لیبارٹری سے Charley Kline پہلا پیغام بھیجتے ہوئے

اس طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ Charley Kline دنیا کا وہ پہلا انسان تھا جس نے سب سے پہلے انٹرنیٹ کا استعمال کیا۔

1969 ء کے اخیر تک صرف چار کمپیوٹر ہی ARPANET سے جڑے تھے لیکن یہ نیٹ ورک وقت کے ساتھ ساتھ پھیلتا رہا۔ 1971ء میں ہوائی یونیورسٹی کا ALOHANET اس نیٹ ورک سے منسلک ہو گیا۔ پھر رفتہ رفتہ دیگر یونیورسٹیوں کے نیٹ ورک بھی ARPANET کا حصہ بن گئے اور یہ نیٹ ورک امریکہ کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک پھیل گیا۔ 1971ء میں ہی امریکی حکومت نے ARPA کا نام تبدیل کر کے **DARPA** یعنی Defense Advanced Research Projects Agency رکھ دیا اور اسی مناسبت سے اس نیٹ ورک کا نام بھی تبدیل کر کے **DARPANET** رکھ دیا گیا، لیکن 1993ء میں اس کا نام پھر سے **ARPANET** ہی کر دیا گیا۔



Vinton Cerf

جب کمپیوٹروں کی تعداد بڑھی تو ترسیل کے نئے مسائل بھی سامنے آئے۔

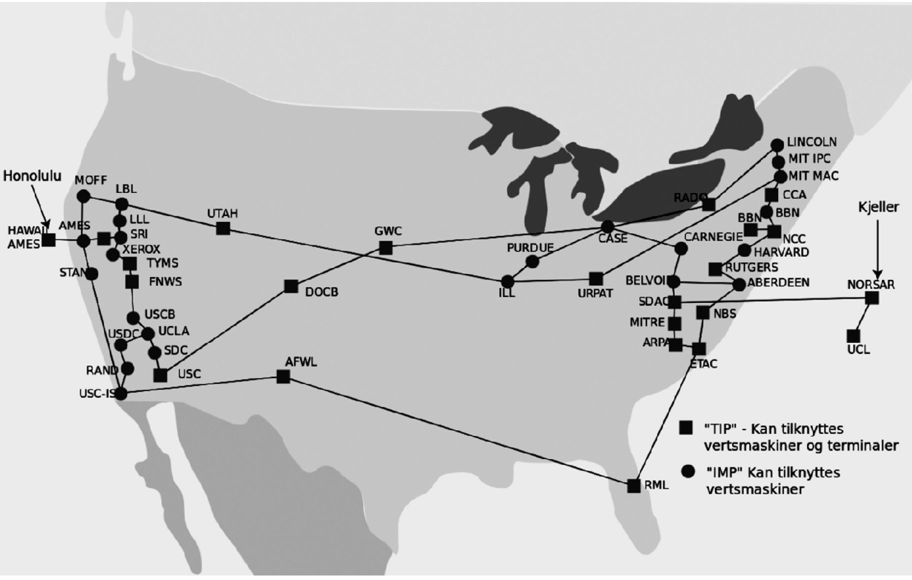
آخر کار امریکی کمپیوٹر سائنسداں Vinton Cerf نے 1973ء میں ان مسائل کا حل ڈھونڈ نکالا۔ اس نے کمپیوٹروں کے درمیان رابطے کے لئے ایک نیا طریقہ تجویز کیا جسے Transmission Control Protocol یا TCP کا نام دیا گیا۔ بعد میں اس نے اس میں Internet Protocol کا اضافہ کیا اور اب یہ طریقہ TCP/IP کہا جانے لگا۔ TCP/IP دراصل وہ طریقہ تھا جس کی مدد سے کمپیوٹر، مجازی خلا میں، ایک دوسرے سے ''ملاقات'' کرتے تھے۔ کسی مصنف نے بڑے ہی خوبصورت الفاظ میں اس کی تعریف یوں بیان کی ہے:

> “The ‘handshake’ that introduces distant and different computers to each other in a virtual space.”[96]

1983ء میں TCP/IP کو ARPANET کے لئے لازمی قرار دیا گیا۔

---

96. http://www.history.com/topics/inventions/invention-of-the-internet



1971ء میں ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے طول وعرض میں ARPANET کی وسعت

INTERNET کا آغاز :

1980 کے عشرے کے اخیر تک صرف سائنسداں اور محقق ہی ARPANET کا استعمال کیا کرتے تھے اور اس کی مدد سے تحقیقات سے متعلق فائلیں اور اعداد و شمار ایک دوسرے کو بھیجا کرتے تھے۔ لیکن آہستہ آہستہ اس کے استعمال کنندگان کی تعداد بڑھتی جا رہی تھی۔ 1989ء تک تقریباً ایک لاکھ سے زیادہ کمپیوٹر اس نیٹ ورک سے منسلک ہو چکے تھے۔

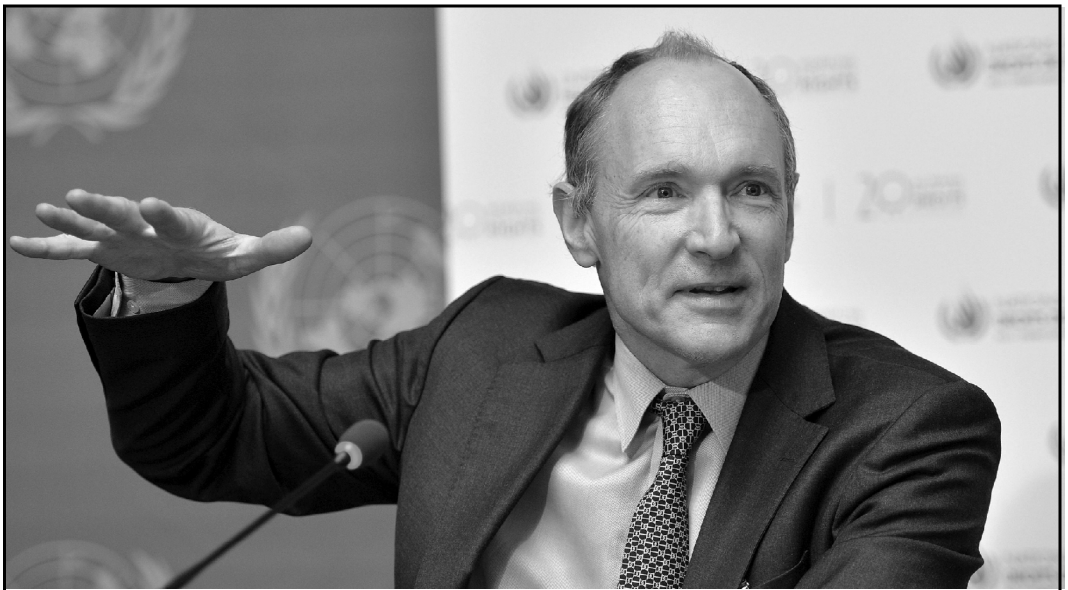
1989ء میں ہی سرکاری طور پر ARPANET کا نام INTERNET رکھ دیا گیا اور عام شہریوں کو اس سے جڑنے کی اجازت دے دی گئی۔ اب یہ محض امریکی سائنسدانوں کے استعمال کی شے نہیں رہ گئی تھی بلکہ یہ ایک عالمی نیٹ ورک کا روپ لے چکی تھی۔

1990ء میں ARPANET کا باقاعدہ طور پر خاتمہ کر دیا گیا۔

1993ء میں INTERNET نے آج کی موجودہ شکل اختیار کی۔

ورلڈوائڈویب(www) کی ایجاد :

1991ء میں انٹرنیٹ میں ایک بڑی تبدیلی آئی۔اسی سال سوئٹزرلینڈ کے ایک کمپیوٹر پروگرامر Tim Berners-Lee نے World Wide Web کی ایجاد کی۔یہ ایک ایسا طریقہ تھا جس کی مدد سے انٹرنیٹ اب صرف فائلیں بھیجنے کا ذریعہ نہیں رہ گیا بلکہ اس نے Informations کے ایک ایسے جال کی صورت اختیار کرلی جو پوری دنیا پر محیط تھا اور اب اسے پوری دنیا کے عام لوگ استعمال کرسکتے تھے۔آج جو انٹرنیٹ ہم استعمال کرتے ہیں وہ Tim کی ہی ایجاد ہے۔[98][97]



wwwاور جدید انٹرنیٹ کا موجد: Tim Berners-Lee

Tim Berners-Lee نے دراصل ایک ساتھ تین انتہائی اہم ایجادیں کی تھیں جنہوں نے انٹرنیٹ کا پورا نقشہ ہی بدل کر رکھ دیا۔ پہلی ایجاد World Wide Web تھی۔یہ دراصل ایک ایسا نظام تھا جس نے انٹرنیٹ کی مدد سے دستاویزات (Digital documents) کے حصول کو بے حد آسان بنا دیا۔ Lee نے الیکٹرانک دستاویزات کو Hyperlinks کی مدد سے آپس میں منسلک کردیا تاکہ کسی بھی Hyperlink کو کلک کرتے ہی اس سے منسلک دستاویز اسکرین پر آجائے۔اس طرح انٹرنیٹ کی مدد سے ایک دستاویز سے دوسری اور دوسری سے تیسری تک پہونچنا آسان ہوگیا۔

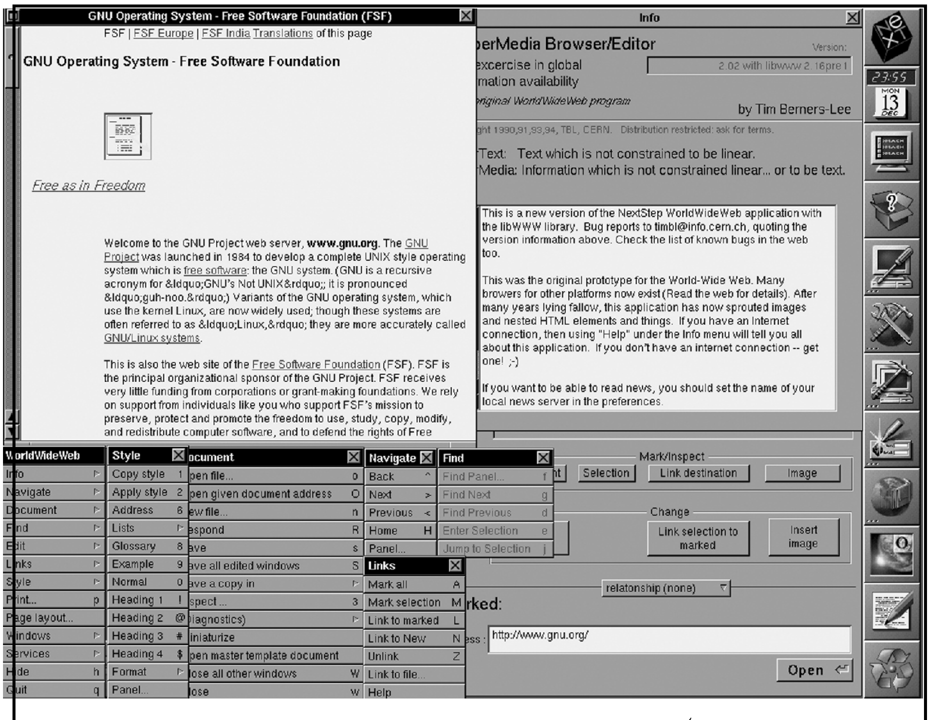
97. http://en.wikipedia.org/wiki/History_of_the_Internet

98. http://www.internetsociety.org/internet/what-internet/history-internet/brief-history-internet

انٹرنیٹ میں دستاویزات تک اس طرح پہونچنے کا عمل Browsing یا Surfing کہلاتا ہے۔

Tim Berners-Lee کی دوسری ایجاد Servers ہیں۔ یہ کچھ خاص کمپیوٹر ہیں جن میں الیکٹرانک دستاویزات محفوظ رکھے جاتے ہیں۔ انٹرنیٹ براؤزنگ کرنے والا شخص جب کسی خاص ہائپر لنک کو کلک کرتا ہے تو اس لنک سے منسلک دستاویز Server سے ڈاؤن لوڈ ہوکر اس شخص کے کمپیوٹر کی اسکرین پر آجاتی ہے۔ Berners-Lee نے NeXT workstation کے نام سے دنیا کا پہلا Web server بنایا۔

Server میں موجود دستاویزات تک آسانی سے پہونچنے کے لئے Tim Berners-Lee نے ایک خاص سافٹ ویئر ایجاد کیا جسے اس نے WorldWideWeb کا نام دیا (تینوں الفاظ کے درمیان spaces نہیں ہیں)۔ یہ دنیا کا پہلا Web Browser تھا۔ بعد میں اس براؤزر کا نام بدل کر Nexus رکھ دیا گیا۔



دنیا کا پہلا ویب براؤزر WorldWideWeb یا Nexus

1992ء میں Marc Andreessen اور اس کے ساتھیوں نے ایک خاص سافٹ ویئر ایجاد کیا جسے MOSAIC Browser کا نام دیا گیا (بعد میں اسے Netscape کے نام سے پکارا جانے لگا)۔


Marc Andreessen

یہ براؤزر استعمال میں بے حد آسان اور User friendly تھا۔اس کی مدد سے انٹرنیٹ میں اپنی مطلوبہ دستاویز کو ڈھونڈ نا آسان ہو گیا۔اس براؤزر کی مدد سے پہلی بار یہ ممکن ہوا کہ لوگ تصویریں اور Text ایک ہی صفحے پر ایک ساتھ دیکھ سکتے تھے۔ لمبے دستاویزات کو اسکرین پر اوپر نیچے کرنے کے لئے پہلی بار Scroll bars استعمال ہوتا تھا اور براہ راست کلک کئے جانے لائق Links بھی بڑی آسانی سے استعمال ہوتے تھے۔انٹرنیٹ براؤزنگ کی دنیا میں اس Mosaic Browser نے ایک انقلاب برپا کر دیا تھا۔

INTERNET سب کے لئے :

1991 میں ہی امریکی کانگریس نے ایک تاریخی فیصلہ لیا جس کے مطابق اب انٹرنیٹ کا استعمال اب تجارتی مقاصد کے لئے بھی کیا جاتا تھا۔ یہ سنتے ہی تمام تجارتی کمپنیوں نے اپنی ویب سائٹیں بنانی شروع کر دیں۔کئی کمپنیوں نے انٹرنیٹ پر اپنی تجارت شروع کر دی۔اس طرح انٹرنیٹ کا دائرۂ کار بہت وسیع ہو گیا۔e-commerce ویب سائٹوں نے انٹرنیٹ پر براہ راست بیچنا شروع کر دیا۔تفریحی مقاصد کے لئے ویب سائٹیں، پبلسٹی کے لئے ویب سائٹیں، سماجی اداروں کے لئے ویب سائٹیں، تعلیمی مقاصد کے لئے ویب سائٹیں، شاعری اور ادب کے لئے ویب سائٹیں، آرٹ اور فلموں کے ویب سائٹیں ..... غرض ہر طرف ویب سائٹوں کی باڑھ آ گئی۔

حال میں سوشل نیٹ ورکنگ ویب سائٹس مثلاً فیس بک ،ٹوئٹر وغیرہ اس قدر مقبول ہوئیں کہ انہوں نے انٹرنیٹ کا انداز ہی بدل کر رکھ دیا۔

2.4 : سائبر اسپیس کے افادی اور منفی پہلو

سائبر اسپیس اس صدی کی سب سے اہم شے بن گئی ہے۔ انٹرنیٹ چونکہ سائبر اسپیس کا سب سے اہم عنصر ہے اس لئے ہم خاص طور پر اسی کی بات کریں گے۔

1998 ء میں، جب انٹرنیٹ ابھی عہد طفولیت سے گزر رہا تھا، مشہور امریکی کمپنی Cisco Systems کے اس وقت کے صدر، John Chambers نے پیش گوئی کی تھی:

> "What people have not grasped is that the Internet will change everything. The Internet will change how people live, work, play and learn. The Industrial Revolution brought people together with machines in factories, and the Internet revolution will bring together people with knowledge and information in virtual communities. And it will have every bit as much impact on society as the Industrial Revolution. It will promote globalization at an incredible pace. But instead of happening over 100 years, like the Industrial Revolution, it will happen over 7 years."

> ''لوگ ابھی تک یہ نہیں سمجھ پائے ہیں کہ انٹرنیٹ ہر چیز کو بدل کر رکھ دے گا۔ انٹرنیٹ لوگوں کے جینے، کام کرنے، کھیلنے اور سیکھنے کے طریقوں کو بدل دے گا۔ صنعتی انقلاب نے انسانوں اور مشینوں کو کارخانوں میں ایک ساتھ لا کھڑا کیا تھا ٹھیک ویسے ہی انٹرنیٹ کا انقلاب علم و آگہی رکھنے والے انسانوں کو ایک دوسرے کے قریب لا کر مجازی طبقات کی صورت میں جمع کر دے گا۔ یہ بھی انسانی سماج پر بالکل

اسی قدر اثر انداز ہوگا جس قدر صنعتی انقلاب اثر انداز ہوا تھا۔ یہ انتہائی تیزی کے ساتھ گلوبلائزیشن کو فروغ دے گا۔لیکن صنعتی انقلاب کی طرح یہ سب کچھ 100 برسوں میں ہونے کے بجائے صرف 7 برسوں میں ہوگا۔'' [99]



John Chambers

آج سے سترہ سال قبل کی گئی جان چیمبرس کی یہ پیش گوئی حرف بہ حرف سچ ثابت ہورہی ہے۔آج دنیا کی تقریباً 43% آبادی انٹرنیٹ سے منسلک ہوچکی ہے اوراس میں اس قدر تیزی سے اضافہ ہورہا ہے کہ حساب رکھنا مشکل ثابت ہورہا ہے۔

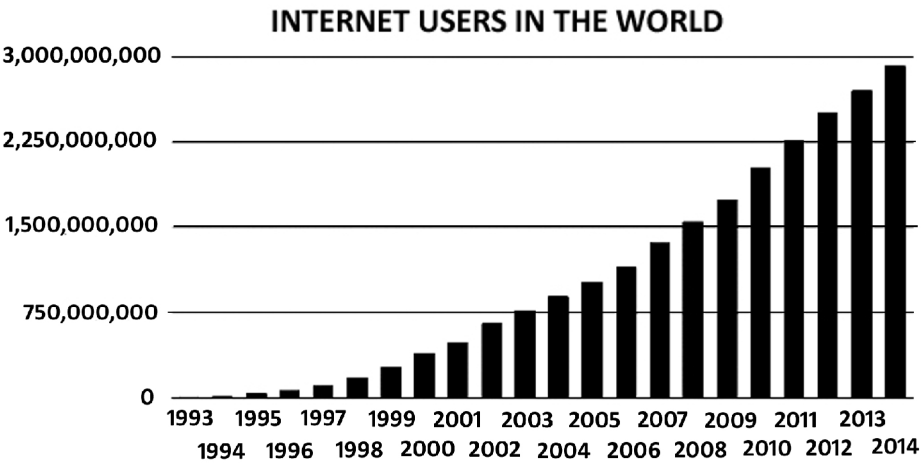
انٹرنیٹ سے متعلق تازہ اعداد وشمار پر ایک نظر ڈالیں تو یہ حقیقت واضح ہوجائے گی۔

2/ جنوری 2017ء کے اعداد وشمار کے مطابق :

پوری دنیا میں انٹرنیٹ استعمال کرنے والوں کی تعداد ہے: *3,536,061,940*

اوراس تعداد میں ہر سیکنڈ اضافہ ہورہا ہے۔

درج ذیل گراف سے ہمیں سائبر اسپیس میں تیزی سے بڑھتی ہوئی آبادی کا بخوبی اندازہ ہوسکتا ہے:



99. T. L. Friedman, Foreign Affairs; The Internet Wars, The Newyork Times, Published: April 11, 1998

آج پوری دنیا میں.......

ویب سائٹوں کی تعداد تقریباً ایک ارب 13 کڑور سے بھی زیادہ ہے۔اس تعداد میں ہر سیکنڈ اضافہ ہو رہا ہے۔

ہر سیکنڈ اوسطاً 2,552,860 ای میل بھیجے جاتے ہیں۔

YouTube پر ہر سیکنڈ اوسطاً 67,645 ویڈیوز دیکھی جاتی ہیں۔

Facebook کا با قاعدہ استعمال کرنے والوں کی تعداد تقریباً 1,797,637,857 ہے۔ (ستمبر 2016ء)

Google سرچ انجن کی مدد سے ایک سیکنڈ میں 40,000 سرچ کئے جاتے ہیں۔

یہ تمام اعداد و شمار حتمی نہیں ہیں۔کیونکہ ہر پل ان میں اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔ [100]

ان سے ہمیں بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ سائبر اسپیس ہماری زندگی میں کس طرح رچ بس گیا ہے۔

عام آدمی اور سائبر اسپیس

ہم جانتے ہیں کہ برقی ترسیل کے جتنے بھی طریقے آج رائج ہیں،سائبر اسپیس ان سب کا احاطہ کرتا ہے۔اس میں ٹیلی فون، ریڈیو، ٹیلی ویژن، انٹرنیٹ، موبائل فون سب شامل ہیں اور اس طرح آج کی دنیا کا شاید ہی کوئی خطہ ایسا ہوگا جہاں تک سائبر اسپیس کی رسائی نہ ہو۔

ایک عام آدمی سائبر اسپیس کی اصطلاح سے بھلے ہی واقف نہ ہو لیکن وہ کسی نہ کسی روپ میں سائبر اسپیس سے استفادہ ضرور کرتا ہے۔گاؤں کے ایک جاہل کسان نے اپنی زندگی میں بھلے ہی سائبر اسپیس کا نام بھی نہ سنا ہو لیکن جب وہ اپنے کسی عزیز سے ٹیلی فون پر گفتگو کرتا ہے تو انجانے میں وہ سائبر اسپیس کی سیر کر رہا ہوتا ہے۔گاؤں میں فون اور موبائل فون تو آج پہونچے ہیں لیکن اس سے بہت پہلے سے لوگ ریڈیو کا استعمال کرتے آرہے ہیں جو ہنوز جاری ہے۔ریڈیو سائبر اسپیس کا ہی ایک حصہ ہے۔ آج سے تیس چالیس سال قبل ریڈیو اپنے عروج کی انتہا پر تھا اور کیا شہر کیا گاؤں ہر جگہ اس کے شائقین کی بڑی تعداد موجود تھی۔اس کے بعد ٹیلی ویژن کا دور آیا اور اس نے مقبولیت اور افادیت میں ریڈیو کو بہت پیچھے چھوڑ دیا۔

اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ ایک عرصے سے لوگ سائبر اسپیس کا حصہ بنے ہوئے ہیں۔یہ اور بات ہے کہ ان دنوں 'سائبر اسپیس' کی اصطلاح وجود میں نہیں آئی تھی۔فون، ریڈیو اور ٹیلی ویژن تک تو رفتار تھوڑی سست تھی لیکن کمپیوٹر اور پھر انٹرنیٹ کی



ایجاد نے ایک انقلاب برپا کر دیا اور لوگ بڑی تعداد میں انٹرنیٹ کا استعمال کرنے لگے ۔ موبائل اور ٹیبلیٹ کمپیوٹر کی آمد نے تو اس میں بلا کی تیزی لا دی ہے اور یہ انقلاب اس قدر شدید ہے کہ لوگ سائبر اسپیس کے دیگر عناصر کو بھول گئے ہیں اور آج 'سائبر اسپیس' کو 'انٹرنیٹ' کا ہم معنی سمجھا جانے لگا ہے۔

انٹرنیٹ یقیناً بیسویں صدی کی اہم ترین ایجاد ہے لیکن اکیسویں صدی نے اس کے جادو کو سر چڑھ کر بولتے دیکھا ہے۔ دنیا کا کوئی بھی ملک، کوئی بھی خطہ ہو، ہر شخص اس کا دیوانہ ہے۔ انٹرنیٹ ایک انقلاب کی طرح آیا اور زندگی کے ہر شعبے پر چھا گیا۔ اس صدی کے گزشتہ 14 سالوں میں علم وفن، تفریح، تجارت، سیاست، حکومت، ترسیل، اشاعت وغیرہ تمام شعبوں پر اس طرح چھا گیا ہے کہ اب اس کے بغیر انسانی زندگی کا تصور کیا ہی نہیں جا سکتا۔ انٹرنیٹ نے انسان کی سماجی زندگی کا انداز بدل ڈالا ہے۔ انٹرنیٹ کی وجہ سے آج پوری دنیا ایک گاؤں میں تبدیل ہو چکی ہے، جہاں ہر شخص ایک دوسرے سے رابطے میں ہے۔ ملکوں اور سرحدوں کے فاصلے درمیان سے غائب ہو چکے ہیں۔ لیکن اس کا دوسرا پہلو یہ بھی ہے کہ ہر شخص کمپیوٹر یا موبائل فون کے اسکرین پر آنکھیں گڑائے، میلوں دور بیٹھے اجنبیوں سے دوستیاں کر رہا ہے لیکن اس کے پاس اس کے اپنوں، رشتے داروں اور عزیزوں کی طرف دیکھنے، ان سے ملنے اور انہیں پیار کرنے کے لئے وقت نہیں ہے۔



انٹرنیٹ کی افادیت (Utilities of Internet)

انٹرنیٹ کے افادی پہلو اس قدر زیادہ ہیں کہ ان کا احاطہ مشکل ہے۔ ہر دن اس کے نئے نئے استعمال سامنے آ رہے ہیں۔ ہر شخص کے لئے اس کی جھولی میں کچھ نہ کچھ ضرور ہے۔ بچوں کے لئے نت نئے دلچسپ گیمز موجود ہیں، طلبا کے لئے بے انتہا تعلیمی مواد اور لامحدود تعلیمی مواقع موجود ہیں، تاجروں کے لئے تجارت کے ایک سے بڑھ کر ایک طریقے موجود ہیں، بیکاروں کے کے لئے نوکری کے حصول کے بے شمار راستے کھلے ہوئے ہیں، شریک حیات کے متلاشیوں کے لئے من چاہے رشتوں کے انبار لگے ہوئے ہیں، دوست بنانے اور گپ شپ لگانے کے شائقین کے لئے سوشل ویب سائٹس موجود ہیں، فلموں کے دیوانوں کے لئے ہر ملک اور ہر زبان کی نئی پرانی تمام فلمیں ہمہ وقت موجود ہیں، موسیقی کے متوالوں کے لئے ہر قسم کی موسیقی موجود ہے۔ یہاں تک کہ عریاں تصاویر اور فلموں سے دل بہلانے والوں کے لئے اور جواریوں کے لئے جوا کھیلنے کی تک کی تمام آسانیاں انٹرنیٹ پر موجود ہیں۔

غرض انٹرنیٹ سب کے لئے ہے۔

اچھوں کے لئے اچھا ہے تو بروں کے لئے برا۔

ایک طالب علم اس کا استعمال علم کے حصول کے لئے کرتا ہے، ایک محقق اس کا استعمال تحقیق کے لئے کرتا ہے، ایک تاجر اس کا استعمال تجارت کے لئے کرتا ہے، ایک عام انسان اس کا استعمال تفریح کے لئے کرتا ہے وہیں ایک دہشت گرد اس کا استعمال دہشت گردانہ کاروائیوں کے لئے کرتا ہے تو ایک دھوکے باز اس کا استعمال لوگوں کو ٹھگنے اور بیوقوف بنا کر انہیں لوٹنے کے لئے کرتا ہے۔

جدید دور میں انٹرنیٹ کے عام استعمالات کو ہم درج ذیل خانوں میں بانٹ سکتے ہیں۔

1۔ خبررسانی / رابطہ (Communication) :

(الف) ای میل (Email) :

انٹرنیٹ کا سب سے اہم کارنامہ یہ ہے اس نے خطوط کی ترسیل کو بے انتہا آسان بنا دیا ہے۔ ڈاک کا قدیم نظام سست رفتار بھی تھا اور مہنگا بھی (آج کل اسے Snail Mail کہا جاتا ہے یعنی گھونگے کی رفتار سے سفر کرنے والی ڈاک)۔ اس کے مقابلے میں ای میل (Email) سروس برق رفتار بھی ہے اور بالکل مفت بھی۔

● ایک شخص جو دنیا کے کسی دور دراز ملک میں، ہم سے ہزاروں میل دور بیٹھا ہے، ہم ایک سیکنڈ سے بھی کم عرصے میں اپنا خط اس تک پہونچا سکتے ہیں۔

● ایک آسانی اور بھی ہے کہ کاغذی خط کے برخلاف الیکٹرانک خط کے ساتھ تصویریں، ویڈیو، آڈیو، ڈیجیٹل کتابیں اور دستاویزیں وغیرہ کچھ بھی بڑی ہی آسانی کے ساتھ منسلک کی جا سکتی ہیں۔

● کاغذی خط ہمیں صرف ہمارے پتے پر ہی دستیاب ہو سکتا ہے اور وہ بھی صرف دفتری اوقات (Office hours) میں۔ لیکن آج کل ای میل کی سہولت کمپیوٹر کے ساتھ ساتھ موبائل فون پر بھی دستیاب ہونے کی وجہ سے یہ ہر جگہ اور ہر وقت دستیاب ہو سکتی ہے۔ ہم دنیا کے کسی بھی خطے میں موجود ہوں اور دن یا رات کا کوئی بھی پہر ہو، ہمیں بھیجا گیا خط ہمیں ضرور مل جائے گا۔

● کاغذی خطوں کے لئے ڈاک ٹکٹوں کی ضرورت پڑتی ہے جو کافی مہنگے ہوتے ہیں، خاص طور پر جب غیر ممالک میں خطوط بھیجنے ہوں۔ لیکن ای میل بالکل ہی مفت ہے۔ آپ ایک شخص کو خط بھیجیں یا اس خط کی سینکڑوں کاپیاں سینکڑوں لوگوں کو بھیجیں ،کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ان خطوں کو پانے والے لوگ آپ کے اپنے شہر کے لوگ ہوں یا دنیا کے دور دراز ممالک کے لوگ، اس سے بھی کوئی فرق نہیں پڑتا۔ بس ان خطوط کو بھیجنے میں آپ کو جتنا وقت لگتا ہے بس اتنے وقت کے لئے انٹرنیٹ کے چارجز آپ کو دینے پڑتے ہیں، جو بہت معمولی سے رقم ہوتی ہے۔ سیدھے طور سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ کوئی کمپیوٹر اگر انٹرنیٹ سے منسلک ہے تو اس سے ای میل بھیجنا بالکل مفت ہوتا ہے۔

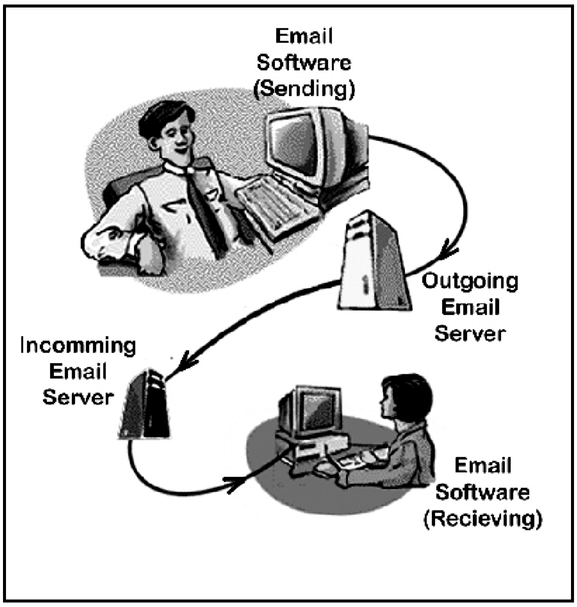
● ای میل میں ایک بڑی آسانی یہ ہے کہ ایک ساتھ بہت سارے لوگوں کو خط بھیجنا بے انتہا آسان ہو گیا ہے۔ نہ الگ الگ لفافوں کی ضرورت ہے اور نہ ہی ڈاک ٹکٹوں میں ہونے والے اخراجات کے بارے میں سوچنا ہے۔ بس ایک ای میل کو جس قدر لوگوں سے منسوب کر کے بھیج دیں ہر ایک تک پہونچ جائے گا۔

● پہلے آپ ایک خط بھیجتے تھے جو ہفتوں (اور کبھی کبھی تو مہینوں) میں اپنی منزل پر پہونچتا تھا۔ پھر خط پانے والا شخص اس خط کا جواب دیتا ہے جو ایک بار پھر ہفتوں کا سفر کر کے آپ تک پہونچتا تھا۔ لیکن آج اس کے مقابلے میں ای میل سیکنڈوں میں اپنی منزل پر پہونچتی ہے اور اگر اس کا وصول کنندہ مستعد ہوتا ہے تو وہ فوراً جواب دیتا ہے اور منٹوں میں جوابی ای میل آپ کے کمپیوٹر کی اسکرین پر موجود ہوتی ہے۔ اس طرح ای میل آپ کے کام کی رفتار کو بے انتہا تیز کر دیتا ہے۔

● ای میل ہمارے ماحول کے لئے بھی سود مند ہے۔ اس کے لئے کاغذ کی ضرورت نہیں پڑتی ہے جس کی وجہ سے دنیا میں روزانہ سینکڑوں ٹن کاغذ کی بچت ہوتی ہے۔ کاغذ کی بچت کا مطلب ہے درختوں کی حفاظت ...یعنی دوسرے لفظوں میں ہمارے

ماحول کی حفاظت۔ عام ڈاک کو ایک مقام سے دوسرے مقام تک لے جانے کے لئے گاڑیوں کی ضرورت پڑتی ہے لیکن ای میل کے لئے گاڑیوں کی ضرورت نہیں ہوتی ....یعنی ایک طرف ایندھن (Fuel) کی بچت ہوتی ہے اور دوسری طرف آلودگی (Pollution) بھی نہیں پھیلتی ہے۔اور اس طرح ماحول کی حفاظت ہوتی ہے۔

ای میل کیسے کام کرتا ہے:



جب آپ کسی کو ای میل بھیجتے ہیں تو آپ کے کمپیوٹر میں موجود ای میل سافٹ ویئر اُسے ایک خاص کمپیوٹر کی طرف روانہ کر دیتا ہے جسے Outgoing Email Server کہتے ہیں۔ یہ سَروَر ای میل ایڈریس میں @ کے بعد والے ٹکرے کو چیک کرتا ہے۔ یہ ٹکرا دراصل ایک ایسے کمپیوٹر کی نشاندہی کرتا ہے جسے Incomming Email Server کہتے ہیں۔ Outgoing Email Server ای میل کو ایڈریس کے مطابق Incomming Email Server کو بھیج دیتا ہے۔اب Incomming Email Server اس ای میل ایڈریس میں @ سے پہلے والے ٹکرے کو چیک کرتا ہے۔ یہ ٹکڑا دراصل ای میل پانے والے کے Mail box والے کمپیوٹر کی نشاندہی کرتا ہے۔ Incomming Email Server ای میل کو مطلوبہ میل بکس تک پہونچا دیتا ہے۔ای میل اس میل بکس میں جمع رہتی ہے۔ جیسے ہی وہ شخص جسے ای میل بھیجا گیا ہے، اپنا میل بکس چیک کرتا ہے اسے ای میل مل جاتا ہے۔

(ب) گروپ ای میلنگ یا میلنگ لسٹ (Group Emailing or Mailing List) :

اگر ایک ای میل ایک خاص گروپ کے ہر شخص کو بھیجنا ہو تو اس کا ایک ممکن طریقہ تو یہ ہے کہ اس میل میں سبھی لوگوں کے پتے لکھ دئے جائیں۔اس طرح وہ ای میل ایک ساتھ ہر شخص کے ای میل بکس میں پہونچ جائے گا۔لیکن اس طریقے کی اپنی خامیاں بھی ہیں۔اگر گروپ بہت زیادہ بڑا ہے اور اس میں ہمیشہ تبدیلیاں ہو رہی ہوں یعنی مسلسل کچھ نام شامل ہو رہے ہوں اور کچھ نام مٹ رہے ہوں تو مندرجہ بالا طریقہ ممکن نہیں ہوتا ہے۔

ایسے حالات میں ایک دوسرا طریقہ اپنایا جاتا ہے جسے گروپ ای میلنگ کہتے ہیں۔اس کے لئے Autoresponder نامی ایک سافٹ وئیر استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ سافٹ وئیر لوگوں کے ای میل ایڈریس جمع کر کے ایک لسٹ بناتا ہے۔اور جب کبھی اس سافٹ وئیر کی مدد سے کوئی ای میل بھیجی جاتی ہے تو وہ گروپ کے تمام لوگوں تک پہونچ جاتی ہے۔اس سافٹ وئیر کی سب سے بڑی آسانی یہ ہے کہ کوئی بھی شخص خود اسے Subscribe کر کے اپنا نام اس Mailing list میں شامل کر سکتا ہے اور جب چاہے بڑی آسانی سے اپنا نام لسٹ سے خارج کر سکتا ہے۔

اسی سافٹ ویئر کی مدد سے بہت ساری ویب سائٹس، کمپنیاں، تعلیمی، سماجی، سیاسی اور تجارتی ادارے وغیرہ اپنے Subscribers کو باقاعدگی سے ہفتہ وار یا ماہانہ ای میل بھیجتے ہیں جسے نیوز لیٹر (News letter) کہا جاتا ہے۔بعض تعلیمی ادارے جو آن لائن کورسز چلاتے ہیں وہ بھی اسی لسٹ کی مدد سے اپنے طلبا کو باقاعدگی کے ساتھ وقفے وقفے سے Reading material بھیجا کرتے ہیں۔

(ج) انسٹینٹ میسیجنگ یا چیٹنگ (Instant Messaging or Chatting) :

یوں تو ای میل پیغام رسانی کا نہایت ہی تیز طریقہ ہے لیکن کبھی کبھی ہمیں اس سے بھی تیز رفتار طریقے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے، خاص طور سے جب ہم کسی سے کسی سلسلے میں تبادلۂ خیال کر رہے ہوں۔

Instant Messanger (IM) ایک ایسا سافٹ ویئر ہے جس کی مدد سے ہم دور بیٹھے کسی شخص کے ساتھ حروف، تصاویر، آڈیو، ویڈیو اور ڈیجیٹل فائلوں وغیرہ کا تبادلہ Real time میں کر سکتے ہیں۔

Text chat کی صورت میں ساری بات چیت کی بورڈ کی مدد سے الفاظ ٹائپ کر کے کی جاتی ہے۔ایک شخص جب Instant Messanger میں کچھ ٹائپ کر کے Send کرتا ہے تو وہ الفاظ وہاں سے دور بیٹھے دوسرے شخص کے کمپیوٹر پر دکھائی دینے لگتے ہیں۔پھر وہ شخص جواب ٹائپ کرتا ہے جو پہلے شخص کو دکھائی دیتے ہیں۔اور اس طرح دونوں ایک دوسرے سے باتیں کر لیتے ہیں۔چیٹنگ کا یہ سب سے پرانا، آسان اور مقبول طریقہ ہے۔لیکن آج کل آڈیو اور ویڈیو چاٹنگ بھی عام ہوگئی ہے۔تمام سوشل ویب سائٹس، خاص طور سے فیس بک میں چیٹنگ کا خاص اہتمام ہوتا ہے۔ Instant Messanger کی مدد سے مختلف قسم کی فائلوں کا تبادلہ بھی ساتھ ساتھ کیا جا سکتا ہے۔

بہت ساری کمپنیاں اپنے گاہکوں کی براہ راست مدد کرنے کے لئے ان کے ساتھ چیٹنگ کا سسٹم اپناتی ہیں۔گاہک کمپنی کے کسی ذمہ دار شخص کے ساتھ چیٹنگ کر کے اپنے سوالات کے جواب حاصل کر لیتا ہے۔یہ طریقہ **Chat Support** کہلاتا ہے۔

(د) ڈسکشن فورَم یا انٹرنیٹ فورَم (Discussion Forum or Internet Forum) :

یہ ایک آن لائن ڈسکشن ویب سائٹ ہے جس میں لوگ اپنے خیالات پوسٹ کرتے ہیں، پھر دوسرے لوگ ان خیالات پر اپنے تبصرے پوسٹ کرتے ہیں اور سلسلہ چلتا رہتا ہے اور اکثر مباحثے کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ایک فورَم کسی شاخدار درخت کے جیسا ہوتا ہے۔اس میں کئی حصے (Sub forums) ہوسکتے ہیں اور ہر subforum میں بہت سارے موضوعات (Topics) ہوتے ہیں جن پر لوگ اپنے خیالات پوسٹ کرتے رہتے ہیں۔

(ہ) ویڈیو کالنگ اور ویڈیو کانفرنسنگ (Video Calling & Video Cofrencing) :



ویڈیو کال کرتے ہوئے

کچھ انٹرنیٹ سروسز ایسی ہیں جن کی مدد سے ہم اپنے کمپیوٹر، لیپ ٹاپ یا موبائل کی مدد سے کسی کے ساتھ بھی ویڈیو کالنگ کر سکتے ہیں۔یعنی اپنی اسکرینوں پر ایک دوسرے کو دیکھتے ہوئے بات کرنا۔اس معاملے میں Skype ساری دنیا میں مشہور ہے۔یہ ایک مفت سروس ہے جس کی مدد سے آپ دنیا میں کسی کو بھی ویڈیو کال کر سکتے ہیں اور ہزاروں میل دور ہوتے ہوئے بھی اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اس سے گفتگو کر سکتے ہیں۔ ویڈیو کالنگ کی ہی ایک ترقی یافتہ شکل ویڈیو کانفرنسنگ ہے جو میڈیا اور تجارتی اداروں میں عام ہے۔ جب مختلف مقامات پر موجود افراد کمپیوٹر نیٹ ورک کی مدد سے ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں اور آپس میں بات چیت کرتے ہیں۔یعنی یہ افراد حقیقی طور پر مختلف مقامات پر موجود ہوتے ہوئے بھی مجازی طور پر ایک کانفرنس ہال میں موجود ہوتے ہیں۔آج کل یہ طریقہ ٹی وی نیوز میں عام ہے۔



ویڈیو کانفرنسنگ

(و) سوشل نیٹ ورکنگ (Social Networking) :

سوشل نیٹ ورکنگ سائٹس دراصل ایسی ویب سائٹس ہیں جن کے ممبر آپس میں پیغامات، تصاویر، ویڈیوز اور دوسری فائلوں کا تبادلہ Real time میں کر سکتے ہیں، ایک دوسرے سے دوستی کر سکتے ہیں، مختلف موضوعات پر آپس میں بحث ومباحثہ کر سکتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ آپ ان ویب سائٹس کو ایک مجازی کلب ہاؤس کہہ لیں یا پھر گاؤں کی چوپال، جہاں لوگ آپس میں ایک دوسرے سے (مجازی طور پر) ملتے جلتے اور بات چیت کرتے ہیں۔

ایک سوشل نیٹ ورکنگ ویب سائٹ اور ایک عام ویب سائٹ میں بنیادی فرق یہ ہے کہ ایک عام ویب سائٹ کا وزیٹر اس میں صرف اسی مواد کو دیکھ سکتا ہے جو اس ویب سائٹ کے خالق نے اس میں اَپ لوڈ کیا ہوتا ہے۔ وہ خود سے اس میں کوئی اضافہ نہیں کر سکتا، جب کہ ایک سوشل نیٹ ورکنگ سائٹ کے ممبران جب چاہیں اس سائٹ میں اپنی طرف سے نیا مواد شامل کر سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر اگر آپ فیس بک کے ممبر ہیں تو آپ اپنی مرضی سے اس میں اپنی یا دوسروں کی تصاویر، آڈیو، ویڈیو یا کوئی تحریر شامل کر سکتے ہیں جنہیں دوسرے ممبر دیکھ سکیں گے۔

2۔ معلومات (Informations) :

زیادہ تر لوگ انٹرنیٹ کو معلومات کے حصول کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ ایک زمانہ تھا جب دنیا کا سارا علم کاغذ پر چھپی کتابوں میں محفوظ تھا۔ کتابوں کو خریدنا، حاصل کرنا، محفوظ رکھنا وغیرہ نہایت ہی مشکل امور تھے۔ ہر کتاب ہر وقت اور ہر جگہ دستیاب نہیں ہو سکتی تھی۔ اکثر کتابیں اشاعت کے کچھ دنوں بعد ہی بازاروں سے مفقود ہو جاتی تھیں اور ان کی جلدیں حاصل کرنا تقریباً ناممکن ہو جاتا ہے۔ لائبریریوں میں محفوظ کتابوں کو پڑھنے کے لئے اکثر دور دراز مقامات کا سفر کرنا پڑتا ہے۔

لیکن آج منظر بالکل مختلف ہے۔ آج انسانی علم کا ایک بہت بڑا حصہ ڈیجیٹل صورت میں سائبر اسپیس میں محفوظ ہے جسے کوئی بھی شخص جب چاہے بس چند بٹن دبا کر حاصل کر سکتا ہے۔ سائبر اسپیس کی دنیا میں بکھرے علم کو حاصل کرنا آسان بھی ہے اور مفت بھی۔ کتابوں میں موجود علم کے مقابلے میں سائبر اسپیس میں موجود علم زیادہ کارآمد ہے کیونکہ اس میں صرف الفاظ ہی نہیں بلکہ بے شمار رنگین اور دیدہ زیب تصاویر، ویڈیوز اور آوازیں بھی محفوظ ہیں۔

مثال کے طور پر اگر آپ مہاتما گاندھی کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہیں گے تو کتابوں میں ان کے بارے میں مواد تو مل جائے گا لیکن انٹرنیٹ میں اس مواد کے علاوہ آپ گاندھی جی کی زندگی سے جڑی ہزاروں تصاویر بھی دیکھ سکتے ہیں، ریکارڈ

کی گئی ان کی آوازیں بھی سن سکتے ہیں اوران کے زمانے میں بنائی گئی فلموں میں ان کو چلتا پھرتا دیکھ بھی سکتے ہیں۔یہی نہیں آپ گاندھی جی سے متعلق دنیا کے ہزاروں لوگوں کے خیالات ونظریات بھی پڑھ سکتے ہیں یا کسی دنیا کے کسی بھی ملک میں موجود کسی بھی شخص سے ان کے بارے میں تبادلہ خیال کر سکتے ہیں۔ظاہر ہے اگر آپ محقق ہیں تو یہ چیزیں آپ کے لئے بے انتہا کارآمد ثابت ہوسکتی ہیں۔

دنیا کا سب سے ضخیم انسائکلو پیڈیا ''وِکی پیڈیا'' انٹرنیٹ پر موجود ہے جہاں آپ کسی بھی موضوع پر چٹکی بجاتے ہی معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔''گوگل'' نامی سرچ انجن بھی ہے جو آپ کے لئے پورے سائبر اسپیس کو کھنگال کر معلومات نکال لاتا ہے۔ایسے انٹرنیٹ فورم موجود ہیں جہاں آپ اپنے مشکل سے مشکل سوالات پوسٹ کر سکتے ہیں اور چند گھنٹوں میں کوئی نہ کوئی ان کا جواب دے سکتا ہے۔اس طرح معلومات کا حصول،انٹرنیٹ کی وجہ سے بے انتہا آسان ہو گیا ہے۔

انٹرنیٹ آج خبروں کی ترسیل کا بھی بڑا ذریعہ بن گیا ہے۔تمام اخبارات اور نیوز چینلز کی ویب سائٹس دن رات تازہ خبریں فراہم کرتی رہتی ہیں۔دیش اور دنیا کی ساری خبریں ہمیں بڑی آسانی سے ہر وقت ملتی رہتی ہیں۔انٹرنیٹ پر ہم دنیا کا کوئی بھی اخبار کسی بھی وقت پڑھ سکتے ہیں اور وہ بھی بالکل مفت۔پوری دنیا کے موسم کی پل پل کی جانکاری دینے والی ویب سائٹس بھی موجود ہیں۔

Google Earth سروس کی بدولت آپ جب چاہیں دنیا کے کسی بھی خطے کی سیٹیلا ئٹ تصاویر دیکھ سکتے ہیں۔روئے زمین کی ایک انچ جگہ بھی آپ کی نظروں سے اوجھل نہیں ہے۔یہی نہیں آپ آسمان، چاند اور مریخ کے چپے چپے کو بھی جب چاہیں دیکھ سکتے ہیں۔یقیناً یہ انسان کا ایک بڑا کارنامہ ہے۔

3۔ تفریح (Entertainment) :

آج کے زمانے میں انٹرنیٹ کا ایک بڑا استعمال تفریح بھی ہے۔دنیا کے ہر ملک اور ہر زبان کی پہلی فلم سے لے کر اب تک کی تقریباً تمام فلمیں انٹرنیٹ پر موجود ہیں اوران میں سے زیادہ تر بالکل مفت دستیاب ہیں جنہیں صرف چند بٹن دبا کر دیکھا جا سکتا ہے۔لاکھوں گانے انٹرنیٹ پر مفت دستیاب ہیں جنہیں جب چاہیں سن سکتے ہیں۔ڈرامے، ٹی وی شوز،معلوماتی فلمیں کیا نہیں ہیں۔جب چاہیں چٹکی بجاتے ہی دیکھ لیں۔

دنیا کے سارے ٹی وی چینلز اور ریڈیو پروگرام انٹرنیٹ پر موجود ہیں۔گھر کے ٹی وی اور ریڈیو پر تو صرف اس وقت نشر ہونے والے پروگرام ہی دیکھے جاسکتے ہیں لیکن انٹرنیٹ پر ہم گزشتہ پروگرام بھی بڑی آسانی سے دیکھ یا سُن سکتے ہیں۔

اگر آپ کہانیاں، ناول، شاعری وغیرہ پڑھنے کے شوقین ہیں تو آپ کے لئے لاکھوں برقی کتابیں (Ebooks) موجود ہیں جن میں سے زیادہ تر مفت دستیاب ہیں۔ بچوں اور نوجوانوں کے لئے انٹرنیٹ کی سب سے بڑی کشش گیمز (Games) ہیں۔ ان میں زیادہ تر مفت دستیاب ہیں جنہیں داؤن لوڈ کیا جا سکتا ہے یا آن لائن کھیلا جا سکتا ہے۔

4۔ شاپنگ / خریداری (Shopping) :

آج کے زمانے میں شاپنگ کرنے کا آسان ترین طریقہ انٹرنیٹ ہے جہاں بہت ساری بڑی بڑی آن لائن دوکانیں موجود ہیں۔ ان دوکانوں میں دنیا کی ہر شئے نہایت ہی مناسب قیمت پر دستیاب ہے۔ سامان پسند کیجئے اور آرڈر کر دیں۔ دو چار دنوں میں سامان آپ کے گھر پہونچ جائے گا۔ یہ طریقہ اس قدر آسان ہے کہ امریکہ اور یوروپ میں زیادہ تر لوگ آن لائن شاپنگ سے ہی ساری خریداری کرتے ہیں۔ ہمارے ملک میں بھی آن لائن شاپنگ آہستہ آہستہ مقبول ہو رہا ہے۔

5۔ بینکنگ (Banking) :

دنیا بھر میں بینکنگ کا نظام اب انٹرنیٹ سے منسلک ہو گیا ہے۔ پہلے بینک سے پیسے نکالنے کے لئے ہمیں مخصوص اوقات میں بینک تک جانا پڑتا تھا اور لمبی قطاروں میں لگ کر، کافی مشکلوں سے ہم رقم نکال پاتے تھے۔ لیکن سائبر اسپیس نے اس پورے عمل کو آسان بنا دیا ہے۔ آج گلی گلی میں ATM بُوتھ موجود ہیں جن کی مدد سے ہم جب چاہیں، راہ چلتے اپنے بینک سے رقم نکال لیتے ہیں۔ اپنے کمپیوٹر۔ لیپ ٹاپ یا موبائل فون کی مدد سے جب چاہیں کسی بھی رقم بھیج سکتے ہیں یا سامان کی خریداری کے بعد ادائگی کر سکتے ہیں۔ اپنا ٹیلیفون یا بجلی کا بل ادا کر سکتے ہیں۔

6۔ سفر (Travelling) :

انٹرنیٹ نے سفر جیسے مشکل کام کو بھی بے انتہا آسان بنا دیا ہے۔ اس کی مدد سے ہم اپنے لئے ریل، بس یا ہوائی جہاز کا ٹکٹ بڑی آسانی سے خرید سکتے ہیں۔ ہم جس شہر میں جا رہے ہیں وہاں اپنے لئے مناسب قیمت پر ہوٹل کی بُکنگ کر سکتے ہیں۔ بے شمار ایسی ویب سائٹس موجود ہیں جو ہمیں سفر کے سلسلے میں ساری معلومات مہیا کر سکتی ہیں۔

7۔ تعلیم (Education) :

انٹرنیٹ نے آج تعلیم کو بے انتہا آسان بنا دیا ہے۔ تقریباً ہر کلاس اور شعبے اور مضمون کے لئے بے انتہا تعلیمی مواد اور برقی کتابیں انٹرنیٹ پر موجود ہیں جنہیں طلباء بالکل مفت استعمال کر سکتے ہیں۔ طلباء اور ماہرین کے بے شمار ایسے آن لائن فورم موجود ہیں جہاں اپنے سوالات پوسٹ کر کے ان کے جوابات حاصل کئے جا سکتے ہیں اور ان پر آن لائن بحث کی جا سکتی ہے۔ یہاں تک کہ آن لائن ٹیوشن کلاسز کی بھی آسانی موجود ہے۔

بہت ساری یونیورسٹیاں اور دیگر تعلیمی ادارے اپنے آن لائن کورسز چلاتے ہیں۔ جن میں داخلہ لے کر گھر بیٹھے تعلیم حاصل کی جا سکتی ہے۔

8۔ حکومت (Governance) :

آج ساری دنیا کی حکومتیں انٹرنیٹ کو حکومت کے کاموں کے لئے استعمال کر رہی ہیں۔ اس کے کئی فائدے ہیں۔ ایک تو اس سے کام کی رفتار کئی گنا تیز ہو جاتی ہے ساتھ ہی اخراجات میں بھی کمی آتی ہے۔ کاغذ کے استعمال میں کمی آنے سے بھی ماحول پر مثبت اثرات ثبت ہوتے ہیں۔ عوام کے لئے حکومت سے رابطہ کرنا بے حد آسان ہو جاتا ہے۔

غرض انٹرنیٹ ہماری زندگی کے ہر شعبے پر اس طرح حاوی ہو گیا ہے کہ اس کی افادیت کو مکمل طور پر دائرۂ تحریر میں لانا ناممکن ہے۔ آج ہر شخص کے لئے انٹرنیٹ ایک لازمی شے بن چکا ہے۔ ہر روز صبح سے شام تک ہماری زندگی کے بہت سارے افعال ایسے ہیں جو انٹرنیٹ سے جڑے ہوئے ہیں۔

انٹرنیٹ کے منفی پہلو (Negative sides of Internet)

انٹرنیٹ یوں تو بہت کام کی چیز ہے لیکن اس کے کچھ منفی پہلو بھی ہیں جو درج ذیل ہیں:

1۔ انٹرنیٹ کا زیادہ استعمال آدمی کو اپنا عادی (Addict) بنا لیتا ہے۔ حالت یہ ہو جاتی ہے کہ آدمی کھانے بغیر رہنا تو برداشت کر لیتا ہے لیکن انٹرنیٹ بغیر رہنا بے انتہا دشوار معلوم ہوتا ہے۔ جدید تحقیق کے مطابق انٹرنیٹ کا عادی انسان انٹرنیٹ کے بغیر شدید نفسیاتی ہیجان میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

2۔ انٹرنیٹ کے بے جا استعمال سے نو جوان طبقہ سماجی تعلقات کے فقدان کا شکار ہو رہا ہے۔لوگوں کا آپس میں میل جول کم ہو گیا ہے۔ دوستوں اور پڑوسیوں سے تو در کنار خاندان کے افراد بھی آپس میں ایک دوسرے سے دور ہو گئے ہیں اور دوسری طرف وہ سائبر اسپیس میں بھٹکتے ہوئے نئے نئے دوست ڈھونڈتے پھرتے ہیں۔ ہر شخص سوشل نیٹ ورکنگ سائٹ پر مجازی دوستوں سے اپنے جذبات share کر رہا ہے جب کہ حقیقی رشتے کمزور پڑ گئے ہیں۔

3۔ لوگ آج کل ہر قسم کی معلومات انٹرنیٹ سے حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جس کی وجہ سے کتابوں کے مطالعے کی عادت ختم ہوتی جا رہی ہے۔

4۔ کمپیوٹر کی اسکرین کے سامنے دیر تک بیٹھنے کی وجہ سے لوگوں کی آنکھیں خراب ہو رہی ہیں۔جسم میں عضلات اور ہڈیوں کی دیگر بیماریاں بھی جڑ پکڑ لیتی ہیں۔

5۔ انٹرنیٹ کا غیر اخلاقی استعمال روز بروز بڑھتا جا رہا ہے۔غیر اخلاقی مواد اور Pornography کی بہتات کم عمر لڑکے لڑکیوں اور نو جوانوں کو غلط راستوں پر لگا دیتی ہے۔سوشل ویب سائٹوں پر نو جوان اکثر فحش اور غیر اخلاقی چیٹنگ میں مشغول ہوتے ہیں۔

6۔ جرائم پیشہ لوگ انٹرنیٹ کا استعمال کرپشن، چوری اور ٹھگی کے لئے کرتے ہیں۔دہشت گرد اس کا استعمال مختلف دہشت گردانہ کاروائیوں اور منفی پروپگنڈا کے لئے کرتے ہیں جب کہ سیاسی بازیگر اس کی مدد سے مخالف جماعتوں کے بارے میں جھوٹی اور بے بنیاد افواہیں پھیلا کر عوام کو بھڑکاتے ہیں۔

7۔ بعض اوقات انٹرنیٹ پر غلط معلومات بھی فراہم کر دی جاتی ہیں اور استعمال کنندہ کے لئے یہ فیصلہ کرنا دشوار ہو جاتا ہے کہ کیا غلط ہے اور کیا صحیح۔اس سے تحقیق کے دوران کافی پریشانیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔

☆☆☆☆

2.5 : سائبر اسپیس اور ادبی ترسیل

گزشتہ ابواب میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ ہر زمانے میں ادب کی ترسیل کے لئے مختلف طریقے استعمال ہوتے رہے ہیں۔ شروعات زبانی ادب سے ہوئی پھر، تحریر کی ایجاد کے بعد قلمی کتابیں وجود میں آئیں۔ان کتابوں نے مٹی کی تختیوں، چمڑے، پرچمنٹ، ویلم اور پیپائرس وغیرہ سے گزرتے ہوئے آخر کار کاغذی پیرہن پہن لیا، پھر پرنٹنگ پریس کی ایجاد ہوئی۔اس ایجاد نے ادبی ترسیل کی سبک رَوندی کو تیز رَو اور منہ زور دریا میں تبدیل کر دیا۔ ہر طرف طبع شدہ کتابوں، اخباروں اور رسالوں کا ایک سیلاب آ گیا۔لیکن بات یہیں ختم نہیں ہوئی۔انسان کسی ایک مقام پر کہاں رکنے والا تھا۔بیسویں صدی کی سب سے بڑی ایجاد، کمپیوٹر نے ایک بار پھر ادبی ترسیل کا رخ موڑ دیا۔ادب کو پھلنے پھولنے کے لئے سائبر اسپیس کی وسعتیں میسر ہو گئیں اور 'ڈیجیٹل پبلیشنگ' کے دور کا آغاز ہوا۔آف لائن ڈیجیٹل پبلیشنگ کے ضمن میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ آج کل ای بک اور سی ڈی رڈی وی ڈی وغیرہ کس طرح ادب کی ترسیل میں اہم کردار نبھا رہے ہیں۔زیر نظر باب میں ہم آن لائن ڈیجیٹل پبلیشنگ سے متعلق گفتگو کریں گے کہ یہ ادب کی ترسیل میں کس طرح معاون ہوتا ہے۔

آن لائن ڈیجیٹل پبلیشنگ کیا ہے؟

یہ ڈیجیٹل پبلیشنگ کی وہ قسم جس میں سارا مواد کسی آن لائن Server میں محفوظ رہتا ہے جسے انٹرنیٹ کنکشن کی مدد سے کسی کمپیوٹر، ٹیب یا اسمارٹ فون وغیرہ میں ڈاؤن لوڈ کر کے پڑھا جا سکتا ہے۔

آن لائن ڈیجیٹل پبلیشنگ کی مختلف قسمیں ہیں جیسے Website ، Blog ، Forum ، Newsletter، Online magazine، Electronic journal اور Podcast وغیرہ۔

اب ہم ایک ایک کر کے ان کا مطالعہ کریں گے۔

ویب سائٹ Website

ایک ویب سائٹ (جسے عام طور سے صرف 'سائٹ' بھی کہا جاتا ہے) آپس میں ہائپر لنکس کے ذریعہ مربوط چند webpages کے مجموعے کا نام ہے جو کسی Server میں محفوظ ہوتے ہیں اور عموماً کسی ایک Domain name سے منسوب ہوتے ہیں۔ Webpages میں کسی بھی قسم کی معلومات محفوظ رکھی جا سکتی ہیں جنہیں دنیا کے کسی بھی خطے میں موجود کوئی بھی شخص انٹرنیٹ کی مدد سے حاصل کر سکتا ہے۔

Webpages خاص قسم کے ڈیجیٹل دستاویز ہیں جو عام طور سے HTML نامی کمپیوٹر لینگویج میں لکھے جاتے ہیں ۔ان میں معلومات کو Text، Images، Audio، Video وغیرہ کسی بھی شکل میں محفوظ رکھا جا سکتا ہے۔

کسی ویب سائٹ سے معلومات حاصل کرنے کے لئے ہمیں تین چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے:

(۱) کمپیوٹر، لیپ ٹاپ، ٹیب یا اسمارٹ فون وغیرہ (۲) انٹرنیٹ کنکشن (۳) براؤزر

ویب سائٹ میں کسی بھی طرح کی معلومات محفوظ کی جا سکتی ہیں مثلاً علمی، ادبی، تفریحی، سیاسی یا تجارتی وغیرہ وغیرہ۔ ہمارے اس مقالے کو موضوع چونکہ ادب سے متعلق ہے اس لئے ہم یہاں ویب سائٹس کے ادبی استعمال سے متعلق ہی گفتگو کریں گے۔

ویب سائٹ ادب کی ترسیل کا اچھا ذریعہ ہے۔ ہم جب چاہیں اس میں نئی نئی چیزوں کا اضافہ کر سکتے ہیں اور چاہیں تو پرانی چیزوں کو ہٹا بھی سکتے ہیں۔ دنیا کی تقریباً ہر زبان کی ہر صنف کی اشاعت کے لئے بے شمار ویب سائٹس موجود ہیں۔ جنہیں جو بھی چاہے پڑھ سکتا ہے اور وہ بھی مفت۔

چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

http://100.best-poems.net : اس ویب سائٹ میں انگریزی زبان کی سینکڑوں اچھی نظمیں شائع کی گئی ہیں۔ Shakespeare، Yeats، Byron، Robert Browning، Edgar Allan Poe، Thomas Hardy، Robert Frost اور Samuel Taylor Coleridge جیسے انگریز شعراء کا منتخب کلام اس ویب سائٹ میں یکجا کر دیا گیا ہے جو انگریزی شاعری کے شائقین کے لئے ایک انمول خزانہ ہے۔

http://allpoetry.com/classics : یہ ویب سائٹ بھی انگریزی شاعری کے شائقین کو پسند آئے گی۔ یہاں بھی انگریزی کے بہت سارے نامور شعراء کا منتخب کلام موجود ہے۔

http://www.classicshorts.com : اس ویب سائٹ میں انگریزی ادب کے مشہور افسانہ نگاروں جیسے George Orwell، Edgar Allan Poe، Virginia Woolf، H. G. Wells، D.H.Lawrence، Jack London اور Irwin Shaw وغیرہ کے منتخب افسانے موجود ہیں۔

http://www.brandbharat.com/hindi/hindi_Literature.html : یہ ہندی زبان کی ادبی ویب سائٹ ہے اور اس ویب سائٹ میں نویں صدی عیسوی سے لے کر آج تک کے سارے مشہور ہندی شعراء کا کلام محفوظ ہے۔ میرابائی، رحیم، کبیرداس، امیرخسرو سے لے کر ہربنس رائے بچن، دھومل اور کشن سروج تک سبھی نامور شعراء اس ویب سائٹ میں شامل ہیں۔

https://rekhta.org : یہ اردو کی بہت بڑی ویب سائٹ ہے جس میں اردو نظم ونثر کے لاتعداد بیش بہا نمونے محفوظ ہیں۔ مشہور شعراء کا کلام بھی ہے، نامور نثر نگاروں کی نگارشات بھی ہیں اور سینکڑوں نئی پرانی کتابیں بھی ہیں جنہیں آن لائن پڑھا جاسکتا ہے۔

http://www.urdupoint.com/poetry/ : یہ بھی ایک بہت بڑی ویب سائٹ ہے جس میں شاعری کے لئے ایک حصہ مخصوص ہے جس میں اردو کے سینکڑوں نامور پرانے اور نئے شعراء کا کلام موجود ہے۔

یہ صرف چند مثالیں ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ایسی ویب سائٹس کتنی ہیں یہ بتانا ناممکن ہے۔ ہر زبان میں ایسی بے شمار ویب سائٹس موجود ہیں جن میں اس زبان کے شعروادب کا خزانہ بھرا پڑا ہے۔ جنہیں پڑھنے کے لئے کسی ملک کی سرحد نہیں روک پاتی ہے۔ دنیا کے کونے کونے میں موجود، شعروادب کے شائقین اپنے اپنے کمپیوٹروں کی اسکرینوں پر انہیں پڑھتے ہیں اور وہ بھی بالکل مفت۔

بلاگ BLOG

BLOG دراصل WEBLOG یا Web Log کا مخفف ہے۔ جس کے معنی ہیں ایک ہمیشہ اَپ ڈیٹ کی جانے والی ذاتی آن لائن ڈائری جس میں تاریخی ترتیب سے اندراجات کئے جاتے ہوں۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں آپ اپنے خیالات اور جذبات کا کھل کر اظہار کر سکتے ہیں اور اسے دنیا والوں کے ساتھ share کر سکتے ہیں۔ ایک بلاگ آپ کی ڈائری کے صفحات کی طرح ہی ہے جہاں آپ اکثر وبیشتر کچھ لکھا کرتے ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ آپ کی ڈائری آپ کی نجی چیز ہے جسے دوسرے نہیں

پڑھ سکتے لیکن ایک بلاگ کو لوگ بڑی آسانی سے پڑھ سکتے ہیں۔ یہاں آپ وہی باتیں درج کرتے ہیں جنہیں آپ دنیا کے سامنے پیش کرنا چاہتے ہیں۔ بلاگ لکھنے کو انگریزی میں Blogging اور بلاگ لکھنے والے کو Blogger کہا جاتا ہے۔

ایک عام ویب سائٹ اور بلاگ میں فرق:

ایک عام ویب سائٹ کے صفحات زیادہ تر جامد (static) ہوتے ہیں اور ان میں آپ وہی دیکھتے ہیں جسے اس ویب سائٹ کے ڈیزائنر نے HTML کوڈز کی مدد سے ڈیزائن کر کے اَپ لوڈ کیا ہوتا ہے۔ اسے بار بار اَپ ڈیٹ کرنا ایک مشکل کام ہوتا ہے اور ایک عام آدمی جو ویب ڈیزائنر نہ ہو، اس کے لئے تو بے حد مشکل یا تقریباً ناممکن ہوتا ہے۔ جب کہ بلاگ ایک متحرک (Dynamic) ویب سائٹ ہے جسے ایسے سافٹ ویئر کی مدد سے تیار کیا جاتا ہے جس کے ذریعہ ایک عام آدمی، جو پروگرامنگ کی ابجد سے بھی واقف نہ ہو، بڑی آسانی سے اپنے بلاگ کو اَپ ڈیٹ کر لیا کرتا ہے۔ یہی نہیں بلکہ بلاگ کے قاری بھی اپنے تاثرات کا بڑی آسانی سے اظہار، ساتھ ساتھ اسی صفحے پر کر سکتے ہیں۔

[میں نے ایک عام ویب سائٹ اور بلاگ کے درمیان جو فرق اوپر بیان کیا ہے وہ کوئی کلیہ نہیں ہے۔ آج کل یہ فرق بہت کم رہ گیا ہے۔ آج کل ویب سائٹس بھی PHP اور ASP وغیرہ زبانوں کا استعمال کر کے بنائی جا رہی ہیں جو بہت ہی dynamic ہوتی ہیں اور انہیں بڑی آسانی سے اَپ ڈیٹ کیا جا سکتا ہے۔]

میں آپ کو تکنیکی اصطلاحات میں الجھائے بغیر سیدھے سادے الفاظ میں بس اتنا بتانا چاہوں گا کہ بلاگ ایک ایسی ویب سائٹ ہے جہاں کچھ بھی شائع کرنا آپ کے لئے بے حد آسان ثابت ہوتا ہے۔ جس کے لئے آپ کو نہ کوئی پروگرامنگ لینگویج سیکھنے کی ضرورت ہے اور نہ ہی کسی اَپ لوڈنگ سافٹ ویئر کی ضرورت ہے۔ جہاں آپ اپنے ماؤس کے صرف چند کلک کر کے جب چاہیں کچھ بھی شائع کر سکتے ہیں، شائع شدہ مواد کو ایڈٹ کر سکتے ہیں یا اسے delete کر سکتے ہیں۔ سب کچھ بڑی آسانی کے ساتھ۔

بلاگ اتنی آسانی سے بن جاتے ہیں اور وہ بھی عموماً بالکل مفت میں اسی لئے ہر وہ شخص جس میں ادبی لیاقت موجود ہو اور وہ کمپیوٹر سے بھی رغبت رکھتا ہو اس کے لئے نشر و اشاعت کی راہیں بڑی آسانی سے ہموار ہو جاتی ہیں۔ وہ بڑی آسانی سے اپنا کوئی کالم شروع کر سکتا ہے، کتابوں پر تبصرے کر سکتا ہے، اپنی شعری و نثری تخلیقات شائع کر سکتا ہے۔

بلاگنگ کی شروعات سے پہلے شعراء اور ادباء اپنا کلام لے کر ایک اخبار سے دوسرے اخبار کے دفتر تک بھٹکتے رہتے تھے۔ ان دنوں نئے لوگوں کے لئے اخبارات و رسائل میں چھپنا بہت مشکل کام تھا۔ اکثر ایڈیٹر نوآموز شعراء و ادباء کی کاوشوں کو بڑی سرد مہری سے نظر انداز کر دیتے تھے کیونکہ انہیں نامور شعراء و ادباء کی تخلیقات کی کمی نہیں تھی۔ لیکن آج منظر بدل چکا ہے۔ آج اگر

آپ لکھتے ہیں تو ترسیل آپ کے لئے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔آپ کو کسی ایڈیٹر کو لمبے لمبے القاب کے ساتھ خط لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔بس اپنا ایک بلاگ بنایئے اور اپنی تخلیقات خود شائع کیجئے۔کسی اخبار یا رسالے میں آپ کی تخلیق چھپے گی تو ایک خاص علاقے کے لوگوں تک ہی پہونچے گی لیکن سائبر اسپیس تو لامحدود ہے۔آپ کی تخلیق بلاگ کی مدد سے دنیا کے گوشے گوشے میں پڑھی جائے گی۔

ذیل میں چند بلاگنگ کی مثالیں پیش ہیں:

انگریزی بلاگ :

http://readingforsanity.blogspot.in : یہ ایک بلاگ ہے جس میں چند مخصوص تبصرہ نگار اپنے تبصرے پوسٹ کیا کرتے ہیں۔

http://blbooks.blogspot.in: یہ Becky نامی ایک تبصرہ نگار کے تبصروں پر مبنی بلاگ ہے۔

http://myenglishpoem.blogspot.in : یہ بلاگ پنکج جھا نامی ایک شاعر کا ہے جس میں وہ اپنی انگریزی نظمیں پوسٹ کیا کرتے ہیں۔

http://anjit-speaks.blogspot.in : 'Blog of an Odd against Crowd' کے نام سے مشہور یہ بلاگ Anjit نامی شاعر کا ہے جس میں ان کی انگریزی اور ہندی نظمیں اور افسانے شائع ہوتے ہیں۔

ہندی بلاگ :

http://anitanihalani.blogspot.in : ''من پائے وِرام جہاں'' نامی یہ ایک ہندی بلاگ ہے جس میں انیتا نہلانی نامی شاعرہ اپنی ہندی کویتائیں پوسٹ کیا کرتی ہیں۔

http://anvarat.blogspot.in : ''اَن وَرت'' نامی یہ بلاگ دنیش رائے دویدی کا ہے۔اس میں وہ اپنی کہانیاں، نظمیں اور مضامیں پوسٹ کیا کرتے ہیں۔

http://archanachaoji.blogspot.in : ''میرے من کی'' نامی اس بلاگ کی بلاگر ارچنا چاوَجی نامی ایک ہندی شاعرہ ہیں جو اس بلاگ میں اپنی نظمیں وغیرہ شائع کیا کرتی ہیں۔

اردو بلاگ :

http://bilaunwan.wpurdu.com : ''بلاعنوان'' کے عنوان سے یہ کراچی کے محمد اسد نامی ایک نوجوان کا بلاگ ہے جس میں وہ مختلف موضوعات پر لکھا کرتے ہیں۔

http://blog.jang.com.pk : روزنامہ جنگ کا یہ بلاگ عام لوگوں کے لئے ہے کہ وہ مختلف موضوعات پر اپنے تاثرات اور خیالات یہاں پوسٹ کریں۔

http://iftikhar391.blogspot.in : ''بیاض افتخار'' نامی یہ بلاگ ٹوبہ ٹیک سنگھ کے افتخار رشید کا ہے۔ یہ اس میں مختلف موضوعات پر آرٹیکلس پوسٹ کیا کرتے ہیں۔

یہ صرف چند مثالیں ہیں۔ امید ہے ان سے یہ بات پوری طرح واضح ہوگئی ہوگی کہ بلاگ کیا ہیں اور ادب کی ترسیل کے لئے ان کا استعمال کس طرح کیا جارہا ہے۔ (اردو بلاگس کے بارے میں ہم آئندہ ابواب میں تفصیلی گفتگو کریں گے)۔

انٹرنیٹ فورم Internet Forum

(اسے Discussion board یا Message board بھی کہا جاتا ہے)

انٹرنیٹ فورَم بھی بلاگ سے ملتی جلتی ہی ایک ویب سائٹ ہے جس میں لوگ کسی خاص موضوع پر آپس میں تبادلۂ خیال کرتے ہیں، سوال جواب کرتے ہیں، مباحثہ و مذاکرے کرتے ہیں اور یہ سب کچھ فورَم کے نگراں کی نگرانی میں ہوتا ہے تاکہ فورَم میں غیر اخلاقی اور غیر ضروری مواد شائع نہ ہو سکے۔ انٹرنیٹ فورَم میں Text کے ساتھ ساتھ آڈیو، ویڈیو اور تصاویر وغیرہ کی بھی اشاعت کی جاسکتی ہے۔

یہاں لوگ کسی خاص موضوع پر کوئی سوال پوسٹ کرتے ہیں یا اپنا نظریہ مختصر مضمون کی صورت میں پیش کرتے ہیں۔ پھر دوسرے لوگ اس پر اپنی رائے دیتے ہیں۔ اس طرح یہ خیالات کی ترسیل کے لئے بہت ہی اچھا پلیٹ فارم ثابت ہوتا ہے۔ فورم کسی بھی موضوع پر ہوسکتا ہے مثلاً تعلیمی، تجارتی، فلمی، سیاسی یا ادبی وغیرہ۔

ذیل میں چند مشہور فورَم بطور مثال پیش کئے جارہے ہیں۔

http://www.worldliteratureforum.com : ''ورلڈ لٹریچر فورَم'' کے نام سے مشہور اس فورم میں American Literature ، Asian & Oceanic Literature ، European Literature ، World Literature اور African Literature کے مختلف پہلوؤں پر تبادلۂ خیال اور مباحث کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔

http://www.myhindiforum.com : اس ہندی فورم میں ہندی ادب اور شاعری کے علاوہ دیگر موضوعات بھی شامل کئے گئے ہیں۔

اردو فورَم :

http://www.urdumajlis.net : ''اردو مجلس'' میں عام سماجی اور دیگر نیم ادبی موضوعات پر مباحث کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔

http://alqlm.org/xen : ''القلم'' نامی اس فورم میں بہت سارے موضوعات شامل ہیں لیکن ایک بڑا حصہ ادبی موضوعات پر مبنی ہے۔ اس میں شاعری، افسانے، ناول، ادبی شخصیات، نثر نگاری، نسائی ادب وغیرہ جیسے بہت سارے سیکشن شامل ہیں۔

http://www.urduweb.org/mehfil : ''اردو محفل'' نامی اس فورم میں بہت سارے ادبی سیکشن شامل ہیں جیسے 'بزمِ سخن' ، 'جہانِ نثر'، 'ادبی ملٹی میڈیا'، 'مطالعہ کتب'، 'طنز و مزاح'، 'محفل چائے خانہ'، 'اردو نامہ'، 'ادبیات و لسانیات' وغیرہ۔

http://www.urdubandhan.com/bazm : ''اردو بندھن'' نامی اس فورم میں 'نثری کلام'، 'مشاعرہ'، 'انجمن'، 'اقبالیات'، 'مزاحیہ کلام'، 'بحث و مباحثہ'، اور 'ڈیزائن شاعری' وغیرہ سیکشن کے تحت مواد پوسٹ کیا جاتا ہے اور ان پر تبادلۂ خیال کیا جاتا ہے۔

یہ صرف چند مثالیں ہیں۔ اردو فورمس کے بارے میں ہم آئندہ تفصیلی گفتگو کریں گے۔

نیوز لیٹر Newsletter

مختلف کمپنیاں، ادارے، اسکول، کالج، ویب سائٹس اور دیگر گروپ اپنے ممبروں کو وقفے وقفے سے ای میل کی صورت میں اپنے پیغامات واطلاعات وغیرہ بھیجا کرتے ہیں جنہیں 'نیوز لیٹر' کہا جاتا ہے۔ اس کے لئے وہ لوگ اپنے ممبروں کے ای میل ایڈریس ایک خاص سسٹم میں جمع کرتے ہیں۔ کوئی بھی اپنا نام اور ای میل ایڈریس Submit کرکے گروپ کا ممبر بن سکتا ہے۔ ادارے کے ذریعہ اس خاص سسٹم سے جو ای میل (نیوز لیٹر) بھیجی جاتی ہے وہ خود بخود ایک ساتھ سارے ممبروں تک پہونچ جاتی ہے۔ کسی بھی ادارے کے لئے اپنے پیغامات واطلاعات کی اشاعت کا سب سے آسان اور بے حد سستا طریقہ ہے۔

آج کل بعض الیکٹرانک رسائل اسی طرح شائع کئے جا رہے ہیں۔ رسالے کی PDF کاپی تمام Subscribers کو ایک ساتھ ای میل کر دی جاتی ہے۔ 'چہارسو' ایک PDF رسالہ ہے جو ای میل لسٹ کی مدد سے ممبروں کو بھیجا جاتا ہے۔

ڈسکشن گروپ Discussion Group

یہ نیوز لیٹر کی ہی ایک دوسری شکل ہے۔ بہت سارے لوگ ایک Mailing list کو Subscribe کرتے ہیں اور اس طرح ایک 'ڈسکشن گروپ' وجود میں آتا ہے۔ اب اس گروپ کا کوئی بھی ممبر اگر گروپ کو ای میل کرتا ہے تو وہ ای میل گروپ کے سارے ممبران کے پاس پہونچ جاتا ہے۔ گروپ ممبروں میں سے کوئی اگر اس میل کا جواب دیتا ہے تو وہ بھی سارے ممبروں تک پہونچ جاتا ہے۔

کئی ویب سائٹس اور سروسز ایسی ہیں جو ایسے گروپس بنانے کی آسانی فراہم کرتی ہیں۔ مثال کے طور پر:

Google Groups ، YahooGroups ، Facebook Groups ، Whatsapp Group

وغیرہ۔ کوئی بھی ان کا استعمال کر کے بڑی آسانی سے اور بالکل مفت میں اپنا ایک گروپ بنا سکتا ہے۔

آن لائن میگزین / اخبار Online Magazine/Newspaper

آج کل بہت سارے رسائل اور اخبارات آن لائن شائع کئے جا رہے ہیں۔ اس طرح یہ رسائل دنیا کے دور دراز گوشوں تک بڑی آسانی سے پہونچ جاتے ہیں۔ تقریباً ہر بڑے اخبار کا ڈیجیٹل ایڈیشن بھی ساتھ ساتھ شائع ہوتا ہے (جسے ePaper کہتے ہیں)۔ لوگ ان کی ویب سائٹ پر انہیں بالکل مفت میں پڑھ سکتے ہیں۔ اشاعت کے اخراجات عموماً اشتہارات سے پورے کر لئے جاتے ہیں۔

بہت سارے رسائل کی ڈیجیٹل کاپیاں ان کی ویب سائٹ پر شائع کی جاتی ہیں۔ جنہیں ایک مخصوص رقم کی ادائیگی کے بعد Subscribe کیا جا سکتا ہے۔ رسالے کا ہر ایشیو اپنے کمپیوٹر یا ٹیب میں آن لائن پڑھا جا سکتا ہے۔

انگریزی کے تقریباً بڑے رسائل آن لائن بھی شائع ہوتے ہیں۔ اردو میں بھی کئی پرنٹ رسالوں کے آن لائن ایڈیشن شائع ہو رہے ہیں۔ ماہنامہ 'عالمی سہارا' اس کی ایک بہتر مثال ہے۔

اردو زبان میں دنیا کا سب سے پہلا آن لائن ماہنامہ ' کائنات راقم الحروف کی ادارت میں' جنوری 2001ء سے شائع ہو رہا ہے ۔

آن لائن رسائل کی ایک قسم الیکٹرانک جرنل (Elecronic Journal) بھی ہے ۔اسے ejournal یا e-journal بھی کہتے ہیں۔ یہ آن لائن شائع ہونے والا Scholary Journal ہے جس میں صرف علمی و تحقیقی مضامین شائع کئے جاتے ہیں۔ ''اردو ریسرچ جرنل'' اس کی ایک بہتر مثال ہے جو *www.urdulinks.com/urj* پر شائع ہوتا ہے۔

پوڈ کاسٹ Podcast

یہ انٹرنیٹ پر آڈیو یا ویڈیو نشر کرنے کا طریقہ ہے۔ اس طریقے کے تحت اَپ لوڈ کئے گئے آڈیو یا ویڈیو فائل کو آن لائن سنا ردیکھا جا سکتا ہے یا اپنے کمپیوٹر میں ڈاؤن لوڈ کیا جا سکتا ہے۔ جب بھی کوئی نیا آڈیو یا ویڈیو فائل اَپ لوڈ کیا جاتا ہے، سسٹم Subscribers کو خود ہی اس کی اطلاع دے دیتا ہے۔ اس پورے عمل کو Podcasting کہا جاتا ہے۔

پوڈ کاسٹ کا سب سے زیادہ استعمال آڈیو کی نشر و اشاعت کے لئے کیا جاتا ہے۔ مشاعروں کی ریکارڈنگ، غزلیں، نظمیں، گیت، قوالیاں، تقریریں، انٹرویو اور نثری تخلیقات وغیرہ ریکارڈ کر کے وقفے وقفے سے اَپ لوڈ کی جاتی ہیں۔ لوگ آپ کے پوڈ کاسٹ کو Subscribe کرتے ہیں۔ جیسے ہی آپ کوئی نئی آڈیو اَپ لوڈ کرتے ہیں ویسے ہی سسٹم تمام Subscribers کو اس کی اطلاع دے دیتا ہے۔ اب وہ چاہیں تو آن لائن اس آڈیو کو Play کر سکتے ہیں یا پھر اسے ڈاؤن لوڈ کر کے محفوظ رکھ سکتے ہیں۔

اسی کی ایک صورت Video Podcasting ہے (اسے Vodcasting بھی کہا جاتا ہے)۔ اس میں آڈیو کی جگہ ویڈیو استعمال ہوتی ہے۔ چھوٹی چھوٹی Video clips اور Short movies یا Documentaries وغیرہ کو Vodcast کیا جاتا ہے جنہیں Subscribers آن لائن دیکھ سکتے ہیں یا ڈاؤن لوڈ بھی کر سکتے ہیں۔

پوڈ کاسٹنگ کا ایک ادبی استعمال Podcast Novel یا Podcast Audiobook ہے۔ کسی کتاب کو چھوٹی چھوٹی قسطوں میں رکارڈ کر کے وقفے وقفے سے پوڈ کاسٹ کیا جاتا ہے جسے Subscribers سنتے یا ڈاؤن لوڈ کرتے ہیں۔

☆☆☆☆

3

اردو میں سائبراسپیس کی روایت

3.1 : الیکٹرانک میڈیا اور اردو

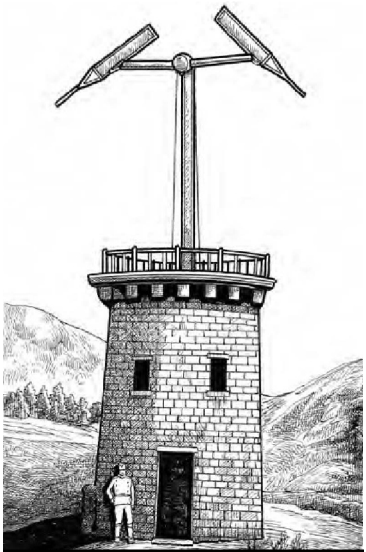
گزشتہ باب میں ہم یہ پڑھ چکے ہیں کہ 'سائبر اسپیس' محض انٹرنیٹ کا نام نہیں ہے بلکہ سائبر اسپیس کے دائرے میں ہر وہ مشین آجاتی ہے جو کسی طرح کے نیٹ ورک کے ذریعہ دوسری مشین یا مشینوں سے منسلک ہو خواہ وہ وائرلیس نیٹ ورک ہو یا کیبل نیٹ ورک، خواہ یہ نیٹ ورک روئے زمین پر پھیلا ہوا ہو یا زمین سے باہر سیاروں یا کہکشاؤں کے درمیان پھیلا ہو۔

دوسری طرف الیکٹرانک میڈیا سے ہماری مراد عموماً ریڈیو، ٹیلی ویزن اور سنیما ہوا کرتے ہیں۔ ان میں سے ریڈیو اور ٹیلی ویژن تو سائبر اسپیس کا حصہ ہیں کیونکہ ان میں برقی ترسیل کا عمل ہوتا ہے۔ سنیما ایک اہم میڈیم ضرور ہے لیکن چونکہ یہ سائبر اسپیس کا حصہ نہیں ہے اس لئے یہاں ہم اپنی اس بحث میں اسے شامل نہیں کریں گے۔ یہاں ہم صرف ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے ذریعہ ہونے والی اردو ادبی ترسیل سے متعلق گفتگو کریں گے۔

ٹیلی گراف : سائبر انقلاب کا جد امجد

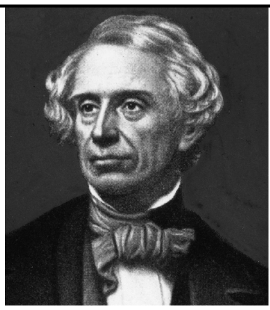
Telegraph: ***The fore-runner of cyber revolution***

ٹیلی گراف ایک ایسا آلہ ہے جس کی مدد سے کوڈ سگنلوں کی مدد سے کسی دور دراز علاقے میں پیغام رسانی کی جاسکتی ہے۔ اس سلسلے میں صدیوں سے کوششیں ہو رہی ہیں اور ایک کے بعد ایک کئی طریقے ایجاد کئے گئے۔ ہزاروں برسوں سے جنگلی قبائل پہاڑیوں کی چوٹیوں پر آگ جلا کر، دھواں پیدا کر کے، نقارے بجا کر یا سورج کی کرنوں کو آئینوں کی مدد سے منعکس کر کے آپس میں خبروں کی ترسیل کرتے آرہے تھے۔ مہذب دنیا میں بھی ان طریقوں کو آزمایا گیا۔ 1791ء میں فرانس میں خبروں کی ترسیل کے لئے Semaphore نامی بصری ٹیلی گراف نظام کی شروعات کی گئی۔ اس طریقے میں کسی پہاڑی کی چوٹی پر بنے میناروں کے اوپر ایک گھومنے اور حرکت کرنے والا T نما کراس بیم لگا ہوتا تھا۔ اس کراس بیم کے دونوں بازوؤں کے کنارے


Semaphore

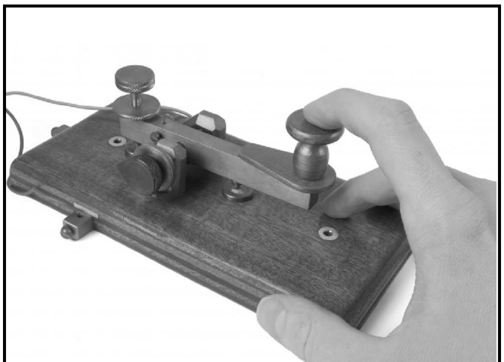
اوپر نیچے حرکت کر سکتے تھے۔ بیم اور اسکے بازوؤں کو مختلف زاویوں میں گھمانے سے مختلف حروف کی علامتوں کا اظہار ہوتا تھا۔ اس طرح کے مینار ہر پانچ سے دس کیلو میٹر کی دوری پر واقع تھے۔ ایک مینار پر متعین عملہ بیم اور اس کے بازوؤں کی حرکت سے کوئی سگنل دیتا جسے دیکھ کر اگلے مینار کا عملہ بھی وہی سگنل دہراتا اور اس طرح ایک مینار سے دوسرے مینار ہوتے ہوئے خبر سینکڑوں میل دور پہونچ جاتی۔ لیکن یہ طریقہ زیادہ کارگر نہیں تھا، رات میں اور خراب موسم میں یہ طریقہ بے کار ثابت ہوتا تھا۔

بجلی کی ایجاد کے بعد اس کوشش نے ایک نئی سمت میں جست لگائی۔ 1835ء میں امریکہ کے سموئل مورس نے نقطوں اور ننھی لکیروں (Dots and dashes) کی مدد سے ایک پیغام بھیجنے کا ایک طریقہ ایجاد کیا جسے ''مورس کوڈ'' کہا جاتا ہے۔ 1837ء میں اس نے ایک مشین بنائی جس کی مدد سے بجلی کی مدد سے مورس کوڈ میں پیغامات بھیجنا ممکن ہو گیا۔ 1843ء میں امریکی حکومت نے مورس کو واشنگٹن سے 60 کیلو میٹر دور بالٹی مور تک ٹیلی گراف کی لائن بچھانے کے لئے تیس ہزار ڈالر کی مالی اعانت کی۔ مورس کا تجربہ کامیاب رہا اور 24 مئی 1844 کو مورس نے پہلا سرکاری ٹیلی گراف پیغام بھیجا جس کے الفاظ تھے "What hath God wrought"۔


Samuel F.B. Morse

یہی تھی اصل ٹیلیگراف کی شروعات! وہ طریقہ جو اگلی ایک صدی تک برقی ترسیل کا اہم ترین ذریعہ بنا رہا۔

اگلے کئی برسوں میں اس تکنیک نے کافی ترقی کی۔ کئی سائنسدانوں نے ٹیلیگراف مشینوں میں قابل قدر ترمیم واضافے کئے۔ دنیا کے تمام ملکوں میں ٹیلیگرام کے تاروں کا جال بچھ گیا۔ سمندروں کی تہوں میں بھی موٹے موٹے کیبل بچھائے گئے اور ان


ٹیلی گرام بھیجنے والی مشین

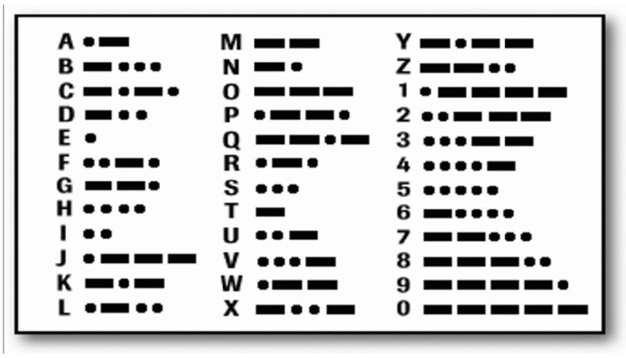


کی مدد سے خبریں بجلی کی رفتار سے دنیا کے گوشے گوشے میں پہونچنے لگیں۔ زمین پر تاروں کے ذریعہ بھیجے جانے والے ٹیلی گراف پیغامات کو 'ٹیلیگرام' (Telegram) یا 'تار' (Wire) کہا جاتا ہے جب کہ سمندر میں بچھے کیبلوں کی مدد سے بھیجے گئے پیغامات کو Cablegram یا Cable کہا جاتا تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ آج خبر رسانی کے جتنے بھی ذرائع استعمال ہوتے ہیں جیسے ریڈیو، ٹیلیفون، موبائل فون، ٹیلی ویژن، انٹرنیٹ وغیرہ ٹیلی گراف ان سب کا جدامجد ہے۔ [100]

ٹیلی گراف اور آج کی ڈیجیٹل ٹکنالوجی میں مماثلت:

ٹیلی گرام بھیجنے کا جو بنیادی طریقہ ہے وہ بہت آسان ہے۔ پیغام بھیجنے والی مشین یعنی Transmitter میں ایک سوئچ ہوتا ہے جسے دبانے پر بجلی، تار کے ذریعہ دور دراز مقام پر واقع پیغام وصول کرنے والی مشین یعنی Receiver تک پہونچتی ہے۔ ریسیور میں ایک کاغذ کا ٹیپ ہلکی رفتار سے آگے بڑھتا ہے جس کے اوپر ایک قلم (Stylus) معلق ہوتا ہے۔ جب ٹرانسمیٹر کا سوئچ دبایا جاتا ہے تو بجلی ریسیور تک پہنچتی ہے جس کی وجہ سے قلم کاغذ کے ٹیپ سے آٹکراتا ہے اور کاغذ پر ایک نقطے کا نشان پڑ جاتا ہے۔ اور اگر سوئچ کو ذرا دیر تک دبا کر رکھا جاتا ہے تو قلم تھوڑی دیر تک کاغذ پر رہتا ہے اور کاغذ پر ایک ننھی سی لکیر بن جاتی ہے۔ اس

100. https://www.britannica.com/technology/telegraph



مورس کوڈ

طرح کسی پیغام کومورس کوڈ کے مطابق مختلف حروف کی علامات کونقطوں اور لکیروں کی صورت میں بھیجا جا سکتا ہے۔مثلاً ایک نقطہ اورایک لکیر A کی علامت ہیں، ایک لکیراورتین نقطے B کی علامت ہیں وغیرہ وغیرہ۔

سموئل مورس نے ٹیلی گراف میں دو علامات استعمال کئے تھےیعنی نقطےاورلکیریں۔

1871ء میں Baudot نامی سائنسداں نے ٹیلی گراف کا نیا طریقہ رائج کیا۔اس کے طریقے میں بھی دو علامات تھے: سوئچ آن اورسوئچ آف۔ Baudot کا طریقہ Baudot code کہلایا۔جس کا استعمال کر کے ٹیلی گراف کی ترقی یافتہ شکل Printing Telegraph بنا اورپھر Teleprinter مشین بنائے گئے۔

آج کی ڈیجیٹل ٹکنالوجی کا نظام بھی بالکل ویسا ہی ہے۔کمپیوٹر کا پورانظام بس دو Digits پر قائم ہے: Zero اور One۔یعنی جب سوئچ بند ہوتو زیرواورکھلا ہوتو وَن۔اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ ٹیلی گراف بھلے ہی صدیوں پرانی چیز ہےلیکن سسٹم کے لحاظ سےانٹرنیٹ سے بہت قریب ہے۔اسی لئے میں نے اسے سائبرانقلاب کا جدامجد کہا ہے۔

ٹیلی گرافی کےاثرات:

Tom Standage ٹیلی گراف کو وکٹورین عہد کا انٹرنیٹ قرار دیتا ہے۔اس نے اپنی کتاب *The Victorian Internet* میں لکھا ہے کہ ملکہ وکٹوریہ کے عہد میں ٹیلی گراف کی ایجاداوراستعمال نے اتنا ہی بڑااثر ڈالا تھا جتنا آج انٹرنیٹ نے ڈالا ہے۔[101]

یہ سچ ہے کہ ٹیلی گراف نے زندگی کے ہرشعبے پراثر ڈالا تھا۔خاص طور سےنشرواشاعت پراس کے زبردست اثرات مرتب ہوئے تھے۔ٹیلی گراف کی ایجاد سےقبل پیغامات چیونٹی کی رفتار سےسفرکرتے تھے۔پیغامات کوایک مقام سے دوسرے مقام تک پہونچنے میں اکثر دن، ہفتے اورکبھی کبھی مہینے لگ جاتے تھے۔یہ پہلی بار ہوا تھا جب پیغام پلک جھپکتے ہی دنیا کے بعیدترین مقام

101. Standage, Tom. The Victorian Internet, Berkley Trade. (Octobrt 15, 1999)



انیسویں صدی کا ایک ٹیلگرام آفس

پر پہونچنے لگے۔ یہ ایک بہت بڑا انقلاب تھا۔ دنیا اچانک سمٹ کر بے حد چھوٹی ہوگئی۔ آج انٹرنیٹ کی دنیا میں ہم جس Global village کی بات کرتے ہیں اس کی بنیاد ٹیلی گراف نے ہی رکھی تھی۔

جب امریکہ نے 1846ء میں میکسیکو کے خلاف لڑائی شروع کی تو محاذ جنگ مشرقی ساحل سے سات دن کی مسافت پر تھا۔ جنگ کی خبروں کی فوری فراہمی کے لئے امریکہ کے 6 اخبارات نے مل کر Newyork Associated Press نامی ایک نیوز ایجنسی قائم کی جو ٹیلیگراف کی مدد سے فوری خبریں فراہم کرتا تھا۔ آج یہ نیوز سروس Associated Press (AP) کے نام سے جانا جاتا ہے۔ سالہا سال تک ٹیلی گراف تجارت، حکومت اور فوج کا اہم حصہ بنا رہا۔

ٹیلی گرافی کا زوال:

دوسری جنگ عظیم کے بعد کئی نئی ایجادات ہوئیں جن کے آگے ٹیلی گراف کے اقبال کا سورج گہنا گیا اور ٹیلیفون، ریڈیو، ٹیلیکس، فیکس، ٹیلی ویزن اور اب سیلولر فون اور انٹرنیٹ نے ٹیلی گراف کی جگہ لے لی۔ ٹیلی گراف ہمیشہ کے لئے تاریخ کے دھندلکے میں کھو گیا۔

ریڈیو: صدائے آسمانی (آکاش وانی)

RADIO ***: The voice from heavens***

نشر واشاعت کی دنیا میں پرنٹنگ پریس اور ٹیلیگراف کے بعد تیسرا بڑا انقلاب ریڈیو کی شکل میں آیا۔ یہ ایک ایسا آلہ ہے جس کی مدد سے آوازوں اور موسیقی کی لہروں کو برقی مقناطیسی لہروں میں تبدیل کر کے، تار کی مدد کے بغیر، دنیا کے دور دراز حصوں میں پہونچایا جاتا ہے۔ برقی مقناطیسی لہریں جنہیں 'ریڈیو لہریں' (Radio waves) کہا جاتا ہے، ہوا اور خلا میں روشنی کی رفتار سے یعنی 2,99,792 کیلومیٹر فی سیکنڈ کی رفتار سے سفر کرتی ہیں اور اس طرح آوازیں پلک جھپکنے سے بھی کم مدت میں دنیا کے گوشے گوشے میں پہونچ جاتی ہے۔

آوازوں کو ٹرانسمیٹر (Transmitter) نامی ایک طاقتور آلے کی مدد سے نشر کیا جاتا ہے۔ آوازیں ٹرانسمیٹر سے نکل کر برق رفتاری سے پورے کرہ ارض کے گرد پھیل جاتی ہیں جنہیں سننے کے لئے ایک چھوٹا سا آلہ استعمال کیا جاتا ہے جسے Radio receiver یا عرف عام میں صرف Radio یا Radio set کہا جاتا ہے۔ ریڈیو ایک چھوٹا اور سستا سا آلہ ہے جو بجلی یا بیٹری سے چلتا ہے اور اسے خریدنا اور رکھنا کوئی بڑا مسئلہ نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اپنی ایجاد کے کچھ ہی دنوں بعد دیکھتے ہی دیکھتے ریڈیو گھر گھر میں پہونچ گیا۔

ریڈیو کی مختصر تاریخ Brief History of Radio

ریڈیو کی ایجاد کسی ایک شخص کا کارنامہ نہیں ہے بلکہ اس میں کئی لوگوں کی کاوشیں شامل ہیں جن میں ڈاکٹر جگدیش چندر بوس اور مارکونی اہم ہیں۔ ۔نومبر 1894ء میں ڈاکٹر جگدیش چندر بوس نے کلکتہ میں، بنگال کے لیفٹیننٹ گورنر کی موجودگی میں ریڈیو لہروں کی عوامی نمائش کی اور یہ ثابت کیا کہ کسی تار کے بغیر، برقی مقناطیسی لہروں کی مدد سے ترسیل ممکن ہے۔ لیکن انہوں نے اپنی اس ایجاد کو پیٹنٹ نہیں کروایا۔

1895ء میں Guglielmo Marconi نے ریڈیو لہروں کی مدد سے ایک مورس کوڈ پیغام، بنا کسی تار کے، تین کیلومیٹر دور بھیج کر ایک نئے دور کی شروعات کر دی۔ اس ایجاد کو شروع میں وائرلیس ٹیلی گرافی کا نام دیا گیا جو آگے چل کر ''ریڈیو'' کے نام سے مشہور ہوئی۔



مارکونی اپنے ریڈیو سیٹ کے ساتھ (1901ء)

مارکونی اپنی اس ایجاد کا کمرشیل استعمال کرنا چاہتا تھا لیکن اس کے لئے اسے اپنے وطن اٹلی میں مناسب سرمایہ کار نہیں مل سکے تو وہ 1896ء میں انگلینڈ چلا آیا اور سرمایہ کاروں کی مدد سے British Marconi Company قائم کی اور فوجی اور تجارتی مقاصد کے لئے ریڈیو کے استعمال کی نئی راہیں تلاش کرنے لگا اور صرف پانچ سال کی قلیل مدت میں وہ ریڈیو پیغام کو بحر الکاہل کے اُس پار کنیڈا کے نیوفاؤنڈ لینڈ تک پہونچانے میں کامیاب ہوگیا۔ اس کی اس عظیم ایجاد کے لئے اسے 1909ء کے نوبل انعام سے سرفراز کیا گیا۔

دس برسوں میں ہی مارکونی کی ایجاد، وائرلیس ٹیلیگرافی، پوری دنیا کی سمندری تجارت کی بنیادی ضرورت بن گئی اور بین الاقوامی سمندروں میں سفر کرنے والے ہر جہاز کے لئے ایک ٹرانسمیٹر اور ایک تربیت شدہ آپریٹر کی موجودگی لازمی قرار دے دی گئی۔ 1912ء میں بحری جہاز Titanic کے حادثے کے وقت اس کے ریڈیو سگنلوں کی وجہ سے ہی جہاز میں سوار مسافروں کی تقریباً ایک تہائی تعداد کو زندہ بچانا ممکن ہوسکا تھا۔ [102]

102. Microsoft Encarta, 2009. Radio and Television Broadcasting.



ایک گھر میں بچے ریڈیو سنتے ہوئے (1921ء کی ایک یادگار تصویر)

شروعاتی دور کا ریڈیو حقیقت میں 'وائرلیس ٹیلی گراف' ہی تھا کیونکہ یہ مورس کوڈ کی صورت میں ہی سگنل بھیجتا یا موصول کرتا تھا۔کینیڈین سائنسداں Reginald Fessenden نے ریڈیو میں خاطر خواہ تبدیلیاں کر کے اسے مختلف آوازوں مثلاً موسیقی یا انسانی آوازوں کو بھیجنے اور موصول کرنے کے قابل بنایا اور تجرباتی طور پر امریکہ کے میساچوسیٹس سے بحراوقیانوس کے ساحل سے دور کھڑے جہازوں سے ریڈیو کے ذریعہ رابطہ قائم کیا۔دسمبر 1906ء میں پہلی بار موسیقی اور انسانی آوازوں پر مبنی ایک گھنٹے کا پروگرام ریڈیو لہروں کی مدد سے نشر کیا گیا جسے بہت سارے ریڈیو کے شائقین نے سنا۔اس کے بعد اس طرح کے تجرباتی نشریات کا ایک دور چلا۔ریڈیو میں لوگوں کی دلچسپی بڑھتی جا رہی تھی۔لاؤڈ اسپیکرس ابھی ایجاد نہیں ہوئے تھے اس لئے اس زمانے میں لوگ بڑے ذوق وشوق سے کانوں میں ایئر فون لگا کر ریڈیو سنا کرتے تھے (اوپر کی تصویر میں ہم دیکھ سکتے ہیں کہ کس طرح ایئر فون لگا کر بچے ریڈیو سن رہے ہیں)۔لاؤڈ اسپیکرس والے ریڈیو 1927ء میں بننے شروع ہوئے اور دیکھتے ہی دیکھتے ریڈیو انسانی معاشرے کا ایک اہم حصہ بن گیا۔آج جس طرح گھر کے لوگ ایک ساتھ بیٹھ کر ٹی وی دیکھا کرتے ہیں اس دور میں پورا خاندان ویسے ہی بیٹھ کر ریڈیو سنا کرتا تھا۔


1945 کی ایک یادگار تصویر...ایک خاندان کے افراد ریڈیو پر برطانوی وزیر اعظم چرچل کی تقریر سنتے ہوئے جس میں انہوں نے نازیوں کے سامنے ہتھیار نہ ڈالنے کا عہد کیا تھا

ریڈیو (اس زمانے میں اس کا نام وائرلیس [Wireless] تھا) کی شروعات تو ٹیلی گراف کی طرح ہی پیغام رسانی کے لئے ہوئی تھی۔ شروع میں اس سے ٹیلی گراف کی طرح ہی مورس کوڈ میں پیغامات بھیجے جاتے تھے۔ پھر جب آوازوں کی ترسیل ممکن ہوگئی تو براہ راست پیغامات بھیجے جانے لگے۔ ریڈیو کا ایک اہم استعمال Two-way Radio کی صورت میں تھا جس کی مدد سے دونوں طرف سے آوازیں بھیجی اور موصول کی جاسکتی تھیں۔ ان کا استعمال جہاز سے دوسرے جہازوں سے درمیان یا جہاز اور ساحل کے درمیان رابطہ قائم کرنے کے ہوتا تھا۔ اس کے علاوہ ہوابازوں، پولیس، اور فوجیوں نے بھی آپسی رابطے کے لئے Two-way Radio یعنی وائرلیس کا استعمال کرنا شروع کر دیا اور یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے۔

لیکن آہستہ آہستہ ریڈیو تفریح (Entertainment) کا سب سے بڑا ذریعہ بن گیا۔ بچے، بوڑھے، جوان، مرد، عورت سب ریڈیو کے سحر میں گرفتار ہوگئے۔ آج جب ہم ریڈیو کی بات کرتے ہیں تو اس کا مطلب آوازوں کی ترسیل کا ایک One-way طریقہ ہے جس کا مقصد آوازوں کو نشر کرکے انہیں ایک بڑے جغرافیائی خطے کی ایک بڑی آبادی تک پہونچانا ہوتا ہے۔ جس مقام سے آوازوں کو نشر کیا جاتا ہے اسے 'ریڈیو اسٹیشن' کہا جاتا ہے جہاں ایک نہایت ہی طاقتور ٹرانسمیٹر لگا ہوتا ہے جو ایک بہت ہی اونچے انٹینا کی مدد سے آوازوں کو ریڈیو لہروں کی شکل میں فضا میں منتشر کرتا ہے۔

دنیا کا پہلا باقاعدہ ریڈیو اسٹیشن 1919ء میں نیدرلینڈ میں قائم ہوا جہاں سے باقاعدہ ٹائم شیڈیول کے مطابق نشریات کی شروعات ہوئی۔ اس کے دوسرے سال کناڈا میں بھی ایک ریڈیو اسٹیشن قائم کیا گیا۔ کمرشیل پروگراموں کی شروعات 1922ء سے

ہوئی۔اس کے بعد رفتہ رفتہ دنیا کے بہت سارے ممالک میں ریڈیو اسٹیشن قائم ہو گئے۔

امریکی خفیہ ایجنسی CIA کی World Factbook کے مطابق پوری دنیا میں آج تقریباً 44000 ریڈیو اسٹیشن ہیں جن میں سے 14,728 امریکہ میں ہیں۔[103]

ریڈیو کی قسمیں Types of Radio

- **تکنیکی اعتبار سے ریڈیو کی دو قسمیں ھوتی ھیں :**

Amplitude modulation [AM] اور Frequency modulation [FM]

ہم یہاں تکنیکی اصطلاحات کا استعمال نہ کرتے ہوئے بس اتنا کہہ سکتے ہیں کہ AM Radio کی تکنالوجی سستی ہے۔ اس کی لہریں بہت دور تک سفر کر سکتی ہیں اور ہزاروں میل دور دنیا کے دور دراز خطوں میں سنی جا سکتی ہیں۔لیکن اس میں خرابی یہ ہے کہ آواز کی کوالیٹی بے حد خراب ہوتی ہے۔آسمانی بجلی اور بجلی کی دوسری مشینوں کی وجہ سے اس میں شور شامل ہو جاتا ہے۔دوسری طرف FM Radio کی تکنالوجی نسبتاً مہنگی ہے۔اس سے نشر کی جانے والی آوازیں بہت ہی صاف ہوتی ہیں اور ان میں Noise بالکل نہیں ہوتا ہے۔لیکن اس کا منفی پہلو یہ ہے کہ یہ لہریں زیادہ دور تک سفر نہیں کر سکتی ہیں اور ایک محدود جغرافیائی خطے میں ہی سنی جا سکتی ہیں۔

AM Radio کی نشریات کے لئے عموماً دو قسم کی لہریں استعمال ہوتی ہیں: Medium wave [MW] اور Short wave [SW]۔ شارٹ ویو ریڈیو کی لہریں میڈیم ویو کے مقابلے زیادہ دور تک سنی جا سکتی ہیں اسی لئے انہیں قومی نشریات کے لئے استعمال کیا جاتا ہے جب کہ میڈیم ویو کا استعمال عموماً علاقائی نشریات کے لئے کیا جاتا ہے۔

- **ریڈیو نشریات کی بنیاد پر ریڈیو کی قسمیں :**

ریڈیو نشریات کی بنیاد پر ہم ریڈیو کو مزید کئی قسموں میں بانٹ سکتے ہیں۔

National Radio : یہ بڑے ریڈیو اسٹیشن ہیں جن کے پروگرام پورے ملک میں اور ملک کے باہر سنے جاتے ہیں۔ان ریڈیو اسٹیشنوں کی نشریات کے لئے عموماً قومی زبانیں استعمال کی جاتی ہیں جو پورے ملک میں بولی اور سمجھی جاتی ہوں۔ ہمارے ملک کا آل انڈیا ریڈیو، نیشنل چینل (آکاش وانی) اور لندن کی BBC اس کی بہترین مثالیں ہیں۔

103. https://www.cia.gov/library/publications/the-world-factbook

Regional Radio : یہ ریڈیو اسٹیشن ہیں جو کسی ملک کے ایک مخصوص علاقے میں نشریات کے لئے جو اسٹیشن قائم کئے جاتے ہیں۔ان نشریات کے لئے اس علاقے کی زبانیں استعمال کی جاتی ہیں۔آل انڈیا ریڈیو آسنسول،آل انڈیا ریڈیو دارجیلنگ اورآل انڈیا ریڈیو کولکا تا اس کی مثالیں ہیں۔ان سے زیادہ تر بنگلہ زبان کے پروگرام نشر کئے جاتے ہیں۔چند پروگرام ہندی،اردو،یادوسری زبانوں میں بھی ہوتے ہیں۔

Local Radio یا Community Radio : یہ نہایت کم طاقت کے،چھوٹے ریڈیو اسٹیشن ہیں جن سے کسی محدود علاقے میں کسی خاص معاشرے یا گروپ کے لئے پروگرام نشر کئے جاتے ہیں۔بڑے تعلیمی ادارے بھی اس قسم کے ریڈیو اسٹیشن قائم کر کے تعلیمی پروگرام نشر کرتے ہیں۔جامعہ ملیہ اسلامیہ،نئی دہلی کا''ریڈیو جامعہ'' اور انڈین انسٹی ٹیوٹ آف ماس کمیونی کیشن،جے۔این۔یو۔نئی دہلی کا ''اپنا ریڈیو'' کمیونیٹی ریڈیو کی بہترین مثالیں ہیں۔

ریڈیو کی جدید قسمیں :

بدلتے زمانے کے ساتھ ریڈیو کی دو اور قسمیں بھی وجود میں آ گئی ہیں۔لیکن یہ دونوں قسمیں ریڈیو کی روایتی ٹکنالوجی سے بالکل مختلف ہیں۔

Satellite Radio : یہ ریڈیو کی ایسی قسم ہے جس میں لہروں کو ایک مصنوعی سیارے(Satellite) تک بھیجا جاتا ہے پھر سیٹیلا ئٹ اسے ساری دنیا میں منتشر کر دیتا ہے۔اس ریڈیو کو ایک خاص قسم کے ریڈیو سیٹ کی مدد سے سنا جا سکتا ہے جسے Satellite Radio Set کہا جاتا ہے۔اس کے پروگرام سننے کے لئے اس ریڈیو کی ممبر شپ فیس ادا کرنی لازمی ہوتی ہے۔امریکہ کا Sirius Satellite Radio اس کی بہتر مثال ہے۔

Internet Radio : یہ ریڈیو کی جدید ترین قسم ہے جس میں نشریات کے لئے انٹرنیٹ کا استعمال کیا جاتا ہے۔اسےWeb Radio ،Net radio ،Online Radio یا e-radio بھی کہا جاتا ہے۔ایک اور اہم بات یہ ہے کہ اس کی نشریات کو براڈ کاسٹنگ کے بجائے Webcasting کہا جاتا ہے۔اسے سننے کے لئے ریڈیو کی نہیں بلکہ کمپیوٹر، لیپ ٹاپ، ٹیب یا اسمارٹ فون کی ضرورت پڑتی ہے۔انٹرنیٹ پر بے شمار ریڈیو قائم ہیں اس کے علاوہ تقریباً تمام ایف ایم ریڈیو اسٹیشنوں کو آج کل انٹرنیٹ پر بھی سنا جا سکتا ہے۔

Private Radio : 2001ء تک ہندوستان میں ریڈیو براڈ کاسٹنگ مکمل طور پر سرکاری دائرۂ اختیار میں تھا لیکن 3/جولائی 2001ء کو''ریڈیو سٹی،بنگلور'' کے نام سے ہندوستان کا پہلا پرائیوٹ ریڈیو اسٹیشن قائم ہوا اور اس کے بعد سے

پرائیوٹ ریڈیواسٹیشنوں کا ایک سلسلہ شروع ہوگیا اور آج ہندوستان میں 245 پرائیوٹ ریڈیواسٹیشن قائم ہیں۔''ریڈیومرچی''، ''بِگ ایف ایم''، ''ریڈ ایف ایم''،''ریڈیووَن'' اور''فیور104'' وغیرہ اچھی مثالیں ہیں۔

ہندوستان میں ریڈیو Radio in India

ہندوستان کی سرزمین پر ریڈیو براڈ کاسٹنگ کا پہلا تجربہ 1921ء میں کیا گیا۔بمبئی کے گورنر سر جارج لائڈ کی ایما پر ٹائمس آف انڈیا نے محکمہ ڈاک وتار کے اشتراک سے بمبئی سے موسیقی کا ایک پروگرام نشر کیا جسے پونے دوسو کیلومیٹر دور، پونے میں بیٹھے سر جارج لائڈ نے سنا۔

ہندوستان میں ریڈیو کی باقاعدہ شروعات کی تاریخ دھندھلی سی ہے اور اختلافات میں لپٹی ہوئی ہے۔بعض ذرائع کے مطابق ہندوستان میں براڈ کاسٹنگ کا آغاز نومبر 1923ء میں ہوا جب کلکتہ میں ہندوستان کا پہلا ریڈیو کلب قائم ہوا۔اس کے اگلے سال بمبئی اور مدراس میں ریڈیو کلب بنے اور نشریات کے سلسلے شروع ہوا۔[104]

آل انڈیا ریڈیو کے ریٹائرڈ ڈپٹی ڈائرکٹر جنرل ایچ آر لوتھرا نے اپنے مضمون Fifty not out میں لکھا ہے:

> ہندوستان کا پہلا ریڈیو کلب 16 مئی 1924ء کو مدراس میں قائم ہوا اور 31 جولائی 1924ء سے نشریات کا سلسلہ شروع ہوا مگر اسی سال اکتوبر میں یہ سلسلہ ختم ہوگیا۔اپریل 1930ء میں مدراس کارپوریشن نے براڈ کاسٹنگ شروع کی جو 16 جون 1938ء تک جاری رہی۔[105]

یہ سارے شوقیہ کلب تھے اور باقاعدہ براڈ کاسٹنگ کا ابھی آغاز نہیں ہوا تھا۔لوگوں میں شوق تو تھا لیکن وسائل کی کمی ان کی راہ کی سب سے بڑی رکاوٹ تھی۔ٹرانسمیٹر اور آلات معمولی تھے۔باقاعدہ تربیت یافتہ عملہ بھی نہیں تھا۔یہی وجہ تھی کہ پراگراموں کے فنی معیار میں کافی کمی ہوا کرتی تھی۔

اب حکومت نے بھی ریڈیو کے سلسلے میں سنجیدگی سے سوچنا شروع کیا۔Indian State Broadcasting Company کے نام سے ایک کمپنی رجسٹرڈ ہوئی اور 13 ستمبر 1926 کو اس نے ایک روپے کے اسٹامپ پیپر پر حکومت ہند کے ساتھ ایک معاہدے پر دستخط کئے۔انڈین براڈ کاسٹنگ کمپنی نے بالترتیب 23 جولائی 1927ء کو بمبئی میں اور 26 اگست 1927ء کو کلکتہ میں

---

104. Broadcating in India; P.C. Chatterji, SAGE Publications Pvt. Ltd; Second Edition edition (1991)

105. A.I.R. Programme Journal (English): 24-30 may, 1977: Pp.39



کلکتہ ریڈیو اسٹیشن

ریڈیو اسٹیشن قائم کیے۔لیکن کمپنی ان دونوں اسٹیشنوں کو تین سال بھی نہ چلا سکی۔ اس نے حکومت ہند سے مالی اعانت کی درخواست کی جسے حکومت نے نامنظور کر دیا۔چنانچہ یکم مارچ 1928 کو کمپنی نے خود کو دیوالیہ قرار دیا۔

وفاقی اسمبلی میں سیاسی پارٹیوں کے زور دینے پر حکومت نے براڈ کاسٹنگ کی ذمہ داری قبول کر لی اور بمبئی اور کلکتہ کے ریڈیو اسٹیشنوں کا کُل اثاثہ 3 لاکھ روپئے کے عوض خرید لیا۔اب دونوں اسٹیشن Indian State Broadcasting Service کے تھے۔بمبئی اسٹیشن کا چارج پوسٹ ماسٹر جنرل، بمبئی نے اور کلکتہ اسٹیشن کا چارج پوسٹ ماسٹر جنرل، بنگال نے سنبھال لیا۔8 / جون 1936ء کو Indian State Broadcasting Service کا نام تبدیل کر کے All India Radio رکھا گیا۔ 24 دسمبر 1939ء کو با قاعدہ وزارت اطلاعات و نشریات کا محکمہ وجود میں آیا اور All India Radio اب اسی محکمہ کے تحت چلنے لگا۔

دیسی ریاستوں میں پہلا ریڈیو اسٹیشن نظام نے حیدرآباد میں قائم کیا جہاں سے 3 / فروری 1935ء کو نشریات شروع ہوئیں۔کچھ عرصے بعد اورنگ آباد، میسور اور بروڈہ میں اسٹیشن قائم ہوئے۔

اے۔ایس۔بخاری All India Radio کے پہلے ہندوستانی ڈائرکٹر جنرل بنے اور آزادی کے بعد تقسیم ہند تک اس عہدے پر قائم رہے۔تقسیم ہند کے بعد 6 ریڈیو اسٹیشن (بمبئی، کلکتہ، دہلی، ترچی، لکھنو اور مدراس) ہندوستان کے حصے میں آئے۔پھر دیسی ریاستوں کے ہندوستانی وفاق کا حصہ بننے کے بعد مزید 5 اسٹیشن (حیدرآباد، اورنگ آباد، بروڈہ، میسور اور تریوندرم) بھی All India Radio کی تحویل میں آ گئے۔

1957ء میں Radio Ceylone کو ٹکر دینے کے لئے Vividh Bharti کی شروعات کی گئی۔یہ خالص تفریحی چینل تھا اور دن بھر میں 16 سے 17 گھنٹے روزانہ تفریحی پروگرام نشر کرتا تھا جس میں فلمی سنگیت، مختصر ریڈیائی ڈرامے اور دیگر تفریحی پروگرام شامل ہوا کرتے تھے۔یہ چینل اپنے مقصد میں صد فی صد کامیاب رہا اور دیکھتے ہی دیکھتے تقریباً ہر ہندوستانی گھر

میں وِوِدھ بھارتی کی صدا گونجنے لگی۔اس کے چند بے حد مقبول پروگرام تھے: 'جے مالا'، 'سنگیت سریتا'، 'بھولے بسرے گیت'، 'ہوا محل'، 'ان سے ملئے'، 'چھایا گیت'، 'سرگم کے ستارے'، 'آج کے فنکار'، 'سکھی سہیلی' اور' آپ کی فرمائش' وغیرہ۔ یہ سارے پروگرام بمبئی میں پروڈیوس کئے جاتے تھے اور پورے ملک کے 40 وودھ بھارتی اسٹیشنوں کی مدد سے پورے ملک میں نشر کئے جاتے تھے۔1961ء تک ملک کی 55 فیصد آبادی ریڈیو نشریات سے فیض یاب ہونے لگی۔

ریڈیو اور ٹیلی ویژن مکمل طور پر سرکاری دائرۂ اختیار میں تھے لیکن اپوزیشن پارٹیاں برابر یہ آواز اٹھاتی رہتی تھیں کہ ذرائع ابلاغ کو خود مختاری ملنی چاہئے۔اس مقصد کے تحت حکومت نے 1990ء میں پاس کئے گئے ایک ایکٹ کے تحت 23 نومبر 1997ء کو ''پرسار بھارتی'' نامی ایک خود مختار براڈ کاسٹنگ کونسل کے قیام کی راہیں ہموار کر دیں اور اس طرح ریڈیو اور ٹیلی ویژن سرکاری اجارے داری سے باہر آ گئے۔لیکن حقیقت تو یہ ہے کہ یہ باتیں صرف کہنے کے لئے ہیں۔آج بھی یہ دونوں ادارے سرکاری دائرۂ اختیار سے مکمل طور پر باہر نہیں ہیں اور حکومتِ وقت کا ان پر اب بھی کنٹرول باقی ہے۔

ایک وقت تھا کہ ریڈیو عوام کی تفریح کا سب سے بڑا ذریعہ تھا اور تقریباً ہر گھر میں ریڈیو کی آواز گونجا کرتی تھی۔لیکن ٹی وی کی آمد کے بعد اس کی مقبولیت کا گراف بڑی تیزی سے نیچے آیا۔ریڈیو کی جگہ ٹی وی نے لے لی۔لیکن جلد ہی اس نے سنبھالا لیا۔ FM Radio کی آمد نے لوگوں کو ایک بار پھر ریڈیو کی طرف موڑ دیا۔FM کی مقبولیت کو دیکھتے ہوئے حکومت نے فیصلہ کر لیا کہ اب نئے کھلنے والے تمام ریڈیو اسٹیشن FM میں ہی کھلیں گے۔

2001ء میں حکومت نے ریڈیو لہروں کو نجی کمپنیوں کے لئے کھول دیا اور ہندوستان میں پرائیوٹ ریڈیو سروسز کی شروعات ہوگئی۔ملک میں بہت سارے پرائیوٹ ریڈیو اسٹیشن کھل گئے اور FM Band پر مختلف قسموں کے پروگرام نشر کرنے لگے۔ریڈیو کی مقبولیت ایک بار پھر بڑھنے لگی۔آج کل تقریباً ہر موبائل فون میں FM Radio ضرور ہوتا ہے۔اس کی وجہ سے ریڈیو سننے والوں کی تعداد میں زبردست اضافہ ہوا ہے۔

حکومت نے تعلیمی اداروں کو بھی کم طاقت والے ٹرانسمیٹر لگا کر Community radio کے ذریعہ تعلیمی پروگرام نشر کرنے کی اجازت دے دی۔اس طرح تعلیم کے فروغ کے لئے ریڈیائی لہروں کا استعمال کیا جانے لگا۔تعلیم کے فروغ کے لئے کھولے جانے والے ان FM ریڈیو اسٹیشنوں کو ''گیان وانی'' کے نام سے موسوم کیا گیا۔

27 فروری 2002ء کو سیٹیلائٹ سروس کی شروعات کی گئی اور اس طرح آل انڈیا ریڈیو ڈیجیٹل دور میں داخل ہو گیا۔اس سروس کی مدد سے دنیا کے 18 ملکوں میں آل انڈیا ریڈیو کے پروگرام انتہائی صاف آواز میں سنے جانے لگے اور اس طرح

آل انڈیا ریڈیوایک عالمی ریڈیوچینل بن گیا۔اندازہ ہے کہ اس سروس کی وجہ سے آل انڈیا ریڈیو کے سامعین میں ایک ارب کا اضافہ ہوجائے گا جن میں امریکہ، یوروپ، مشرق وسطیٰ اور جنوبی ایشیا کے ممالک شامل ہیں۔ریڈیوایک بار پھر مقبولیت کی بلندیوں کو چھورہاہےاورایک بار پھر ہماری زندگی کا حصہ بنتا جارہاہے۔

ریڈیو براڈکاسٹنگ اوراردو

Radio Broadcasting and Urdu

آزادی سے قبل آل انڈیا ریڈیو کی پالیسی تھی کہ پروگرام ایسی زبان میں پیش کئے جائیں جوسنسکرت یا عربی وفارسی کے الفاظ سے بوجھل نہ ہواور جسے سمجھنے میں عوام کوکوئی دشواری نہ ہوتی ہو۔یہ وہی زبان تھی جسے اس زمانے میں ''ہندوستانی'' کہا جاتا تھا۔ یہ زبان ان دنوں پورے ہندوستان کی Lingua franca بنی ہوئی تھی۔

اپریل1940ء میں اسٹیشن ڈائرکٹروں کی ایک کانفرنس ہوئی جس کے ریزولیوشن کے مطابق آل انڈیا ریڈیو کی پالیسی یہ ہونی چاہئے کہ ہراسٹیشن سے براڈکاسٹ ہونے والے ڈرامے اپنے علاقے کی زبان کے آئینہ دار ہوں۔تقریروں اورخبروں میں اس بات کا خیال رکھا جائے کہ ان کی زبان زیادہ سے زیادہ لوگوں کی سمجھ میں آئے۔

3/ مارچ 1941ء کوتمام اسٹیشنوں کوایک نوٹ بھیجا گیا جس میں کہا گیا کہ ہندی اور اردو کے حلقوں میں جوشدید اختلافات ہیں ان کوکم کرنے کے لئے'ہندوستانی' زبان کواپنایا جائے تاکہ پروگراموں کوبیک وقت ہندی بھی کہا جاسکےاوراردوبھی۔

کچھ حلقوں کی طرف سے یہ مانگ بھی کی جارہی تھی کہ ہندوستانی بلیٹن کودوحصوں میں بانٹ دیا جائے: ہندی خبریں اور اردوخبریں۔ڈائرکٹوریٹ جنرل نے اس بات پرتوجہ دلائی کہ ایسا کیا گیا تو تفرقہ پیدا کرنے والی قوتوں کوشہہ ملے گی اور ہندوستان میں فرقہ واریت کو بڑھاوادینے والی قوتوں کی حوصلہ افزائی ہوگی۔

7/اگست1940ء کوچکرورتی راج گوپال اچاریہ نے اپنے ایک بیان میں کہا تھا:

> ''اگرآل انڈیا ریڈیو نے ہندوستانی بولنے کی کوشش چھوڑ دی اور ہندی اوراردو میں دوبلیٹن نشر کرنا شروع کئے تو یہ المیہ ہوگا۔''

آزادی سے قبل کے دنوں میں پوراہندوستان فرقہ واریت کی بھٹی میں سلگ رہا تھا۔ریڈیو کی ہندوستانی زبان کا جھکاؤ ان دنوں فارسی اورعربی کی جانب تھااور پریس میں اس کے خلاف مہم چل رہی تھی۔یہ سوال اٹھ رہے تھے کہ اردو پراگراموں کے لئے

سرکار کتنا روپیہ خرچ کررہی ہے۔ ہندی کے فنکاروں کو کتنا روپیہ دیا جارہا ہے۔

عبوری حکومت کے قیام کے بعد آل انڈیا ریڈیو سے اردو کو نکالنے کی سازشوں کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ آزادی کے بعد تو کھلم کھلا اردو کو ریڈیو سے نکال دیا گیا کیونکہ اب اسے پاکستان کی زبان کہا جانے لگا تھا۔ ہندی اب پہلے جیسی ہندی نہیں رہی اس کی جگہ سنسکرت ملی ہوئی 'شدھ ہندی' نے لے لی۔ اس میں چن چن کر تت سم شبد بھرے جانے لگے اور اس نے ایسی انتہائی صورت اختیار کرلی ریڈیو کی خبریں عام آدمی کے سر کے اوپر سے گزرنے لگیں۔ اردو کو آہستہ آہستہ بالکل کنارے لگا دیا گیا۔ آج زیادہ تر پروگراموں، خاص طور پر خبروں کی زبان ایسی ہوا کرتی ہے کہ عام لوگوں کے سر کے اوپر سے گزر جاتی ہے۔ ریڈیو کی ہندی بھلے ہی عوام کے پلے نہ پڑے لیکن ارباب اقتدار کو بس یہ ضد تھی کہ اردو کسی صورت ریڈیو پر سنائی نہیں دینی چاہئے اور یوں عوام کو کڑوی دوا کی طرح صبح شام 'شدھ ہندی' پلائی جاتی رہی۔

سردار ولبھ بھائی پٹیل سنسکرت ملی ہوئی شدھ ہندی کے سخت خلاف تھے۔ انہوں نے وزیر مملکت، اطلاعات ونشریات، آر۔ آر۔ دیواکر کے نام اپنے ایک خط میں لکھا تھا:

> ''ریڈیو کی زبان کو کٹر ہندی کے ادبی تصورات سے مختلف ہونا ہے۔ آل انڈیا ریڈیو ادبی کلب نہیں ہے اور نہ اسے کبھی یہ ہونا چاہئے۔ ایک بار اس قسم کا کوئی کلب بن گیا تو یہ 'خواص' کے لئے ہوجائے گا اور ایک قومی ادارے کی حیثیت سے اس کا وجود ختم ہوجائے گا۔ جو بھی آل انڈیا ریڈیو کا سربراہ ہو، ضروری ہے کہ اس کے ذہن اور نظر کی وسعت، زبان، ادب، لفظوں کے انتخاب، اظہار کے اسالیب کے تنگ دائروں کو رد کرے۔ بنیادی رویہ وسیع الخیالی کا ہو اور مقصد ایسے الفاظ کا انتخاب ہو جو سادہ بھی ہوں اور پروقار بھی، زبان عام فہم ہو، اسلوب اور طریقۂ اظہار اعلیٰ معیار کے ہوں۔'' [106]

کم وبیش یہی خواہش جواہر لال نہرو کی بھی تھی۔ لیکن ان دونوں حضرات کی ہدایات کے باوجود ریڈیو میں ہندی اور اردو کے درمیان دوری بڑھتی گئی، نتیجہ یہ ہوا کہ اردو کے پروگرام کم ہوتے چلے گئے اور ہندی تت سم کے زیادہ استعمال کی وجہ سے بوجھل اور ناقابل فہم ہوتی گئی۔

1962ء میں جب ڈاکٹر بی گوپال ریڈی اطلاعات ونشریات کے وزیر بنے تو انہوں نے ریڈیو کی زبان کو عام فہم بنانے اور شدھ ہندی کی جگہ ہندوستانی کے استعمال کی کوششیں کیں لیکن انہیں کچھ خاص کامیابی نہیں ملی۔

106۔ کمال احمد صدیقی، 'اردو ریڈیو اور ٹیلی ویژن میں'، قومی کونسل برائے فروغ زبان اردو، نئی دہلی: صفحہ: 280

اندر کمار گجرال کے دورِ وزارت میں مختلف ریڈیو اسٹیشنوں سے اردو میں زیادہ پروگرام نشر ہوئے اور اس سے بھی اہم کام یہ ہوا کہ اردو پروگراموں کے لئے یونین پبلک سروس کمیشن سے پروگرام افسروں کا انتخاب کرایا گیا۔ انہی کے دور میں ہندی خبروں اور پروگراموں میں تت سم الفاظ میں زبردست اضافہ ہوا اور ہندی خبروں اور سنسکرت خبروں میں کوئی فرق نہیں رہ گیا۔ اگر اس زمانے میں اردو پروگرام اور خبریں آسان زبان میں ہوتیں تو لوگ ہندی کو چھوڑ کر اردو کی طرف متوجہ ہو جاتے اور اس سے اردو کو بہت فائدہ پہونچتا۔ مگر اردو والے ہندی کی ضد میں اردو میں عربی فارسی کے ثقیل الفاظ بھر کر اسے اس قدر بوجھل بنا رہے تھے کہ عوام کے لئے اردو پروگرام بھی اتنے ہی مشکل بن گئے جتنے کہ ہندی پروگرام۔

ایمرجنسی نافذ ہونے کے تھوڑے ہی دنوں بعد اندر کمار گجرال کو انفارمیشن براڈ کاسٹنگ سے ہٹا کر ودّیا چرن شکلا کو قلمدان سونپا گیا۔ ان کے دور میں تو پروگراموں کا وہ حشر ہوا کہ لوگوں نے ریڈیو سننا چھوڑ دیا۔ جب خفیہ ایجنسیوں کے ذریعہ یہ خبر حکومت تک پہونچی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اردو پروگرام عوام میں مقبول ہیں تو حکومت کو فکر ہوئی کہ اردو پروگراموں میں اضافے کئے جائیں تاکہ حکومت کے پروپگنڈوں کی عوام تک ترسیل ہو سکے۔ چنانچہ 3/ستمبر 1976 کو ددیا چرن شکلا کی صدارت میں ایک میٹنگ ہوئی جس میں ہندوستان میں اردو کے عہد بہ عہد ارتقاء، ہندوستان اور پاکستان میں ادب اور ادب کی زبان، ریڈیو پروگراموں کی زبان وغیرہ پر غور کیا گیا اور رپورٹ وزارت کو بھیجی گئی لیکن جب تک حکومت غور کرتی، ایمرجنسی کے دن پورے ہوگئے اور انتخابات کا اعلان ہوگیا۔ حکومت بدل گئی۔ جنتا پارٹی کی قیادت میں حکومت قائم ہوئی اور لال کرشن ایڈوانی نے وزارت اطلاعات ونشریات کی ذمہ داری سنبھالی۔ انہوں نے اردو کی صورت حال کو جیسے کے تیسے برقرار رہنے دیا۔

1980ء میں اندرا گاندھی دوبارہ برسر اقتدار ہوئیں تو وسنت ساٹھے کو وزارت سونپی گئی۔ لیکن زبان کے معاملے میں کوئی نئی بات نہیں ہوئی۔ اس دور میں اتنا ہوا کہ وسنت ساٹھے نے ناگپور ریڈیو اسٹیشن سے ہفتہ وار آدھے گھنٹے کا اردو پروگرام شروع کروایا۔

ہندوستان میں اردو ریڈیو پروگرام کے سلسلے میں پہلی باقاعدہ کوشش غالبًا 22/فروری 1960ء کو کی گئی جب دہلی ریڈیو اسٹیشن سے ''اردو مجلس'' کی نام سے ایک پروگرام شروع کیا گیا۔ ہندوستان کی تاریخ میں اردو کے نام سے اور اردو والوں کے لئے مخصوص یہ اپنی نوعیت کا پہلا تجربہ تھا جو بعض وجوہات کی بنا پر ناکام ہوگیا۔

24؍اکتوبر 1965ء کو External Services Division سے روزانہ آدھے گھنٹے کی اردو سروس شروع کی گئی۔ مئی 1966ء میں اسے بڑھا کر روزانہ نو گھنٹے کی سروس میں تبدیل کر دیا گیا اور اسے All India Radio کی ''اردو سروس'' نام دیا گیا۔ آج یہ سروس روزانہ 24 گھنٹے اردو پروگرام نشر کرتی ہے۔ اس سروس کے روزانہ نشر کئے جانے والے پروگرام حسب ذیل ہیں (پروگراموں کی فہرست سے اس سروس کے معیار کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے) :

صبح گہی	30 Mins --- 5.45 - 6.15 AM
خبریں	10 Mins --- 6.15 - 6.25 AM
سازینہ (آرکسٹرا)	05 Mins --- 5.25 - 6.30 AM
شعرونغمہ (غزل وگیت)	30 Mins --- 6.30 - 7.00 AM
شامِ فروزاں، سازِ طرب، آج کی بات، تاریخ ساز	60 Mins --- 7.00 - 8.00 AM
سورج کے ساتھ ساتھ (SMS کے ذریعہ گانوں کی فرمائش)	120 Mins --- 8.00 - 10.00 AM
درمیان میں۔۔خبروں کا خلاصہ	03 Mins --- 9.30 - 9.33 AM
ایک فنکار کی غزلیں (درمیان میں صوفیانہ Talk)	30 Mins --- 10.00 - 10.30 AM
موسیقاروں کے انٹرویو	30 Mins --- 10.30 - 11.00 AM
سوموار: ایک شاعر منگل: فلمی لوک گیت بدھ: ایک موسیقار جمعرات: ایک اداکار جمعہ: ایک اداکارہ سنیچر: فلمی غزلیں اتوار: نئے گانے	30 Mins --- 11.00 - 11.30 AM
شمع فرازاں (فلمی نغمے)	30 Mins --- 11.30 - 12.00 Noon

کہکشاں (پرانی فلموں سے متعلق گفتگو) 12.00 - 12.30 PM --- 30 Mins

فلمی نغمے (درمیان میں ادبی گفتگو) 12.30 - 01.00 PM --- 30 Mins

نگری نگری پھرا مسافر
(مقامات سے متعلق گفتگو درمیان میں فلمی نغمے) 01.00 - 01.30 PM --- 30 Mins

آئینہ (ادبی میگزین) 01.30 - 02.00 PM --- 30 Mins

پروگراموں کا خلاصہ 02.00 - 02.02 PM --- 2 Mins

خبروں کا خلاصہ 02.02 - 02.07 PM --- 5 Mins

پہلا سوموار: فلمی قوالیاں
دوسرا اور چوتھا سوموار: میری نظر میں
تیسرا سوموار: فلمی غزلیں
پانچواں سوموار: تم نہ جانے کس جہاں میں کھو گئے
منگل: بھگتی رس
بدھ: بدلتے ساتھی 02.07 - 02.30 PM --- 23 Mins
جمعرات: دوگانے
پہلا جمعہ: بزم سخن [مشاعرہ] [ایک گھنٹے]
دوسرا اور چوتھا جمعہ: بدلتے ساتھی
تیسرا اور پانچواں جمعہ: خیال اپنا اپنا
سنیچر: ایک ہی فلم سے
اتوار: آپ کا خط ملا

پہلا اور تیسرا سوموار: غیر فلمی غزلیں
دوسرا اور چوتھا سوموار: ڈرامے
پانچواں سوموار: وطنی نغمے
منگل: نئی نسل نئی روشنی (نوجوانوں کے لئے پروگرام)
بدھ: بزم خواتین
پہلی جمعرات: دھوپ چھاؤں

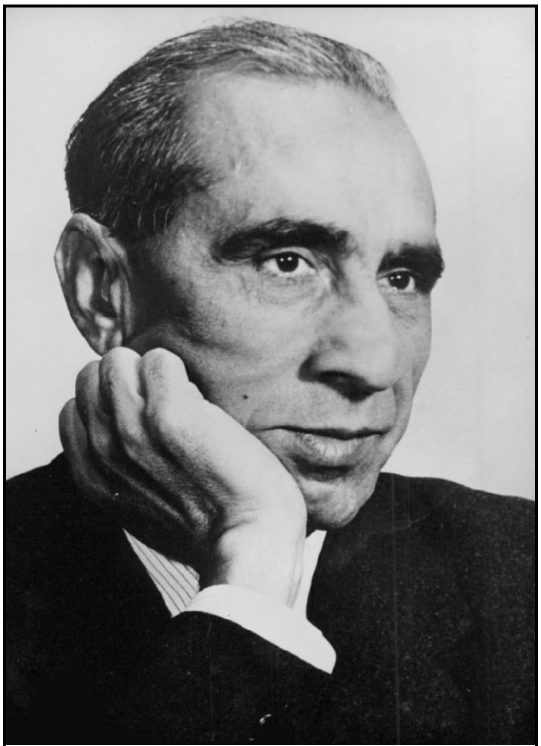
دوسری، چوتھی اور پانچویں جمعرات: حرفِ سخن تیسری جمعرات: ڈرامہ پہلا جمعہ: بزمِ سخن [مشاعرہ] [جاری] دوسرا اور چوتھا جمعہ: فلمی دنیا تیسرا اور پانچواں جمعہ: فیچر پروگرام سنیچر: بزم خواتین اتوار: فکروخیال	30 Mins --- 02.30 - 03.00 PM
سوموار: سازاورآواز منگل: ادبی نشست پہلا اور پانچواں بدھ : رنگارنگ دوسرا اور چوتھا بدھ: دھنک تیسرا بدھ: سُرسنگم پہلی اور پانچویں جمعرات: گیتوں بھری کہانی دوسری اور چوتھی جمعرات: راگ رنگ تیسری جمعرات: بازگشت پہلا، تیسرا اور پانچواں جمعہ: نگاہِ انتخاب دوسرا اور چوتھا جمعہ: پردۂ سیمیں سے (فلمی میگزین) سنیچر: پھر سنئے (روبرو پروگرام کا دوبارہ نشریہ) پہلا اور تیسرا اتوار: ساز پہیلی دوسرا چوتھا اور پانچواں اتوار: یادیں اور گیت	30 Mins --- 03.00 - 03.30 PM
قوالیاں (درمیان میں کلام شاعر)	30 Mins --- 03.30 - 04.00 PM
سوموار سے جمعہ (سرکاری چھٹیوں کو چھوڑ کر) جہاں نما اس کے بعد 'روبرو' عوامی شخصیات کے انٹرویو ڈرامے / ہوامحل / گفتگو / موسیقی سنیچر اور اتوار : منظر اور پس منظر	50 Mins --- 04.00 - 04.50 PM

خبریں	04.50 - 05.00 PM	10 Mins ---
سوموار اور جمعرات: دوگانے منگل اور جمعہ: لوک گیت بدھ اور سنیچر: بدلتے ساتھ اتوار: آؤ بچو	05.00 - 05.30 PM	30 Mins ---
سوموار : فلمی رغیر فلمی غزلیں منگل: بزم خواتین بدھ: نئی نسل نئی روشنی جمعرات: خلدِ بریں ارمانوں کی (ثقافتی پروگرام) جمعہ: مشاعرہ سنیچر: دھوپ چھاؤں اتوار: فکروخیال	05.30 - 06.00 PM	30 Mins ---
شام سہانی (SMS کے ذریعہ گانوں کی فرمائش)	06.00 - 08.00 PM	120 Mins ---
خبریں (اسٹوڈیو سے لائیو)	08.00 - 08.10 PM	10 Mins ---
سب رس	08.10 - 08.30 PM	20 Mins ---
کلاسیکی ر ہلکی کلاسیکی موسیقی	08.30 - 09.00 PM	30 Mins ---
محفل (گفتگو رڈراما رخصوصی پروگرام)	09.00 - 09.45 PM	30 Mins ---
خبریں	09.45 - 09.55 PM	10 Mins ---
آج کی بات	09.55 - 10.00 PM	05 Mins ---
سوموار: مشاعرہ منگل: محفل (ایک ہی فنکار کی دھن رگیت رکلام) بدھ : گانوں پر مشتمل خصوصی فیچر ر ڈاکومنٹری فیچر) ر'وہ آئے بزم میں' اہم شخصیات کے انٹرویوز جمعرات: فلمی دنیا (ممبئی وودھ بھارتی کا مرتب کیا ہوا پروگرام) جمعہ : ڈراما ر ممبئی سے فلمی شخصیات کا انٹرویو سنیچر: ایوارڈیافتہ پروگرام اتوار: ڈراما	10.00 - 11.00 PM	60 Min ---

خبروں کا خلاصہ / تعمیل ارشاد	60 Mins ---	11.00 - 12.00 Midnight
قوالیاں	30 Mins ---	12.00 - 12.30 AM
آخر شب	30 Mins ---	12.30 - 01.00 AM
'آبشار' (نن اسٹاپ غزلیں)	60 Mins ---	01.00 - 02.00 AM
سُر جھنکار	15 Mins ---	02.00 - 02.15 AM
رنگ ترنگ	15 Mins ---	02.15 - 02.30 AM
خبریں	10 Mins ---	02.30 - 02.40 AM
فلمی نغمے (نن اسٹاپ)	35 Mins ---	02.40 - 03.15 AM
بھولے بسرے گیت (نن اسٹاپ)	30 Mins ---	03.15 - 03.45 AM
خبروں کا خلاصہ	05 Mins ---	03.45 - 03.50 AM
بھولے بسرے گیت (نن اسٹاپ)	30 Mins ---	03.50 - 04.20 AM
سوموار، منگل، بدھ: کلاسیکی موسیقی جمعرات، جمعہ، سنیچر، اتوار: ہلکی کلاسیکی موسیقی	30 Mins ---	04.20 - 04.50 AM
بدھ سے سوموار: ایک فنکار (غیر فلمی غزلیں) منگل: بھگتی سنگیت	30 Mins ---	04.20 - 04.50 AM
فلمی گیت (نن سٹاپ)	30 Mins ---	04.50 - 05.15 AM
حمد و نعت (نن سٹاپ)	30 Mins ---	05.15 - 05.45 AM

اردو کے لئے آل انڈیا ریڈیو کا یہ مخصوص چینل تو ہے ہی، اس کے علاوہ بھی وِودھ بھارتی اور دیگر ایف ایم چینلوں پر بھی اکثر و بیشتر اردو سنائی دیا کرتی ہے۔

فلمی پروگراموں اور گانوں کی زبان اردو ہوا کرتی ہے۔ غزل ایک ایسی صنف ہے جو ہندی والوں کے دلوں میں بھی جگہ بنا چکی ہے۔ غزلوں کے پروگراموں کی زبان بھی اردو ہی ہوتی ہے۔ ڈراموں میں کردار اپنی زبان بولتے ہیں۔ اس لئے ہر ڈرامہ اردو بھی ہوتا ہے اور ہندی بھی۔ وودھ بھارتی سے نشر ہونے والا مقبول عام پروگرام ''ہوامحل'' اس کی اچھی مثال ہے۔ اسٹوڈیو سے باہر ریکارڈ کئے جانے والے تمام پروگرام عام بول چال کی زبان میں ہوتے ہیں۔ ایف۔ ایم چینلوں کے Interactive پروگرام


احمد شاہ بخاری (پطرس بخاری)

جن میں سامع ٹیلیفون پر اناؤنسر کے ساتھ بات چیت کرتا ہے ،عام زبان میں ہی ہوتے ہیں ۔یہ سب اردو ہی تو ہیں۔ 'ہندوستانی' زبان کا اردو روپ۔

آل انڈیا ریڈیو ابتداء ہی سے ادباء وشعراء کا گہوارا رہا ہے۔کئی نامور ادیب وشاعر آل انڈیا ریڈیو سے وابستہ رہے اور انہوں نے اردو کے بڑے ہی کامیاب اور مقبول عام پروگرام پیش کئے۔ان میں سب سے پہلا نام احمد شاہ بخاری کا ہے جو ادبی دنیا میں پطرس بخاری کے نام سے مشہور ہیں۔احمد شاہ بخاری 8/ جون 1936 ء کو آل انڈیا ریڈیو کے پہلے ہندوستانی ڈائرکٹر جنرل مقرر ہوئے اور تقسیم ہند تک اس عہدے پر فائز رہے۔تقسیم ہند کے بعد وہ پاکستان چلے گئے۔احمد شاہ بخاری نے بہت سارے ادبا وشعراء کو ریڈیو سے منسلک کئے رکھا۔آزادی کے بعد اس روایت کو آل انڈیا ریڈیو کے ڈائرکٹر جنرل جگدیش چندر ماتھر نے قائم رکھا۔انہوں نے پروگرام پیش کرنے کے لئے مقتدر ادیبوں اور شاعروں کو بطور پروڈیوسر ملازم رکھا۔اس سے ایک طرف تو شعراء وادباء کو آمدنی کا ذریعہ ہاتھ آیا تو دوسری طرف انہیں اپنے ادب کی اشاعت کے لئے ایک بہترین پلیٹ فارم ہاتھ آ گیا۔

اردو کے وہ شعراء وادباء جو آل انڈیا ریڈیو سے کسی نہ کسی طور پر وابستہ رہے اور بعض اب بھی ہیں،ان میں سعادت حسین منٹو، کرشن چندر، راجندر سنگھ بیدی، ن۔م۔راشد، تابش دہلوی، اختر الایمان، میرا جی، مختار صدیقی،شوکت تھانوی، عشرت رحمانی،مسعود حسین خاں، اوپندر ناتھ اشکؔ، وشوا متر عادل، غلام عباس، پریم ناتھ در، جوش ملیح آبادی، ساغر نظامی، سہیل عظیم آبادی، کمال احمد صدیقی، روش صدیقی،محمود ہاشمی، رفعت سروش، سلام مچھلی شہری، زبیر رضوی، انیس رفیع،شمیم فاروقی،کمال جعفری، انجم عثمانی، انیس اعظمی،عبید صدیقی،شگفتہ یاسمین، شمیم حنفی، طارق چھتاری،نعمان شوق اور معید رشیدی وغیرہ کے نام لئے جاسکتے ہیں۔

اردو کے چند شعراء وادباء جو آل انڈیا ریڈیو سے وابستہ رہے


رفعت سروش


ن۔م۔راشد


کرشن چندر


سعادت حسین منٹو

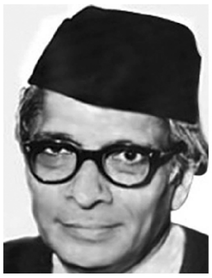

شوکت تھانوی

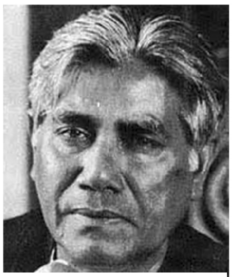

ساغر نظامی


انیس اعظمی


راجندر سنگھ بیدی

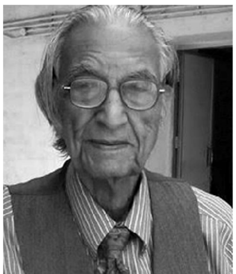

سہیل عظیم آبادی

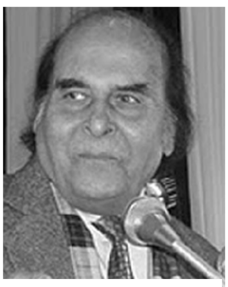

اوپندر ناتھ اشک


اختر الایمان


سلام مچھلی شہری


معید رشیدی


کمال احمد صدیقی


زبیر رضوی


انیس رفیع

ہندوستانی ریڈیو اسٹیشنوں سے نشر ہونے والے اردو پروگرام:

ہندوستان کے مختلف ریڈیو اسٹیشنوں سے نشر ہونے والے اردو پروگراموں کی فہرست درج ذیل ہے۔اس فہرست سے اس بات کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ آل انڈیا ریڈیو میں اردو کی کیا حیثیت ہے اور اردو کے پروگرام کس قدر کم ہیں۔بس ''دل کے بہلانے کو غالبؔ یہ خیال اچھا ہے'' والا معاملہ ہے:

Aurangabad	Daily	30 Minutes
Allahabad	Twice a month	20 Minutes (Each)
Ahmadabad	Weekly	30 Minutes
Bombay	Daily	30 Minutes
Bhopal	Twice a week	30 Minutes (Each)
Bangalore	Weekly	30 Minutes
Bhadravati	Weekly	30 Minutes
Bikaner	Weekly	30 Minutes
Kolkata [Anjuman]	Weekly	30 Minutes
Delhi [Urdu Majlis]	Daily	40 Minutes
Darbhanga	Daily	55 Minutes
Dharwad	Weekly	30 Minutes
Gorakhpur	Twice a week	50 Minutes (Each)
Gulbarga	Weekly	30 Minutes
Hyderabad	Daily	2 Hours
Indore	Twice a week	30 Minutes (Each)
Jammu	Weekly	15 Minutes
Jalandhar	Weekly	30 Minutes
Jalgaon	Monthly	30 Minutes
Jaipur	Weekly	30 Minutes
Jodhpur	Weekly	30 Minutes

Lucknow	Daily	20 Minutes
Leh	Weekly	10 Minutes
Mysore	Weekly	30 Minutes
Nagpur	Weekly	30 Minutes
Patna [Kahkashan]	Daily	55 Minutes
Ratnagiri	Monthly	30 Minutes
Rampur	Daily	20 Minutes
Ranchi	Weekly	15 Minutes
Rohtak	Monthly	25 Minutes
Simla	Monthly	14 Minutes
Srinagar	Monthly	32 Minutes
Udaipur	Weekly	30 Minutes
Vijaywada	Weekly	14 Minutes
National Channel	Daily	25 Minutes

ریڈیو اسٹیشن جو دلی سے نشر کی جانے والی مرکزی اردو خبروں کو ریلے کرتے ہیں:

Delhi [Originated]	10 Minutes	3 times
Hyderabad	10 Minutes	3 times
Lucknow	10 Minutes	2 times
Varanasi	10 Minutes	2 times
Rampur	10 Minutes	2 times
Allahabad	10 Minutes	2 times
Gorakhpur	10 Minutes	2 times
Patna	10 Minutes	2 times
Bhagalpur	10 Minutes	2 times
Darbhanga	10 Minutes	2 times

Jalandhar	10 Minutes	2 times
Srinagar	10 Minutes	2 times
Jammu	10 Minutes	2 times
Leh	10 Minutes	2 times
Aurangabad	10 Minutes	2 times
Parbhani	10 Minutes	2 times
Ranchi	10 Minutes	Once
Bhopal	10 Minutes	Once
Simla	10 Minutes	Once

ریڈیو اسٹیشن جو اردو میں علاقائی خبریں نشر کرتے ہیں:

Srinagar	5 Minutes	Twice
	10 Minutes	Once
	30 Minutes	[Slow speed bulletin]
Lucknow	5 Minutes	Once
	10 Minutes	Once
Hyderabad	10 Minutes	Once
Aurangabad	15 Minutes	Once
Patna	5 Minutes	Once

وہ اسٹیشن جو علاقائی نیوز بلیٹن ریلے کرتے ہیں:

Leh [From Srinagar]	10 Minutes	Once
Jammu [From Srinagar]	10 Minutes	Once
Rampur [From Luknow]	5 Minutes	Once
Varanasi [From Luknow]	5 Minutes	Once

آل انڈیا ریڈیو اردو سروس سے نشر ہونے والے اردو نیوز بلیٹن:

06.15 - 06.25 AM	5 Minutes
09.30 - 09.32 AM	2 Minutes
02.02 - 02.07 PM	5 Minutes
04.50 - 05.00 PM	10 Minutes
08.00 - 08.10 PM	10 Minutes
09.45 - 09.55 PM	10 Minutes
11.00 - 11.05 PM	5 Minutes
12.00 - 12.05 AM	5 Minutes

پاکستان میں قائم ریڈیو اسٹیشن

ہندوستان کے باہر دوسرے ممالک میں بھی اردو ریڈیو اسٹیشن قائم ہیں۔ظاہر ہے ان میں سب سے اہم ملک پاکستان ہے کیونکہ وہاں کی قومی زبان اردو ہے۔آزادی کے بعد پاکستان کے حصے میں تین ریڈیو اسٹیشن آئے۔

(۱) ڈھاکہ (۲) لاہور اور (۳) پشاور

آئندہ برسوں میں پاکستان کے مختلف شہروں میں نئے نئے ریڈیو اسٹیشن قائم ہوئے جیسے کراچی، راولپنڈی، حیدرآباد، کوئٹہ، اسلام آباد، بہاول پور، خیر پور، ملتان وغیرہ۔ 1977ء تک پاکستان کے دور دراز علاقوں میں بھی ریڈیو اسٹیشن قائم کردئے گئے جیسے فیصل آباد، گلگٹ، ڈیرہ اسمٰعیل، تربت وغیرہ۔

1998ء میں FM 101 کے نام سے اسلام آباد، لاہور اور کراچی میں ایف ایم ریڈیو سروس کی شروعات کی گئی۔آج FM 101 پاکستان کے نو شہروں میں سنا جاتا ہے اور وہاں کا سب سے بڑا نیٹ ورک ہے۔

2008ء میں ریڈیو پاکستان نے National Broadcasting Service (NBS) کے نام سے ایک قومی چینل شروع کیا۔فروری 2009ء میں پاکستان براڈکاسٹنگ کارپوریشن نے ایک نیا ایف ایم نیٹ ورک لانچ کیا جسے FM 93 نام دیا گیا۔

اس نیٹ ورک کے تحت پورے پاکستان میں 22 ایف ایم ریڈیو اسٹیشن ہیں: گلگت ،مظفر آباد، میر پور، ایبٹ آباد، چترال، بنّو، کوہاٹ، ڈیرہ اسمٰعیل خاں، سرگودھا، میاں والی، فیصل آباد، لاہور، ملتان، لڑکانہ، خیر پور، بھٹ شاہ، حیدرآباد، مٹھی، کراچی اور گوادر۔ ایف ایم ریڈیو کا ایک اور نیٹ ورک 94 FM ہے جس کے اسٹیشن اسلام آباد، کراچی اور لاہور میں ہیں۔[107][108]

مجموعی طور پر پاکستان براڈ کاسٹنگ کارپوریشن کے تحت 23 میڈیم ویو، 7 شارٹ ویو اور 34 ایف ایم ریڈیو اسٹیشن چلائے جاتے ہیں۔[109]

''ریڈیو پاکستان'' پاکستان براڈ کاسٹنگ کارپوریشن کا عالمی ریڈیو ہے۔ یہ ریڈیو اسٹیشن 34 زبانوں میں پروگرام نشر کرتا ہے جن میں اردو، پنجابی، سندھی، بلوچی، سرائکی، پشتو، کشمیری، گوجری، پہاڑی، ہزارگی، انگلش، چائنیز، ہندی، گجراتی، تامل، سنہالی، روسی، ترکی، فارسی، عربی اور بنگلہ وغیرہ زبانیں شامل ہیں۔[107]

اندرون ملک سنے جانے والے پاکستانی ریڈیو پروگراموں کا ایک بڑا حصہ اردو پر مشتمل ہوتا ہے لیکن اس کے علاوہ سندھی، بلوچی، کشمیری، پنجابی، سرائیکی، پشتو اور دیگر علاقائی زبانوں کے پروگرام بھی شامل ہوتے ہیں۔

حکومت پاکستان نے پرائیوٹ ایف ایم چینلوں کو بھی لائسنس دیئے ہیں اور آج پاکستان میں بہت سارے ایف ایم ریڈیو اسٹیشن ہر شہر، ہر علاقے میں سنے جاتے ہیں۔ 2011ء کی رپورٹ کے مطابق پاکستان میں 106 پرویئوٹ ریڈیو اسٹیشن قائم تھے۔ ظاہر ہے اب تک اس تعداد میں اضافہ ہی ہوا ہوگا۔[109]

ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

HOT FM 105، AWAZ 105 FM، FM 100، City FM 98، Radio FM 91، FM 96 Sunrise Pakistan، HUM FM 106.2، Humara FM90، Josh، FM 99، Power Radio FM99، Mast FM103، Apna Karachi 107، Radioactive 96 FM، Ewaz FM، DIL FM، Radio Shine، SAMAA FM اور Power Radio 99 وغیرہ۔

107. https://en.wikipedia.org/wiki/Pakistan_Broadcasting_Corporation
108. https://en.wikipedia.org/wiki/List_of_radio_channels_in_Pakistan
109. https://www.internews.org/sites/default/files/resources/InfoasAid_Pakistan_MediaGuide.pdf

دیگر غیر ممالک کے اردو ریڈیو اسٹیشن

ہندوستان اور پاکستان کے بعد اردو پروگراموں کے لئے سب سے پہلا نام آتا ہے برطانیہ کی برٹش براڈ کاسٹنگ کارپوریشن (BBC) کی اردو سروس کا جسے ہندوستان اور پاکستان میں بڑے شوق سے سنا جاتا ہے۔ BBC Urdu کی سب سے اہم نشریہ اس کی خبریں ہیں۔خبروں کے علاوہ اس میں ثقافتی اور ادبی پروگرام بھی پیش کئے جاتے ہیں۔اس کے پروگرام لندن کے Broadcasting House اور اسلام آباد کے BBC Bureau میں تیار کئے جاتے ہیں اور شارٹ ویو پر روزانہ دو گھنٹے کے اردو پروگرام نشر کئے جاتے ہیں۔لیکن پاکستانی سامعین کی ایک بڑی تعداد مختلف ایف ایم چینلوں کے ذریعہ ان پروگراموں کے Repeat broadcast سنتے ہیں جو مختلف اوقات میں نشر کئے جاتے ہیں۔

BBC کے پروگرام روزانہ تین وقت نشر کئے جاتے ہیں:

صبح کے ساڑھے چھ بجے آدھے گھنٹے کا خبر نامہ: ''جہاں نما''

رات کو آٹھ بجے ایک گھنٹے کا ملکی، غیر ملکی خبروں پر مشتمل پروگرام: ''سیر بین''

رات کے ساڑھے گیارہ بجے پورے دن کی خبروں کا خلاصہ، آدھے گھنٹے کا پروگرام: ''شب نامہ''

ان کے علاوہ BBC Urdu کے چند ہفتہ وار میگزین پروگرام بھی ہوتے ہیں جن میں کھیل، ثقافت، سائنس اور معاشیات سے متعلق بات پروگرام شامل ہوتے ہیں۔

حکومت امریکہ کا ریڈیو اسٹیشن Voice of America بھی اردو میں پروگرام پیش کرتا ہے۔اردو زبان میں اس ریڈیو کا نام Radio Aap ki Dunyaa ہے۔ VOA ایف ایم شام سات بجے سے صبح سات بجے تک پوری رات روزانہ 12 گھنٹے پروگرام پیش کرتا ہے جس کے لئے یہ پاکستان براڈ کاسٹنگ کارپوریشن کی مدد لیتا ہے۔اس کے علاوہ میڈیم ویو 972 kHz پر اور شارٹ ویو 1539 KHz پر بھی روزانہ دو گھنٹے کا پروگرام پیش کرتا ہے۔ Radio Aap ki Dunyaa کے پروگراموں میں خبریں، ہندوستانی، پاکستانی اور مغربی میوزک اور فون اِن پروگرام شامل ہیں۔

Radio Deutsche Welle جرمن عالمی ریڈیو اسٹیشن ہے جو 5275 15595 اور 17860 kHz پر کیگالی، سنگاپور اور متحدہ عرب امارات میں واقع اسٹیشنوں سے روزانہ دن میں ڈھائی سے تین بجے تک اردو پروگرام پیش کرتا ہے۔

اس کے علاوہ پاکستان کے کئی ایف ایم چینل بھی دن کے مختلف اوقات میں Radio Deutsche Welle کے پروگرام نشر کرتے ہیں۔

یہ روس کا عالمی ریڈیو اسٹیشن ہے۔ پہلے اس کا نام Voice of Russia (صدائے روس) تھا جسے حال ہی میں تبدیل کر کے ریڈیو اسپوتنک کر دیا گیا ہے اور اب اسے مکمل طور پر انٹرنیٹ ریڈیو کی شکل دے دی گئی ہے۔ سیٹیلائٹ سے نشر ہونے والے ریڈیو اسپوتنک کے پروگرام پاکستان میں شام سات بجے سے آٹھ بجے تک اور ہندوستان میں ساڑھے سات بجے سے ساڑھے آٹھ بجے تک 3743 میگا ہرز فریکوئنسی پر سنے جا سکتے ہیں۔

انٹرنیٹ پر ونڈوز میڈیا پلیئر، آئی فون، وِن ایمپ یا وی ایل سی کی مدد سے پروگرام سنے جا سکتے ہیں۔

حکومت چین کے چائنا انٹرنیشنل ریڈیو CRI کے اردو سروس یکم اگست 1966ء کو ہوا تھا۔ یہ ریڈیو پاکستان، انڈیا، بنگلہ دیش اور دیگر جنوبی ایشائی ملکوں میں بے حد مقبول ہے۔ اس کے پروگرام خبروں اور دیگر معلوماتی پرگراموں پر مشتمل ہوتے ہیں مثلاً:

پیر کو: یہ ہے چین

منگل کو: روزمرہ انسائکلو پیڈیا

بدھ کو: ہم اور آپ ایک ساتھ

جمعرات کو: عکس نو

جمعہ کو: ہم سفر

سنیچر کو: سب رنگ

اتوار کو: شعر و سخن



Urdu radio Kuwait (URK) کویت کا عالمی اردوریڈیواسٹیشن ہے جسے FM بینڈ 93.3 میگا ہرٹز پراور میڈیم ویو 963 کیلو ہرٹز پرسنا جا سکتا ہے۔جنوب مشرقی اور جنوبی ایشیا، بنگلہ دیش، ہندوستان اور پاکستان کے سامعین شارٹ ویو پر 15,540 کیلو ہرٹز پرسن سکتے ہیں۔

یہ ریڈیو جاپان کی اردوسروس ہے جسے ہندوستان میں شارٹ ویو 13870 کیلو ہرٹز پررات 8بج کر45منٹ سے ساڑھے نو بجے تک اورمیڈیم ویو927 کیلو ہرٹز پررات ساڑھے دس بجے سے سوا گیارہ بجے تک سنا جا سکتا ہے۔اس کے علاوہ سیٹیلائٹ ریڈیو سروس سے بھی روزانہ مختلف اوقات میں پروگرام نشر ہوتے رہتے ہیں۔پروگرام زیادہ تر خبروں، حالات حاضرہ اورجاپان سے متعلق دیگر معلومات پر مشتمل ہوتے ہیں۔

صبح میں ریڈیو تہران کی اردونشریات شارٹ ویو میں 41 میٹر بینڈ مطابق 7360 کلو ہرٹز، 49 میٹر بینڈ مطابق 6100 اور 6140 کلو ہرٹز، میڈیم ویو میں 765اور 1098 کلو ہرٹزاور مقامی سامعین 99اعشاریہ 5میگا ہرٹز ایف ایم پرسنی جا سکتی ہیں۔ شام کی نشریات شارٹ ویو میں 25 میٹر بینڈ مطابق 11675اور 11730 کلو ہرٹز 31 میٹر بینڈ مطابق 9715 کلو ہرٹزاورمیڈیم ویو میں 765 کلو ہرٹز پراور رات کی نشریاتشارٹ ویو میں 49 میٹر بینڈ مطابق 5965 کلو ہرٹزاورمیڈیم ویو میں 765اور 1098 کلو ہرٹز پرسنی جا سکتی ہے۔

غیرممالک میں واقع دیگراردوریڈیواسٹیشن:

دوحہ، قطرکا QMC Qatar Radio - Urdu، اسٹریلیاکا SBS Radio - Urdu، جدّہ،سعودی عرب کا Radio Saudi Arab Urdu، کینیڈاکا CINA Radio، ساؤتھ افریقہ کا Sirius FM ماریشش کا Radio Mauritius - Bazm-e-Urdu وغیرہ۔

ان کے علاوہ مختلف ممالک کے بیسوں اسلامی ریڈیواسٹیشن بھی موجود ہیں جن کا مقصداسلام کی تبلیغ ہے۔

ٹیلی ویژن: ترسیل کی ایک نئی جہت

TELEVISION : *A new dimension in communication*

ٹیلی ویژن بیسویں صدی کی اہم ترین ایجادات میں سے ایک ہے۔ ریڈیو تو ہمیں فقط دور دراز کی آوازیں ہی سنواتا ہے جب کہ ٹیلی ویژن یا مختصراً TV آوازوں کے ساتھ ساتھ چلتی پھرتی تصویریں بھی دکھلاتا ہے۔ لفظ Television یونانی لفظ Tele اور لاطینی لفظ Vision سے مل کر بنا ہے جس کے لغوی معنیٰ ''دور تک دیکھنا'' ہیں۔ اس کی مدد سے ایک مقام پر ہونے والے واقعات کو دور کسی دوسرے مقام پر بیٹھ کر دیکھا جا سکتا ہے۔

TV کیمرے کی مدد سے کسی مقام پر رونما ہونے والے واقعات کی تصویریں لی جاتی ہیں اور انہیں برقناطیسی لہروں (Elecromagnetic waves) میں تبدیل کر کے براڈ کاسٹ کر دیا جاتا ہے۔ TV سیٹ کا اینٹینا ان لہروں کو موصول کر کے ٹی وی سیٹ تک پہونچاتا ہے جہاں انہیں پھر سے تصویروں اور آوازوں میں تبدیل کر کے اسکرین پر پیش کر دیا جاتا ہے۔

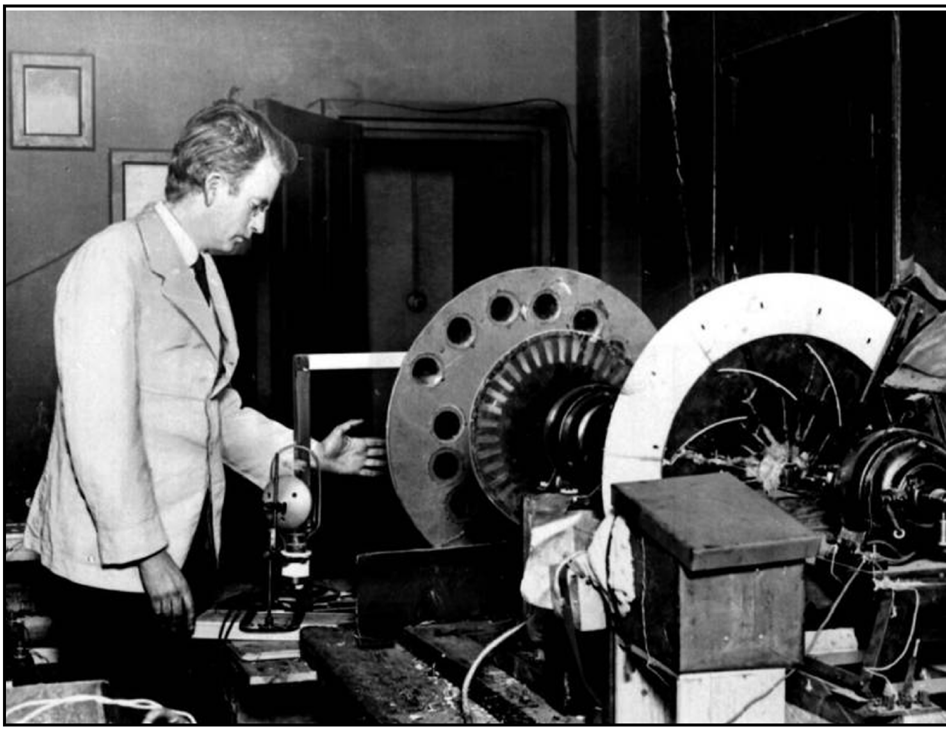
ٹیلی ویژن کی مختصر تاریخ

Brief history of television

ٹیلی ویژن کو کسی ایک شخص کی ایجاد نہیں کہا جا سکتا۔ متعدد لوگوں نے اس کے ارتقاء کے سلسلے میں کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں۔ 1877ء میں سب سے پہلے George Carey نے ایک نقشے کی مدد سے ٹی وی کا تصور پیش کیا تھا اور اسے Selenium camera نام دیا تھا۔ 1884ء میں جرمن موجد Paul Nipkow نے Nipkow Disk نامی ایک میکانیکی آلہ بنایا جس میں ایک تیزی میں گردش کرتی ہوئی پلیٹ کی مدد سے تصویر کو اسکین کر کے تار کی مدد سے ایک جگہ سے دوسری جگہ بھیجا جاتا تھا۔

Paul Nipkow کی ایجاد کو بنیاد بنا کر امریکہ میں Charles Francis Jenkins نے اور انگلینڈ میں John Logie Baird نے تجربات کئے۔ 1922ء میں Jenkins ایک میکانیکی ٹیلی ویژن بنایا جسے اس نے Radiovisor نام دیا اور اس کی مدد سے ایک جامد تصویر کو براڈ کاسٹ کرنے میں کامیابی حاصل کر لی۔ 1923ء میں Jenkins نے حرکت کرتے ہوئے تصویری خاکوں (Moving silhouette pictures) کو براڈ کاسٹ کیا۔

لیکن اصل کامیابی John Logie Baird کے حصے میں آئی جس نے اپنے بنائے ہوئے میکانیکل ٹیلی ویژن کی مدد



جان بائرڈ اپنے پہلے میکانیکل ٹیلی ویژن کے ساتھ



ٹیلی ویژن پر نظر آنے والا پہلا انسانی چہرہ

سے انسانی چہرے کا پہلا Live broadcast کیا۔ اپنی اسی کامیابی کی وجہ سے Baird کو ٹیلی ویژن کا موجد مانا جاتا ہے۔ Baird نے اپنے آلے کا نام Televisor رکھا تھا (ٹیلی ویژن نام بعد میں پڑا)۔[110][111]

1927ء میں جان بائرڈ ٹیلی فون کے تار کی مدد سے تصویروں کو لندن سے 556 کیلو میٹر دور گلاسگو بھیجنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس نے Baird Television Development Company (BTDC) نامی کمپنی کی بنیاد رکھی۔ 1928ء میں اس نے سمندری کیبل کی مدد سے تصویروں کو لندن سے امریکہ تک پہونچانے میں کامیابی حاصل کر لی۔

اسی دوران Cathode ray tube کی ایجاد ہو چکی تھی اور اب میکانیکل ٹیلی ویژن کی جگہ پورے طور پر الیکٹرانک ٹیلی ویژن بنانے کے تجربات بھی جاری تھے۔ آخر کار

110. http://courses.washington.edu/pioneers/tv.html

111. http://www.britannica.com/technology/television-technology/Electronic-systems

لوگ دنیا کا پہلا تجرباتی ٹیلی ویژن براڈ کاسٹ دیکھتے ہوئے

1927 ء میں Philo Farnsworth نامی نوجوان موجد نے دنیا کا پہلا مکمل طور پر الیکٹرانک ٹیلی ویژن ایجاد کر کے دنیا کو حیرت میں ڈال دیا۔ میکانیکل ٹیلی ویژن بہت کم ریزولیوشن والے ہوتے تھے اور ان کی تصویریں تھرتھراتی رہتی تھیں جبکہ الیکٹرانک ٹیلی ویژن کی تصویریں کافی بہتر ریزولیوشن والی ہوتی تھیں اور ان میں تھرتھراہٹ بھی نہیں ہوتی تھی۔ 1939ء تک میکانیکل ٹی وی کا مکمل طور پر خاتمہ ہو گیا لیکن اس سے قبل کے کچھ برسوں تک میکانیکل اور الیکٹرانک دونوں ہی طرح کے ٹیلی ویژن بازار میں دستیاب تھے۔[112]



Philo Farnsworth اپنے الیکٹرانک ٹیلی ویژن کے ساتھ

اب باری تھی رنگین ٹیلی ویژن کی۔ رنگین ٹیلی ویژن کا تصور بھی کوئی نیا نہیں تھا۔ کئی سائنسداں یہ خیال پیش کر چکے تھے کہ تین بنیادی رنگوں یعنی سرخ، سبز اور نیلے رنگوں کو استعمال کر کے رنگین تصاویر ٹیلی ویژن کے ذریعہ بھیجی جا سکتی ہیں۔ اس سلسلے میں متعدد تجربات کئے گئے۔ لیکن سب سے پہلے کامیاب رنگین ٹیلی ویژن کی ایجاد کا سہرا ایک بار پھر John Logie Baird کے سر



1930ء کا میکانیکل ٹیلی ویژن



1939ء کا الیکٹرانک ٹیلی ویژن

112. http://www.juliantrubin.com/bigten/baird_nipkow_television.html

بندھا۔3 / جولائی 1928ء کو اس نے اپنے بنائے رنگین ٹیلی ویژن کی عوامی طور پر نمائش کی۔اس ٹیلی ویژن میں اس نے Nipkow Disk کا استعمال کیا تھا۔1940ء میں Peter Goldmark نے الیکٹرانک رنگین ٹیلی ویژن ایجاد کیا جس کی پکچر کوالیٹی بہت اچھی تھی۔

یہ شروعات تھی۔آگے چل کر ٹیلی ویژن کی دنیا میں بہت سارے انقلابات آئے۔پرانے زمانے میں ٹیلی ویژن کے اسکرین نہایت ہی چھوٹے ہوا کرتے تھے (آج کے اسمارٹ فون کی اسکرین کے برابر) لیکن جلد ہی بڑے اسکرین والے ٹی وی بننے شروع ہو گئے۔اس کے ساتھ ہی ٹی وی کی ٹکنالوجی میں نت نئی ایجاد کی گئیں۔آج ہمارے دور میں وہی میکانیکل ٹیلی ویژن ارتقاء کے منازل طے کر کے جدید LED ٹیلی ویژن، ڈیجیٹل ٹیلی ویژن، 3D ٹیلی ویژن وغیرہ کی شکل اختیار کر چکا ہے۔

ریڈیو کی زبردست کامیابی نے براڈ کاسٹ کمپنیوں کو ٹیلی ویژن کی طرف متوجہ کر دیا تھا اور 1930ء سے ہی کئی کمپنیاں ٹیلیویژن کو عوامی طور پر لانچ کرنے کی تیاریوں میں لگی ہوئی تھیں۔1935ء میں سب سے پہلے BBC نے لندن میں روزانہ چند گھنٹوں کی تجرباتی براڈ کاسٹنگ شروع کر دی تھی۔1936ء میں Radio Corporation of America (RCA) نے نیویارک شہر کے 150 گھروں میں تجرباتی طور پر TV ریسیور لگوائے اور ان گھروں کے لئے پروگرام نشر کیا جانے لگا۔1939ء میں RCA نے باقاعدہ طور پر ٹیلیویژن کو نیویارک عالمی میلے میں امریکی عوام کے سامنے پیش کیا جس میں امریکی صدر روز ویلٹ کی افتتاحی تقریر براڈ کاسٹ کی گئی۔(ٹیلی ویژن براڈ کاسٹ کے لئے اکثر ٹیلی کاسٹ (Telecast) کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے)۔

1941ء میں جب امریکہ جنگ عظیم میں کود پڑا تو اس کی ٹیلی ویژن سے متعلق ترقیات تھم سی گئیں۔لیکن لڑائی ختم ہونے کے بعد ایک بار پھر ٹیلی ویژن براڈ کاسٹنگ ارتقاء کی ایک نئی راہ پر چل پڑی۔1945ء میں امریکہ کی چار کمپنیوں نے نیٹ ورک براڈ کاسٹنگ شروع کر دی (نیٹ ورک براڈ کاسٹنگ یعنی کسی پروگرام کو بہت سارے علاقائی اسٹیشنوں کا ایک ساتھ ریلے کرنا تا کہ وہ پروگرام دور دور تک پہونچ سکے)۔

National Broadcasting Company (NBC)، CBS Corporation، ABC Inc. اور DuMont Network نے امریکہ اپنے نیٹ ورک قائم کئے۔1980 کے عشرے میں اور بھی کئی بڑی کمپنیوں نے امریکی ٹیلی ویژن نیٹ ورک کی دنیا میں قدم رکھا جیسے Fox television network، UPN اور Warner Bros. وغیرہ۔

ابتدا میں ٹیلی ویژن کی نشریات تجرباتی نوعیت کی تھیں لیکن 1951ء تک امریکہ میں ٹیلی ویژن نے کافی ترقی کر


ایک امریکی خاندان ٹیلی ویژن دیکھتے ہوئے (1950ء کی تصویر)

لی۔اسی دوران پورے امریکہ میں کیبل ٹی وی چھا گیا اور تقریباً 98فیصد امریکی گھروں میں ٹیلی ویژن آ گیااور یہ ترسیل کا سب سے بڑا ذریعہ بن گیا۔ ٹی وی نے ایک طرف ریڈیو کو تو دوسری طرف فلموں کو پیچھے چھوڑ دیا۔ 1950 کے عشرے میں ایک اور بڑی پیش رفت مقناطیسی ویڈیو ٹیپ کی ایجاد کی صورت میں ہوئی۔ویڈیو ٹیپ کی وجہ پروگراموں کا پروڈکشن کے اخراجات میں زبردست کمی آئی۔اب پروگرام کی ریکارڈنگ بے حد آسان ہوگئی۔دوسری طرف ٹی وی سیٹوں کے بہت زیادہ پروڈکشن کی وجہ سے ان کی قیمت کم ہوگئی جس کی وجہ سے ٹی وی ہر خاص و عام کی دسترس میں آ گیا۔1950 کے عشرے تک دنیا کے بیشتر ممالک میں ٹی وی براڈ کاسٹنگ شروع ہوگئی جن میں ہندوستان بھی شامل تھا۔یہاں 1959ء میں ٹی وی براڈ کاسٹنگ کی شروعات ہوئی۔1953ء میں امرکہ میں پہلی بار رنگین ٹیلیویژن پروگرام براڈ کاسٹ کیا گیا۔

ٹیلی ویژن ہندوستان میں (دوردرشن)



Television in India (Doordarshan)

15 ستمبر 1959ء کوآل انڈیا ریڈیو کے ٹیلی ویژن مرکز کا افتتاح صدر جمہوریہ ہند ڈاکٹر راجندر پرشاد کے ہاتھوں ہوا اور ہندوستان میں ٹیلی ویژن کی تجرباتی نشریات کی شروعات ہوئی۔یہ مرکز ایک چھوٹے سے ٹرانسمیٹر اور ایک معمولی سے اسٹوڈیو پر مشتمل تھا۔ٹرانسمیٹر اور دیگر آلات فلپس انڈیا لمیٹیڈ نے آل انڈیا ریڈیو کو تحفتاً دیئے تھے۔اس مرکز سے ہفتے میں ایک ایک گھنٹے کے صرف دو پروگرام نشر کیئے جاتے تھے: منگل اور جمعہ کو ابتدائی دنوں کے یہ پروگرام زیادہ تر طلبا اور کسانوں کے لئے تعلیمی اور تربیتی

موضوعات پرمبنی ہوا کرتے تھے۔ان پروگراموں کوعوام تک پہونچانے کے لئے بہت سارے ٹیلی ویژن سیٹ اسکولوں اورعوامی مراکز کو بانٹے گئے تھے جہاں لوگ اکٹھا ہوکر پروگرام دیکھا کرتے تھے۔1970 کی دہائی میں ہندوستان کے دیگرشہروں میں بھی ٹیلی ویژن اسٹیشن قائم کئے گئے۔

2 ؍اکتوبر1972ءکوآل انڈیا ریڈیو بمبئی کا ٹیلی ویژن سینٹراور پونہ میں ریلے سینٹر قائم ہوئے۔ 26؍جنوری 1973ءکو سری نگر ٹی وی سینٹر،29؍ستمبر 1973ءکوامرتسر ٹی وی سینٹر، 9؍اگست 1975ءکوکلکتہ ٹی وی اسٹیشن، 15 ؍اگست 1975 ءکو مدراس ٹی وی اسٹیشن، 27؍نومبر 1975ءکولکھنو ٹی وی اسٹیشن، 12؍اگست 1977ءکومیسورریلے سینٹر، 12؍جنوری 1979ءکو کانپورریلے سینٹر، 13؍اپریل 1979ءکو جالندھر ریلے سینٹر قائم ہوئے۔

اگست 1975ء سے جولائی 1976ء کے درمیان Satellite Instructional Television Experiment (SITE). کا کامیاب تجربہ کیا گیا۔اس پروگرام کے تحت حکومت ہند نے امریکی سیٹلائٹ ATS-6 کی مدد سے ٹیلی ویژن پروگراموں کو ٹیلی کاسٹ کر کے ہندوستان کے گاؤں گاؤں میں پہونچا دیا۔تجربے کے لئے ہندوستان کے چھ صوبوں کو چنا گیا جہاں کمیونیٹی ٹیلی ویژن سیٹ بانٹے گئے تا کہ لوگ پروگرام دیکھ سکیں۔SITE کے پروگرام دن میں دو بار، صبح اور شام کونشر ہوتے تھے۔ان پروگراموں میں زراعتی مسائل،فیملی پلاننگ،صحت عامہ اور دیگر معلوماتی باتیں شامل ہوتی تھیں۔تھوڑے بہت تفریحی پروگرام جیسے ڈانس،میوزک،لوک گیت،ڈرامہ وغیرہ بھی کبھی کبھار شامل ہوتے تھے۔

پہلی جنوری 1976ء کا دن ٹیلی ویژن کی تاریخ میں بہت اہمیت رکھتا ہے کیونکہ اسی دن ٹی وی کی کمرشیل سروس شروع کی گئی اوراس کے بعد ٹیلی ویژن کا کردار مکمل طور پرتبدیل ہوگیا۔اسی سال یکم اپریل 1976ءکودوردرشن کوآل انڈیا ریڈیو سے الگ کر کے ایک الگ اور مستقل شعبہ بنادیا گیااوراس کا دفتر منڈی ہاؤس،نئی دہلی منتقل ہوگیا۔

1982 میں دہلی میں ایشین گیمز منعقد ہوئے۔دوردرشن نے INSAT 1A سیٹلائٹ کی مدد سے ایشین گیمز کو پورے ملک میں دکھایا۔ایسا پہلی بار ہوا تھا کہ کوئی پروگرام بیک وقت پورے ملک کے طول وعرض میں دیکھا جارہا تھا۔یہی نہیں، ایک اور بڑی بات یہ ہوئی تھی کہ یہ نیشنل پروگرام مکمل طور پر رنگین تھے۔ہندوستان میں رنگین ٹیلی ویژن کی شروعات ہوچکی تھی جوایک بہت بڑی بات تھی۔اندرون ملک نشریات کے علاوہ دوردرشن دنیا کے مختلف ممالک کے ٹیلی ویژن سروسز کو بھی یہ پروگرام مہیا کررہا تھا۔ اس کے بعد سے ہی دوردرشن نے ملکی اور غیرملکی کھیلوں کو براہ راست دکھانا شروع کردیا۔

1983ء میں حکومت ہند نے دور درشن میں زبردست اضافے کئے۔ملک کے طول وعرض میں بہت سارے نئے

ٹرانسمیٹر نصب کئے گئے اور 80 کے عشرے کے اختتام تک ملک کے 75 فی صد لوگوں تک ٹی وی پہونچ چکا تھا۔5 ر اگست 1982ءکو INSAT 1A سیٹیلائٹ ناکارہ ہوگیالیکن اکتوبر1983ء میں اس کی جگہ INSAT 1B نے لے لی اورایک بار پھر دوردرشن کا نیشنل پروگرام پوری آب وتاب کے ساتھ پورے ملک میں دیکھا جانے لگا۔

1984ء ٹی وی کے لئے ایک اہم سال ہے کیونکہ اس سال پہلی بار اسپانسرڈ ٹی وی سیریلز کی نشریات کا آغاز ہوا۔اس زمانے میں نشر ہونے والے کئی ٹی وی سیریلز جیسے ''ہم لوگ''، ''بنیاد'' اور ''نکڑ'' آج تک لوگوں کو یاد ہیں۔اسی دوران UGC نے روزانہ ایک گھنٹے کا تعلیمی پروگرام اسپانسر کرنا شروع کردیا۔

میٹروچینل (Metro channel)

دوردرشن نے 9ر اگست 1984ء کو ملک کے چار بڑے شہروں دہلی، کلکتہ، بمبئی اور مدراس میں ٹی وی کا ایک اور چینل شروع کیا جسے شروع میں DD2 کا نام دیا گیا(اسی مناسبت سے ملک کے نیشنل چینل کو DD 1 کہا جانے لگا)۔26ر جنوری 1993ءکو ان چینلوں کا نام تبدیل کر کے میٹروچینل (Metro channel) رکھ دیا گیا۔یہ چاروں چینل زمینی (Terrestrial) تھے اس لئے یہ صرف ان شہروں میں ہی دیکھے جاسکتے تھے۔ان چینلوں سے ہندی کے خالص تفریحی پروگرام نشر ہوتے تھے اس لئے یہ چینل بہت مقبول ہوئے۔اب کم ازکم ملک کے چار بڑے شہروں میں رہنے والوں کے پاس چننے کے لئے دوچینل موجود تھے۔ 3ر نومبر 2003ءکو میٹروچینل کا بند کردیا گیااوراس کی جگہ دوردرشن کا نیوزچینل DD NEWS وجود میں آیا۔

صبح اوردوپہر کی نشریات (Morning & afternoon transmissions)

پہلے پہل دوردرشن کے پروگرام صرف شام کو ہوا کرتے تھے۔فروری 1987 سے دوردرشن نے صبح کے نشریات (Morning transmission) کی شروعات کی۔1988ء میں INSAT 1C سیٹیلائٹ خلا میں داغا گیا۔اس سے دوردرشن کی نشریات مزید بہتر ہوئیں اور 26ر جنوری1989ء کو دوردرشن کا دوپہر کا نشریہ شروع کیا گیا تاکہ عورتیں اور بوڑھے لوگ جو اس وقت گھر پر فرصت میں ہوتے ہیں، اپنی پسند کے پروگرام دیکھ سکیں۔

پرسار بھارتی (Parsar Bharti)

ہندوستان میں شروع سے ہی ریڈیو اور ٹیلی ویژن حکومت کے زیراختیار تھے۔اپوزیشن ہمیشہ ان کی خودمختاری کی مانگ کرتا رہتا تھا تاکہ حکومت ان طاقتور اداروں کو اپنے مفاد کے لئے استعمال نہ کرسکے۔1977ء میں جب جنتا پارٹی برسراقتدار آئی تو اس نے الیکٹرانک میڈیا کی خودمختاری کا وعدہ کیا۔اس نے نشریاتی میڈیا کے لئے پالیسی بنانے کے لئے

Verghese Committee نامی ایک 12 رکنی کمیٹی کی تشکیل کی۔اس کمیٹی کی سفارشات 1978ء میں شائع ہوئیں جسے پرسار بھارتی بل کا نام دیا گیا۔1979ء میں جنتا پارٹی اقتدار سے محروم ہوگئی اس لئے اس سلسلے میں اور کوئی کام نہیں ہوسکا۔

آخر مسلسل دباؤ کی وجہ سے مجبور ہوکر حکومت نے الیکٹرانک میڈیا کو خودمختاری دینے کے لئے 1990ء میں ایک ایکٹ پاس کیا لیکن اسے مشتہر نہیں کیا جاسکا۔آخر 23 نومبر 1997ء کو اس ایکٹ کی تشہیر کے ساتھ ہی پرسار بھارتی کے نام سے ایک خودمختار براڈکاسٹنگ کونسل کا قیام عمل میں آگیا۔کہنے کو تو ذرائع ابلاغ کو خودمختاری مل گئی لیکن حقیقت تو یہ ہے کہ یہ ادارے آج بھی حقیقتاً حکومت کے ہی زیرنگیں ہیں کیونکہ پرسار بھارتی کو سنبھالنے والے سارے افسران اور عہدیداروں کا تعلق کسی نہ کسی طرح حکومت وقت سے ہی ہوا کرتا ہے۔

کیبل ٹی وی (Cable TV)

پہلے پہل ٹی وی دیکھنے کے لئے چھتوں اور اونچے مقامات پر بڑے بڑے اینٹینا لگانے پڑتے تھے۔رفتہ رفتہ بڑے شہروں میں ٹی وی کی نشریات کو کیبل (Cable) یعنی تار کی مدد سے تقسیم کرنے کا سسٹم شروع ہوا۔1990 کی دہائی میں کیبل ٹی وی نے زبردست مقبولیت حاصل کی اور ہندوستان کے اکثر چھوٹے چھوٹے شہروں اور قصبوں میں بھی کیبل ٹی وی آپریٹر نظر آنے لگے۔ کیبل آپریٹر ایک بڑے سے ڈش اینٹینا کی مدد سے سیٹیلائٹ سے سگنل حاصل کرتا ہے اور پھر اس سگنل کو کیبل کی مدد سے شہر کے گھروں میں پہونچا دیتا ہے۔اس طرح صارف کو کوئی اینٹینا نہیں لگانا پڑتا ہے اور بے حد صاف اور اچھی کوالیٹی کی تصویریں حاصل ہوجاتی ہیں۔آج کا ڈش اینٹینا اسی کیبل ٹی وی کی ہی ترقی یافتہ شکل ہے جو نشریات کو براہ راست سیٹیلائٹ سے موصول کر کے ٹی وی سیٹ تک پہونچا دیتا ہے۔

دوردرشن نیٹ ورک (Doordarshan Network)

ارتقاء کے منازل طے کرتے کرتے دوردرشن آج ایک بہت بڑا نیٹ ورک بن چکا ہے جس کے چینل پورے ملک میں اور بیرون ملک بھی دیکھے جاتے ہیں۔اس نیٹ ورک میں آج 22 چینل شامل ہیں۔

DD NATIONAL : یہ ہمارے ملک کا قومی چینل ہے اور ساتھ ہی یہ دنیا کا سب سے بڑا زمینی نیٹ ورک بھی ہے جو ملک کے 81% عوام تک پہونچتا ہے۔اس چینل سے ایسے پروگرام نشر کئے جاتے ہیں جو قومی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں جیسے یوم جمہوریہ کی تقریبات، صدر اور وزیراعظم کی تقریریں اور قومی انعامات کی تقسیم اور قومی یکجہتی سے متعلق پروگرام وغیرہ۔UGC ، IGNOU، CIET اور SIET کی جانب سے مختلف تعلیمی پروگرام بھی دکھائے جاتے ہیں۔

DD INDIA : یہ ایک عالمی چینل ہے جو بیرون ہند میں مقیم ناظرین کے لئے 1995ء میں قائم کیا گیا۔ اس چینل کا نام پہلے DD WORLD تھا۔اس چینل سے انگریزی اور ہندی میں خبریں،فیچر فلمیں، سیاحت سے متعلق پروگرام اور قومی پروگرام وغیرہ دکھائے جاتے ہیں۔یہ چینل کناڈا،امریکہ، یوروپ،شمالی افریقہ اور مشرق وسطیٰ میں دیکھا جاتا ہے۔

DD NEWS : یہ ایک 24 گھنٹے خبریں نشر کرنے والا قومی چینل ہے۔

DD SPORTS : یہ ایک قومی اسپورٹس چینل ہے جس میں 24 گھنٹے مختلف کھیل اور کھیلوں سے متعلق گفتگو اور خبریں ن نشر کی جاتی ہیں۔

DD KISAN : 26رمئی 2015 کو وزیر اعظم نریندر مودی نے اس چینل کا افتتاح کیا۔ یہ چینل کسانوں کے لئے مخصوص ہے۔اس میں صرف زراعت سے متعلق معلوماتی پروگرام دکھائے جاتے ہیں تاکہ کسان ان سے فائدہ اٹھائیں۔

DD BHARTI : یہ چینل ایسے پروگراموں کی نشریات کے لئے قائم کیا گیا ہے جو ہندوستانی ثقافت کی عکاسی کرتے ہوں۔اس چینل سے ملک کے مختلف علاقوں کے لوک سنگیت، رقص، مصوری، دستکاری، کلچر، تھیٹر،سوانحی خاکے وغیرہ دکھائے جاتے ہیں۔ملک کے مختلف حصوں میں منعقد ہونے والے لوک پروگراموں کی بھی Live نشریات کی جاتی ہیں۔

DD URDU : یہ ہمارے ملک کا قومی اردو چینل ہے جو 24 گھنٹے اردو میں پروگرام نشر کرتا رہتا ہے۔ ڈی ڈی اردو کا قیام حکومت ہند کے ذریعے کئے گئے وعدے کے نتیجے میں عمل میں آیا جو اس نے پارلیمنٹ میں پوچھے گئے سوال نمبر 2026 کے جواب میں کیا تھا۔15 اگست 2006 کو ڈی ڈی اردو چینل شروع ہوا۔

اردو زبان کو معنون یہ چینل اپنے موجودہ رنگ وروپ میں 14،نومبر 2007 سے مسلسل 24 گھنٹے کی نشریات پیش کررہا ہے اس کی نشریات جہاں ایک طرف تہذیب وثقافت،ادبی وعلمی وراثت کے علاوہ اپنے مخصوص ناظرین سے متعلق سماجی مسائل کا احاطہ کرتی ہے، وہیں دوسری طرف اس کے منشور میں من جملہ محاوروں،نحو وقواعد کو فروغ دینا اور اس زبان کے مخصوص طرز اور اندازِ بیاں کی بازیافت شامل ہے جو زمانے کی گرد میں کہیں دھندلاتے جارہے ہیں۔

ڈی ڈی اردو کی نشریات میں عام طور پر جو موضوعات ترجیحی طور پر دکھائے جاتے ہیں ان میں اس کے مخصوص ناظرین کی علمی اور سماجی سوچ کا موڈرنائزیشن ، جمہوری اور غیر جمہوری سماجی نظام کے درمیان حدِ فاصل کھینچنے کی غرض سے جنوب ایشیائی پڑوسی ممالک کے معاشروں کے تقابلی مطالعہ کو دستاویز اور نمائش کرنا،سائنس ٹیکنالوجی ،انفارمیشن ٹیکنالوجی کو فروغ دینا اور سائنس کو عام فہم بنانا۔اردو شناخت والی ادبی اور ثقافتی روایتوں کا تحفظ نیز اردو کی ایک ایسی جدید ہندوستانی زبان کے طور پر پیشکش جیسے

موضوعات شامل ہیں جس نے جنگ آزادی میں قابلِ مہمیز کردار ادا کیا اور یہ زبانوں کی بنیاد پر تقسیم علاقہ جات کو یکجا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔علاوہ بریں مختلف متنازعہ امور پر ہندوستانی موقف کی ترویج بھی ان خصوصی موضوعات کا ایک حصہ ہے۔

ان کے علاوہ دوردرشن کے 15 علاقائی چینل بھی ہیں جو مخصوص زبانوں کے لئے ان کی ریاستوں میں پروگرام نشر کرتے ہیں:

DD North East (ہندوستان کے شمال مشرقی صوبوں کے لئے)، **DD Odisha** (اڑیا زبان میں نشریات)، **DD Podhigai** (تامل زبان میں نشریات)، **DD Punjabi** (پنجابی زبان میں نشریات)، **DD Sahyadri** (مراٹھی زبان میں نشریات)، **DD Saptagiri** (تیلگو زبان میں نشریات)، **DD Bangla** (بنگلہ زبان میں نشریات)، **DD Gujrati** (گجراتی زبان میں نشریات)، **DD Chandana** (کنڑ زبان میں نشریات)، **DD Kashir** (کشمیری زبان میں نشریات)، **DD Malyalam** (ملیالم زبان میں نشریات)، **DD Bihar** (بھوجپوری اور ہندی زبانوں میں بہار سے متعلق نشریات)، **DD Bhopal** (ہندی میں مدھیہ پردیش سے متعلق نشریات)، **DD Lucknow** (اتر پردیش سے متعلق ہندی زبان میں نشریات)، **DD Jaipur** (راجستھانی زبان میں نشریات)۔

ان کے علاوہ دوردرشن کے دو مخصوص چینل **Loksabha TV** اور **Rajyasabha TV** بھی ہیں جو پارلیمنٹ کی کاروائیوں کا براہ راست نشریہ پیش کرتے ہیں۔

پرائیویٹ ٹی وی نیٹ ورک (Private TV Network)

1991ء میں حکومت ہند نے ایک بہت بڑا قدم اٹھایا۔حکومت نے پرائیوٹ کمپنیوں اور غیر ملکی چینلوں کو ہندوستان میں ٹی وی اسٹیشن قائم کرنے کی اجازت دے دی۔ پہلا قدم امریکہ کی CNN نے رکھا اور عراق میں لڑی جانے والی خلیجی جنگ کی خبروں کو پیش کرنا شروع کیا۔اسی سال ہانگ کانگ کے STAR TV نے بھی ہندوستان کی دھرتی پر قدم رکھا اور Star Plus، Star World، Star Sports، Star Movies اور Channel V کے نام سے بیک وقت پانچ ٹی وی چینلوں کی شروعات کی۔ Star Plus کے ٹی وی سیریلز نے دیکھتے ہی دیکھتے ہندوستانیوں کے دلوں میں جگہ بنالی۔''کہانی گھر گھر کی'' اور ''کیونکہ ساس بھی کبھی بہو تھی'' جیسے سیریلز آج بھی لوگوں کو یاد ہیں۔ہندوستان کا پہلا پرائیوٹ سیٹیلائٹ چینل ZEE TV تھا جو

1992ء میں وجود میں آیا اور بہت جلد مقبول ہو کر Star Plus کو ٹکر دینے لگا۔

ہندوستان کی وزارت اطلاعات ونشریات کی جون 2016ء کی رپورٹ کے مطابق ملک میں پرائیوٹ ٹی وی چینلوں کی تعداد 886 ہے۔[113]

فلموں کے شائقین کے لئے Zee Cinema، Zee Classic، HBO، Star Gold، AXN، Star Movies، Filmy، &Pictures، Movies OK وغیرہ جیسے بہت سارے چینل موجود ہیں تو کھیلوں کا شوق رکھنے والوں کے لئے Star Sports، Sony Kix، Sony Six، ESPN، Ten Sports وغیرہ ہیں، سیریلز اور ڈراموں کے شائقین کے لئے ZEE، Colors، Star Plus، SAB TV، Sahara اور SONY موجود ہیں، ہندی خبروں کے لئے AajTak، ABP News، Zee News، Focus News اور News 24 وغیرہ ہیں، انگریزی خبروں کے لئے POGO، Hungama، CN اور Nick وغیرہ ہیں تو عام معلوماتی پروگراموں کے لئے Discovery، National Geographic، Animal Planet اور History چینل موجود ہیں۔

ٹیلی ویژن میں اردو کی حالت

Condition of Urdu in Television

ٹی وی میں اردو کی حالت ریڈیو کے مقابلے میں تو بہتر ہے۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ دوردرشن کا اردو چینل ***DD Urdu*** کا قیام عمل میں آچکا ہے۔ یہ چینل 24 گھنٹے اردو پروگرام نشر کیا کرتا ہے جو پورے ملک کے طول وعرض میں دیکھے جا سکتے ہیں۔ چینل کے پروگراموں کی کوالیٹی کا اندازہ لگانے کے لئے 15/جنوری 2017ء کو نشر کئے جانے والے پروگراموں کی فہرست دیکھ سکتے ہیں:

خبریں، عالمی مسائل، مثنوی سحر البیان، مجاہد آزادی اشفاق اللہ خاں شہید، یادوں کے دریچے سے، یادیں، انداز بیاں، نغمۂ معرفت، بزم چراغاں، یہ ہے انڈیا میری جان، ملاقات جو یاد رہ گئی، موسیقی ایک کھوج، خبریں، آفتابِ سخن، کاروانِ آزادی، خبر نامہ، باجی کی ہنڈیا، ننھا مسیحا، ٹیسٹ کی بات ہے، زرکاش، انصاف کا دروازہ، اوّل گلوکار، ہمارے رہبر، امروز، شب وروز، فلم

---

113. http://mib.nic.in/writereaddata/documents/Master_List_of_Permitted_Private_Satellite_TV_Channels_as_on_31.01.2016.pdf



ڈی ڈی اردو کے ہفتہ وار پروگرام ’’یادیں‘‘ میں معید رشیدی مظفر حنفی کا انٹرویو لیتے ہوئے

ہندوستان میں اردو کا ایک پرائیوٹ چینل بھی ہے جس کا نام ***ETV Urdu*** ہے۔ یہ اردو چینل، جس کے مالک راموجی راؤ ہیں، 15/ اگست 2001ء کو لانچ کیا گیا تھا۔ یہ چینل ETV Network نامی ایک بڑے نیٹ ورک کا حصہ ہے اور اس کا صدر دفتر حیدر آباد، تلنگانہ میں واقع ہے۔

ہندوستان بھر میں پھیلے اردو بولنے والے افراد اس چینل کے پروگرام بڑے شوق سے دیکھتے ہیں۔ ہندوستان کے علاوہ یہ چینل پاکستان، بنگلہ دیش، سری لنکا، متحدہ عرب امارات، امریکہ اور انگلینڈ میں بھی دیکھا جاتا ہے۔ اس چینل سے 24 گھنٹے اردو پروگرام نشر ہوتے رہتے ہیں جن میں سیریلز، ڈرامے، ڈاکومنٹری فلمیں، ٹاک شوز، ریئلٹی شوز، فرمائشی گانوں کے پروگرام، اسلامی پروگرام اور مشاعرے شامل ہوتے ہیں۔ ای ٹی وی اردو کا ایک عظیم کارنامہ ہے کہ یہ چینل ہندوستان اور بیرون ہند منعقد ہونے والے سارے بڑے مشاعرے ریکارڈ کرتا ہے اور ہر ہفتہ سنیچر اور اتوار کو انہیں ٹی وی پر پیش کرتا ہے اور اس طرح ہر مشاعرہ کروڑوں سامعین تک پہونچ جاتا ہے۔

5/ جنوری 2017ء کو اس چینل سے نشر ہونے والے اردو پروگرام درج ذیل تھے:

سریلی یادیں، دل سے، عالمی منظر، عکس رسوئی، محفل، فرمان الٰہی، نوائے سروش، نماز فجر، محفل سماع، اسلام فار کڈس، 5 منٹ 25 خبریں، خبرنامہ، کشمیر نیوز، خاص بات، سپنوں کا آشیانہ، اردو دنیا، رپورٹر کی نظر سے، خاص

ملاقات، محفل مشاعرہ، آداب ڈاکٹرلائیو، یوپی کی آواز، اسپیشل بلیٹین، جواہرات کا کرشمہ، اور کاروانِ سخن۔

ZEE ٹی وی والوں نے بھی ایک اردو چینل **ZEE Salam** کے نام سے 2010ء میں شروع کیا ہے۔ یہ چینل صدفی صد اردو تو نہیں ہے بلکہ اس میں ہندی کی ہلکی سی آمیزش ہے۔ اسکرین پر بھی اردو رسم خط کے بجائے ہندی رسم خط میں تمام ٹائٹل لکھے جاتے ہیں۔لیکن تقریباً تمام پروگرام اردو ہی ہوتے ہیں۔

اس چینل سے نشر ہونے والے بعض اردو پروگرام حسب ذیل ہیں:

سدا بہار نغمے، سلام محفل، سلام آج، درس قرآن، درس حدیث، آئینہ زندگی کا، سبق، قوالی، تعلیمات اسلام، کھانا خزانہ، جشن نسواں، چراغ ہند، بحث ومباحثہ، کیسے کہوں وغیرہ۔

23 / جون 2014ء کو ZEE TV والوں نے ''زندگی'' کے نام سے ایک اردو/ہندی چینل کا افتتاح کیا۔ اس پروجیکٹ میں انہوں نے تقریباً ایک ارب روپے خرچ کئے۔ اس چینل میں زیادہ تر پاکستانی اردو ٹی وی سیریل چلائے جارہے تھے۔ کمپنی کا ارادہ تھا کہ مستقبل میں دوسرے ملکوں کے ٹی وی ڈرامے بھی اردو میں ڈب کرکے چلائے جائیں گے۔

ہم سفر، گوہر، زندگی ہوتم، عون زارا، بدلتے رشتے، شہر ذات، اجازت، عشق گمشدہ، خواہشیں، کسی کی خاطر، میرا سایہ، میرا ہم نوا، اے زندگی، رنجش، نور پور کی رانی اور رسوائیاں وغیرہ اس چینل کے کامیاب اردو سیریلز رہے ہیں۔

لیکن افسوس کہ یہ چینل ہند پاک رشتوں میں پڑنے والی دراڑ سے پیدا شدہ حالات کا شکار ہوگیا۔ متعصب سیاست دانوں کے دباؤ کے سامنے اس نے گھٹنے ٹیک دیئے اور پاکستانی سیریل دکھانے کا سلسلہ بند کردیا۔ بلاشبہ یہ اردو کا بہت بڑا نقصان ہے۔

سہارا انڈیا پریوار کا یہ چینل اردو زبان کا واحد چینل ہے جو 24 گھنٹے خبریں نشر کرتا ہے۔ تقریباً 5 سال قبل یہ چینل 'عالمی سہارا'' کے نام سے لانچ ہوا تھا۔ لیکن اب اس کا نام تبدیل کرکے 'عالمی سمے' رکھ دیا گیا ہے۔ سید فیصل علی اس کے ایڈیٹر ہیں۔ ہندوستان کے علاوہ یہ چینل مشرق وسطیٰ کے خلیجی ممالک میں بھی بے حد مقبول ہے۔

حیدر آباد کے مشہور اخبار ''منصف'' نے اپنا خبروں کا اردو ٹی وی چینل بھی کھول لیا ہے جو منصف کے نام سے ہی ہے اور یہ چینل آہستہ آہستہ خاصی مقبولیت حاصل کرتا جا رہا ہے۔

ان کے علاوہ ہندوستان سے اور بھی کئی اردو چینل ہیں جیسے Peace TV Urdu ، iPlus TV ، WIN TV ، اور Hussaini TV وغیرہ۔ یہ سارے اسلامی چینل ہیں جن کا مقصد اسلام کی تبلیغ اور مسلمانوں کی اصلاح اور ان کا فلاح ہے۔ان میں Peace TV اور iPlus TV اہل سنت کے چینل ہیں جب کہ WIN TV اور Hussaini TV اہل تشیع کے چینل ہیں۔

ہندوستان کے باہر سب سے زیادہ اردو چینل پاکستان میں ہیں۔ وہاں مختلف موضوعات سے متعلق تقریباً 70 اردو چینل موجود ہیں اور ان میں برابر اضافہ ہو رہا ہے۔ان میں سے چند مشہور چینل درج ذیل ہیں:

A-Plus Entertainment ، A-Lite ، ARY Digital ، ARY Zindagi ، Geo TV ، ATV ، Geo Kahani ، HUM TV ، Hum Sitaray ، SEE TV ، QTV ، Jaag TV ، GEO TEZ وغیرہ۔

انگلینڈ میں بھی کئی اردو ٹی وی چینل ہیں جیسے Prime TV ، Venus TV ، Dekho TV ، Ahlebait TV ، Hidayat TV ، Takbeer TV ، Ummah Channel وغیرہ۔

Hadi TV اور Sahar 2 چینل ایران اور ترکی کے اردو چینل ہیں۔

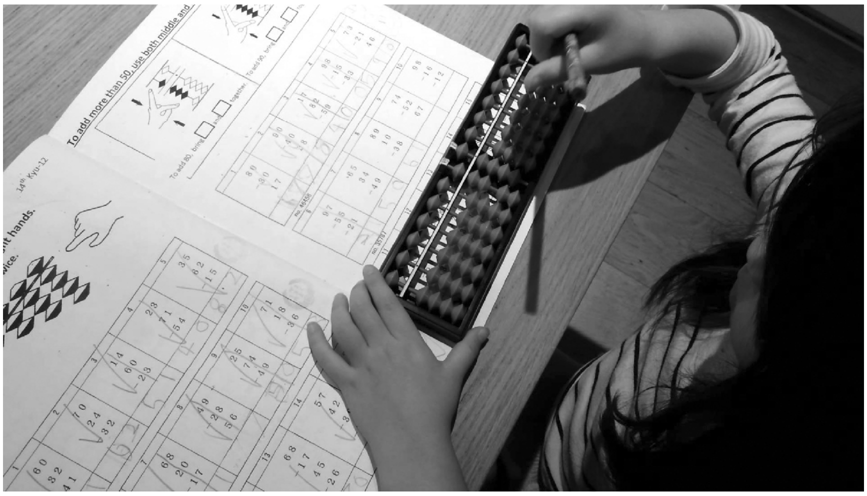
3.2 : اردو کمپیوٹنگ کا آغاز وارتقاء

اردو زبان میں کمپیوٹنگ اور انٹرنیٹ کی تاریخ کے مطالعے سے قبل یہ بہتر ہوگا کہ ہم کمپیوٹر کی ایجاد اور اس کے ارتقاء پر ایک نظر ڈال لیں۔ اس سے اس پورے موضوع پر ہماری گرفت بہتر ہو جائے گی اور ہمیں سب کچھ اچھی طرح سمجھ میں آسکے گا۔ یہ بالکل ویسا ہی ہے جیسے کسی چیز کی تصویر بنانے سے قبل کینوا س پر پہلے پس منظر پینٹ کر لیا جائے۔

کمپیوٹر کی بے حد مختصر تاریخ

Very brief history of computers

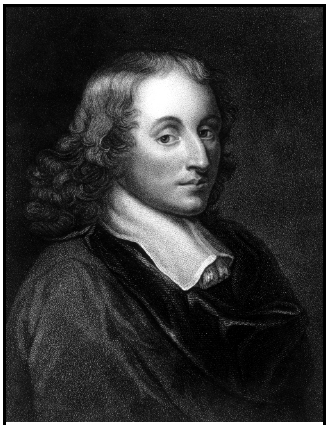
ماڈرن کمپیوٹر کی ایجاد تو حقیقتاً بیسویں صدی کی آخری دو دہائیوں میں ہوئی لیکن اس عظیم ایجاد کہ کہانی تقریباً 2500 سال قبل ہی، Abacus کی ایجاد سے شروع ہوگئی تھی۔ Abacus ایک بے حد معمولی سا کلکولیٹر ہے جو ایک لکڑی کے مستطیل فریم میں تاروں اور موتیوں کے ذریعہ بنایا جاتا ہے۔ آج بھی جاپان کے لوگ عام حساب کتاب کے لئے کلکولیٹر کے بجائے اباکس کو ترجیح دیتے ہیں۔



ایک جاپانی بچی اباکس کی مدد سے حساب کرتے ہوئے

کمپیوٹر کی ایجاد کی کہانی 1642ء سے شروع ہوتی ہے جب Blaise Pascal نے ایک میکانیکی کلکولیٹر ایجاد کیا۔ پاسکل کی یہ مشین جمع و تفریق کر سکتی تھی۔ 1671ء میں Gottfried Wilhelm Leibniz نے اس سے کافی بہتر ایک کلکولیٹر بنایا جو نہ صرف جمع و تفریق بلکہ ضرب و تقسیم کے ساتھ ساتھ اسکوائر روٹ کا حساب بھی کر سکتا تھا۔ اگلے 300 برسوں تک Leibniz کا کلکولیٹر ہی لوگوں کے استعمال میں رہا۔

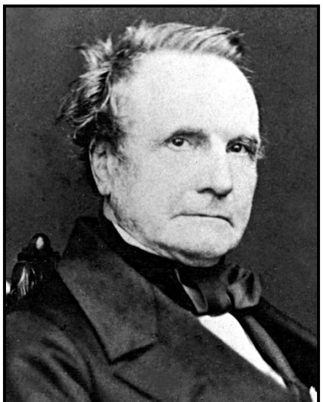
لیکن Pascal اور Leibniz کی مشینیں کسی بھی طرح سے کمپیوٹر نہیں کہی جا سکتی تھیں۔ کیونکہ ان کا ہر عمل انسانی ہاتھوں سے ہی انجام پاتا تھا۔ جب کہ کمپیوٹر اُس مشین کو کہا جاتا ہے جو خود کار ہو اور اپنے اندر محفوظ رکھی گئی ہدایات کی بنیاد پر اپنے فیصلے خود لینے پر قادر ہو۔



Blaise Pascal



G. W. Leibniz



Charles Babbage

اس سلسلے میں پہلی شروعات Charles Babbage نے کی۔ اس نے 1822ء میں ایک مشین بنانی شروع کی جسے Difference Engine کا نام دیا گیا۔ 1830ء میں اس نے ایک اور مشین پر کام شروع کیا جسے اس نے Analytical Engine نام دیا۔ اس کے منصوبے کے مطابق یہ مشین Punched cards میں محفوظ کئے گئے پروگرامس کے مطابق ریاضی کے انتہائی پیچیدہ سوالات کو حل کرنے کی صلاحیت رکھ سکتی تھی۔ برطانوی حکومت نے اسے خطیر رقم اس پروجیکٹ کے لئے دی۔ لیکن Babbage کی یہ مشین اس کے مرنے تک بن نہیں سکی۔ اور یہ پروجیکٹ ادھورا رہ گیا۔

Charles Babbage کے نظریات ہی آج کے ماڈرن کمپیوٹر کی بنیاد بنے۔ اسی لئے Babbage کو **Father of the computer** کہا جاتا ہے۔

اس کے بعد اس سلسلے میں بہت ساری کوششیں کی گئیں۔ 1936ء میں Konrad Zuse نے Z1 کے نام سے پہلا electro-mechanical binary programmable computer بنایا۔ اسی دوران Alan Turing نے بھی

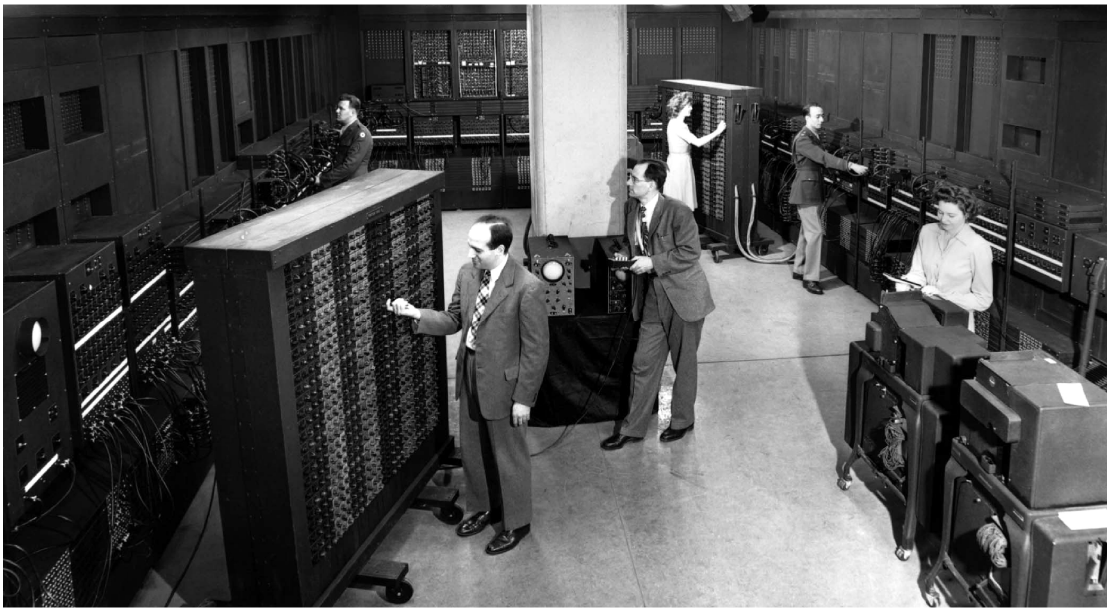
ایک کمپیوٹر ایجاد کیا جو Turing machine کے نام سے مشہور ہوا۔

دوسری جنگ عظیم کے کے دوران ، 1943 ء میں Tommy Flowers نے دنیا کا پہلا مکمل طور پر بجلی سے چلنے والا کمپیوٹر بنایا جسے Colossus نام دیا گیا۔ انگریزوں نے یہ کمپیوٹر جرمنوں کے کوڈ پیغامات کو پڑھنے کے لئے بنایا تھا۔

پہلا ڈیجیٹل کمپیوٹر First Digital Computer

دنیا کا پہلا ڈیجیٹل کمپیوٹر 1942 ء میں امریکہ کے Atanasoff اور Berry نے بنایا اور اسی مناسبت سے اس کا نام Atanasoff–Berry Computer (ABC) رکھا گیا۔ لیکن یہ کمپیوٹر کبھی بھی ٹھیک طور پر چل نہیں سکا۔

دنیا کا پہلا کامیاب ڈیجیٹل کمپیوٹر Electronic Numerical Integrator and Calculator تھا جو مختصراً ENIAC کے نام سے مشہور ہوا۔ اسے 1944 ء میں John Mauchly اور Presper Eckert نامی دو سائنسدانوں نے یونیورسٹی آف پنسلوانیا کے Moore School of Electrical Engineering میں بنایا تھا۔



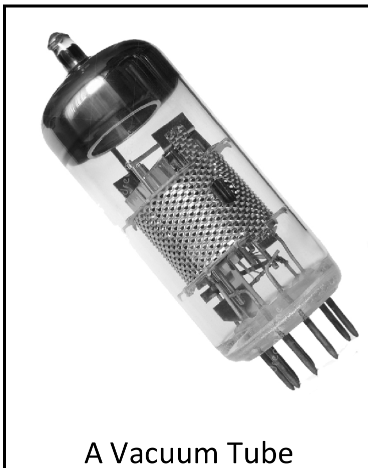
دنیا کا پہلا کامیاب ڈیجیٹل کمپیوٹر ENIAC جو ایک بڑے سے ہال میں پھیلا ہوا تھا۔ اس کی مجموعی لمبائی 100 فٹ اور اونچائی 8 فٹ تھی جب کہ وزن تقریباً 27 ٹن تھا۔ اسے ایک گھنٹہ چلانے میں لگ بھگ ڈیڑھ لاکھ واٹ بجلی خرچ ہوتی تھی۔

دنیا کے اس پہلے کمپیوٹر میں اٹھارہ ہزار vacuum tubes لگے ہوئے تھے جو بے انتہا گرمی پیدا کر رہے تھے اور کمرے کو ٹھنڈا رکھنے کے لئے ایک ہیوی ڈیوٹی ایئر کنڈیشنر ہر وقت چلانا پڑتا تھا۔ یہ 50 فٹ لمبے اور 30 فٹ چوڑے ہال نما کمرے کی تین دیواروں کے ساتھ لگے ہوئے 40 بڑے بڑے Panels کی شکل میں پھیلا ہوا تھا اور اس کا مجموعی وزن تقریباً 27 ٹن تھا اور اس پروجیکٹ میں تقریباً 487,000 ڈالر خرچ ہوئے تھے یعنی آج کے حساب سے تقریباً 6,816,000 ڈالر۔

ENIAC تو ایک شروعات تھی۔ اس کے بعد سے اب تک اس سلسلے میں ایجادات کا ایک طویل سلسلہ جاری ہے۔ کمپیوٹر اس کے بعد مختلف ارتقائی منزلوں سے گزرتا رہا۔ بڑی عمارتوں جیسے کمپیوٹر سمٹ کر الماریوں جیسے Mainframe computers، Mini computers، Micro computers وغیرہ سے گزرتے ہوئے آج Personal computer، Laptop اور Tablet computer میں تبدیل ہو چکے ہیں۔

وقت کے ساتھ ساتھ کمپیوٹر کا سائز سمٹتا جا رہا ہے لیکن اس کی قوت میں بے پناہ اضافہ ہو رہا ہے۔ 30 ٹن کے ENIAC کے مقابلے میں آج کا ایک ننھا سا کمپیوٹر جسے ہم iPhone کے نام سے جانتے ہیں، محض 126 گرام کا ہے لیکن اس کی بے پناہ کمپیوٹنگ کی قوت کا اندازہ صرف اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ ENIAC ایک سیکنڈ میں صرف 385 احکامات پر عمل کر سکتا تھا جب کہ iPhone 6 ایک سیکنڈ میں 2,500,000,000 احکامات کی تعمیل کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

کمپیوٹروں کی نسلیں Generetions of computers



A Vacuum Tube

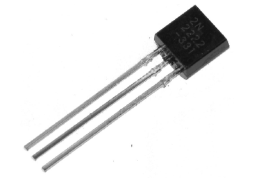
استعمال ہونے والی ٹکنالوجی کی بنیاد پر کمپیوٹروں کی اب تک چار نسلیں گزر چکی ہیں اور موجودہ دور کے کمپیوٹر پانچویں نسل کے ہیں۔

1۔ پہلی نسل کے کمپیوٹر (First generation computers) :

1942ء سے 1955 کے دوران تیار کئے جانے والے کمپیوٹروں کو پہلی نسل کے کمپیوٹر کہا جاتا ہے۔ ان کمپیوٹروں میں Vacuum Tubes استعمال کئے گئے تھے۔ Vacuum Tubes بہت بڑے بڑے ہوتے تھے جن کی وجہ سے کمپیوٹر کا سائز بہت زیادہ ہو جاتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اس زمانے کے کمپیوٹر بڑے

بڑے کمروں کے برابر ہوا کرتے تھے۔Vacuum Tubes بہت زیادہ گرمی بھی پیدا کرتے تھے اور بہت جلد خراب ہو جاتے تھے۔ ENIAC میں اٹھارہ ہزار Vacuum Tubes لگے ہوئے تھے۔ ہر چند منٹ کے بعد ان میں سے کوئی نہ کوئی خراب ہو جاتا تھا اور کُل وقت کا تقریباً نصف Vacuum Tubes بدلنے میں ہی ضائع ہوتا تھا۔اس نسل کے کمپیوٹر اتنے مہنگے اور خرچیلے ہوتے تھے کہ صرف بڑی یونیورسیٹیاں یا ادارے ہی ان کا خرچ برداشت کر پاتے تھے۔

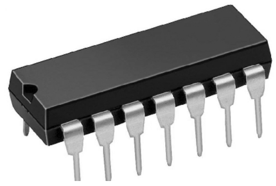
2۔ دوسری نسل کے کمپیوٹر (Second generation computers) :


A Transistor
[Actual size]

1956ء سے 1963 کے دوران بنائے جانے والے کمپیوٹروں کو دوسری نسل کے کمپیوٹر کہا جاتا ہے۔ان کمپیوٹروں میں Valves کی جگہ Transistors استعمال کئے گئے تھے۔ٹرانزسٹروں کے چھوٹے سائز کی وجہ سے پورے کمپیوٹر کا سائز سمٹ کر بہت چھوٹا ہو گیا تھا۔ٹرانزسٹر گرمی بھی کم کارج کرتے تھے اور جلد خراب بھی نہیں ہوتے تھے۔کم جگہ لینے کی وجہ سے اب زیادہ تعداد میں ٹرانزسٹر استعمال کئے جاسکتے تھے۔اس لئے اس نسل کے کمپیوٹر زیادہ طاقتور اور تیز رفتار ہو گئے تھے اور انہیں چلانا اور ان کا انتظام کرنا بے حد آسان ہو گیا تھا۔

3۔ تیسری نسل کے کمپیوٹر (Third generation computers) :

1964ء سے 1971 کے دوران جو کمپیوٹر بنائے گئے انہیں تیسری نسل کے کمپیوٹر کہا جاتا ہے۔ان کمپیوٹروں میں ٹرانزسٹروں کے بجائے (Integrated circuit (IC استعمال کئے گئے تھے۔

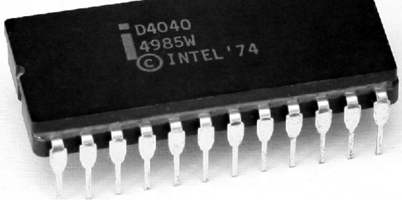

An Integreted Circuit
[*Actual size*]

Integrated circuit کو IC یا Chip یا Microchip بھی کہا جاتا ہے۔یہ ایک ننھا سا پرزہ ہے جس میں بہت سارے الیکٹرانک سرکٹ ، بہت ہی چھوٹی سی جگہ میں بند ہوتے ہیں۔دوسرے لفظوں میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ ایک ننھے سے IC میں بہت سارے Transistor، Register اور Capacitor وغیرہ اپنے آپسی سرکٹوں کے ساتھ بند ہوتے ہیں۔

تیسری نسل کے کمپیوٹروں میں IC کے استعمال ہونے سے کمپیوٹروں کا سائز اب مزید چھوٹا ہو گیا تھا۔ٹرانزسٹروں کی تعداد میں زبردست اضافہ ہوا تھا جس سے کمپیوٹر کی رفتار اور قوت بھی بہت بڑھ گئی تھی۔

4۔ چوتھی نسل کے کمپیوٹر

(Fourth generation computers) :



Intel 4004 microprocessor

1972 ء کے بعد سے لے کر آج تک بننے والے سارے کمپیوٹروں کو چوتھی نسل کے کمپیوٹر کہا جاتا ہے۔ان کمپیوٹروں میں IC کے بجائے Microprcessors استعمال کئے جاتے ہیں۔

Microprocessor ایک ننھا سا پرزہ ہے جس کے اندر ہزاروں IC ہوتے ہیں یا دوسرے لفظوں میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ایک Microprocessor میں لاتعداد Transistors اوران کے سرکٹ نہایت ہی چھوٹی سی جگہ میں بند ہوتے ہیں۔ Ted Hoff نے Intel کمپنی کے لئے دنیا کا پہلا مائکرو پروسیسر 1971ء میں بنایا تھا جسے Intel 4004 نام دیا گیا تھا۔ ننھے سے اس پرزے کے اندر 2300 ٹرانزسٹر اپنے سرکٹوں کے ساتھ موجود تھے۔یہ پروسیسر ایک سیکنڈ میں 92,600 احکامات کی تعمیل کرسکتا تھا۔

Intel 4004 تو ایک شروعات تھی۔اس کے بعد تو جیسے مائکرو پروسیسروں میں ٹرانزسٹروں کی تعداد میں اضافے کی ایک ریس شروع ہوگئی اور 2012 کے آتے آتے intel کے Core i7 پروسیسر میں ٹرانزسٹروں کی تعداد 1,400,000,000 تک پہونچ گئی اور یہ پروسیسر ایک سیکنڈ میں 298,190,000,000 احکامات کی تعمیل کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔پروسیسروں میں ٹرانزسٹروں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔



Intel Core i7 processor

مائکرو پروسیسر کے استعمال کی وجہ سے آج کے کمپیوٹر کا سائز سمٹتا جا رہا ہے۔ 50 فٹ لمبے اور 30 فٹ چوڑے کمرے میں پھیلا پہلا ڈیجیٹل کمپیوٹر سمٹتے سمٹتے ڈیسک ٹاپ پرسنل کمپیوٹر بنا، پھر لیپ ٹاپ بنا اور پھر آخر کار Palm-top یعنی ہتھیلی پر رکھے جانے والے کمپیوٹر یعنی Tablet اور اسمارٹ فون میں تبدیل ہوگیا۔

مائکرو پروسیسر کی وجہ سے کمپیوٹر کا سائز تو چھوٹا ہو ہی رہا ہے ساتھ ہی اس میں ٹرانزسٹروں کی بڑھتی ہوئی تعداد کی وجہ سے اس کے کام کرنے کی طاقت میں زبردست اضافہ ہو رہا ہے۔آج کا ایک اسمارٹ فون ENIAC سے لاکھوں گنا زیادہ طاقتور ہے۔

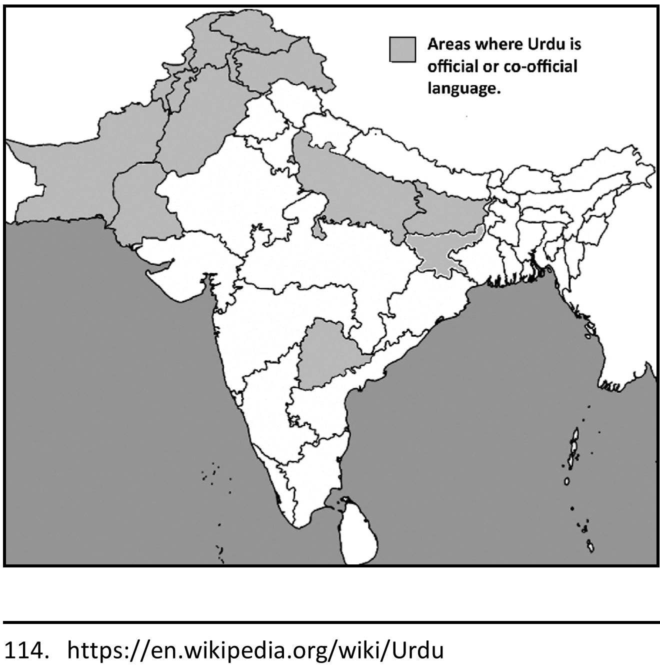
5۔ پانچویں نسل کے کمپیوٹر (Fifth generation computers) :

یوں تو ہم آج بھی چوتھی نسل کے کمپیوٹر ہی استعمال کر رہے ہیں لیکن 1982ء کے بعد سے پانچویں نسل کے کمپیوٹر بھی وجود میں آنے شروع ہو گئے ہیں۔ یہ وہ کمپیوٹر ہیں جن میں مصنوعی ذہانت(Artificial Intelligence) موجود ہے۔اس نسل کے زیادہ تر کمپیوٹر ابھی تجرباتی مراحل میں ہیں۔ان کمپیوٹروں میں خود کی اتنی ذہانت موجود ہوگی کہ یہ اپنے فیصلے خود کر سکیں گے۔

اردو: برصغیر کی ایک مقبول زبان

Urdu: A popular Indo-Pak language

اردو برصغیر ہند و پاک کے تقریباً 6 سے 7 کڑور لوگوں کی مادری زبان ہے۔جن میں سے 5.2 کڑور لوگ ہندوستان میں (2001 کی مردم شماری کے مطابق) اور تقریباً ایک کڑور لوگ پاکستان میں (1998 کی مردم شماری کے مطابق) اور لاکھوں لوگ برطانیہ، سعودی عرب، امریکہ، کناڈا، ساؤتھ افریقہ، یمن، جرمنی، یوگانڈا، سنگاپور،، ماریشش نیوزی لینڈ، مڈغاسکر، بنگلہ دیش اور دنیا کے دیگر کئی مما لک میں رہتے ہیں۔اردو پاکستان کی سرکاری زبان ہے۔ہندوستان میں بھی اردو کو اتر پردیش، بہار، تلنگانہ، جموں کشمیر، دہلی اور مغربی بنگال کے بعض علاقوں میں دوسری سرکاری زبان کا درجہ حاصل ہے۔



یہ تو سرکاری آنکڑے ہیں لیکن حقیقت تو یہ ہے کہ اردو 'ہندوستانی' زبان کا ایک حصہ ہے اور 'ہندوستانی' زبان مینڈرین، انگلش اور اسپینش کے بعد دنیا میں سب سے زیادہ بولی جانے والی چوتھی زبان ہے۔[114]

114. https://en.wikipedia.org/wiki/Urdu

چونکہ ہندو پاک میں اردو اور ہندی زبان بولنے والوں میں فرق محسوس کرنا بے حد مشکل ہے ساتھ ہی ایسے لوگوں کی تعداد متعین کرنا بھی مشکل ہے جن کی دوسری زبان اردو ہے اس لئے اردو بولنے والوں کی صحیح تعداد معلوم کرنا ناممکن ہے اور اس ضمن میں ہمیشہ اختلافات سامنے آتے رہتے ہیں۔

اردو رسم الخط اور طباعت کے مسائل

Urdu Script and problems of printing

''اردو رسم خط دراصل سامی رسمِ خط کی وہ توسیعی صورت ہے جو عربی اور فارسی کے راستے میں نمودار ہوئی۔ برصغیر میں مسلمانوں کی آمد کے ساتھ ہی یہ رسم الخط یہاں پہونچا۔ اس میں ان آوازوں کو بھی شامل کرلیا گیا جو سامی زبانوں میں نہیں تھیں۔ کچھ آوازیں فارسی کی بھی دین ہیں اور کچھ آوازیں سنسکرت کی بھی اس میں اضافہ ہوگئیں۔'' [115]

ہمارے یہاں عام طور سے اس رسم الخط کی دو شکلیں رائج ہیں۔

۱۔ خط نسخ ۲۔ خط نستعلیق

خط نسخ دراصل عربی رسم خط ہے۔ قرآن پاک کی کتابت اسی خط میں کی جاتی ہے۔ نہایت ہی سادہ اور واضح ہونے کی وجہ سے اس خط کو عرب میں قبولیت عام کا درجہ ملا۔ اس سے قبل کے سارے خطوط جیسے کوفی، ثلث، ریحان، رقاع اور توقیع وغیرہ اس کے آنے کے بعد منسوخ ہوگئے۔ اور اسی مناسبت سے اس کا نام 'خط نسخ' پڑا۔



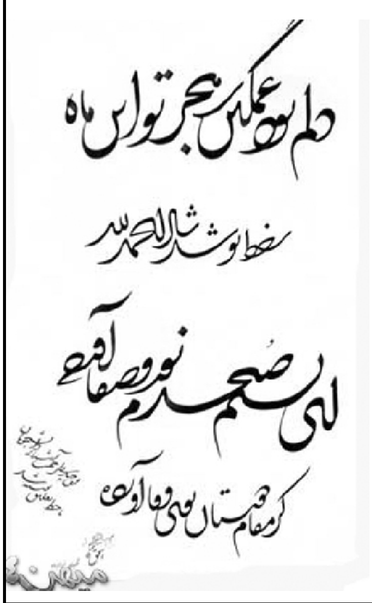
خط نسخ کا نمونہ

115. بشیر محمود اختر، 'اردو رسم الخط' مرتبہ: شیما مجید، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، پاکستان، 1989 ، صفحہ 9

عربی خط جب فارس پہونچا تو حسن بن حسین علی فارسی نے خط رقاع اور خط توقیع کو ملا کر ایک نیا خط وضع کیا جسے 'تعلیق' نام دیا گیا۔ یہ خط فارس والوں کو بہت پسند آیا اور انہوں نے اسے اپنا لیا۔

امیر تیمور کے زمانے میں (771 سے 801 ہجری کے درمیان) خواجہ میر علی تبریزی نے خط نسخ اور خط تعلیق کا ملا کر ایک نیا خط ایجاد کیا جسے ''خط نستعلیق'' کہا گیا۔

خط تعلیق کا نمونہ



نستعلیق کی کششوں اوردائروں میں جان اور تناسب دونوں موجود ہیں۔ بقول نواب مہدی یار جنگ بہادر ''نستعلیق میں تکلف اور نزاکت ہے''۔ اہل اردو بھی نستعلیق کی نزاکت کے گرویدہ ہوگئے اور اسے پوری طرح اپنا لیا۔ اردو میں تعلیم وتربیت اور کتابت وطباعت سب کچھ نستعلیق خط میں ہی ہوتا ہے۔ اردو کی تمام کتابیں، اخبارات وغیرہ اسی رسم خط میں شائع ہوتے ہیں۔ ''نسخ'' کو اردو والوں نے پسند نہیں کیا اور اسے مقبول کرنے کی کوششوں کو کامیابی کبھی نہیں ملی۔

خط نستعلیق کا نمونہ:

اور بازار سے لے آئے اگر ٹوٹ گیا
ساغرِ جم سے مرا جام سفال اچھا ہے

اردو میں خط نسخ کو رائج کرنے کی کوششیں :

ہندوستان میں اٹھارہویں صدی کے آخر میں طباعت کا سلسلہ جاری ہوا اور فارسی اور اردو کے لئے سب سے پہلے ٹائپ کا استعمال کیا گیا۔ علامہ عبداللہ یوسف علی صاحب نے بڑی تحقیقات کے بعد تحریر فرمایا ہے کہ انہوں نے'' کلکتہ گزٹ'' کا پہلا نمبر

مورخہ 4 ؍مارچ 1784ء ملاحظہ فرمایا ہے جس میں ''خلاصۂ اخبار، دربار معلّی بہ دارالخلافت شاہ جہاں آباد'' کا ایک کالم فارسی ٹائپ (نسخ) میں چھپا ہوا ہے۔

('کلکتہ گزٹ' ہندوستان میں شائع ہونے والا پہلا حقیقی اخبار تھا۔ یہ ایک غیر سرکاری اخبار تھا جس میں نیم سرکاری نوٹس ہوتے تھے اور برطانوی اخبارات سے بھی اقتباسات لے کر شائع کئے جاتے تھے۔ اس اخبار میں ایک کالم فارسی میں ہوتا تھا جسے نسخ خط میں ٹائپ سے چھاپا جاتا تھا)۔

انیسویں صدی کے ابتدائی 35 برسوں میں فورٹ ولیم کالج، کلکتہ سے بیس بائیس کتابیں اسی ٹائپ میں طبع ہوئیں۔ قرآن مجید کا ترجمہ جو عبدالقادر دہلوی نے کیا تھا، 1829ء میں ٹائپ میں چھپا۔ اس کا عربی متن عربی ٹائپ میں اور اردو متن فارسی ٹائپ میں چھاپا گیا تھا۔ اس کے بعد مختلف اوقات میں کتابیں اور جرائد بھی اردو ٹائپ میں طبع ہوتے رہے۔

کچھ دنوں تک اسکولوں میں خط نسخ کو رائج کرنے کی کوششیں کی گئیں اور بچوں کی تمام درسی کتابیں ٹائپ سے چھاپی گئیں۔ لیکن اس کوشش میں خاطر خواہ کامیابی نہیں ملی۔ طلبہ تو خط نستعلیق سے مانوس تھے۔ جب خط نسخ میں پڑھنا لکھنا پڑا تو بڑے ہی منفی نتائج سامنے آئے۔

1911ء میں اردو ٹائپ رائٹر ایجاد ہوا جس میں خط نسخ میں ٹائپ ہوتا تھا۔ عربی اور فارسی میں ٹائپ رائٹر کافی مقبول ہو چکے تھے اور اب تک استعمال میں ہیں لیکن اردو میں تائپ رائٹر کبھی مقبول نہیں ہو سکا۔ اور اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ اردو والوں کو خط نسخ بالکل پسند نہیں تھا۔ یہاں یہ یاد رکھنے کی بات ہے کہ یوروپ میں ٹائپ کی مدد سے عربی زبان کی چھپائی سولہویں صدی کے آغاز سے ہی شروع ہو گئی تھی اور اب تک جاری ہے۔ تمام عربی ممالک کے لوگوں نے عربی ٹائپ کو بلا پس و پیش قبول کرلیا۔ وہیں اردو والے نستعلیق کے عشق میں ایسے گرفتار ہوئے کہ انہیں نسخ کی ٹائپوگرافی پھوٹی آنکھ نہیں بھائی۔

1796ء میں جرمنی کے Alois Senefelder نے طباعت کے لئے لیتھوگرافی کا طریقہ ایجاد کیا۔ اس طریقے میں ایک خاص قسم کے کاغذ پر ایک مخصوص روشنائی سے کتابت کی جاتی تھی۔ پھر کیمیائی عمل سے اس کتابت شدہ متن کو پتھر کی پلیٹ پر منتقل کیا جاتا تھا اور پھر اس پلیٹ سے چھپائی کی جاتی تھی۔ اردو والوں کے لئے اس طریقے کا فائدہ یہ تھا کہ نستعلیق خط میں چھپائی ممکن تھی۔ یہی وجہ تھی کہ ایجاد کے بعد صرف 40 سالوں میں یہ ٹکنالوجی ہندوستان پہونچ گئی اور کتابیں، جرائد اور اخبارات لیتھو پر چھپنے لگے۔ اردو والوں نے لیتھوگرافی کو ایسا اپنایا کہ ٹائپ کو بھول گئے۔

ٹائپ کی مدد سے کمپوزنگ اور چھپائی بڑی تیزی سے ہوتی تھی جب کہ لیتھوگرافی کے عمل میں کتابت، تصحیح، پتھر پر کتابت

کی منتقلی اور سنگ سازی وغیرہ کے تدریجی مراحل میں کافی وقت صرف ہوتا تھا۔ دیگر ہندوستانی زبانوں اور انگریزی میں جہاں ٹائپ استعمال ہوتا تھا، طباعت کی رفتار تیز تھی۔ اس کا نقصان یہ ہوا کہ طباعت کے معاملے میں اردو والے دوسری زبان والوں سے سو سال پیچھے ہو گئے۔ جس کا سیدھا اثر ادب کی ترسیل و ترویج پر پڑا۔

اسی دوران بعض لوگوں نے نستعلیق ٹائپ بنانے کی کوششیں کیں۔ فورٹ ولیم کالج میں ہندوستان کے گوشے گوشے سے خوش نویس جمع کیے گئے اور تیس چالیس برسوں کی محنت کے بعد نستعلیق ٹائپ بنانے میں کامیابی حاصل ہوئی۔ اس کی مدد سے کئی کتابیں بھی چھاپی گئیں لیکن لیتھوگرافی کا جادو ایسا تیز تھا کہ نستعلیق ٹائپ ختم ہو گیا۔ پھر مصر، انگلینڈ، بیروت اور جرمنی میں نستعلیق ٹائپ تیار کرائے گئے۔ کتابیں بھی چھپیں لیکن یہ حروف بھی پسند نہیں آئے۔

آخر ناکامی کی وجوہات کیا تھیں؟

- اردو کے معاملے میں تو ایک مشکل تو حروف کی تعداد ہے۔ اردو میں کُل 38 حروف ہوتے ہیں۔ (مرکب حروف یعنی بھ، پھ، جھ، چھ، تھ، ٹھ، کھ، لھ، مھ، نھ وغیرہ کو چھوڑ کر)۔

پھر ہر حرف کی دو دو یا چار چار شکلیں موجود ہیں۔

مثال کے طور پر:

''مرغ'' میں ''غ'' اپنی اصلی شکل میں ہے یعنی سر اور پیٹ دونوں موجود ہیں۔

''غالب'' میں ''غ'' کا صرف سر موجود ہے اور پیٹ غائب ہے۔

''بالغ'' میں ''غ'' کا پیٹ تو موجود ہے لیکن سر نے ایک بالکل نئی شکل اختیار کر لی ہے۔

''مغل'' میں ''غ'' کا کچھ بھی باقی نہیں ہے۔ پیٹ تو ہے ہی نہیں سر بھی ایک نئی شکل میں ہے۔

یعنی یہاں ''غ'' کی چار شکلیں موجود ہیں: مفرد شکل، ابتدائی شکل، درمیانی شکل، انتہائی شکل

غ ـغ غـ ـغـ

اردو میں درج ذیل حروف ایسے ہیں جن کی چار چار شکلیں پائی جاتی ہیں۔

ب پ ت ٹ ث ج چ ح خ ص ض ط ظ ع غ ف ق ک گ ل م ن ہ ھ ی

ان کے علاوہ درج ذیل حروف ایسے ہیں جن کی صرف دو دو شکلیں ہوتی ہیں (ابتدائی اور انتہائی)

ا د ڈ ذ ر ڑ ز ژ و ے

اس طرح اردو ٹائپ بنانے کے لئے ان سارے حروف کی اتنی ساری شکلیں، مرکب حروف، علامتیں اور رموز واوقاف اور دیگر شکلیں جیسے تخلص، سن عیسوی، ہجری، رحمت اللہ علیہ، صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہ۔

ان سب کو شمار کیا جائے تو Characters کی تعداد دیڑھ سو سے تجاوز کر جاتی ہے جو دوسری زبانوں کے مقابلے میں بہت ہی زیادہ ہے۔ اتنے سارے ٹائپ بنانا تو مسئلہ ہے ہی۔ کمپوزنگ کے وقت بھی کافی دقت ہوتی ہے۔

● اردو ٹائپ کے سلسلے میں دوسری پریشانی خود خط نستعلیق کی خوبصورتی ہے جو ٹائپ کے معاملے میں اس کا سب سے بڑا عیب بن جاتی ہے۔

خط نسخ میں تمام حروف ایک ہی سطح (Base line) پر ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر درج ذیل لفظ کو دیکھیں:

شخصیت شخصیت

یہاں آپ غور کریں کہ خط نسخ میں لکھنے پر اس لفظ کا ہر حرف ایک ہی سطح پر ہے۔ لیکن اب اسی لفظ کو نستعلیق خط میں لکھیں گے تو ہم دیکھتے ہیں لفظ کے دائیں طرف حروف بتدریج اوپر اٹھتے چلے جاتے ہیں۔

یعنی (ش) سب سے اوپر ہے۔ (خ) اس کے نیچے ہے۔ (ص) اس کے نیچے ہے۔ (ی) اس کے نیچے ہے اور (ت) سب سے نیچے ہے۔

اس طرح ذرا سا غور کرنے پر یہ بات با آسانی سمجھ میں آسکتی ہے کہ خط نسخ کا ٹائپ بنانا نسبتاً آسان ہے جب کہ نستعلیق کا ٹائپ بنانا بے حد مشکل ہے۔ نسخ کے حروف ایک ہی سطح پر ایک کے بعد ایک بڑی آسانی سے آراستہ کئے جا سکتے ہیں لیکن نستعلیق کے حروف کو لفظ میں ان کی پوزیشن کے مطابق مختلف اونچائیوں پر رکھنا ہوتا ہے۔ اور یہ کام انتہائی مشکل ہے۔

● تیسری پریشانی یہ ہے کہ نستعلیق کے جوڑ ایک لفظ میں کہیں موٹے ہوتے ہیں کہیں باریک۔

مذکورہ بالا تینوں پریشانیاں نستعلیق ٹائپ کی راہ میں سدِّ راہ ثابت ہوئیں۔اس کی کششوں، گولائیوں، موٹائیوں، جوڑوں اور مختلف اونچائیوں کا خیال رکھا جائے تو Characters کی تعداد میں کئی سو ہو جاتی ہے۔ بہت ساری شکلیں (Ligatures) بھی بنانے پڑتے ہیں۔اور اس طرح ٹائپ بہت زیادہ دقیق اور مہنگا ہو جاتا ہے۔اتنے سارے جوڑ ہونے کی وجہ سے عبارت کو کمپوز کرنے میں بہت زیادہ وقت لگتا ہے اور پھر چھپائی کے بعد Characters کو واپس ان کی جگہ رکھنا اس سے بھی بڑا مسئلہ ثابت ہوتا ہے۔


OUDH AKHBAR
LUCKNOW
اودھ اخبار
1st January, 1875.
BRITISH LIBRARY

''اودھ اخبار'' کا یکم جنوری 1875ء کا شمارہ
جسے لیتھو پریس میں چھاپا گیا تھا

اور اگر جوڑ کم کئے جائیں اور حرفوں کی اونچائیوں کا زیادہ خیال نہ رکھا جائے تو ٹائپ تیار تو ہو جاتا ہے لیکن پھر وہ خطِ نستعلیق نہیں رہتا ہے۔ اس کی ساری خوبصورتی غارت ہو جاتی ہے۔

برسوں کی محنت اور بے تحاشہ رقم برباد کرنے کے بعد یہ بات اب بخوبی سمجھ میں آچکی ہے کہ خطِ نستعلیق ٹائپ کے لئے قطعی مناسب نہیں ہے۔یہی وجہ ہے کہ خطِ نستعلیق کے وطن ایران نے اس خط کو خیر باد کہہ دیا اور طباعت کے لئے خطِ نسخ کو اپنا لیا اور آج تک اپنائے ہوئے ہیں۔ عربی والے تو شروع ہی سے نسخ میں طباعت کر رہے ہیں۔

لیکن اردو والے نستعلیق کے ایسے دیوانے ہوئے کہ انہوں نے ٹائپ کی چھپائی کو تو چھوڑ دیا لیکن نستعلیق کو نہیں چھوڑا۔ان کے یہاں کچھ سال قبل تک ہاتھ سے کتابت کر کے اسے لیتھو پریس یا آفسیٹ پریس میں چھاپا جاتا رہا ہے۔

اردو کمپیوٹنگ کی ابتداء

The beginning of Urdu computing

آپ پڑھ چکے ہیں کہ خط نستعلیق کے ٹائپ بنانا ناممکن نہیں تو بے حد مشکل ضرور ہے اور یہ طریقہ صد فی صد Impractical ہے۔اردو والے خط نسخ کو اپنانا نہیں چاہتے تھے اور خط نستعلیق ٹائپ بنانے کے لئے مناسب نہیں تھا۔نتیجہ یہ ہوا کہ اردو والوں نے ٹائپ کی چھپائی کو ہی خیر باد کہہ دیا اور کتابت اور لیتھوگرافی کو گلے سے لگا لیا۔صدیوں تک اردو کے تمام اخبارات، رسائل اور کتابیں اسی طرح طبع ہوتی رہیں۔لیکن ایک بات تو طے تھی کہ لیتھوگرافی کا سست رفتار طریقہ اردو ادب کی ترسیل کے لئے مہنگا پڑ رہا تھا۔اور کسی بہتر طریقے کی ضرورت محسوس کی جا رہی تھی۔

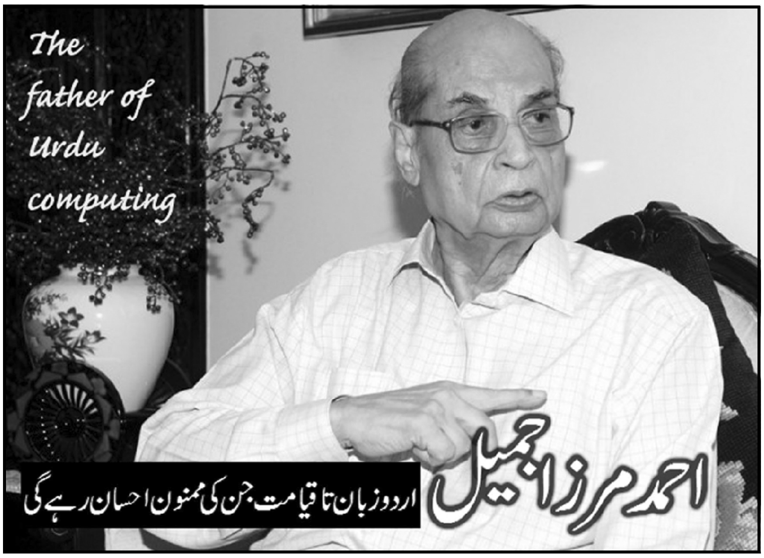
جب کمپیوٹر کی ایجاد ہوئی تو اردو والوں کو بھی کمپیوٹر کی مدد سے کتابت کرنے کا دھیان آیا۔یہاں بھی وہی سارے سوال پھر آ کھڑے ہوئے جو اتنے برسوں سے اردو طباعت سے متعلق اٹھتے رہے تھے۔اگر خط نسخ کو کمپیوٹر پر اپنایا جائے تو کوئی خاص پریشانی نہیں تھی۔اہل عرب کمپیوٹر میں خط نسخ کا استعمال پہلے سے ہی کر رہے تھے اور انہیں کوئی خاص پریشانی نہیں ہوئی تھی کیونکہ نسخ تو ان کا اپنا خط تھا ہی۔اہل ایران فارسی ٹائپوگرافی کے لئے نسخ کو اپنا ہی چکے تھے۔عربی نسخ میں پ چ گ اور ژ وغیرہ حروف کا اضافہ کر کے وہ کمپیوٹر میں بھی خط نسخ کو بخوبی استعمال کرنے لگے۔

اردو والے اگر چاہتے تو فارسی والوں کی طرح ہی خط نسخ میں چند نئے Characters کا اضافہ کر کے بڑی آسانی سے کمپیوٹر میں استعمال کر سکتے تھے۔لیکن پھر وہی مسئلہ سامنے آئی۔اہل اردو کسی بھی صورت میں خط نسخ کو اپنانا نہیں چاہتے تھے انہیں تو وہی ان کا پیارا خط نستعلیق چاہئے تھا۔لیکن خط نستعلیق کو کمپیوٹر میں رائج کرنے کی کوششوں کے درمیان پھر وہی دونوں پریشانیاں سامنے آئیں جن کا بیان آپ گزشتہ صفحات پر کر پڑھ چکے ہیں۔ (۱) اردو حروف کی تعداد 38 ہے جن میں سے ہر ایک دو دو یا چار چار شکلیں ہیں۔ساتھ ہی بہت سارے اعراب، رموز، اوقاف اور دیگر خصوصی علامتیں وغیرہ بھی ہیں۔اسطرح Characters کی تعداد ڈیڑھ سو سے بھی تجاوز کر جاتی ہے۔ (۲) یہ مسئلہ اور بھی بڑا ہے۔نستعلیق خط میں حرفوں کی تعداد جیسے جیسے بڑھتی جاتی ہے حروف دائیں جانب بڑھنے کے ساتھ ساتھ اوپر کی طرف بھی اٹھتے جاتے ہیں۔

مذکورہ بالا پریشانیوں کی وجہ سے ہی طباعت کے لئے نستعلیق کا تائپ تیار نہیں ہو پایا تھا۔اور اب وہی پرشانیاں کمپیوٹر کے سلسلے میں بھی پیش آ رہی تھیں۔ان پریشانیوں کا حل جس شخص نے ڈھونڈ نکالا اور اپنی محنت اور لگن سے اردو نستعلیق کو کمپیوٹر پر رائج کیا اس شخص کا نام تھا احمد مرزا جمیل تھا۔

احمد مرزا جمیل : اردو کمپیوٹنگ کے موجد

Ahmed Mirza Jamil: The Father of Urdu computing



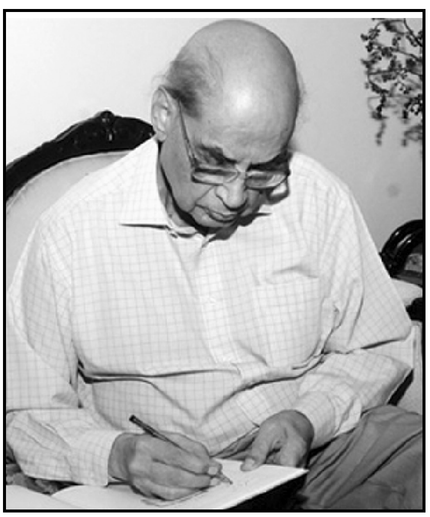
آج اگر ہم اخبارات، رسائل اور ویب سائٹس وغیرہ پر نہایت صاف ستھرے اور پُرکشش نستعلیق رسم الخط میں، کمپیوٹر کے ذریعے لکھی گئی اُردو پڑھ رہے ہیں، تو یہ جناب احمد مرزا جمیل کا احسان کا فیضان ہے۔ احمد مرزا جمیل اُردو زبان کے اُن محسنوں میں سے ہیں جنہوں نے فردِ واحد کی حیثیت سے وہ کارنامہ کر دکھایا ہے جو بڑے بڑے ادارے انجام نہیں دے پاتے ہیں۔ اُردو زبان کے سب سے خوبصورت نستعلیق کمپیوٹرائزڈ فونٹ ''نوری نستعلیق'' کی تخلیق، احمد مرزا جمیل صاحب کا ذاتی کارنامہ تو ہے ہی، لیکن ساتھ ہی ساتھ یہ اُردو زبان پر اُن کا اتنا بڑا احسان ہے جسے ہمیشہ یاد رکھا جانا چاہئے۔ اس ایجاد نے اردو کی ترقی میں پَر لگا دیئے ہیں۔ دراصل اِسی ایجاد نے ہی اردو کی کمپیوٹر کمپوزنگ کا آغاز کیا۔ نوری نستعلیق کی سب سے اہم خوبی یہ ہے کہ کم سے کم جگہ میں زیادہ سے زیادہ الفاظ سمٹ جاتے ہیں، لیکن اِس کے باوجود الفاظ صاف اور واضح رہتے ہیں؛ یعنی پڑھنے والے کو گنجلک محسوس نہیں ہوتے۔ علاوہ ازیں کاغذ کی بچت بھی ہوتی ہے اور وقت بھی انتہائی کم صرف ہوتا ہے۔

اردو کمپیوٹنگ کی کہانی نوری نستعلیق کی کہانی ہے.....

اور نوری نستعلیق کی کہانی دراصل احمد مرزا جمیل کی کہانی ہے.....

اِس لئے احمد مرزا جمیل کی زندگی کے بارے میں تفصیل سے جاننا ضروری ہے۔

احمد مرزا جمیل کی پیدائش 21 فروری 1921ء کو دہلی کے محلّہ حویلی اعظم خان میں مقیم ایک مغل گھرانے میں ہوئی۔ ان



کے والد کا نام نور احمد اور والدہ کا نام صغرا بیگم تھا۔ ان کا گھرانہ اپنی خوش نویسی کے لئے مشہور تھا اور گھر میں ہر طرف نقاشی اور خطاطی کے شاہ کار بکھرے ہوئے تھے۔ ان کیوالد نور احمد اور تایا حافظ محمد احمد جانے مانے خوش نویس اور خطاط تھے۔ لیکن اِس فن کو نور احمد نے بہ طور پیشہ نہیں اپنایا تھا کیونکہ ان کا رجحان آرٹ کی جانب تھا۔ اسے ہی کیریر بنایا۔ ''ہمدرد دواخانہ'' کے مشہور شربت، روح افزا کا ''لیبل'' اُن ہی کی تخلیقی صلاحیتوں کا مظہر ہے۔ 1922 میں اُنھوں نے لکڑی کا ایک ہینڈ پریس خرید لیا اور اُسے ''نور فائن آرٹ لیتھو پریس'' کا نام دیا۔ کتابوں کے سرورق تیار ہوتے، رنگین طغرے بنائے جاتے۔ کاروبار ٹھیک ٹھاک چل رہا تھا کہ شراکت دار کی دغابازی نے سب کچھ برباد کر دیا اور نور احمد بمبئی کوچ کرنے پر مجبور ہو گئے جہاں انہوں نے فری لانسر آرٹسٹ اور لیتھو گرافر کا پیشہ اپنا لیا۔

احمد مرزا جمیل کے تعلیمی سفر کا آغاز میونسپل کے اسکول سے ہوا۔ ایک سال کے بعد زکریا مسجد اسکول کا حصہ بن گئے، جہاں قرآن پاک، اردو، انگریزی اور گجراتی کی تعلیم حاصل کی۔ اُس زمانے میں چوتھی پاس کرنے کے لیے گجراتی لازمی تھی۔ پھر سینٹ جوزف ہائی اسکول، بمبئی کا رخ کیا، جہاں سے ساتویں جماعت کا مرحلہ طے کیا اور پھر بمبئی کے مشہور زمانہ، جے جے اسکول آف آرٹ میں داخلہ لے لیا۔ آرٹ میں ان کی قابلیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ صرف دس برس کی عمر سے وہ بمبئی آرٹ سوسائٹی کی نمایشوں میں حصہ لینے لگے۔ زمانۂ طالب علمی میں ہی انہوں نے کئی اعزازات اپنے نام کئے اور اسی عمر میں خود کو بطور آرٹسٹ منوالیا۔

'تراب اسٹوڈیو' کے مالک، محمد تراب کے وسیلے سے ان کا تعارف بمبئی فلم نگری کے ایک فلم ڈائریکٹر ''چوہدری جی'' سے ہوا جنہوں نے اس 23 سالہ نوجوان آرٹسٹ کو اپنی فلم کے سیٹ اور ملبوسات ڈیزائن کرنے کی ذمے داری سونپ دی۔ اُن ہی دنوں بمبئی کے ایک صاحب، باسو دیو پرساد سہنا نے ایک فلم ''ایران کی ایک رات'' پروڈیوس کرنے کا ارادہ کیا، تو اُنھوں نے مرزا کو اپنے ساتھ بہ طور آرٹ ڈائریکٹر کلکتہ چلنے کی دعوت دی۔ احمد مرزا جمیل نے یہ پیش کش قبول کر لی اور باسو دیو سہنا کے ساتھ کلکتہ چلے گئے۔ اس فلم کے ڈائرکٹر پی سی بروا تھے جو اس سے قبل ''دیوداس'' بنا چکے تھے۔ ان کے معیار پر پورا اترنا سہل نہیں تھا، مگر مرزا صاحب نے اپنی لگن اور محنت سے یہ ممکن کر دکھایا۔ آنے والے عرصے میں چند اور فلموں میں بھی کام کیا۔ پھر سنہا صاحب کے ساتھ

مل کر انہوں نے فلم پبلی سٹی اسٹوڈیو 'مووی آرٹس' کھول لیا۔لیکن ہندوستان کے بٹوارے کے بعد حالات ایسے بگڑے کہ 1950ء میں انہیں پاکستان ہجرت کرنی پڑی اور ان کا خاندان راولپنڈی اور لاہور ہوتا ہوا آخر کار کراچی میں آکر بس گیا۔کراچی میں انہوں نے ایک ایڈورٹائزنگ کمپنی میں بطور آرٹ ڈائرکٹر نوکری کر لی۔

1951ء میں ایک دن اچانک انہیں اپنے والد اور تایا کے طغروں کو شائع کرنے کا خیال آیا اور پھر انہوں نے نوکری سے استعفیٰ دے دیا اور ایک پرانی ''روٹا پرنٹ'' مشین خرید کر کراچی کے بوہری روڈ پر ''ایلیٹ پبلشرز لمیٹڈ'' کے نام سے اپنی ایک پبلیشنگ کمپنی قائم کی جس کی ابتداء جناح کے ایک پنسل اسکیچ کو فوٹو آفسٹ سے چھاپ کر کی گئی۔آہستہ آہستہ اس ادارے نے کافی ترقی کی اور صرف دو ملازمین سے شروع ہونے والی کمپنی میں ملازموں کی تعداد 150 تک پہونچ گئی۔''ایلیٹ پبلشرز لمیٹڈ'' نے پرنٹنگ کی دنیا میں نمایاں مقام حاصل کر لیا۔

1973ء سے ہی خط نستعلیق کو کمپیوٹر کی کتابت سے ہم آہنگ کرنے کی کوششیں کی جا رہی تھیں اور ہر کوشش ناکام ثابت ہو رہی تھی۔اس وجہ سے اردو کے بارے عام تاثر یہ تھا کہ اردو، جدید دور کا ساتھ نہیں دے سکتی اردو والوں کو یا تو فارسی والوں کی طرح نسخ اپنا لینا چاہئے یا پھر اردو رسم الخط کو ہی بدل کر رومن یا دیوناگری کر دینا چاہئے۔

اردو قاری خط نستعلیق کے عشق میں مبتلا تھے، جو ہنوز خود کو مشین سے ہم آہنگ نہیں کر سکا تھا اور کاتبوں کی جنبش قلم کا محتاج تھا۔کتابوں کی اشاعت میں برسوں لگ جاتے کہ لازم تھا، پوری کتاب ایک ہی کاتب لکھے۔تصحیح کی ضرورت پیش آتی، تو پورا صفحہ دوبارہ لکھا جاتا، مگر یہ صورت حال ہمیشہ نہیں رہنے والی تھی۔تبدیلی کا آغاز ہونے کو تھا۔

جمیل صاحب ایک پبلشر تھے۔اردو لکھاری اپنی کتابوں کی اشاعت کا ارادہ لیے ان سے ملنے آتے۔جواب میں وہ کہتے، ''کتابت کروالیں، میں چھاپ دوں گا، مگر کتابت اچھی ہونی چاہیے۔'' کوئی چھ ماہ بعد لوٹتا، کوئی ڈیڑھ سال بعد۔اور جو کتابت ہوتی، اس سے وہ خود کو مطمئن نہیں پاتے تھے۔

ان ہی دنوں ایک انگریز سے ملاقات ہوئی، جو پرنٹنگ مشینیں فروخت کیا کرتا تھا۔اس نے تیکنیکی مسائل کا حل، خط نستعلیق تج کر، ترکوں اور ایرانیوں کی طرح خط نسخ یا رومن اسکرپٹ میں تلاش کرنے کا مشورہ دیا۔جواب میں احمد مرزا جمیل نے کہا، ''انگریزوں نے دوسو برس برصغیر پر حکومت کی، جب اُس وقت تم ہمارا خط نہیں بدل سکے، تو اب کیا بدلو گے!''

احمد مرزا جمیل اردو زبان کو کمپیوٹر میں کمپوز کرنے کا تجربہ کرنا چاہتے تھے لیکن بدقسمتی سے اس زمانے میں پاکستان میں اِس منصوبے پر کام کرنے کی سہولت موجود نہیں تھی۔ان کے ذہن میں ایک اچھوتا خیال پرورش پا رہا تھا۔وہ سوچ رہے تھے کہ حروف

کے ٹکرے کرنے کے بجائے الفاظ کے ٹکڑے کیے جائیں۔ کیوں نہ یونٹ بنا دیے جائیں۔ یعنی ''پر'' لکھنے کے لیے ''پ'' اور ''ر'' کو الگ نہ کیا جائے، بلکہ ''پر'' ہی کا یونٹ بنایا جائے، جو ہر جگہ کام آئے۔ بقول اُن کے:

''یہ خیال مجھے قابل عمل لگا۔ جیسے 'فر' ایک یونٹ ہے۔ اس کے آغاز میں 'کا' لگا دیا جائے، تو 'کافر' ہو جائے گا۔ آخر میں 'حت' لگا دیں، تو 'فرحت' ہو جائے گا۔''

1979ء میں احمد مرزا جمیل کو سنگاپور کی ایک نمائش میں جانے کا موقع ملا۔ وہاں انہوں نے انگریزی ٹائپ فیس کی مشینیں دیکھیں۔ یہ فوٹو ٹائپ سیٹنگ کے بجائے ڈیجیٹل، یعنی کمپیوٹرائزڈ مشینیں تھیں۔ ایک اسٹال پر انہوں نے دیکھا کہ چینی زبان کمپوز ہو رہی ہے۔ میز پر'' کی بورڈ'' رکھا ہے، جس میں چھے سات سو بٹن ہیں۔ آپریٹر ایک ایک بٹن دبا رہی ہے، اسکرین پر لفظ ابھر رہے ہیں، جو جڑ کر ایک شکل اختیار کر لیتے۔

وہ ایک قیمتی لمحہ تھا۔ ایک حوصلہ افزا خیال ذہن میں کوندا۔ بہ قول احمد مرزا جمیل:

''میں نے خود سے کہا؛ چینی میں 80 ہزار کریکٹرز ہیں، جب اُنھوں نے 80 ہزار اشکال قابو کر لیں، تو ہم کیوں نہیں کر سکتے۔ بس، ا؟ نے احسان کیا۔ جتنے پردے ذہن پر پڑے تھے، اٹھتے گئے۔ مونو ٹائپ کارپوریشن کے سیلز مینیجر، مسٹر ڈیرک کارکیٹ وہاں موجود تھے۔ ہم ایک دوسرے کو جانتے تھے۔ میں نے انھیں کراچی آنے کی دعوت دی۔ انھوں نے جواب دیا؛ 'میں ابھی پاکستان ہی سے آ رہا ہوں۔ ہم نے اسی مشین پر مقتدرہ کو ایک سسٹم بنا کر دیا تھا، جسے رد کر دیا گیا، کوئی لینے کو تیار نہیں۔ ہمارا بہت نقصان ہوا۔' میں نے یہ کہہ کر انھیں قائل کر لیا کہ اگر ہمارا تجربہ ناکام گیا، تو مالی نقصان میں اکیلا برداشت کروں گا۔''

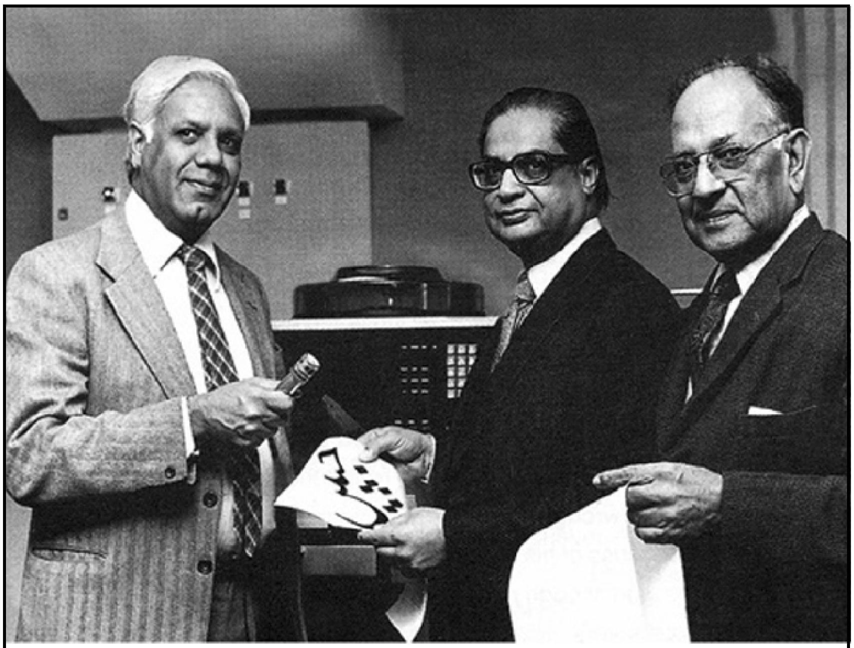
جوں ہی لندن میں بیٹھے'' مونو ٹائپ'' کے ڈائریکٹر، مسٹر جان مال نے اپنی رضامندی ظاہر کی، جمیل صاحب اِس منصوبے میں جٹ گئے۔ اردو کے موقر روزنامے ''جنگ'' کا لاہور سے اجرا ہونے کو تھا۔ جب اخبار کے مالک کو اطلاع ملی کہ خط نستعلیق کو کمپیوٹر پر منتقل کیا جا رہا ہے، تو انھوں نے جمیل صاحب سے رابطہ کیا، اور کہا کہ وہ اپنے لاہور کے پرچے کو اس منصوبے کی تکمیل تک موخر کر دیتے ہیں۔ ساتھ ہی کام میں معاونت کے لیے ایک کاتب ان کی طرف روانہ کر دیا۔

پہلے نمونے کی تیاری میں چھ ماہ لگے، جس کے لیے کاتب نے پانچ ملی میٹر کے قلم سے 154 یونٹ لکھے۔ 80ء کے موسم خزاں میں شہر لندن میں ہونے والی نمایش کے دوران مونو ٹائپ نے یہ نمونہ پیش کیا۔



احمد مرزا جمیل لندن کی نمائش میں ترسیموں کے نمونے پیش کرتے ہوئے

وہاں موجود ایرانیوں اور افغانیوں نے تو بہت پسند کیا، البتہ پاکستانیوں نے شک کا اظہار کیا۔ پاکستان میں بھی ہر دوسرا شخص خط نستعلیق کے برقی مشین سے ہم آہنگ ہونے کے دعوے کو ڈھکوسلا قرار دیتا نظر آیا، مگر جمیل صاحب کو پروا نہیں تھی۔ وہ جانتے تھے کہ سرنگ کے دہانے پر روشنی ہے۔ کراچی لوٹنے کے بعد وہ اس منصوبے میں شریک اپنے رفیق، سید مطلوب الحسن کے ساتھ مقتدرہ قومی زبان کے چیئر مین، اشتیاق حسین قریشی سے ملے، اور اپنے چھپے ہوئے نمونے پیش کیے۔ آئیڈیا اشتیاق قریشی کے دل کو لگا۔ انھوں نے اِسے مقتدرہ کے پلیٹ فارم سے پیش کرنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ ساتھ ہی کہا کہ وہ صدر پاکستان سے ملاقات کے لیے جا رہے ہیں، یہ نمونہ وہ اُن کے سامنے پیش کریں گے۔


احمد مرزا جمیل اور مطلوب حسن سیّد، اشتیاق قریشی کو نمونے دکھاتے ہوئے

حکومت کی جانب سے تعاون کی یقین دہانی کے بعد مقتدرہ قومی زبان نے ایک پریس کانفرنس منعقد کی، جس میں خط نستعلیق کی برقیاتی کتابت میں کام یابی کا اعلان کیا گیا۔ ابتدائی نمونے دیکھ کر وہاں موجود لوگ حیران رہ گئے۔ یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی، اور اس دل کش خط کی کمپیوٹر کے ذریعے کتابت کی امید بڑھنے لگی۔

چند روز بعد برطانوی ماہرین کے ساتھ لندن میں جمیل صاحب کی میٹنگ ہوئی۔ زیر بحث سوال یہ تھا کہ منصوبہ کب تک مکمل ہوسکتا ہے؟

بقول احمد مرزا جمیل:

> ''میٹنگ میں موجود ایک انگریز نے کہا کہ کیلی گرافی میں پونے انچ کے قلم سے یونٹ لکھے جائیں گے، 10×10 انچ کا کاغذ ہوگا۔ کتابت کا مرحلہ آتے آتے پانچ برس لگ جائیں گے۔ پھر ڈیجیٹائزنگ کے ماہر نے کہا؛ ہمارا کام ڈیڑھ سال کا ہے۔ اگر ہم شفٹ بڑھادیں، تو چھ ماہ میں بھی مکمل کرسکتے ہیں۔ میں نہ صرف ایک آرٹسٹ تھا، بلکہ پبلشنگ اور ماس پروڈکشن کا بھی وسیع تجربہ رکھتا تھا۔ میں نے بھی کہہ دیا کہ ہم بھی چھ ماہ میں منصوبہ مکمل کرلیں گے۔ اس وقت خیال یہی تھا کہ بیس کاتب اکٹھے کروں گا، اور تختیاں لکھوالوں گا۔ بعد میں خیال آیا کہ بیس کاتب، بیس مختلف اساتذہ کے شاگرد ہوں گے۔ ہر ایک اپنے طرز پر تختی لکھے گا۔ تحریر میں ہم آہنگی نہیں ہوگی۔ ہم نے ایک کاتب کو بلوایا، جس نے ایک دن میں پچاس تختیاں لکھنے پر رضامندی ظاہر کی۔ جب اسے بتایا کہ پونے انچ کے قلم سے 10×10 انچ کے کاغذ پر لکھنا ہے، تو وہ پچاس سے یومیہ 5 تختیوں پر آگیا۔ کمپیوٹر کی شرائط بتائیں، تو اس نے صاف انکار کردیا۔''

امکانات معدوم ہونے لگے۔ اندیشوں نے گھیر لیا۔ راتوں کی نیند حرام ہوگئی۔ انہوں نے کس قدر محنت کی اس کا اندازہ خود ان کے الفاظ سے لگایا جاسکتا ہے:

> ''جنرل ضیاء الحق سے ہماری بات ہوچکی تھی، ملکی اور غیر ملکی میڈیا میں اس ایجاد کا تذکرہ آچکا تھا، مگر اب آگے بڑھنے کے تمام راستے مسدود ہوگئے۔ وہ بڑا سخت وقت تھا۔ پھر سید مطلوب الحسن، اللہ بخشے اُنھیں، کہنے لگے؛ جمیل یہ کام تم خود کروگے۔ میں نے کہا؛ اللہ اللہ کرو۔ میں آرٹسٹ ضرور ہوں، میرے تایا خوش نویس تھے، مگر یہ کام بالکل الگ ہے۔ اس پر انھوں نے کہا؛ پھر تو بڑی سبکی ہوگی، لوگ مذاق اڑائیں

گے۔تو میں نے اللہ کا نام لے کر وہ کام شروع کیا۔ جتنا تجربہ تھا، سب یک جا کیا۔ رات دن ایک کردیئے۔اس زمانے میں مَیں چھ سات گھنٹے سے زیادہ گھر نہیں آتا تھا۔گھر والے کہنے لگے تھے کہ بستر بھی آفس ہی میں لگالیں۔ میں نے چھ مہینے میں اٹھارہ ہزارتختیاں لکھ لیں۔ پہلےتختیوں کا نیگٹو بنتا، پھر پوزیٹو تیار ہوتا۔اس کے لیے میں نے ایک ٹیم بنائی۔کمپیوٹرک،م،ن تو نہیں جانتا۔وہ تو نمبر جانتا ہے۔تو ہم نے نمبروں کو یونٹ سے ہم آہنگ کیا۔''

تجربہ کام یاب رہا۔ان اٹھارہ ہزارتختیوں سے تین لاکھ سے زیادہ الفاظ بن سکتے تھے،جوالفاظ اس وقت رہ گئے، وہ مشین پرٹائپ کرتے ہوئے نسخ میں ظاہر ہوتے،جن کی بعد میں کاتب تصحیح کرلیتے۔

اردو اِس ایجاد سے الیکٹرونک دور میں داخل ہوئی،جس نے نہ صرف اردوصحافت میں انقلاب برپا کردیا بلکہ اردو کتابوں کی اشاعت میں بھی بے پناہ اضافہ ہوا ہے۔بقول حسنین کاظمی صاحب''یہ پہلاموقع ہے کہ مغرب کی کسی ایجادکو پاکستان کی اجتماعی زندگی کی ایک انتہائی اہم ضرورت کی تکمیل کے پیش نظر پاکستانی ذہن کی تخلیق کردہ مہارت کیلئے استعمال کیا گیا۔یعنی تکنیکی مہارت نے مشرق سے مغرب کی جانب سفر کیا۔''

وفات :

اردو کے اس عظیم مجاہد کا انتقال 17رفروری2014ءکوہوا۔

انعامات واعزازات :

ان کے اس کارنامے کے لئے احمد مرزا جمیل کو بے شماراعزازات سے نوازا گیا۔

82ءمیں انہیں حکومت پاکستان کی جانب سے'تمغۂ امتیاز'سے نوازا گیا۔

اگلے ہی برس پشاور یونیورسٹی ن'سپاس خیبر'پیش کیا۔

99ءمیں انھیں جامعہ کراچی کی جانب سے ڈاکٹریٹ کی اعزازی ڈگری عطا ہوئی۔

نجی کمپنیاں وقتاًفوقتاًان کی خدمات کے اعتراف میں ایوارڈز سے نوازتی رہیں۔

ڈاکٹریٹ کی ڈگری کو وہ اپنے لیے بڑااعزاز قرار دیتے ہیں،جس کا،اُن کے نزدیک کسی ایوارڈ سے موازنہ ممکن نہیں۔ یوں تو پرنٹنگ کی دنیا میں بھی اُنھوں نے کئی کارنامے انجام دیے،مگرخواہش یہی ہے کہ اُنھیں نوری نستعلیق کے خالق کے طور پر یاد رکھا جائے۔

مشاہیر کے تاثرات :

اردو زبان و ادب کی کئی قدآور شخصیات نے اپنے اپنے انداز میں اِس محسن عظیم کو خراج تحسین پیش کیا۔ یہاں چند مشاہیر کے الفاظ نقل کیے جا رہے ہیں:

''اِس ایجاد نے اردو کی طباعتی دنیا میں انقلاب برپا کر کے نسلوں پر احسان کیا ہے۔'' (احمد ندیم قاسمی)

''مرزا جمیل کا ہم پر ایک احسان ہے، جو خط نوری نستعلیق انھوں نے وضع کیا ہے، یہ بہت بڑا کارنامہ ہے۔''
(فیض احمد فیض)

''اردو زبان اور اس کی ترقی میں جو کئی نوری سال حائل تھے، نوری نستعلیق نے ان نوری سالوں کو عبور کر لیا۔''
(پروین شاکر)

''نوری نستعلیق نے حُسن کے ساتھ ہماری زبان کو ہمارے عہد، بلکہ مستقبل کی رفتار عطا کر دی ہے۔'' (ابوالخیر کشفی)

''ہم سب کو احمد مرزا جمیل کا احسان مند ہونا چاہیے، انھوں نے قومی زبان کے فروغ کے لیے ایک تاریخ ساز کارنامہ انجام دیا۔'' (ڈاکٹر جمیل جالبی)

''قلم سے کمپیوٹر تک یہ سفر (نوری نستعلیق) حیران کن بھی ہے، اور اور دل چسپ بھی۔ اور بیسویں صدی کی ایجادوں میں ایک معجزہ بھی۔'' (محسن احسان)
[116][117]

نوری نستعلیق

Noori Nastaleeq

احمد مرزا جمیل نے اپنی اس عظیم ایجاد کا نام اپنے والد، نور احمد کے نام پر ''نوری نستعلیق'' رکھا۔ اور دنیا کے سامنے پیش کر دیا۔ یکم اکتوبر 81ء کو جب لاہور سے روزنامہ ''جنگ'' کا اجرا ہوا، تو وہ نوری نستعلیق ہی میں تھا۔ اخبار کا کہنا ہے: ''ہم نے بغیر کسی آزمائش اور تجربے کے یہ کام کیا۔ اور اللہ کا کرم ہے کہ اخبار ایک دن بھی کمپوزنگ کی وجہ سے غیر حاضر نہیں ہوا۔''

---

116. http://www.express.pk/story/197175/
117. http://urdu.globalscience.net.pk/2014/03/07/obituary-ahmed-mirza-jamil.php

اردو کتابت اور طباعت کی دنیا میں انقلاب آچکا تھا۔ جمیل صاحب کی ایجاد نے خط نستعلیق میں نئی روح پھونک دی۔ اردو پرنٹنگ کی دنیا بدل گئی۔ جس مشین کے ذریعے برقی کتابت کا آغاز ہوا تھا، وہ Slave کمپوزنگ مشین کہلاتی تھی۔ ابتدائی دس مشینوں پر صدر پاکستان نے وعدے کے مطابق ڈیوٹی معاف کر دی گئی تھی۔ ایجاد کا چرچا ہوا، تو مختلف ادارے ان سے رابطہ کرنے لگے۔ اخبارات اور کتابوں کی اشاعت کا عمل راتوں رات سہل ہو گیا۔ لاگت بھی گھٹ گئی، اور وقت بھی بچنے لگا۔

'نوری نستعلیق' کی خصوصیات خود احمد مرزا جمیل صاحب کے الفاظ میں ملاحظہ ہوں:

1۔ کمپیوٹر سے کتابت کے دوران عبارت کی 15 سطریں اسکرین پر نظر کے سامنے آجاتی ہیں اور اس مرحلے پر عبارت میں تصحیح کی جاسکتی ہے۔

2۔ لیزر شعاعوں کے ذریعے آٹھ کالموں کے اخباری صفحے کو اب 5 منٹ سے کم وقت میں فوٹو گرافک کاغذ یا فلم پر اتارا جاسکتا ہے۔

3۔ تقریباً چار پانچ سو صفحے کی کتاب چار پانچ دن میں کمپوز کر کے شائع کی جاسکتی ہے۔ اگر زیادہ Key boards یعنی کلیدی تختے استعمال کئے جائیں تو صرف اک دن میں بھی ایسی کتاب کی مکمل کتابت ہو سکتی ہے۔

4۔ اردو میں Hyphen کا سرے سے وجود ہی نہیں ہے۔ پورے لفظ خواہ منفرد ہوں یا مرکب، ایک ساتھ ہی لکھے جاتے ہیں۔ مثلاً: ''جاپان والے'' اگر ہم اسے دو حصوں میں لکھیں یعنی ''جا'' سطر کے آخر میں اور ''پان والے'' دوسری سطر کے شروع میں تو پڑھنے والا اسے ''جا ر پان والے'' پڑھے گا۔ نوری نستعلیق کی مشین پورے لفظ کو یا تو پہلی سطر میں ضم کرنے کی کوشش کرتی ہے اور اگر جگہ نہ ہو تو پھر دوسری سطر میں پورا لفظ منتقل کر دیتی ہے اور ساتھ ہی دونوں سطروں کے الفاظ کے درمیان فاصلوں کو بھی مشین کی رفتار میں کمی کر کے مساوی کر دیتی ہے۔

5۔ اگر پروف ریڈنگ کے بعد عبارت میں تبدیلی کرنا ضروری ہو جائے تو اس کے لئے پورا پیراگراف، مضمون یا اس کا بڑا حصہ دوبارا کتابت کرنے کی ضرورت نہیں۔ ''ایڈیٹوریل ٹرمنل'' کی مدد سے الفاظ یا عبارت کو درست کیا جاسکتا ہے اور پوری کتاب کا پروف از سرنو پڑھنے کی ضرورت نہیں پڑتی ہے۔

6۔ سائنس وغیرہ کی کتابوں میں ضروری مقامات پر رد و بدل کی جاسکتی ہے۔ پوری کتاب دوبارہ کمپوز کرنے کی ضرورت نہیں اور نہ ساری کتاب کا پروف پڑھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس خصوصیت کی وجہ سے اب اردو میں ٹیلی فون ڈائرکٹری بھی چھاپنا ممکن ہو گیا ہے۔

7۔ اردو کتابت میں اب تک انگریزی کی طرح پوائنٹ سائز کا تصور نہیں تھا۔کاتب کو جلی اور جلی ،خفی اور خفی لکھنے کی ہدایت دی جاتی رہی ہے۔پھر بھی قلم یکساں نہیں رہتا۔اس کے علاوہ انداز تحریر پر کاتب کی جسمانی تھکاوٹ اور مزاجی کیفیت کا بھی اثر پڑتا ہےلیکن مشینی کتابت میں اسلوبِ کتابت اوّل تا آخر ہمیشہ یکساں رہتا ہے۔نوری نستعلیق میں اب آپ ضرورت کے مطابق 8، 9، 10، 14، 16، 18، 24 اوراس سے بھی زیادہ پوائنٹ تک صرف ایک بٹن دبا کر مطلوبہ پوائنٹ سائز میں یا آپس میں ملا جلا کر بھی کتابت حاصل کر سکتے ہیں۔

8۔ پوسٹر سائز کی کتابت بھی اب آسانی سے ممکن ہے۔آپ کیمرے یا اِنلارجر سے 24 پوائنٹ سائز کی تحریر کو حسب ضرورت ایک انچ قطر کے مساوی یا اس سے زیادہ بڑا کر سکتے ہیں اور صرف قینچی کی مدد سے حروف والفاظ کو کاٹ کر کاتبوں کی سرخیاں لکھنے کے انداز میں جوڑا بھی جاسکتا ہیاوراس طرح انتہائی کم وقت میں بہترین پوسٹر تیار ہوسکتا ہے۔

9۔ نوری نستعلیق کے مشینی نظام کتابت کے تحت آج کے اچھے خطاطوں کی کی کتابت کے نمونے آنے والی نسلوں کے لئے محفوظ کئے جاسکتے ہیں۔

10۔ اس کے علاوہ نوری نستعلیق کی مشین کی ایک نادر خصوصیت یہ ہے کہ ٹیلیفون کی برقی لہروں کے ذریعہ چند منٹوں میں مشینی کتابت شدہ تحریر ایک شہر سے دوسرے شہر میں منتقل کی جاسکتی ہے۔[118]

نوری نستعلیق کا تکنیکی پہلو

Technical side of Noori Nastaleeq

نوری نستعلیق فانٹ کی بنیاد Ligatures پر قائم ہے۔میں زیادہ تکنیکی زبان سے اجتناب کرتے ہوئے آپ کو بس اتنا بتانا چاہوں گا کہ اس میں ٹائپ کرتے وقت جو نستعلیق الفاظ آپ اسکرین پر دیکھتے ہیں وہ انگریزی کی طرح حروف پر مشتمل نہیں ہوتے بلکہ اردو کے حروف کے،نستعلیق خطاطی کے اصولوں کے مطابق ،آپس میں ملنے سے بننے والی شکلوں (Ligatures) پر مشتمل ہوتے ہیں۔جو پہلے سے کتابت کر کے نوری نستعلیق کے ڈیٹا بیس میں محفوظ رکھے گئے ہیں۔نوری نستعلیق کُل اٹھارہ ہزار Ligatures پر مشتمل ہے۔

118. بشیر محمود اختر، 'اردو رسم الخط' مرتبہ: شیما مجید، مقتدرہ قومی زبان،اسلام آباد، پاکستان، 1989 ، صفحہ 9

آپ کی آسانی کے لئے میں اسے یوں سمجھا تا ہوں کہ فرض کیجئے آپ کو لکھنا ہے ''مستقبل'' ....

تو آپ پہلے 'م' ٹائپ کرتے ہیں..................اسکرین پر دکھائی دیتا ہے : م

پھر آج جیسے ہی 'س' ٹائپ کرتے ہیں۔کمپیوٹر م کو اسکرین سے مٹا دیتا ہے اور 'م' اور 'س' کی مخلوط شکل مس کو اسکرین پر لا دیتا ہے۔یہ 'مس' کمپیوٹر میں پہلے سے کتابت شدہ حالت میں موجود ہوتا ہے۔اسی کو Ligature یا ترسیمہ کہتے ہیں۔

اب آپ 'ت' ٹائپ کرتے ہیں۔کمپیوٹر فوراً پہلے والا ترسیمہ 'مس' ہٹا دیتا ہے اور م+س+ت سے بننے والے ترسیمے (Ligature) مست کو اسکرین پر لا دیتا ہے۔

اب آپ 'ق' ٹائپ کرتے ہیں۔کمپیوٹر فوراً پہلے والا ترسیمہ 'مست' ہٹا دیتا ہے اور م+س+ت+ق سے بننے والے ترسیمے (Ligature) مستق کو اسکرین پر لا دیتا ہے۔

پھر آپ 'ب' ٹائپ کرتے ہیں۔کمپیوٹر فوراً پہلے والا ترسیمہ 'مستق' ہٹا دیتا ہے اور م+س+ت+ق+ب سے بننے والے ترسیمے (Ligature) مستقب کو اسکرین پر لا دیتا ہے۔

آخر میں جب آپ 'ل' ٹائپ کرتے ہیں۔کمپیوٹر فوراً پہلے والے ترسیمے 'مستقب' کو ہٹا دیتا ہے اور م+س+ت+ق+ب+ل سے بننے والے ترسیمے (Ligature) مستقبل کو اسکرین پر لا دیتا ہے۔

یعنی جیسے جیسے آپ ٹائپ کرتے جائیں گے آپ کو اسکرین پر درج ذیل Ligatures ایک کے بعد ایک دکھائی دیں گے۔

م

مس

مست

مستق

مستقب

مستقبل

اِن پیج: اردو سافٹ ویئر

INPAGE: Urdu software

احمد مرزا جمیل نے 1981ء میں لندن کی Monotype Imaging نامی کمپنی (جس کا پرانا نام Monotype Corpration تھا) کے تعاون سے 'نوری نستعلیق' فونٹ کی ایجاد کی تھی۔ نوری نستعلیق کی کمپوزنگ کے لئے اس زمانے میں Slave composing machine کا استعمال کیا جاتا تھا جو بہت ہی مہنگی ہوا کرتی تھی۔ ان دنوں میں پاکستان میں ایک مشین کی قیمت 40 لاکھ روپئے تھی اور مشین کی درآمد پر تقریباً اتنی ہی ڈیوٹی ادا کرنی پڑتی تھی۔ اس طرح ایک مشین 80 لاکھ کی پڑتی تھی۔ اتنی مہنگی ہونے کی وجہ سے یہ مشین صرف بڑے اشاعتی ادارے ہی خرید سکتے تھے۔ اس طرح 'نوری نستعلیق' عام لوگوں یا چھوٹے اداروں کی پہونچ سے باہر کی چیز تھی۔

ان کمپیوزنگ مشینوں میں Text entry کا سسٹم WYSIWYG نہیں تھا بلکہ Text کو Command کے ذریعہ داخل کیا جاتا تھا۔ (ہمارے زمانے کے کمپیوٹروں میں سب کچھ WYSIWYG سسٹم پر مبنی ہے۔ WYSIWYG کا مطلب ہے What you see is what you get یعنی آپ کو اسکرین پر جو کچھ دکھائی دے رہا ہے، کمپیوٹر میں وہی ہو رہا ہے۔ اگر آپ کچھ ٹائپ کرتے ہیں تو وہ اسکرین پر دکھائی دیتا ہے۔ اگر کچھ مٹاتے ہیں تو وہ بھی اسکرین پر مٹتا ہوا نظر آتا ہے۔ لیکن پرانے کمپیوٹروں میں WYSIWYG سسٹم نہیں ہوا کرتا تھا اور کمپیوٹر میں ہر بات Command یعنی حکم کے طور پر لکھ کر داخل کرنا پڑتا تھا۔)

اسی دوران 1990 کے عشرے میں 'پرسنل کمپیوٹرس' (مختصراً PC) عام ہونے لگے۔ سستے ہونے کی وجہ سے اب کمپیوٹر ہر شخص کی دسترس میں تھے۔ چھوٹی کمپنیاں بھی بڑی آسانی سے کمپیوٹر خریدنے لگیں۔ ان پرسنل کمپیوٹروں کے لئے Windows یا MAC آپیٹنگ سسٹم استعمال ہوتے تھے جن کا پورا سسٹم WYSIWYG نظام پر مبنی تھا۔ ایسے میں پرسنل کمپیوٹروں کے لئے بھی نوری نستعلیق کی ضرورت محسوس ہوئی۔ لیکن Monotype والوں کا بنایا سسٹم ان کمپیوٹروں کے لئے بے کار تھا۔

1994ء میں ہندوستان کی ایک کمپنی .Concept Softwares Pvt. Ltd نے ررہندر سنگھ اور وجے گپتا کی سر براہی میں برطانوی کمپنی Multilingual Solutions کے ساتھ مل کر، جس کے روح رواں کامران روحی تھے، پاکستان کی نیوز انڈسٹری کے لئے ایک سافٹ ویئر تیار کیا جس کا نام INPAGE رکھا گیا۔ اس کے لئے .Concept Softwares Pvt. Ltd نے Monotype Corpration سے نوری نستعلیق کی حقوق خرید لئے تھے۔ [119]

119. https://en.wikipedia.org/wiki/InPage

آج 'اِن پیج' میں نوری نستعلیق کے علاوہ 40 دوسرے غیر نستعلیق فونٹس بھی شامل ہیں۔اس کا تازہ ورژن Inpage 3 یونی کوڈ پر مشتمل ہے۔اس میں کوئی شبہ نہیں کہ 'ان پیج' خط نستعلیق کا ایک بہت ہی بہتر اور کارآمد Page composer ہے اورانگریزی کے QuarkXPress اور Adobe InDesign نامی مشہور Page comosers سے کسی بھی طرح کم نہیں ہے۔اسے اردو کے علاوہ عربی، فارسی، کشمیری، سندھی، پشتو، ہزاراگی، سرائیکی اور کردی زبانوں کی کمپوزنگ کے لئے بھی استعمال کیا جاتا رہا ہے۔پوری دنیا میں 'ان پیج' کے لاکھوں خریدار موجود ہیں جو اس سافٹ وئیر کی کارکردگی سے صد فی صد مطمئن ہیں۔اردو کے اور بھی کئی سافٹ ویئر آئے لیکن کارکردگی اور خوبصورتی کے لحاظ سے کوئی بھی 'ان پیج' کے مقابلے میں پورا نہیں اتر سکا۔



1994ء سے اب تک ریلیز ہونے والے Inpage کے مختلف versions

اِن پیج کی چوری....اردو زبان وادب کی تاریخ میں ایک اہم واقعہ

اِن پیج جب بازار میں آیا تو اس کی حفاظت کے لئے اس کے ساتھ ایک Dongle نامی آلہ بھی دیا جاتا تھا۔جس کمپیوٹر میں ڈونگل موجود ہوتا تھا صرف اسی کمپیوٹر میں اِن پیج چل سکتا تھا۔اس طرح اس سافٹ ویئر کی نقل نہیں ہو پاتی تھی اور ہر کمپیوٹر کے لئے الگ سے 'ان پیج' خریدنا لازمی ہوتا تھا۔

لیکن ایک دن کسی ''مسٹر ڈونگل'' نے اس سافٹ ویئر کو کریک کر کے اس میں ایسی تبدیلی کر دی کہ یہ بغیر ڈونگل کے کسی بھی کمپیوٹر پر چل سکے۔مسٹر ڈونگل نے اس کی نقلیں انٹرنیٹ میں مفت ڈاؤنلوڈ کے لئے مہیا کر دیں۔نتیجہ یہ ہوا کہ دیکھتے ہی دیکھتے اِن پیج کی لاکھوں کاپیاں دنیا بھر میں پھیل گئیں اور ہر شخص اِن پیج استعمال کرتا ہوا نظر آیا۔کسی کے کمپیوٹر میں اور کوئی سافٹ ویئر موجود ہو یا نہ ہو لیکن اِن پیج ضرور ہوتا تھا کیونکہ یہ بالکل مفت دستیاب تھا۔

چوری بہر حال چوری ہوتی ہے۔ہم اس فعل کو اچھا تو نہیں کہہ سکتے۔ہر حال میں یہ ایک قابل مذمت عمل ہے۔لیکن یہ چوری بالکل رابن ہڈ والی چوری تھی۔اِن پیج جیسا مہنگا سافٹ ویئر (جو آج بھی -/17000 روپئے میں دستیاب ہے) ہر خاص و عام کی دسترس میں پہونچ گیا۔یہ سافٹ ویئر اس قدر عام ہوا کہ بالکل 'فری سافٹ ویئر' کے ضمرے میں شامل ہو گیا۔اردو کے غریب کمپوزرس، اسکرین پرنٹرس، ڈیزائنرس، طالب علم، ٹیچرز، شعراء و ادباؤ غیرہ سبھی اسے بڑی آسانی سے حاصل کر کے استعمال کر رہے ہیں۔

کبھی کبھی شر سے خیر کا جنم ہوتا ہے۔اس چوری سے بھلے ہی کمپنی کو نقصان ہوا ہو لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ اس سے اردو ادب کو بہت زیادہ فائدہ پہونچا۔ہزاروں کی تعداد میں کتابیں اسی Pirated اِن پیج سے کمپوز ہو کر شائع ہوئیں، نہ جانے کتنے مقالات اور پروجیکٹ اس سے کمپوز کئے گئے، بے شمار رسائل اور ویب سائٹس اس کی بدولت منظر عام پر آئے۔غرض عام صارفین اور اردو زبان وادب کو Pirated اِن پیج سے بہت فائدہ پہونچا اور ہنوز پہونچ رہا ہے۔اگر ایسا نہیں ہوا ہوتا تو شاید آج اِن پیج صرف بڑے بڑے پبلیشروں اور اخبارات و رسائل کے دفاتر میں ہی محدود رہتا اور عام اردوداں طبقہ اس سے کبھی فیض یاب نہیں ہو پاتا۔

کمپنی نے اپنی ساری توجہ اب INPAGE 3 پر مبذول کر لی ہے اور پرانے ورژن کو اس کے حال پر چھوڑ دیا ہے۔یعنی اب اِن پیج کا پرانا ورژن ایک فری سافٹ ویئر ہو کر ہی رہ گیا ہے۔

دیگر اردو سافٹ ویئرز

Other Urdu softwares

اِن پیج اردو سافٹ وئیر اس قدر مقبول ہوا کہ دوسرے اردو سافٹ ویئر اس کے آگے ماند پڑ گئے اور عام طور سے لوگ دوسرے اردو سافٹ وئیرس کا نام بھی نہیں جانتے ہیں۔

کمپیوٹر کی آمد کے بعد سے اردو سافٹ ویئر بنانے کی کوششیں شروع ہوگئیں۔ یہ سارے پروگرام خط نسخ میں اردو لکھنے کے لئے تھے۔سب سے پہلے''کاتب'' اور''راقم''نامی سافٹ ویئر بنائے گئے جواس زمانے میں رائج MS DOS آپریٹنگ سسٹم پر مبنی تھے۔میلبورن ، اسٹریلیا کی International Systems Consultancy نامی کمپنی نے''پارس نگار'' نامی ایک پیج کمپوزر تیار کیا تھا۔ یہ اصل میں ایک فارسی سافٹ ویئر تھا جسے اردو والے بھی استعمال کر رہے تھے۔''پارس نگار''میں اردو عبارت کمپوز کر کے ونڈوز کے اپلیکیشن میں پیسٹ کی جا سکتی تھی یا اس سے ویب پیج بنائی جا سکتی تھی۔

انجینئر فرحان اشہر(مشہور افسانہ نگار جیلانی بانو اور ادیب انور معظم کے صاحب زادے) نے اپنے دوست راجیو سکسینہ کے ساتھ مل کر'اردو پیج کمپوزر' یا'صفحہ ساز'نامی سافٹ وئیر تیار کیا جس سے روزنامہ'سیاست' حیدرآباد نے کمپیوٹر کی چھپائی کا آغاز کیا۔'سیاست' کے مالی تعاون کی بنا پر ہی فرحان اشہر نے اس سافٹ وئیر کے نستعلیق فانٹ کا نام'سیاست' کے بانی عابد علی خان کے نام پر'عابد' رکھا تھا۔

یہ سافٹ وئیر خاص طور سے حیدرآباد کی صحافت کی دنیا میں مقبول ہوا لیکن یہ'ان پیج' کی طرح User friendly نہیں ہونے کی وجہ سے عام لوگوں میں مقبول نہیں ہو سکا حالانکہ اس کا ایک Light version بالکل مفت میں بھی دستیاب تھا۔

اس سلسلے میں ایک چھوٹی سی لیکن بے حد اہم کوشش لاہور، پاکستان کے نسیم امجد نے کی ۔ انہوں نے ایک اردو Notepad تیار کیا جس کا نام انہوں نے'اردو نگار' رکھا۔ان دنوں جب کمپیوٹر پر اردو لکھنا بہت ہی مشکل کام تھا۔'اردو نگار' کی مدد سے ونڈوز کے مختلف پروگراموں میں اردو لکھنا ممکن ہو گیا تھا۔'اردو نگار' میں ٹائپ کر کے کسی بھی پروگرام میں' کاپی- پیسٹ کیا جا سکتا تھا۔اس سافٹ ویئر کے لئے Alkatib1 نامی فونٹ استعمال کیا جا رہا تھا جو دراصل ایک عربی فونٹ کی تبدیل شدہ شکل تھی۔لیکن اس میں کسی بھی فونٹ کو چننے کی آسانی موجود تھی۔

'صفحہ ساز' کی بنیاد پر ہی حکومتِ ہند کے ادارے Center for Development of Advance Computing (C-DAC) نے ایک اردو سافٹ ویئر'ناشر' بنایا۔ یہ سافٹ وئیر دراصل'صفحہ ساز' کا ہی نیا اوتار تھا جس کے



نستعلیق فونٹ کا نام ’عابد‘ ہی تھا۔کانگریس پارٹی کے دورحکومت میں یہ سافٹ ویئر حکومت ہند کی جانب سے CD کی صورت میں لوگوں کو مفت فراہم کیا جا تا تھا۔

ان کے علاوہ کئی اور Urdu word processors بھی آئے۔لیکن بہت زیادہ مقبول نہیں ہوئے۔آج ان کے بارے میں انٹرنیٹ پر بھی زیادہ معلومات فراہم نہیں ہیں۔ان میں سے ’صدف‘ ، ’سرخاب‘، ’شاہکار‘، ’اردو98‘، ’اردولیڈمیکر‘ اور ’اردوپرفیکٹ 5.1‘ وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

لیکن اس بات میں کوئی شبہ نہیں کہ ’ان پیج‘ سب سے اچھا اردوسافٹ ویئر ہے۔’ان پیج‘ کا موازنہ دوسری زبانوں کے کسی بھی اچھے سافٹ ویئر کے ساتھ کیا جا سکتا ہے۔

اِن پیج ایک طرف ایک بہت ہی اچھا Word processor ہے تو دوسری طرف ایک اچھا Page composer بھی ہے۔ایک طرف اسے Microsoft Word کی طرح عام اردو ٹائپنگ کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے۔اس سے نوٹس، خطوط،افسانے،نظمیں،غزلیں،مضامین اورمقالے وغیرہ ٹائپ کئے جا سکتے ہیں۔

تو دوسری طرف اسے Quarkexpress یا Pagemaker کی طرح کتابوں،رسالوں اوراخبارات کی کمپوزنگ کے لئے اور عام DTP سافٹ وئیر کے طور پر بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔آج شائع ہونے والی زیادہ تر کتابیں ، رسائل اور اخبارات اِن پیج میں ہی کمپوز کئے جاتے ہیں۔

اِن پیج کے ٹیکسٹ بکس کو کاپی کر کے CorelDraw نامی DTP سافٹ ویئر میں لے جا کر اس میں من چاہے انداز میں ڈیزائننگ کی جا سکتی ہے۔اس سے کتابوں کے خوبصورت سرورق اور بینر، پوسٹر وغیرہ تیار کئے جا سکتے ہیں۔پہلے یہ کام کاتبوں کے ذریعہ ہوا کرتا تھا۔لیکن اِن پیج میں یہ کام بڑی آسانی سے،کم وقت میں اورکم خرچ میں لیکن زیادہ خوبصورت انداز میں کیا جا سکتا ہے۔

اردو سافٹ ویئرز کی خامیاں

Disadvantages Urdu softwares

کمپوزنگ کے کام کے لئے تو خیر ٹھیک ہے لیکن دوسرے کاموں کے لئے اردو کے ان سافٹ ویئرس کو استعمال کرنے میں کچھ قباحتیں بھی ہیں جو درج ذیل ہیں:

1۔ ہر سافٹ ویئر کا اپنا ایک مخصوص فائل فارمیٹ ہوتا ہے جس میں وہ کمپوز کی گئی فائلوں کو save کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر اگر آپ اِن پیج میں کچھ کمپوز کر کے save کرتے ہیں تو وہ .inp فائل کی شکل میں save ہوتا ہے۔ اسی طرح اگر آپ 'ناشر' میں کمپوز کی گئی فائل کو save کرتے ہیں تو وہ .ud فائل کی شکل میں save ہوتا ہے۔

مسئلہ یہ ہے کہ یہ فائلیں صرف اپنے سافٹ ویئر میں ہی کھل سکتی ہیں۔ اب آپ 'ناشر' میں کمپوز کی گئی فائل اگر کسی کو بھیجتے ہیں تو وہ فائل تبھی کھل سکے گی جب اس کمپیوٹر میں بھی 'ناشر' انسٹالڈ ہوگا۔ یہاں تک کہ اگر آپ نے اِن پیج کے کسی جدید ورژن میں کمپوز کیا ہے تو وہ فائل کسی ایسے کمپیوٹر میں نہیں کھل سکے گی جس میں ان پیج کا پرانا ورژن انسٹالڈ ہوگا۔

2۔ دوسری پریشانی یہ ہے کہ ان سافٹ ویئرس میں کمپوز کی گئی عبارت کبھی بھی MS Word, MS Powerpoint, اور MS Access وغیرہ میں استعمال نہیں کیا جا سکتا ہے۔ اگر آپ ایسی کوشش کریں گے تو آپ کو اسکرین پر محض کیڑے مکوڑوں جیسی شکلیں یا سوالیہ نشانوں کی قطاریں دکھائی دیں گی۔ جیسے ?????????????????????

3۔ ان سافٹ ویئرس میں کمپوز کی گئی عبارت کو کسی ای میل سافٹ ویئرس میں بھی استعمال نہیں کیا جا سکتا۔ اگر آپ ان کی مدد سے اردو میں ای میل کرنا ہی چاہتے ہوں تو پھر آپ کو اسے تصویری شکل دے کر میل کرنا ہوگا۔

4۔ ان سافٹ ویئرس میں کمپوز کی گئی عبارت کو ویب پیج میں بھی براہ راست استعمال نہیں کیا جا سکتا۔ ان پیج کی بنیاد ترسیموں (Ligatures) پر قائم ہے۔ لیکن انٹرنیٹ کے لئے یہ Ligatures بالکل ہی بے کار ثابت ہوتے ہیں کیونکہ انٹرنیٹ براؤزر ان Ligatures کو نہیں پہچان سکتے۔ اس لئے ان کی مدد سے ویب پیج بنانا ناممکن ہوتا ہے۔

اردو کمپیوٹنگ صرف خوبصورت کتابت کا ہی نام نہیں ہے بلکہ اب ضرورت محسوس کی جا رہی تھی ایسے سافٹ ویئرس اور فونٹس کی جن سے ہم کمپیوٹر کے کسی بھی پروگرام میں جیسے انگریزی لکھی جاتی ہے ویسے ہی اردو بھی لکھی جا سکے۔ ہم گوگل کے سرچ بکس میں براہ راست اردو میں ٹائپ کر کے کچھ تلاش کر سکیں۔ Gmail یا Yahoo Mail میں رومن کے بجائے براہ راست

اردو میں ای میل لکھ سکیں۔فیس بک پر براہ راست اردو میں کمنٹس لکھ سکیں، MS Word، Excell یا ونڈوز کے دیگر پراگراموں میں براہ راست اردوٹائپ کرسکیں، Wordpress یا Blogger میں اردو بلاگ لکھ سکیں،Corel Draw میں براہ راست اردومیں ڈیزائن بناسکیں اور ایسے اردوویب پیجز بناسکیں جنہیں گوگل اور دیگر سرچ انجن پڑھ سکیں....وغیرہ وغیرہ۔

ایک طرف مختلف اردوسافٹ ویئرس تیار ہورہے تھے دوسری طرف کچھ لوگ ان مقاصد کی تکمیل کے لئے تحقیقات میں لگے ہوئے تھے۔

Windows 98 اور Windows 2000 میں اردوسپورٹ شامل نہیں تھی اوران میں عربی سپورٹ کوانسٹال کرکے اردو میں ٹائپ کیا جاسکتا تھا۔لیکن پریشانی ہوتی تھی۔Windows XP اور Windows Vista سے ونڈوز میں باقاعدہ اردوسپورٹ کی شروعات ہوئی۔جس کی تکمیل Windows 7 اوراب Windows 8 میں ہوگئی ہے۔اب ونڈوز کے کسی بھی پروگرام میں بڑی آسانی سے اردوٹائپ کیا جاسکتا ہے۔اب آپ کسی کاص سافٹ ویئر کے محتاج نہیں رہے۔اب نہ ان پیج کی ضرورت ہے نہ صفحہ سازکی۔اب براہ راست کہیں بھی،کسی بھی پروگرام میں اردوٹائپ کرسکتے ہیں۔یہ بہت بڑی پیش رفت ہے۔اردوکمپیوٹنگ کی حقیقی شروعات اب ہوئی ہے۔

اردو کے چند دیوانوں نے اپنی دن رات کی محنت اورلگن سے اس دوران بہت سارے خوبصورت اردوفونٹس بناڈالے ہیں۔ان میں خوبصورت نستعلیق فونٹس بھی شامل ہیں۔اوراس طرح اردوکمپیوٹنگ نے ایک نئے دور میں قدم رکھا۔

یونی کوڈ: ایک انقلاب
UNICODE: A Revolution

یونی کوڈ(Unicode) سسٹم کی بنیاد Joe Becker, LeeCollins اور Mark Davis نے 1987ء میں رکھی تھی۔یہ ایک ایسے طریقے کی شروعات تھی جس نے دنیا کی بیشتر زبانوں (اردوبھی) کے کمپیوٹر پراستعمال کو مخصوص سافٹ ویئرس کی غلامی سے ہمیشہ کے لئے آزاد کردیا۔

اب اگرآپ کے کمپیوٹر کا آپریٹنگ سسٹم Windows XP، Windows 7 یا Windows 8 وغیرہ میں سے کوئی ہے تو آپ کے لئے آسانی ہے۔آپ کسی بھی زبان کے حروف کواپنے آپریٹنگ سسٹم کے کسی بھی پروگرام میں استعمال کرسکتے

ہیں، ای میل بھیج سکتے ہیں یا ویب پیج بنا سکتے ہیں اور وہ بھی اِن پیج یا کسی بھی دوسرے سافٹ ویئر کی مدد کے بغیر۔

آپ چاہیں تو ونڈوز کے ڈیفالٹ فونٹس یعنی Times New Roman,Arial یا Tohama وغیرہ کا استعمال کر کے اردو میں ٹائپنگ کر سکتے ہیں یا اردو کے جدید یونی کوڈ فونٹس استعمال کر سکتے ہیں۔ اہم بات یہ ہے اگر آپ کسی خاص اردو یونی کوڈ فونٹ میں ٹائپ کر کے وہ فائل کسی کو بھیجتے ہیں تو پانے والے کے کمپیوٹر میں اس خاص فونٹ کا موجود ہونا لازمی نہیں ہے۔ وہ اس فائل کو ونڈوز کے ڈیفالٹ فونٹ کی مدد سے بھی با آسانی پڑھ سکے گا۔ یعنی آپ کی فائل کسی بھی سافٹ ویئر یا فونٹ کی محتاج نہیں ہوگی اور دنیا کے کسی بھی کمپیوٹر میں با آسانی پڑھی جا سکے گی۔

* ممکن ہے آپ کے ذہن میں یہ سوال اٹھ رہا ہو کہ اردو کو PDF فائل کی صورت میں بھی تو بڑی آسانی سے کہیں بھی بھیجا جا سکتا ہے۔

یہ بات سچ ہے لیکن PDF فائل کو پڑھنے کے لئے آپ کے کمپیوٹر میں Adobe Reader کا انسٹالڈ ہونا لازمی ہے۔ اگر کسی کمپیوٹر میں یہ سافٹ ویئر نہیں ہے تو پھر اس میں آپ PDF فائل نہیں کھول سکیں گے۔ دوسری اہم بات یہ بھی ہے کہ PDF فائل کو آپ ایڈٹ بھی نہیں کر سکتے ہیں۔ تو اس طرح PDF فائل فارمیٹ یونی کوڈ فونٹس کا نعم البدل نہیں ہو سکتی۔

یونی کوڈ کا تکنیکی پہلو:

یہ موضوع ہے تو انتہائی تکنیکی لیکن میں آپ کو غیر تکنیکی انداز میں سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ کمپیوٹر کی مدد سے دنیا کی تمام زبانیں لکھی جاتی ہیں لیکن آپ کو یہ جان کر انتہائی حیرت ہوگی کہ کمپیوٹر خود کوئی بھی زبان نہیں جانتا ہے۔

کمپیوٹر صرف ایک ہی زبان جانتا ہے جسے Binary کہا جاتا ہے۔ یہ ایک ایسی زبان ہے جس میں ایک بھی حرف نہیں ہے، صرف دو ہندسے (Digits) ہیں : 0 اور 1

کمپیوٹر دنیا کے ہر زبان کے حرف، اعداد اور رموز اوقاف وغیرہ کو 0 اور 1 کے کوڈ میں تبدیل کر کے سمجھتا ہے۔ حروف اور اعداد کو Binary میں بدلنے کے کئی طریقے مستعمل ہیں جن میں ASCII سب سے زیادہ مقبول ہے۔ ASCII کا پورا نام American Standard Code for Information Interchange ہے۔ اس طریقے کے مطابق A کا ویلیو 01000001 ہے، B کا 01000010 اور C کا 01000011 وغیرہ ہیں۔ اعداد کے لئے ویسے ہی 1 کا ویلیو 00110001 ہے، 2 کا 00110010 ، 3 کا 00110011، 9 کا 00111001 اور 0 کا ویلیو

00110000 ہے۔ رموز واوقاف کے لئے بھی ایسا ہی ہوتا ہے۔ مثال کے طور ہر (.) یعنی فل اسٹاپ کیلئے 00101110، قومہ(،) کے لئے00100111 اور سوالیہ نشان (?) کے لئے 00111111 وغیرہ استعمال ہوتے ہیں۔

مندرجہ بالا مثالوں سے آپ یہ سمجھ گئے ہوں گے کہ کمپیوٹر کس طرح ہر حرف، عدد یا رموز واوقاف وغیرہ کو آٹھ ہندسوں کے ایک ایسے کوڈ میں تبدیل کر لیتا ہے جس میں صرف0 اور 1 ہوتے ہیں۔ASCII کوڈ میں آٹھ digit ہوتے ہیں اس لئے اس نظام کو 8 bit سسٹم کہتے ہیں۔ اس طریقے سے زیادہ سے زیادہ 256 Characters کے کوڈ بنائے جا سکتے ہیں۔

ہندوستان میں اردو کے لئے ایک ایسا ہی کوڈ بنایا گیا جسے PASCII نام دیا گیا یعنی Persio Arabic Standard Code for Information Interchange جس میں عربی، فارسی، اردو، سندھی، اور کشمیری وغیرہ زبانوں کے Charachters شامل ہیں۔ لیکن یہ کوڈ زیادہ مقبول نہیں ہوا۔

مذکورہ بالا کوڈ ASCII میں زیادہ سے زیادہ 256 کیریکٹرز ہی شامل کئے جا سکتے ہیں جب کہ اردو نستعلیق میں Ligatures کی تعداد ہزاروں میں ہے۔ اس لئے اس نظام کے تحت نستعلیق کا کوڈ بنانا ناممکن تھا۔ صرف اردو ہی نہیں دوسری کئی زبانوں کا بھی یہی عالم ہے جیسے چینی، جاپانی اور کورین وغیرہ۔

ایسے میں ایک ایسے نئے نظام کے بارے میں سوچا جانے لگا جس میں اتنے زیادہ کیرکٹرز سما سکیں۔

1991ء میں کمپیوٹر کی کچھ بڑی کمپنیوں جیسے ایپل، مائکروسافٹ اور اڈوبی وغیرہ نے اس سلسلے میں کوششیں کیں اور ایک نیا کوڈ تیار کیا جسے Unicode نام دیا گیا۔ یہ نظام 16 bit کا ہے اس لئے اس میں 65636 کیریکٹرس کی گنجائش ہے۔ اور اب اسے 32 bit اور64 bit کے نظام کے طور پر ترقی دی جا رہی ہے۔ اس سے گنجائش بے تحاشہ بڑھ جائے گی۔ تو آپ سوچ سکتے ہیں کہ اس میں کتنی زبانوں کے کیریکٹرز کو شامل کیا جا سکے گا۔

اب آپ کوئی تحریر کسی خاص فونٹ میں ٹائپ کریں اور کسی کو بھیجیں تو اس شخص کے پاس بھی اسی فونٹ کا ہونا لازمی نہیں ہے۔ اب آپریٹنگ سسٹم اس تحریر کو کسی نہ کسی ڈیفالٹ فونٹ میں دکھا دے گا اور وہ تحریر آپ کو نستعلیق میں نہ سہی نسخ میں ہی کم از کم دکھائی تو دے گی اور آپ اسے پڑھ تو سکیں گے۔ ورنہ ASCII نظام کے تحت تو مطلوبہ فونٹ کی غیر موجودگی میں Î Ï Ð Ñ Ò Ó Ô Õ جیسی عجیب عجیب کیریکٹرز دکھائی دینے لگتے تھے۔

Windows 2000 اور اس کے بعد کے ورژن پوری طرح یونی کوڈ پر مبنی ہیں۔Linux آپریٹنگ سسٹم بھی یونی کوڈ استعمال کر رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اب اگر آپ کے کمپیوٹر میں اردو Activated ہے تو آپ Notepad اور Wordpad

جیسے سادہ ٹیکسٹ ایڈیٹر میں بھی ونڈوز کے ڈیفالٹ فونٹس یعنی ٹائمس نیورومن، ایریل یا ٹاہوماوغیرہ کی مدد سے ہی اردولکھ سکتے ہیں۔ظاہر ہے یہ اردو خط نسخ میں ہوگی۔نستعلیق میں تحریر کرنا ہے تو مختلف نستعلیق فونٹس مفت دستیاب ہیں انہیں انسٹال کر لیں اور ونڈوز کے کسی بھی اپلیکیشن میں اردو لکھیں۔

یونی کوڈ نے آپ کو اردو سافٹ ویئر کی غلامی سے آزاد کر دیا ہے اور اب حقیقی اردو کمپیوٹنگ کا آغاز ہوا ہے۔

اردو یونی کوڈ کے استعمال کے فوائد:

1۔ اردو یونی کوڈ کا استعمال کر کے آپ ونڈوز کے مختلف پروگراموں جیسے MS Word، MS PowerPoint، MS Acess، Open Office، NotePad اور WordPad وغیرہ میں براہ راست ٹائپنگ کر سکتے ہیں۔ان فائلوں کو دنیا کے کسی بھی کمپیوٹر میں پڑھا جا سکے گا۔

2۔ MS Outlook، Outlook Express، Mozilla Thunderbird یا دوسرے ای میل سافٹ ویئرس میں ڈائرکٹ ٹائپ کر کے براہ راست اردو میں ای میل کر سکتے ہیں۔یہی نہیں Gmail، Hotmail, Yahoo وغیرہ جیسے ویب ای میل سروسز میں بھی اردو میں براہ راست ٹائپ کر کے اردو ای میل بھیج سکتے ہیں۔

3۔ MS Word میں اردو اسپیل چیکر کی مدد سے املا کی غلطیاں بڑی آسانی سے پکڑی جا سکتی ہیں۔

4۔ اردو یونی کوڈ فونٹس کا استعمال کر کے آپ اردو میں ویب پیج بنا سکتے ہیں۔اس طرح سے بنائے گئے ویب پیج کو Google یا Yahoo وغیرہ جیسے سرچ انجن بڑی آسانی سے پڑھ سکتے ہیں۔اس طرح لوگ سرچ انجنوں کی مدد آپ کی ویب سائٹ کے متن (Text) کو سرچ کر سکیں گے۔جو آپ کی سائٹ کے SEO یعنی Search Engine Optimization کے لئے مفید ہوگا اور بطور اردو ویب سائٹ، آپ کی سائٹ کی مقبولیت میں اضافہ ہوگا۔

5۔ آپ سرچ انجنوں (Google یا Yahoo وغیرہ) کے سرچ بکس میں براہ راست اردو میں ٹائپ کر کے اردو ویب سائٹس کو سرچ کر سکیں گے۔

6۔ بلاگ یا فورم وغیرہ میں براہ راست اردو میں ٹائپ کر سکیں گے یا اپنے Comments لکھ سکیں گے۔

7۔ Chat کے دوران آپ Chat Window میں براہ راست اردو میں ٹائپ کر کے لوگوں سے اردو میں باتیں کر سکیں گے۔

8۔ Facebook، Orkut اور Twitter وغیرہ جیسے سوشل سائٹس میں اردو کا براہ راست استعمال کر سکیں گے۔

اردو یونی کوڈ کے استعمال کا طریقہ:

اردو یونی کوڈ استعمال کرنے کے لئے آپ کو تین مرحلوں سے گزرنا ہوگا:

پہلا مرحلہ: اپنے کمپیوٹر میں اردو سپورٹ (Urdu support) انسٹال کرنا

دوسرا مرحلہ: اردو صوتی کی بورڈ (Urdu phonetic keyboard) انسٹال کرنا

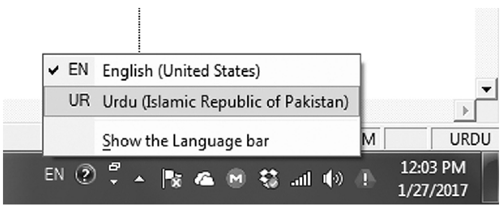
تیسرا مرحلہ: اردو یونی کوڈ فونٹس (Urdu unicode fonts) انسٹال کرنا

یہ مرحلے کافی پیچیدہ ہیں اور مختلف آپریٹنگ سسٹم میں مختلف طریقوں سے انجام دینے پڑتے ہیں۔ لیکن اگر آپ کمپیوٹر کا بہت زیادہ تجربہ نہیں رکھتے ہیں اور ان پیچیدہ طریقوں سے بچنا چاہتے ہوں تو اس کے لئے ایک شارٹ کٹ بھی موجود ہے۔ *www.mbilalm.com* سے **Pak Urdu Installer** نامی چھوٹا سا مفت سافٹ ویئر ڈاؤن لوڈ کر کے اسے اپنے کمپیوٹر میں انسٹال کر لیں۔

Pak Urdu Installer دراصل پاکستان کے ایک محبّ اردو محمد بلال کا کارنامہ ہے۔ یہ ننھا سا سافٹ ویئر آپ کے سارے مسائل پلک جھپکتے ہی حل کر دیتا ہے یعنی یہ آپ کے کمپیوٹر میں اردو سپورٹ انسٹال کرتا ہے، اردو صوتی کی بورڈ بھی انسٹال کرتا ہے اور ساتھ ہی چند خوبصورت یونی کوڈ فونٹس بھی انسٹال کر دیتا ہے۔ اس طرح آپ کو کچھ بھی کرنا نہیں پڑتا ہے۔ سب کچھ خود بخود ہو جاتا ہے۔

لیجئے آپ کے کمپیوٹر میں اردو یونی کوڈ سپورٹ اور اردو کا صوتی کی بورڈ بخوبی انسٹال ہو گئے۔ اب ٹائپنگ کے دوران جب بھی آپ کو زبان تبدیل کرنی ہو (یعنی انگریزی سے اردو یا اردو سے انگریزی) تو بس اپنے کی بورڈ کے بائیں طرف کے Shift اور Alt بٹنوں کو ایک ساتھ دبا دیں....بس! اب آپ ونڈوز کے کسی بھی پروگرام میں اردو میں ٹائپنگ کر سکتے ہیں۔

ونڈوز میں اردو سپورٹ انسٹال ہو جانے کے بعد آپ کے ڈیسک ٹاپ کے Task bar میں (اسکرین پر سب سے نیچے کی طرف، دائیں طرف، جہاں گھڑی ہوتی ہے) EN یعنی انگلش لکھا ہوا دکھائی دے گا۔ اسے کلک کریں گے تو ایک strip کھل جائے گی جس میں ونڈوز میں انسٹال کی گئی دوسری زبانیں بھی نظر آئیں گی۔ مثال کے طور پر اردو کے لئے UR ۔ آپ یہاں سے بھی Language منتخب کر سکتے ہیں۔ جس زبان کو منتخب کریں گے ٹائپنگ اسی زبان میں ہوگی۔



اردو کے یونی کوڈ نستعلیق فونٹس

Urdu Unicode Nastaleeq Fonts

یونی کوڈ فونٹس کے شروعاتی دور میں ونڈوز کے ڈیفالٹ فونٹس جیسے ٹائمس نیورومن، ٹاہوما، ایریل، ورڈانا وغیرہ کو ہی اردو لکھنے کے لئے استعمال کیا جاتا تھا۔ بعد میں عربی کے فونٹس میں چند تبدیلیاں کر کیا نہیں اردو فونٹس کی جگہ استعمال کیا جانے لگا جیسے Alkatib1 یا UmairI وغیرہ۔

لیکن ایک پریشانی ابھی باقی تھی ۔اب تک انٹرنیٹ میں نسخ فونٹ ہی استعمال ہورہے تھے۔نوری نستعلیق کا استعمال براہ راست انٹرنیٹ پر ممکن نہیں تھا۔اردو والے چونکہ اردو کے لئے خط نسخ کو پسند نہیں کرتے تھے اس لئے وہ ویب پیج میں نسخ فونٹ استعمال کرنے کے مقابلے ان پیج سے کمپوز کی گئی عبارت کو تصویر(gif فائل) کی شکل میں استعمال کرنا زیادہ پسند کرتے تھے۔لیکن تصویری اردو انٹرنیٹ کے لئے مناسب نہیں تھی۔ یونی کوڈ کی آمد کے بعد بھی تصویری اردو کا استعمال بہت کھٹکتا تھا۔اب ایک یونی کوڈ نستعلیق فونٹ کی ضرورت بری طرح محسوس کی جارہی تھی تاکہ اردو تصویری دور سے باہر نکلے اور دوسری زبانوں کے شانہ بہ شانہ چلے۔

آخرکار 2 رنومبر 2008ء کو پشاور کے ایک نوجوان امجد حسین علوی نے علوی نستعلیق بنا کر ایک انقلاب برپا کر دیا۔ یونی کوڈ اردو کے لئے اب تک جتنے بھی نستعلیق فونٹس بنائے گئے سب بری طرح ناکام ہوئے تھے۔ **علوی نستعلیق** پہلا یونی کوڈ نستعلیق فونٹ تھا جو صد فی صد کامیاب رہا۔اردو کے اس عظیم مجاہد کی جتنی بھی تعریف اور حوصلہ افزائی کی جائے کم ہے۔ سب سے بڑی بات ہے کہ امجد حسین علوی اگر چاہتے تو اپنے اس فونٹ کا کمرشیل استعمال کر کے نوری نستعلیق والوں کی طرح بے تحاشہ دولت کما سکتے تھے۔مگر انہوں نے اسے بالکل مفت ڈاؤن لوڈ کے لئے مہیا کر دیا ہے۔

علوی نستعلیق کا نمونہ:

ایسے موسم میں لئے عزم سفر جاتا ہے
سر پھرا کون ہے پوچھو تو کدھر جاتا ہے

2008ء میں ہی ایک اور بڑی پیش رفت ہوئی۔ اِن پیج ایک کمرشیل سافٹ ویئر تھا اور اردو کے نام پر کڑوروں روپے کا کاروبار کر رہا تھا۔ کچھ لوگوں کو اِن پیج کی یہ Monopoly پسند نہیں آئی اور انہوں نے اِن پیج کے خلاف باغیانہ رویہ اختیار کیا۔

ایک طرف تو اس کے Pirated کاپیاں پوری دنیا میں پھیلا دی گئیں اور دوسری طرف اس کے ترسیموں (Ligatures) کو استعمال کر کے اور ان میں کئی ترامیم واضافے کر کے ایک نیا ''اوپن ٹائپ نوری نستعلیق فانٹ مع کشش وکشیدہ'' تیار کیا گیا اور اسے **جمیل نوری نستعلیق** نام دیا گیا۔ یہ فانٹ چونکہ Inpage کی بنیاد پر بنایا گیا تھا اس لئے یہ بے حد خوبصورت تھا۔ اس میں ریگولر فانٹس کی خوبصورتی کے ساتھ ساتھ ہزاروں نوری کشیدہ ترسیمہ جات کی جدت کا اضافہ کیا گیا تھا۔ جس سے بیک وقت ایک ہی وقت میں ایک ہی فونٹ سے ریگولر اور کشیدہ دونوں طرح سے لکھا جا سکتا تھا۔ کشیدہ کے لئے اپنے ورڈ پروسیسر میں Italics کا فنکشن آن کرنا پڑتا ہے اور اس طرح جب چاہیں کسی بھی لفظ کو کشیدہ کر سکتے ہیں۔ اپنی انہیں خوبیوں کی وجہ سے جمیل نوری نستعلیق آج اردو کا مقبول ترین یونی کوڈ نستعلیق فونٹ ہے۔

جمیل نوری نستعلیق کے نمونے:

ریگولر

نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

کشیدہ

نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

اس دوران کئی یونی کوڈ نستعلیق فونٹ ایجاد ہوئے۔ **پاک نستعلیق، فجر اردو نستعلیق، نفیس نستعلیق ،** اور **اردو عماد نستعلیق** وغیرہ۔

ان فونٹس کو قبولیت عام کا درجہ نہیں مل سکا۔ جس کی بڑی وجہ ان کی خوبصورتی میں کمی تھی۔ ان میں سے بعض استعمال میں بھی اچھے نہیں تھے۔ دوسری طرف علوی نستعلیق اور جمیل نوری نستعلیق نے یہ کمی کسی حد تک پوری کر دی تھی لیکن چونکہ یہ فونٹس احمد مرزا جمیل کے نوری نستعلیق فونٹ کی بنیاد پر تیار کئے گئے تھے اس لئے حقوق کے معاملے میں قباحت ہمیشہ محفوظ رہی۔ یہی وجہ ہے کہ بیشتر بڑے اداروں نے ان فونٹس کو مکمل طور پر استعمال کرنے سے اجتناب برتا۔

مندرجہ بالا فونٹس کے نمونے اگلے صفحے پر دیکھے جا سکتے ہیں۔

فجر نستعلیق کا نمونہ:

تیری آنکھوں کے سوا دنیا میں رکھا کیا ہے

اردو عماد نستعلیق کا نمونہ:

تیری آنکھوں کے سوا دنیا میں رکھا کیا ہے

نفیس نستعلیق کا نمونہ:

تیری آنکھوں کے سوا دنیا میں رکھا کیا ہے

پاک نستعلیق کا نمونہ:

تیری آنکھوں کے سوا دنیا میں رکھا کیا ہے

مندرجہ بالا چاروں نمونوں میں ہمیں ایک خرابی نظر آتی ہے جسے کمپیوٹر ٹکنالوجی کی زبان میں کرننگ (Kerning) کہتے ہیں یعنی الفاظ کے درمیان کی دوری۔ اسی خرابی کی وجہ سے یہ فونٹس بدنما معلوم ہوتے ہیں اور کمپوزنگ کے لئے مناسب نہیں ہیں۔

آخر کار الجامعۃ الاشرفیہ کے شعبۂ کمپیوٹر کے ٹیچر مہتاب پیامی نے جمیل نوری نستعلیق فونٹ کی بنیاد پر ایک نیا نستعلیق فانٹ ترتیب دیا ہے جسے **پیامی نستعلیق** نام دیا۔ اس فونٹ میں کرننگ کی مکمل سپورٹ موجود ہے، ساتھ ہی ساتھ متعدد نئے لیگچرز کا اضافہ بھی کیا گیا ہے۔ مہتاب پیامی کے مطابق ''اردو اپیج کے نستعلیق فونٹ، علوی نستعلیق فانٹ اور جمیل نوری نستعلیق فانٹ میں فنِ خطاطی کے اعتبار سے بہت سی خرابیاں تھی جن کو دور کیا گیا ہے اور فونٹ کو خوبصورت بنانے کے لیے تقریباً 17000 لیگچرز پر از سرِ نو کام کیا گیا ہے۔ یہ فونٹ تقریباً 26000 لیگچرز پر مبنی ہے لیکن سائز میں جمیل نوری نستعلیق کے مقابلے 20 فی صد کم جگہ گھیرتا ہے''۔ پیامی نستعلیق فونٹ محبانِ اردو کے لیے انٹرنیٹ پر بالکل مفت دستیاب ہے اور MS Word ، CorelDraw اور

Adobe CS4 اور CS5 میں زمودہ ہے۔ وقتِ ضرورت اس فونٹ کو انپیج تھری میں بھی استعمال کیا جاسکتا ہے،لیکن اصل میں یہ فونٹ کورل ڈرا اور ایم. ایس. ورڈ کو مدِ نظر رکھتے ہوئے تیار کیا گیا ہے۔

پیامی نستعلیق کا نمونہ:

تیری آنکھوں کے سوا دنیا میں رکھا کیا ہے

اٹک سے تعلق رکھنے والے بزرگ خطاط و شاعر شاکر القادری نے علوی نستعلیق کے اجراء کے بعد اٹھنے والے حقوق کے معاملے کے ساتھ ہی ٹھان لیا کہ وہ اردو کے لیے اک ایسا فونٹ بنائیں گے جو ایک طرف خوبصورتی میں بھی اپنی مثال آپ ہوگا تو دوسری جانب حقوق سے آزاد بھی۔ تین سال کی شبانہ روز محنت کے بعد شاکر القادری اس کوشش میں کامیاب ہوگئے اور تاج نستعلیق کا پہلا نمونہ یوم اقبال پر عوام کے سامنے آیا۔

تاج نستعلیق اس لحاظ سے منفرد ہے کہ یہ خالصتاً نستعلیق کے لاہوری انداز کا عکاس ہے اور اس فونٹ کی تخلیق کے لیے شاکر القادری کی نظر انتخاب مشہور خطاط تاج الدین زریں رقم کی خطاطی پر پڑی جس کو بنیاد بنا کر 30 ہزار اشکال مرتب کی گئیں۔ اب یہ اشکال تاج نستعلیق کے نام سے اردو کی تاریخ کا حصہ بن چکی ہیں اور شاکر القادری اور اس کام میں حصہ لینے والے دیگر ساتھیوں کا نام تاریخ میں امر کر چکی ہیں۔ ان کا اگلا ہدف کشیدہ کی سہولت کا حامل فونٹ کا اگلا ورژن جاری کرنا ہے، جس کے نتیجے میں اس خوبصورت فونٹ کے حسن کو چار چاند لگ جائیں گے۔

القلم تاج نستعلیق کا نمونہ:

سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا

شاکر القادری صاحب کہ ہی طرح ممبئ کے ایک مجاہد اردو نے بھی اردو فونٹ کی ایجاد کا بیڑا اٹھا رکھا تھا جن کا نام سید منظر حسین زیدی تھا۔ کئی ماہ کی دن رات محنت کے بعد انہوں نے ترسیموں کو اکٹھا کرنے کا کام پورا کیا۔ زیدی صاحب کو اس صدی کے عظیم کاتب و خطاط فیض مجدد کا لاہوری نستعلیق خط بے حد پسند تھا اور وہ اسے ہی اپنے فونٹ کی بنیاد بنانا چاہتے تھے۔ لیکن مشکل یہ تھی کہ فیض صاحب اب دنیا میں نہیں تھے۔ 1986ء میں ان کا انتقال ہو چکا تھا۔ آخر انہوں نے فیض صاحب کے واحد شاگرد اسلم کرت پوری سے مدد کی درخواست کی۔ اسلم صاحب اپنے استاد کے خط کو پھر سے زندگی دینے کے اس پروجیکٹ کا حصہ



(دائیں سے بائیں) اسلم کرت پوری، سید منظر حسین زیدی اور ڈاکٹر ریحان انصاری

بننے پر راضی تو ہو گئے لیکن ایک مسئلہ یہ سامنے آیا کہ وہ کمپیوٹر پر کام کرنا نہیں جانتے تھے۔ پھر انہوں نے اپنے شاگرد ڈاکٹر ریحان انصاری کو ٹیم میں شامل کرنے کی تجویز رکھی کیونکہ وہ نہ صرف اچھے خطاط تھے بلکہ کمپیوٹر سے بھی اچھی طرح واقف تھے۔ انہوں نے فیض صاحب کے آخری دنوں میں ان سے استفادہ بھی کیا تھا۔

ڈاکٹر ریحان انصاری نے اسلم کرت پوری کی نگرانی میں فیض مجدد کی واحد کتاب ''مرقع فیض'' میں درج لاہوری خطاطی کے اصولوں کی بنیاد پر Ligatures کی کتابت شروع کی۔ کئی ماہ کی محنت کا ثمرہ آخر کار فیض نستعلیق کی صورت میں سامنے آیا۔ اسے Inpage3 کا حصہ بنایا گیا۔ لیکن آج یہ دیدہ زیب فونٹ اوپن سورس فونٹ کی صورت میں انٹرنیٹ پر مفت ڈاؤن لوڈ کے لئے موجود ہے۔

فیض نستعلیق کا نمونہ:

خوشبو ہے وہ تو چھو کے بدن کو گزر نہ جائے

غرض اردو کے جیالے مجاہد اپنی کوششوں میں مصروف ہیں۔ اردو کے خوبصورت نستعلیق فونٹس بنانے کا سلسلہ آج بھی جاری ہے۔ایسے میں Google کہاں پیچھے رہنے والا تھا۔گوگل نے بھی ایک نستعلیق فونٹ 'نوٹو نستعلیق کے نام سے بناڈالا ہے جسے ویب پیجز بنانے کے لئے گوگل نے ویب فونٹ کے طور پر مہیا کرایا ہے۔اس فونٹ کو ویب سائٹ میں براہ راست شامل کیا جاسکتا ہے۔

نوٹو نستعلیق کا نمونہ:

تیری آنکھوں کے سوا دنیا میں رکھا کیا ہے

ان خوبصورت نستعلیق حروف نے اردو والوں کو ان پیج اردو سافٹ ویئر کے نوری نستعلیق کے استعمال سے بے نیاز کر دیا ہے۔ان کے علاوہ سینکڑوں خوبصورت یونی کوڈ نسخ فونٹس بھی موجود ہیں جن کا ستعمال Headings وغیرہ کے لئے کیا جاتا ہے۔ یہ سارے فونٹس انٹرنیٹ پر مفت دستیاب ہیں جہاں سے انہیں مفت ڈاؤن لوڈ کیا جا سکتا ہے۔ایک اچھی ویب سائٹ ***www.urdufreewares.com*** ہے جہاں سے یہ سارے فونٹس ڈاؤن لوڈ کئے جا سکتے ہیں۔

3.3 : سائبر اسپیس میں اردو کے قدم

ایک طرف اردو کمپیوٹنگ کی دنیا میں نت نئی کوششیں ہو رہی تھیں اور کچھ لوگ اردو کو کمپیوٹر پر اس کی اصلی صورت یعنی نستعلیق خط میں لانے کے لئے دن رات محنت کر رہے تھے تو دوسری طرف اردو کے چند دیوانے سائبر اسپیس میں اردو کے قدم جمانے کی کوششوں میں مشغول تھے۔

اردو کو انٹرنیٹ پر لانے کی پہلی کوشش غالبًا 10 رمئی 1994ء کو ہوئی جب سیّد ظفر کاظمی نے اردو شاعری کا ایک Usenet نیوز گروپ شروع کیا اور اس گروپ کا نام *alt.language.urdu.poetry* تھا۔ مختصراً یہ گروپ **ALUP** کے نام سے مشہور تھا۔ یہ تھا انٹرنیٹ پر اردو کا پہلا قدم۔ اگلے کئی برسوں تک انٹرنیٹ پر ALUP ہی واحد پلیٹ فارم تھا جس پر اردو ادب سے متعلق گفتگو کی جا سکتی تھی۔ یہاں یہ بات اہم ہے کہ اس زمانے میں کمپیوٹروں میں اردو فونٹس کے لئے کوئی سپورٹ موجود نہیں ہوا کرتا تھا اس لئے اس میں Roman Urdu استعمال کی جاتی تھی۔

انٹرنیٹ کے شروعاتی دور میں، جب ورلڈ وائڈ ویب عام نہیں ہوا تھا، Usenet کو بہت اہمیت حاصل تھی۔ یہ نیوز گروپس کا ایک مجموعہ تھا جس میں بے شمار موضوعات پر گروپس بنے ہوئے تھے اور جب کوئی ممبر کچھ پوسٹ کرتا تھا تو وہ Usenet server میں ایک خاص مدت تک کے لئے محفوظ ہو جاتا تھا جہاں سے اس خاص گروپ کا ہر ممبر اسے حاصل کر کے پڑھ سکتا تھا۔ یہ کچھ حد تک آج کے انٹرنیٹ فورم سے ملتا جلتا تھا۔ لیکن فرق یہ تھا کہ Usenet کے نیوز گروپ میں تمام Messages کسی ایک Server میں محفوظ نہیں رہتے تھے اور دوسرا فرق یہ تھا کہ ہر Message ایک خاص مدت تک ہی server میں محفوظ رہتا تھا اس کے بعد وہ Delete ہو جاتا تھا۔

کسی خاص نیوز گروپ کا کوئی ممبر جب کوئی Message پوسٹ کرتا تھا تو وہ کسی نیوز سرور میں ایک خاص مدت کے لئے

محفوظ ہوجاتا تھا۔اس دوران اس گروپ کے دوسرے ممبر'نیوز ریڈر' نامی ایک خاص سافٹ ویئر کی مدد سے لاگ اِن کر کے اس Message کو پڑھ لیتے تھے اور اگر کوئی ممبر اس کا جواب دیتا تو وہ بھی اسی طرح بقیہ ممبروں تک پہونچ جاتا۔اس طرح سارے ممبر اس خاص موضوع پر آپس میں گفتگو کرتے تھے۔ ALUP بھی ایک ایسا ہی نیوز گروپ تھا جس میں اردو شاعری سے متعلق گفتگو کی جاتی تھی۔

www کی آمد کے بعد نیوز گروپس کی اہمیت ختم ہوگئی۔لوگ فورم، بلاگ اور سوشل نیٹ ورکنگ کی طرف مڑ گئے۔Usenet کے بہت سارے گروپس آج Google Groups میں محفوظ ہیں۔ان میں ALUP بھی ہے۔اسے گوگل گروپس پر آج بھی پڑھا جاسکتا ہےاور یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ گروپ آج بھی زندہ ہے گو بہت ہلکی ہلکی سانسیں لے رہا ہے۔

ALUP کی ایک پوسٹ بطور نمونہ یہاں پیش کی جارہی ہے:

(یہ پوسٹ کسی خورشید احمد نامی شخص نے 16 نومبر 1999ء کو کیا تھا جس میں قافیوں سے متعلق گفتگو کی گئی تھی۔

اس کے جواب میں 43 پوسٹ کئے گئے جن میں سے صرف چند یہاں پیش کئے جارہے ہیں۔

آخری جواب 21 جون 2015ء کا ہے۔)

---

alt.language.urdu.poetry ›

Qaafiya List - Rhyming Urdu words

43 posts by 36 authors

Khursheed Ahmed 16/11/1999

Kuch din pehle hamaare ek dost ne mujh se daryaaft kiya tha ke 'kiya Internet per koi Urdu ki Qaafiya fehrist (rhyming words list) hai?' MaiN ne kaafi talaash kiya lekin koi ayesi fehrist meri nazar maiN na aayee. Lehaaza, maiN ne kuch computer programs ke zariye Dinesh Prabhu ki mashhoor Urdu-English dictionary (*http://www.cs.wisc.edu/~navin/india/urdu.dictionary*) ko ulaT ker ek qaafiyoN ki fehrist (rhyming words list) maiN tabdeel ker di.

Yeh fehrist kaafi taveel hai (1664 alfaaz). Is ki ibtedaa ke kuch alfaaz pesh karta hoon. Agar kisi ko poori fehrist ki khuwahish ho, to aap baraahe-meharbaani mujh se raabta

qaayem kijiye aur maiN aap ko rawaana kar dooN ga. Shaayad aap shaa'ir hazraat/khawaateen ke kaam aaye:

daf'a	du'aa	bad du'aa	baa	zebaa
rubaa	adaa	saudaa	judaa	isti'faa
khafaa	jafaa	wafaa	be wafaa	toHfaa
daghaa	tanhaa	aashaa	tamaashaa	nateejaa
baan.kaa	Daakaa	laa	balaa	matwalaa
badlaa	ibtilaa	maa	yataamaa	aatmaa
humaa	raah numaa	naa	daanaa	Thikaanaa
aashnaa	naa aashnaa	pasinaa	Tapaknaa	paraknaa
paa	aaraa	daaraa	maah paaraa	gawaaraa
yaaraa	saraa	maa waraa	heeraa	baseraa
saHraa	chehraa	zaahiraa	taqaazaa	TukRaa
aasraa	dilaasaa	ham taa	naataa	khataa
khataa	yaktaa	waa	da'waa	dawaa
hawaa	siwaa	taqwaa	be parwaa	ruswaa
fatwaa	yaa	Hayaa	be Hayaa	baRhiyaa
riyaa	ziyaa	dunyaa	goyaa	bhool bhulayyaa

.... and much more!

Khursheed Ahmed (*ah...@fhs.mcmaster.ca*)

اس پوسٹ کے جواب میں 43 لوگوں کے کمنٹس آئے جن میں سے چند بطور مثال پیش ہیں

06/11/2013

Aoa sir. me ny ap ki ye post hadsan dykhi hai. umeed hai ap poetry b karty hoon gy. mjy ap sy baat karni hai. agar ap intrested hain to mjy mery mail adres pay mail zaroor ki jiy ga. tnx

sarahah...@gmail.com

29/01/2014

Translate message into English

sir mujhay puri list ki zaroorat hai app please mujhay day de jiye. aap ka bohat bohat shukriya.

abba...@gmail.com

24/02/2014

I would appreciate if you could send me the list pls.

sharafa...@gmail.com

07/03/2014

SIR I WANT URDU RHYMING WORD LIST AS SOON AS U CAN PROVIDE PLEASE GIVE YOUR FEEDBACK ITS URGENT

sharafa...@gmail.com

07/03/2014

PLEASE SIR AS URGENT AS U CAN I WANT RHYMING WORDS PLEASE

ishar...@gmail.com

اس دوران اردو کی راہ میں جتنی رکاوٹیں پیش آئیں اتنی شاید کسی دوسری زبان کی راہ میں نہ آئی ہوں گی۔ اردو کے اپنے مسائل تھے۔جن پر ہم گزشتہ ابواب میں سیر حاصل بحث کر چکے ہیں۔

سب سے بڑا مسئلہ تو یہ تھا کہ اُن دنوں کمپیوٹر میں Urdu support موجود نہیں ہوا کرتا تھا۔مطلب یہ کہ اُن دنوں بننے والے کمپیوٹروں میں اردو حروف کو پہچاننے اور پڑھنے کی صلاحیت بالکل ہی موجود نہیں ہوتی تھی۔یہ وہ دور تھا جب PC یعنی Personal Computer ابھی نیا نیا آیا تھا۔ 1995ء میں Windows 95 آپریٹنگ سسٹم آیا جس میں اردو کے لئے سپورٹ تو موجود نہیں تھی لیکن عربی سپورٹ موجود تھی۔اردو والے مجبوری میں عربی حروف سے ہی کام چلانے کی کوششیں کرنے لگے۔

کس خاص زبان کوانٹرنیٹ پرلانے کے کے لئے یہ ضروری ہے کہ جو بھی شخص اس ویب سائٹ کووزٹ کررہا ہواس کے کمپیوٹر میں اس زبان کو پڑھنے کی صلاحیت موجود ہو ورنہ ویب سائٹ نظر نہیں آئے گی۔اردو کے لئے یہ بہت بڑا مسئلہ تھا۔ ہر کمپیوٹر میں اردو(یا عربی) سپورٹ موجود میں موجود نہیں تھی۔(دراصل عربی سپورٹ ہوتی تو ہر کمپیوٹر میں تھی لیکن اسے Activate کرنا پڑتا تھا۔بیشتر لوگ یہ جانتے ہی نہیں تھے۔اس لئے ہر کمپیوٹر عربی حروف نہیں پڑھ پاتا تھا)۔اب اردووالوں کے سامنے یہ مسئلہ آیا کہ اردو کو انٹرنیٹ پر کیسے لایا جائے کہ ہر شخص خواہ اس نے عربی سپورٹ Activate کیا ہو یا نہ کیا ہو،اردو ویب سائٹ وزٹ کر سکے۔

جلد ہی اردو والوں نے اس کے لئے کئی طریقے ڈھونڈ نکالے۔

1۔ رومن رسم الخط کا استعمال (Use of Roman script) :

اردو کوانٹرنیٹ پر لانے کا جو سب سے پہلا اور آسان ترین طریقہ اردو والوں کو سوجھا وہ یہ تھا کہ اردو کو رومن رسم الخط یعنی انگریزی کے حروف تہجی میں لکھ دیا جائے۔انٹرنیٹ کی بنیادی زبان چونکہ انگریزی ہے اس لئے کوئی پریشانی نہیں ہوگی اور انٹرنیٹ پر اردو بڑی آسانی سے رائج ہو جائے گی۔مثال کے طور پر درج ذیل شعر دیکھیں:

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

اب اس شعر کو رومن رسم الخط میں درج ذیل انداز میں لکھا جائے گا:

Dil se jo baat nikalti hai asar rakhti hai
Par nahi taqat-e-parwaaz magar rakhti hai

اب اسے بڑی آسانی سے انٹرنیٹ پر لایا جا سکتا ہے۔کمپیوٹر اسے انگلش ہی سمجھے گا۔اس طرح یہ طریقہ ہے تو بڑا ہی آسان اور اسی لئے پہلے پہل انٹرنیٹ پر اردو کو لانے کے لئے رومن کو ہی استعمال کیا گیا۔ہم اس سلسلے کی پہلی کوشش، ALUP کے بارے میں پڑھ چکے ہیں۔

لیکن کیا اردو والوں کے لئے اپنی زبان کو انگریزی کے حروف میں قبول کرنا ممکن ہے۔اردو کے لئے رومن رسم الخط کا قضیہ کوئی نیا نہیں ہے،صدیوں پرانا ہے۔انگریزوں کے دورِحکومت میں ہی یہ آواز اٹھی تھی کہ اردو کا رسم الخط تبدیل کر کے رومن کر دیا جائے تو سبھی کو آسانی ہو جائے گی۔انگریز بھی اسے بخوبی پڑھ سکیں گے اور غیر مسلم ہندوستانی بھی۔انگریز اردو بول اور سمجھ لیتے

تھے لیکن اردو کے لئے مستعمل عربی رسم الخط ان کے لئے پریشان کن تھا۔اس لئے انہوں نے اردو کو اپنے رسم الخط میں لکھنے کا طریقہ ڈھونڈ نکالا۔ظاہر ہے انگریزوں کو اس میں بڑی آسانی ہوئی اس لئے انہوں نے اردو کا رسم الخط تبدیل کرنے کی کوششیں شروع کر دیں۔

انگریزوں کے دور حکومت میں اردو زبان (جسے اُن دنوں ہندوی، ہندوستانی یا ریختہ کے نام سے جانا جاتا تھا) ہی تقریباً پورے ہندوستان کی Lingua franca تھی۔ ہر خاص و عام ہندوستانی زبان میں ہی بات کرتا تھا اور سرکاری زبان بھی ہندوستانی تھی۔مغلوں کے دور سے ہی اس زبان کا رسم الخط عربی تھا۔

مشہور ماہر لسانیات جان ابراہم گریرسن نے ہندوستانی زبان سے متعلق لکھا ہے:

> As a vernacular Hindostani is the dialect of Western Hindi which exhibits the language in the act of shading off into Punjab .... Hindostani must be cosidered under two aspects, (i) as a vernacular dialect of Western Hindi and (ii) as the well known literary language of Hindostan and the ligua franca current over nearly the whole of India. [120]

1800ء میں کلکتہ میں فورٹ ولیم کالج کا قیام عمل میں آیا جس کا مقصد انگریز افسروں کو ہندوستانی زبان کی اس حد تک تعلیم دینی تھی کہ وہ ہندوستانیوں کی باتیں سمجھ سکیں تاکہ انہیں حکومت کے کاموں کو انجام دینے میں پریشانی نہ ہو۔جان گلکرسٹ جو 1782ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی میں اسسٹنٹ سرجن کی حیثیت سے آیا تھا،اس کالج کے ہندوستانی شعبے کا پروفیسر مقرر کیا گیا۔تقریباً چار سال وہ اس عہدے پر رہا۔اس دوران اس نے اردو ہندی نثر کے لئے گراں قدر کارنامے انجام دیئے جن کی وجہ سے اس کا نام اردو ہندی کی ادبی تاریخ میں ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو گیا۔ بہت ساری اہم کتابیں اس کی نگرانی میں لکھی گئیں۔ان میں زیادہ تر کتابیں اردو رسم الخط میں تھیں۔ بعد میں ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت ''ہندی'' کو جنم دیا گیا اور اس کے لئے دیوناگری رسم الخط کا انتخاب کیا گیا۔

لیکن انگریزوں کو اپنے رسم الخط میں اردو لکھنے اور پڑھنے میں بے حد آسانی ہوتی تھی۔اس کا ایک فائدہ تو یہ تھا کہ وہ ایک نیا رسم الخط سیکھنے سے بچ جاتے تھے اور براہ راست اصل مضمون میں داخل ہو جاتے تھے۔

---

120. G.A. Grierson; Linguistic Survey of India; Vol. I Chapter XV

برٹش راج میں فوج میں اردو (اس زمانے کے مطابق ہندوی یا ہندوستانی) کے لئے رومن رسم الخط ہی رائج تھا۔اور ترقی کے کئے رومن اردو اور میپ ریڈنگ کے امتحانات پاس کرنے ضروری ہوا کرتے تھے۔انگریزوں کی یہ روایت آزادی کے بعد بھی، پاکستان میں اب تک قائم ہے۔پاک آرمی کے بعض امتحانات پاس کرنے کے لئے رومن اردو کورسز کرنے لازمی ہیں۔

غرض اردو کے رسم الخط تبدیل کر کے رومن یا دیوناگری کرنے کی تجویزیں بہت پرانی ہیں اوران پر بحث کا سلسلہ ایک مدت سے جاری ہے۔انیسویں صدی میں یہ بحث انفرادی حیثیت کی تھی لیکن بیسویں صدی میں اس بحث نے ہندو مسلم منافرت کی سیاست کا روپ لے لیا۔ بڑے بڑے مفکرین، علما، ماہرین لسانیات، سیاسی رہنما سب اس بحث میں حصہ لیتے نظر آئے۔کوئی رومن کے حق میں تھا،تو کوئی دیوناگری کے حق میں اور کوئی ان تجویزوں کی مخالفت میں دلائل پیش کر رہا تھا۔ مباحث کا یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے۔

لیکن جب انٹرنیٹ پر پہلی بار اردو لکھنے کی ضرورت پیش آئی تو اردو والوں کو یہی سب سے آسان لگا کہ اردو کو رومن اسکرپٹ میں لکھا جائے۔ایک زمانے تک اردو والے اردو کو انٹرنیٹ پر رومن میں لکھتے رہے۔ای میل اور چیٹنگ کے لئے بھی رومن کا استعمال ہی سب سے آسان طریقہ تھا۔کوئی بھی بڑی آسانی سے رومن اردو میں ای میل بھیج سکتا تھا یا Chat کر سکتا تھا۔اس کے لئے کسی اضافی صلاحیت یا ٹریننگ کی ضرورت نہیں پڑتی ہے۔

اس طرح Roman Urdu میں ویب سائٹوں کا سلسلہ شروع ہوا۔اس زمانے کی اردو ویب سائٹس بے حد ہلکی پھلکی ہوتی تھیں۔زیادہ تر ذاتی ویب پیجز جن کا ایک حصہ اردو شاعری کے لئے مخصوص ہوا کرتا تھا۔اردو کا سارا مواد Roman script میں ہوتا تھا۔بعض ویب سائٹس ایسی بھی تھیں جو اردو موضوعات پر مشتمل تو تھیں لیکن ان کی زبان انگریزی تھی۔اس زمانے کی زیادہ تر ویب سائٹ کا نام ونشان اب مٹ چکا ہے۔ جو باقی ہیں وہ ان ماڈرن روپ میں ہیں ۔میں نے کئی تکنیکیں اور Tools کا استعمال کر کے انٹرنیٹ کے آثار قدیمہ سے ان ویب سائٹس کا سراغ حاصل کیا ہے۔جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

☆ ***Anjuman-e-urdu adab*** *: University of Houston*

☆ ***Mehfil-e-sher-o-shayari*** *: by Kashif Noorani*

☆ ***Bazm-e-urdu****: a forum for contemporary Urdu poetry*

☆ ***The Beauty That Is Urdu****: by Iftikhar Ahmed*

☆ ***Urdu and it's contribution to secular values*** *: article by Asghar Ali Engineer*

☆ ***Abhay ka aashiyana****: the home of Urdu on the web*

☆ ***History of ghazal****: by Uma Ramamurty*

☆ ***A Sher A Day*** *: famous series by Abhay Avachat*

☆ ***Urdu on-line****: an introduction to the Urdu alphabet*

☆ ***Urdu ka Qaida****: Software programs for beginners in Urdu*

☆ ***Urdu ka safaaH***: *Page on Urdu, in Urdu and stories.*

☆ ***The Meer Pages*** *: Shairi of Meer Taqi Meer*

☆ ***Shayari Page*** *: Collection of poetry*

☆ ***The Wonderful World of Urdu Poetry :*** *Collection of poetry*

☆ ***ANAM*** *: A Nazm A Month* (later incorporated into urdustan.com)

☆ ***Khabar Urdu Ki*** *: collection of news*

☆ **Dayar-e-Maghrib se** : *Page of Javed Sayed*

☆ ***MajbooriyaaN****: by Majaz*

☆ ***Ghazals and nazms :*** *by Shantanu Sen*

☆ ***ArtiKlaan*** *: by Amr Malik*

☆ ***Many poets*** *: by Bader Sarmast*

☆ ***Chuninda GhazaleiN****: by Vipul Kapadia*

☆ ***Mazahiya shayari****- a laughing matter : collected by Nita*

☆ ***Muzaffar Warsi*** *: by Shazia*

☆ ***Bahadur shah 'zafar'*** *: by Yashwant Malaiya*

☆ ***Urdu Poetry Archive****: by Shahid Mahmood*

☆ ***Aaj ki raat****: by Majaz*

☆ ***Thodi si shayeri*** *: by Zahid Hussain*

☆ ***Iqbal*** *: by Khurram Malik*

☆ ***Hamid Syed's web*** *[Urdu Dictionary, Poetry etc]*

☆ ***Andaaz-e-bayaaN*** *: by Vinay Jain*

☆ ***Saghar Siddiqui*** *: in Urdu with transliteration*

☆ ***Urdu poets*** *: by Baber*

☆ ***Dabistan-e- Urdu*** *: by salim abubakar khanani*

☆ ***Mirza Faisal Beg's Home page***

☆ ***Pankaj Mathur*** *: some of his favourite ghazal*

☆ ***Ghazal-e-tashna*** *: by Jai Hind*

☆ ***Intekhab-e-ghazal****: ghazals by Steve Almas*

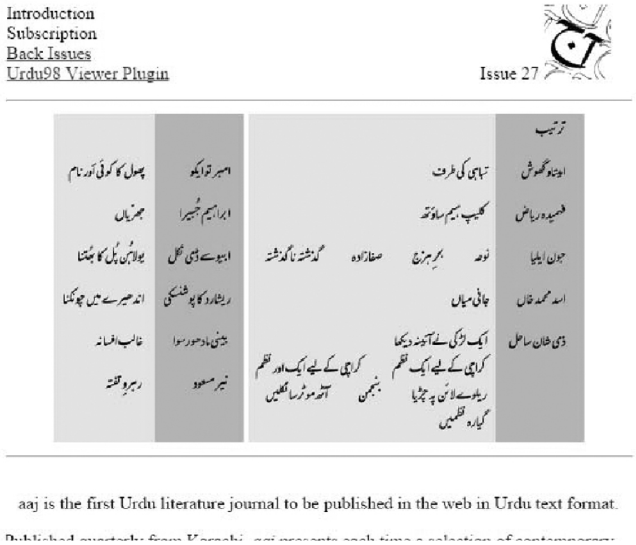
☆ ***Ahmer's Own Little Soapbox***

یہ چندویب سائٹس ہیں جن کے باقیات کا سراغ مل سکا ہے۔ایسی ہی بہت ساری ویب سائٹس ان دنوں وجود میں آئی تھیں۔ان میں سے ایک بھی آج کی ویب سائٹس کی طرح بڑی ویب سائٹ نہیں تھی۔سب کی سب ہلکی پھلکی سائٹس تھیں جنہیں عام لوگوں نے خود ڈیزائن کیا تھا۔آج کے حساب سے یہ ساری سائٹس انتہائی بچکانہ تھیں۔لیکن اس دور کے لئے اس طرح کی سائٹ کا قیام ایک بڑا کارنامہ مانی جاتی تھی۔اردو کا پہلی بڑی ویب سائٹ ''اردوستان ڈاٹ کوم'' بھی شروعات میں بہت دنوں تک رومن میں ہی تھی۔بعد میں اسے یونی کوڈ میں تبدیل کردیا گیا۔ آج اردو ویب سائٹس کے لئے رومن رسم الخط کا استعمال متروک ہو چکا ہے۔لیکن فیس بک ،ٹوئٹر یادوسرے سوشل نیٹ ورکنگ ویب سائٹس میں زیادہ تر پوسٹ آج بھی رومن میں ہوتے ہیں اورزیادہ تر لوگ ان پر کمنٹس بھی رومن میں ہی کرتے ہیں۔

غرض آج فیس بک ،ٹوئٹراوردیگرسوشل ویب سائٹس پر رومن اردو کا خوب استعمال ہورہاہے۔ای میل اور SMS بھیجنے کے لئے بھی رومن اسکرپٹ کا استعمال بہت زیادہ ہورہاہے، Forumsاور Blogs میں پوسٹ اور Comments لکھنے کے لئے رومن اسکرپٹ استعمال کی جارہی ہےاور Chatting میں بھی زیادہ تر بات چیت رومن میں کی جارہی ہے۔

لیکن ان سب کے باوجود ویب سائٹوں کے لئے رومن کا استعمال اب متروک ہو چکا ہے۔ایک زمانہ تھا جب اردو ویب سائٹس رومن میں ہی ہوا کرتی تھیں لیکن آج ایسی ویب سائٹس بہت ہی کم ہیں۔اردو والوں نے اب رومن میں اردو ویب

سائٹس بنانا ترک کر دیا ہے۔ جنوری 2013ء میں Rekhta.org نامی ایک ویب سائٹ وجود میں آئی جس میں شعروادب کا بیش بہا خزانہ جمع کر دیا گیا ہے۔اس ویب سائٹ کی خوبی یہ ہے کہ یہاں ادبی مواد بیک وقت 'اردو'، 'دیوناگری' اور 'رومن' تینوں رسم الخط میں دستیاب ہے۔اس سے ایک فائدہ یہ ہے کہ وہ لوگ بھی اردوادب سے فیضیاب ہو سکتے ہیں جو اردو رسم الخط سے واقف نہیں ہیں۔اس ویب سائٹ پر شائع کی گئی شہریار کی درج ذیل غزل کے چند اشعار بطور مثال پیش ہیں:



2۔ اردو نسخ فونٹس کا استعمال (Use of Urdu 'naskh' fonts) :

جون 1997ء میں شہباز چودھری نے اردو ویب سائٹس کے لئے اردو کے True Type فونٹس استعمال کرنے کا خیال پیش کیا۔عربی کے فونٹس میں ہی ضرورت کے مطابق تبدیلیاں کر کے اردو کے ٹروٹائپ فونٹس بنانے کی کوششیں شروع ہوئیں تا کہ ان کی مدد سے ویب سائٹس بنائی جا سکیں اور ای میل بھیجے جا سکیں۔

1998ء میں عمیر خان نے اس سلسلے میں پہل کی اور ASCII نظام پر مبنی **Umair I** نامی ایک ذولسانی،انگلش۔اردو فونٹ تیار کیا۔انہوں نے اپنی ویب سائٹ *urduweb.com* میں اس فونٹ کا بخوبی استعمال کیا۔Umair I فونٹ اس ویب سائٹ پر مفت ڈاؤنلوڈ کے لئے دستیاب تھا۔اس فونٹ کی مدد سے اردو میں ای میل بھیجا اور موصول کیا جا سکتا تھا۔اس ویب سائٹ نے اردو میں ویب سائٹ بنانے کا مکمل حل بھی پیش کیا۔Umair I فونٹ اور Umair I کی بورڈ کی مدد سے اردو ویب سائٹ

بنانے کی ساری آسانیاں اس ویب سائٹ نے فراہم کیں۔ urduweb.com کی اس پہل اور مدد کے بعد کئی اردو ویب سائٹس وجود میں آئیں۔ مجھے اس زمانے کی جن چند ایسی ویب سائٹس کا پتہ چل سکا ہے وہ درج ذیل ہیں:

☆ ***Galli Qasim*** *: some ash'ar in urdu font*

☆ ***Urdu Ghar*** *: Hamid Syed ka ghar*

☆ ***Faisal's Urdu Home***

☆ ***Arshi's Urdu Page***

☆ ***Shahid Tanvir's Home Page***

☆ ***Ali Razaq's Urdu Home Page***

☆ ***Hadi M. Shehri's Urdu Page I***

☆ ***Hadi M. Shehri's Urdu Page II***

☆ ***Nadim's Urdu Web Page***

☆ ***Urdu Ka Safah***

☆ ***Saleem's Urdu Poetry Page***

☆ ***Urdu Internet, Literary E-zine***

☆ ***Alif Bay Jeem Daal*** *: Urdu Webzine and Newsletter*

اسی طرز پر نسیم امجد نے **Alkatib1** نامی فونٹ تیار کیا اور اسے اپنے اردو سافٹ ویئر 'اردو نگار' میں استعمال کیا۔ اردو روزنامہ 'جسارت' نے اپنی ویب سائٹ میں **urdu.ttf** نامی فونٹ کا استعمال کیا۔

میلبورن، اسٹریلیا کی International Systems Consultancy نامی کمپنی نے **پارس نگار** نامی سافٹ ویئر بنایا جس کا استعمال کر کے بڑی آسانی سے اردو ویب پیجز بنائے جا سکتے تھے۔ یہ اصل میں ایک فارسی سافٹ ویئر تھا جسے اردو والے بھی استعمال کر رہے تھے۔ ''پارس نگار'' میں اردو عبارت کمپوز کر کے ونڈوز کے اپلیکیشن میں پیسٹ کی جا سکتی تھی یا اس سے ویب پیج بنائی جا سکتی تھی۔

لیکن مذکورہ بالا سارے طریقے کچھ زیادہ کامیاب ثابت نہیں ہوئے۔ عمیر خان کے طریقے سے بنائی گئی ویب سائٹ کو وزٹ کرنے لئے لوگوں کو Umair I فونٹ ڈاؤن لوڈ کرنا پڑتا تھا جبکہ نسیم امجد کے طریقے سے بنائی گئی ویب سائٹ کو وزٹ

کرنے کے لئے Alkatib1 فونٹ ڈاؤن لوڈ کرنا پڑتا تھا، روزنامہ 'جسارت' کی ویب سائٹ کو وزٹ کرنے کے لئے urdu.ttf نامی فونٹ داؤن لوڈ کرنا پڑتا تھا اور پارس نگار کی مدد سے بنائی گئی ویب سائٹس کو وزٹ کرنے کے لئے پہلی بار 'پارس نگار پلگ اِن' ڈاؤن لوڈ کر کے انسٹال کرنا لازمی ہوتا تھا ورنہ اسکرین پر حروف کی جگہ کیڑے مکوڑوں جیسی شکلیں دکھائی دیتی تھیں۔

یہ اُن دنوں کی بات ہے جب انٹرنیٹ چیونٹی کی رفتار سے چلتا تھا اور کافی مہنگا بھی تھا۔ لوگ ایک ایک منٹ کا حساب کر کے انٹرنیٹ استعمال کرتے تھے۔ آج کی طرح Unlimited کنکشن نہیں ہوا کرتے تھے۔ ان دنوں کچھ بھی ڈاؤن لوڈ کرنا بہت بڑی بات تھی۔ محض ایک ویب سائٹ وِزِٹ کرنے کے لئے ڈاؤن لوڈ کے چکر میں کوئی بھی نہیں پڑنا چاہتا تھا۔ دوسری اہم بات یہ بھی تھی کہ ان دنوں ہر شخص کے پاس آج کی طرح پرسنل کمپیوٹر نہیں ہوا کرتا تھا۔ زیادہ تر لوگ نیٹ سرفنگ کے لئے سائبر کیفے میں جایا کرتے تھے جہاں وائرسوں کے ڈر سے کچھ بھی ڈاؤن لوڈ اور انسٹال نہیں کرنے دیا جاتا تھا۔ نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ ان طریقوں سے بنائی گئی ویب سائٹس فلاپ ہو جاتی تھی۔ زیادہ لوگ انہیں دیکھ ہی نہیں پاتے تھے۔ اس لئے یہ طریقے زیادہ مقبول نہیں ہوئے۔

1998ء کی شروعات میں جرمنی کے علی حسنین شاہ نے اردو ویب پیج بنانے کے لئے *DynamicFont Technology* (جسے مائکروسافٹ نے Open Type نام دیا) کا استعمال کیا جس میں Viewer کو فونٹ ڈاؤن لوڈ کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی ہے۔ اس کے لئے انہوں نے شہزاد عاشق علی کے بنائے ہوئے **اردو خطِ نقش** نامی فونٹ کا استعمال کیا تھا جو ایک عربی فونٹ کی تبدیل شدہ شکل تھا۔

اب تک کی گئی تمام کوششیں اردو ویب سائٹس کے لئے عربی خط نسخ کو استعمال کرنے کے سلسلے میں تھیں اور ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ اردو والے خط نسخ کو اردو کے لئے بالکل ہی پسند نہیں کرتے ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ نسخ میں بنی ویب سائٹس زیادہ مقبول نہیں ہوئیں۔ اردو والے انٹرنیٹ کے لئے بھی خط نستعلیق ہی کی تلاش میں تھے۔ لیکن خط نستعلیق کو اتنی آسانی سے انٹرنیٹ پر لانا ابھی ممکن نہ تھا۔ ابھی اردو والوں کو مزید کوششیں کرنی تھیں۔

3۔ اردو نستعلیق فونٹس کا استعمال (Use of Urdu 'Nastaleeq' fonts) :

اردو کو نستعلیق فونٹ میں انٹرنیٹ پر لانے کی پہلی کوشش 1998ء میں ہوئی۔ Pakistan Data Management Service (PDMS) نامی ادارے نے اردو نستعلیق فونٹ کو ویب سائٹ میں استعمال کرنے کے لئے **Urdu98** نامی سافٹ ویئر ایجاد کیا۔ Urdu98 پورے طور پر نستعلیق تو نہیں تھا لیکن اس سے بہت قریب تھا۔ اس لئے غنیمت

تھا۔ Urdu98 میں بنی ویب سائٹ کو دیکھنے کے لئے Viewer کو پہلی بار ایک چھوٹا سا پلگ اِن ڈاؤن لوڈ کرنا پڑتا تھا۔ پاکستان کے مشہور روزنامے ''جنگ'' نے اپنی ویب سائٹ Urdu98 میں ہی بنائی تھی۔ یہ سافٹ ویئر اچھا تو تھا لیکن اس کی بہت زیادہ قیمت (250 امریکی ڈالر) کی وجہ سے لوگ اسے استعمال نہیں کر پا رہے تھے۔ ظاہر 1998ء میں ڈھائی سو ڈالرز بہت زیادہ تھے۔ ایک اور پریشانی پلگ اِن کا استعمال تھا۔ ظاہر ہے سائبر کیفے میں بیٹھ کر انٹرنیٹ استعمال کرنے والوں کے لئے اسے ڈاؤن لوڈ کرنے اور انسٹال کرنے کی پریشانی تھی۔ زیادہ تر سائبر کیفے والے کچھ بھی انسٹال نہیں کرنے دیتے تھے۔

Urdu98 کی مدد سے بنائی گئی جس ویب سائٹ کا سراغ مل سکا ہے وہ ہے کراچی سے شائع ہونے والا سہ ماہی آن لائن رسالہ ''آج''، جس میں دنیا کی کئی زبانوں جیسے ہندی، عربی، فارسی اور انگریزی وغیرہ کی تحریروں کو اردو میں ترجمہ کرکے شائع کیا جاتا تھا اور ان کے ساتھ ہی اردو کی بھی کچھ چنندہ تحریریں شامل ہوتی تھیں۔



4۔ تصویری اردو کا استعمال (Use of Urdu Images) :

ضرورت ایجاد کی ماں ہے۔ آخر کار اردو والوں نے ایک نیا راستہ ڈھونڈ نکالا۔ انہوں نے سوچا کہ کیوں نہ اردو کے صفحات کو Scan کر کے تصویر میں بدل دیں اور پھر اسے ویب پیج میں شامل کر دیں۔ کمپیوٹر اسے صرف ایک تصویر سمجھ کر اسکرین پر دکھائے گا۔ اس طرح اردو حروف کا سرے سے کوئی چکر ہی نہیں ہوگا۔ آئیڈیا واقعی بہت لاجواب تھا۔ رومن اردو کے مقابلے بہتر بھی تھا۔ کیونکہ

رومن اردو کو پڑھنے میں لوگوں کو دشواری ہوتی تھی جب کہ تصویری طریقے سے بڑی آسانی سے نستعلیق فونٹس میں ویب سائٹ بنائی جا سکتی تھی۔

انہی دنوں اِن پیج کا استعمال عام ہورہا تھا۔ان پیج میں ایک آسانی تھی کہ کمپوز کرنے کے بعد کسی بھی صفحے کو تصویری صورت میں، Gif فائل کی شکل میں save کیا جا سکتا تھا اور پھر اس Gif فائل کو ویب پیج میں تصویر کی طرح شامل کیا جا سکتا تھا۔تصویری اردو میں بنی ویب سائٹس کی خامیاں اپنی جگہ لیکن اس میں شک نہیں کہ اس طرح سے بنائی گئی ویب سائٹس بے حد خوبصورت ہوتی تھیں۔

بالکل ابتدائی دور میں تصویری اردو کی مدد سے بہت ساری ویب سائٹس بنائی گئیں۔لیکن ان میں سے زیادہ تر کا وجود آج مٹ چکا ہے۔بعض ویب سائٹس ابھی بھی جاری و ساری ہیں۔ جن چند ویب سائٹس کی ان دنوں کی باقیات آج انٹرنیٹ کی گہرائیوں سے دستیاب ہوئے ہیں وہ درج ذیل ہیں:

- ☆ ***Amir Khusro*** *: by Yousuf Sayeed*
- ☆ ***Urooj****: Urdu daily on-line*
- ☆ ***Nawa-i-waqt*** *: Urdu daily from Lahore, Pakistan*
- ☆ ***Siasat****- Urdu Daily: Published from Hyderabad, India*
- ☆ ***Jang*** *: Urdu daily from Pakistan*
- ☆ ***Munsif*** *: another daily from Hyderabad*
- ☆ ***Parween Shakir's poetry***
- ☆ ***Ghazals and nazms*** *by Santanu Sen*
- ☆ ***Saadullah Shah's Ghazals :*** *Shazia*
- ☆ ***Murad Khan's Urdu Nagar***
- ☆ ***Tasmin Ahmad Salik's website***
- ☆ ***Syed Abubakar Malki' website***
- ☆ ***Takbeer*** *: daily newspaper*
- ☆ ***Nawa-e-Tokyo*** *: Website from Japan*

اس میں کوئی شک نہیں کہ اردو کی سب سے پرانی ویب سائٹ کہلانے کا فخر **www.urdustan.com** کو حاصل ہے جس کا ڈومین 14 اگست 1998ء کو رجسٹرڈ کروایا گیا۔ یہ سائٹ ایک عرصے تک رومن اردو میں ہی رہی۔ پھر اکتوبر 2003 سے اسے Unicode ویب سائٹ میں تبدیل کر دیا گیا۔ کہیں کہیں اس سائٹ نے بھی تصویر کا سہارا لیا تھا۔

مئی 2000ء میں پاکستان کے علی چودھری نے **www.urdupoint.com** کی بنیاد ڈالی۔ یہ ایک Live نیوز سائٹ ہے جس میں ادبی مواد کا بھی ذخیرہ ہے۔ سائٹ کی ٹریفک کے اعتبار سے یہ اردو کی سب سے مقبول سائٹ ہے۔ شروع سے یہ ویب سائٹ تصویری اردو میں تھی۔ آج بھی اس کا کچھ حصہ تصویری اردو میں ہے جب کہ ایک بڑا حصہ یونی کوڈ میں تبدیل ہو چکا ہے۔

24 دسمبر 2000ء کو اردو کی ایک اور مقبول ویب سائٹ کا قیام عمل میں آیا جسے **www.urdudost.com** کے نام سے جانا جاتا ہے۔ راقم الحروف کی بنائی ہوئی یہ ویب سائٹ برسوں تک دنیا بھر میں اردو کے دیوانوں کی پہلی پسند بنی رہی۔ اس ویب سائٹ پر اردو زبان کا پہلا آن لائن ماہنامہ ''کائنات'' شائع ہوا کرتا تھا جسے دنیا کے تقریباً ہر ملک میں پڑھا جاتا تھا (اب یہ رسالہ ایک الگ ویب سائٹ *www.kainaat.in* پر شائع ہوتا ہے)۔ گزشتہ 15 سالوں سے یہ ویب سائٹ مکمل طور پر تصویری اردو میں شائع ہوتی رہیہے لیکن اب اس کا ایک بڑا حصہ یونی کوڈ میں منتقل کیا جا رہا ہے۔

2001ء سے آج تک اردو ویب سائٹس کا ایک سلسلہ جاری ہے۔ آج کل تصویری اردو کی ویب سائٹس کا چلن ختم ہو رہا ہے اور یونی کوڈ ویب سائٹس بنائی جا رہی ہیں۔ کیونکہ اب خوبصورت نستعلیق ویب فونٹس بنائے جا چکے ہیں اور حقیقتاً اب تصویری اردو کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہی ہے۔

تصویری اردو سے جڑے مسائل:

اس میں کوئی شک نہیں کہ تصویری اردو میں بنی ویب سائٹس انتہائی دیدہ زیب ہوتی ہیں۔ لیکن ان میں ایک بہت بڑی خامی ہے۔ ان ویب پیجز کا مواد چونکہ تصویر کی شکل میں ہوتا ہے اس لئے سرچ انجن انہیں محض تصویریں سمجھتے ہیں اور ان میں موجود مواد کو نہیں سمجھ پاتے ہیں اس لئے وہ اس مواد کی Indexing نہیں کر پاتے ہیں۔ کوئی بھی شخص جب انٹرنیٹ میں اس مواد کو سرچ کرتا ہے تو سرچ انجن اسے اس مذکورہ ویب سائٹ تک نہیں پہونچا پاتا ہے۔ یعنی ایک طرح سے انٹرنیٹ پر وہ مواد موجود ہوتے ہوئے بھی نہیں ہوتا ہے۔ اردو ہو یا کوئی بھی زبان، کمپیوٹر صرف اسے ہی تحریر سمجھتا ہے جو اس کے تحریر لکھنے والے نظام کے تحت لکھی جاتی ہے۔ لیکن اس زمانے میں چونکہ کمپیوٹر میں براہ راست اردو لکھنا ایک مشکل کام تھا اس لئے اردو والوں نے ویب پیجز بنانے کے لئے تصویری اردو کا طریقہ ڈھونڈا تھا۔ اس تصویری اردو نے جہاں کمپیوٹر پر وقتی طور پر کام چلایا وہیں پر بعد میں اردو کی ترویج کے

لئے زہر قاتل ثابت ہوئی اور ابھی تک یہ تصویری اردو ٹیکنالوجی کے میدان میں اردو کو نقصان پہنچا رہی ہے۔اب جب کہ کمپیوٹر میں براہ راست خوبصورت نستعلیق فونٹ میں اردو لکنا بے حد آسان ہو گیا ہے اور ہم جدید تقاضوں کے مطابق بالکل انگریزی کی طرح اردو لکھ سکتے ہیں تو پھر ہمیں تصویری اردو کی کوئی ضرورت نہیں۔

ہم کمپیوٹر کا سب سے زیادہ استعمال جلد سے جلد اور آسانی سے معلومات کے حصول کے لئے کرتے ہیں۔ انٹرنیٹ کی دنیا سے منٹوں میں بہت ساری معلومات کی تلاش کی جا سکتی ہے۔لیکن تصویری صورت میں کمپیوٹر اور انٹرنیٹ پر پھیلائی ہوئی اردو میں سے کچھ تلاش نہیں کیا جا سکتا کیونکہ کمپیوٹر تصویری اردو کو ایک تصویر سے زیادہ کچھ نہیں سمجھتا اور اس طرح تصویری اردو کے نقصانات اس کے فائدے سے بڑھ کے ہیں۔تصویری اردو ایک اندھا کنواں ہے،جس کے اندر سوائے اس کنویں کے مینڈکوں کے کوئی دوسرا نہیں دیکھ سکتا جبکہ کمپیوٹر کی اصل یعنی جدید یونیکوڈ نظام کے تحت لکھی جانے والی اردو میٹھے پانی کا وہ چشمہ ہے جو ساری دنیا کو سیراب کر سکتا ہے۔

اس لئے اب تصویری اردو کی مدد سے ویب سائٹس بنانے کا طریقہ دھیرے دھیرے متروک ہوتا جا رہا ہے۔پھر بھی اردو کی بعض بڑی ویب سائٹس ابھی تک اسے استعمال کر رہی ہیں۔تقریباً سارے ہندوستانی اور پاکستانی اردو اخبارات کی ویب سائیٹس اب تک تصویری اردو میں ہیں۔ جیسے روزنامہ جنگ، روزمانہ راشٹریہ سہارا، روزنامہ اخبار مشرق، روزنامہ سیاست، روزنامہ منصف وغیرہ وغیرہ۔

5۔ اردو یونی کوڈ فونٹس کا استعمال(Use of Urdu unicode fonts) :

یہ اردو میں ویب پیج بنانے کا پانچواں اور جدید ترین طریقہ ہے۔یاد رہے کہ آج کمپیوٹر کی نظر میں تحریر وہی ہے جو یونیکوڈ نظام کے تحت لکھی جاتی ہے۔ونڈوز 2000 کے بعد سے تمام کمپیوٹروں میں یونی کوڈ کی سہولت میسر ہو گئی ہے۔اب کمپیوٹر یونیکوڈ اردو میں اردو کے لئے بھی وہی سب کچھ کر سکتا ہے جو کسی دیگر زبان کے لئے کرتا ہے۔اس لئے اب براہ راست اردو یونی کوڈ میں ویب پیج بنانا بے حد آسان ہو گیا ہے۔بلاگنگ اور فورم سافٹ ویئرس بھی اب یونی کوڈ کو سپورٹ کر رہے ہیں اس لئے ان کی مدد سے کوئی بھی شخص بڑی آسانی سے اردو ویب سائٹ بنا سکتا ہے۔

یونیکوڈ اردو اور تصویری اردو میں فرق سمجھنا ایک عام کمپیوٹر صارف کے لئے نہایت ہی آسان ہے۔سیدھی اور سادہ بات یہ کہ جو اردو تصویر کی صورت جیسے GIF یا JPG وغیرہ میں ہو وہ تصویری اردو ہے اور جو عام تحریر، جسے ہم Select کر کے ایک جگہ سے

دوسری جگہ کاپی پیسٹ کر سکیں وہ یونیکوڈ اردو یعنی کمپیوٹر کی اصل اردو ہے۔ مثال کے لئے آپ بی بی سی اردو کی ویب سائیٹ دیکھیں تو وہ یونیکوڈ اردو میں ہے.

سب سے پہلے بی بی سی اردو نے ہی جدید یونیکوڈ نظام کے تحت اپنی ویب سائیٹ بنائی جس میں جدید ٹیکنالوجی کے ذریعے اردو لکھی جانے لگی۔ اس ویب سائٹ نے بہت شہرت حاصل کی۔ اب کمپیوٹر میں اردو شامل ہو چکی تھی۔ دیکھتے ہی دیکھتے متعدد اداروں نے اس طرف دوڑ لگا دی۔ 2004ء میں مشہور آن لائن انسائیکلو پیڈیا ''وکی پیڈیا'' نے بھی اردو کو شامل کر لیا اور اب تو گوگل تک اردو میں دستیاب ہے۔ 2005ء تک زیادہ تر انفرادی طور پر کام ہوتا رہا لیکن کمپیوٹر اور انٹرنیٹ پر اردو کی ترویج کا اصل کام تب شروع ہوا جب 2005ء میں چند رضا کاروں نے مل کر اردو ویب ڈاٹ آرگ ویب سائٹ کی بنیاد رکھی۔ اسی ویب سائیٹ پر ایک فورم تشکیل دیا گیا جس کا نام ''اردو محفل'' رکھا گیا اس فورم پر اردو کے رضا کار مل کر تکنیکی اور دیگر حوالوں سے اردو کی ترویج کے لئے کھوج لگانے میں جٹ گئے۔ خاص طور پر جدید نظام کے مطابق اردو میں ویب سائٹ بنانے اور انٹرنیٹ کے ایک موثر ہتھیار یعنی بلاگ کو اردو میں بنانے پر زیادہ کام کیا گیا۔ اردو ویب والوں نے شروعات میں ہی ''اردو سیارہ'' کے نام سے ایک بلاگ ایگریگیٹر بنا دیا تھا۔ آج آپ کو انٹرنیٹ پر جو اردو نظر آ رہی ہے اس میں سب سے بڑا ہاتھ ''اردو ویب ڈاٹ آرگ'' کا ہی ہے۔ ''اردو ویب'' کی بدولت کئی ایک اردو فورم وجود میں آ چکے تھے لیکن ایک اچھے نستعلیق رسم الخط کی کمی ہر جگہ محسوس ہوتی رہی تھی۔ 2008ء میں امجد حسین علوی نے ''علوی نستعلیق'' فونٹ بنا کر وہ کمی بھی پوری کر دی۔ یہی علوی نستعلیق تھا جس نے فانٹ سازی کو ایک نئی راہ دکھائی۔ پھر اسی راہ پر چلتے ہوئے ''جمیل نوری نستعلیق'' بنا پھر شاکر القادری صاحب نے ''القلم تاج نستعلیق'' فونٹ بنایا۔ یہ فونٹ مکمل طور پر مفت ہے اور بلا خوف و خطر استعمال کیا جا سکتا ہے۔

اردو ویب سائیٹ بنانے اور اردو میں بلاگنگ کے مسائل کے حل ہوتے گئے کئی مشہور سافٹ ویئرز کا اردو ترجمہ ہوا یہاں تک کہ ایک نوجوان محمد علی مکی نے Linux آپریٹنگ سسٹم کا اردو ترجمہ کر ڈالا۔ ٹکنالوجی کے میدان میں اردو والوں کا قافلہ دن بہ دن آگے ہی بڑھتا جا رہا تھا۔

کمپیوٹر پر اردو کی سہولت تو حاصل ہو چکی تھی لیکن اسے Actvate کرنے کا طریقہ تھوڑا لمبا اور مشکل تھا جسے تکنیکی علم رکھنے والے تو با آسانی کر لیتے تھے لیکن عام لوگوں کو بڑی مشکل پیش آتی تھی۔ اس وجہ سے عام کمپیوٹر صارف کو مشکلات کا سامنا ہے اور وہ کمپیوٹر اور انٹرنیٹ پر اردو لکھنے میں دِقت محسوس کرتے ہیں بلکہ کئی لوگ تو مشکل کی وجہ سے اس چکر میں ہی نہیں پڑتے تھے۔ ان مشکلات کو دور کرنے اور اردو کی زیادہ سے زیادہ ترویج کے لئے پاکستانی محبّ اردو ایم۔ بلال۔ ایم نے 2011ء میں ''پاک اردو

انسٹالر' کے نام سے ایک ایسا سافٹ ویئر ایجاد کیا جس کے ذریعے، صرف چند کلک سے کمپیوٹر پر اردو سے متعلق تمام سہولیات خود بخود شامل ہو جاتی ہیں۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ یہ ایک مُفت سافٹ وئیر ہے۔ اسے انسٹال کرنے کے بعد کمپیوٹر اور انٹرنیٹ پر ہر جگہ اردو لکھی جا سکتی ہے اور اردو بہتر انداز میں پڑھنے کے لئے اردو کے چند ضروری فانٹس بھی خود بخود انسٹال ہو جاتے ہیں جن میں خوبصورت جمیل نوری نستعلیق بھی شامل ہے۔

اس کے بعد سے اردو کا قافلہ سائبر اسپیس میں آگے ہی بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ گزشتہ پندرہ سالوں میں اردو کی بے شمار ویب سائٹس بنائی گئی ہیں، لاتعداد آن لائن اخبارات اور رسائل جاری ہوئے ہیں اور بہت سارے شعراء و ادباء کی ذاتی ویب سائٹس بھی وجود میں آئیں۔ اگلے ابواب میں ان ویب سائٹس پر تفصیلی گفتگو کی جائے گی۔

اردو ویب سائٹس کے مسائل

Problems of Urdu websites

Internet live stats کی ویب سائٹ کے مطابق آج ویب سائٹس کی تعداد ایک ارب کے ہندسے کو چھونے والی ہے۔ ہر سیکنڈ ایک نئی ویب سائٹ کا ڈومین رجسٹر کیا جا رہا ہے۔ اگلے چند سالوں میں ویب سائٹس کی تعداد میں زبردست اضافے کا امکان ہے۔ تاہم بد قسمتی سے یہ اضافہ انگریزی اور دیگر عالمی زبانوں کے لئے ہے، اردو ویب سائٹس کا مستقبل ہنوز روشن نہیں ہے۔ انٹرنیٹ پر اس وقت اردو ویب سائٹس کی تعداد انتہائی محدود ہے۔ آج بھی اردو ویب سائٹ کا مالک ہونا یا اردو میں بلاگ لکھنا ایک نرالی بات سمجھی جاتی ہے۔

پہلے یہ شکایت کی جاتی تھی کہ اردو کے فونٹس دستیاب نہیں ہیں اور تصویری اردو میں ویب سائٹ بنانا ایک مشکل کام ہے جو ہر کسی کے بس کے باہر کی بات ہے۔ لیکن ونڈوز وِسٹا اور اس کے بعد آنے والے آپریٹنگ سسٹموں میں بھرپور اردو سپورٹ موجود ہے۔ نت نئے دیدہ زیب اردو نستعلیق یونی کوڈ فونٹس کی ایک پوری نسل دستیاب ہوئی اور اردو کلیدی تختہ (keyboard) بھی بڑی آسانی سے دستیاب ہے۔ لیکن ان سب کے باوجود اردو ویب سائٹس کی تعداد میں خاطر خواہ اضافہ نہیں ہوا۔

آخر اس کی وجہ کیا ہے؟

میرے خیال سے اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ اردو ویب سائٹس کمائی کے معاملے میں بے کار ہیں۔ یعنی ان کا کمرشیل استعمال نہیں کیا جا سکتا ہے۔

ویب سائٹ بنانے اور اس کا انتظام کرنے میں کافی اخراجات پیش آتے ہیں۔ چھوٹی موٹی ویب سائٹس جو عام طور سے لوگ شوقیہ طور پر بناتے ہیں ان کی بات الگ ہے لیکن تجارتی نقطۂ نگاہ سے، ایک بڑی ویب سائٹ بنانا کافی مہنگا پروجیکٹ ثابت ہوسکتا ہے۔ ویب سائٹ کا ڈومین نیم رجسٹرڈ کروانا پڑتا ہے اور پھر ہر سال اسے Renew کراتے رہنا پڑتا ہے۔ ویب سائٹ جتنی بڑی ہوگی اس کے لئے اتنے ہی زیادہ ہوسٹنگ اسپیس کی ضرورت پڑے گی۔ ویب سائٹ جس قدر مقبول ہوگی اس کا ٹریفک اتنا ہی بڑھے گا اور اس کے لئے اتنے ہی زیادہ Bandwidth کی ضرورت پڑے گی۔ یہ تینوں اخراجات تو بنیادی اخراجات ہیں۔ ان کے علاوہ سائٹ کو چلانے کے لئے، اس میں برابر ترمیم و ضافہ کرنے کے لئے کئی لوگوں کی ضرورت پڑے گی۔ ایک بڑی ویب سائٹس کے لئے اچھے خاصے اسٹاف ہوتے ہیں جیسے کمپوزر، گرافکس ڈیزائنر، ویب ڈیزائنر، ایڈیٹر، پبلک ریلیشن آفیسر، ایڈورٹائزنگ آفیسر، لیگل آفیسر اور جنرل مینیجر وغیرہ وغیرہ۔ اس کے علاوہ ایک مناسب دفتر اور بہت سارے کمپیوٹرس اور دیگر آلات کی بھی ضرورت پڑتی ہے۔

تجارتی نقطۂ نگاہ سے بنائی گئی ویب سائٹس کی آمدنی کا زیادہ تر حصہ اشتہارات سے آتا ہے۔ اخبارات، رسائل اور ٹی وی چینلوں کی طرح یہاں بھی یہ کلیہ ہے کہ سائٹ جتنی زیادہ مقبول ہوگی اسے اتنے ہی زیادہ اشتہارات ملیں گے اور اس کے اشتہارات اسی قدر مہنگے بھی ہوں گے۔ اس طرح ایک کمرشیل ویب سائٹ کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس کے Visitors کی تعداد بہت زیادہ ہو۔ Visitors کی تعداد بڑھانے کے لئے عموماً ویب سائٹس میں ایسا مواد شامل کیا جاتا ہے جس کی Demand زیادہ ہو یعنی جسے لوگ پسند کرتے ہوں۔ دوسرے یہ بھی ضروری ہے کہ Visitors اس ویب سائٹ پر بار بار آئیں، بلکہ روزانہ آئیں۔ اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ ویب سائٹ میں ترمیم و اضافہ کا عمل ہر وقت جاری رہے۔ تاکہ لوگ بار بار اسے وزٹ کرنے پر مجبور ہوں۔ آپ فیس بُک پر جتنی بار جاتے ہیں آپ کو نیا مواد نظر آتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لوگ بار بار فیس بُک پر جاتے ہیں اور اکثر لوگ تو اس کے عادی (Addict) ہو جاتے ہیں۔

اب اگر آپ اردو میں ایک کمرشیل ویب سائٹ بنائیں گے تو ظاہر ہے اسے صرف اردو والے ہی Visit کریں گے جب کہ انگریزی میں بنائی گئی ویب سائٹ آفاقی ہوتی ہے یعنی ہر زبان اور ہر ملک کے لوگ اسے visit کرتے ہیں۔ اس طرح اردو ویب سائٹ کے visitors تعداد یوں ہی بہت کم ہوتی ہے۔ اس لئے انہیں اشتہارات بہت ہی کم ملتے ہیں۔ ملتے بھی ہیں تو ان کا Rate بہت کم ہوتا ہے۔ اب ایسے میں اردو ویب سائٹس کے منتظمین بہتر مواد کے لئے اخراجات کہاں سے برداشت کر سکتے ہیں؟ اچھے اور ضرورت کے مطابق اسٹاف کہاں سے رکھیں؟ آلات کیسے خریدیں؟ اگر نیوز سائٹ ہے تو اس کے خبروں کی دستیابی کے ذرائع کہاں سے اختیار کریں؟

نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اکثر اردو ویب سائٹس کا معیار نہایت ہی پست ہوتا ہے۔لیکن اس میں منتظمین کا کوئی قصور نہیں ہے۔ ان کے وسائل اس قدر کم ہوتے ہیں کہ وہ سائٹ کو صحیح ڈھنگ سے Manage نہیں کر پاتے ہیں۔

ویب سائٹس کے اشتہارات کا ایک بڑا ذریعہ Google Adsense ہے۔یہ گوگل کی ایک سروس ہے جس کے تحت اشتہارات دینے کے خواہش مندوں سے اشتہارات لے کر مختلف ویب سائٹوں پر دکھائے جاتے ہیں اور اس کے عوض حاصل ہونے والی رقم کا ایک حصہ گوگل اُن ویب سائٹس کو دے دیتا ہے جن پر وہ اشتہارات دکھائے گئے تھے۔ یہ ہے تو بڑی اچھی چیز۔ لاکھوں بڑی بڑی ویب سائٹس کی آمدنی کا سب سے بڑا ذریعہ گوگل ایڈسینس ہے۔لیکن اردو بے چاری ایسی بدقسمت کہ یہاں بھی برسوں خوار ہوتی رہی۔2016ء سے قبل تک گوگل اردو زبان میں بنی ویب سائٹس کو اپنے اشتہارات نہیں دیا کرتا تھا اور اردو کو اس کمپنی نے اپنی Non-supported languages کی فہرست میں شامل کر رکھا تھا۔اس طرح آمدنی کا ایک اہم راستہ مسدود ہو گیا ہے۔بے شمار ویب سائٹس کو اس پالیسی کا نقصان اٹھانا پڑا۔راقم الحروف کی اپنی ویب سائٹ UrduDost.com بھی اس قدر متاثر ہوئی کہ برسوں تعطل کا شکار رہی۔اللہ کا شکر ہے کہ آخر کار گوگل کو اپنی غلطی کا احساس ہوا اور اس نے اردو زبان کو اپنے پروگرام میں شامل کر لیا۔اب اردو کی ویب سائٹس کو Google adsense کے اشتہارات مل رہے ہیں۔یہ ایک خوش آئند بات ہے اور انشا اللہ اردو کی ویب سائٹس کو بہت سہارا ملے گا۔

اردو ویب سائٹس کی آمدنی کا بھلے ہی کوئی ذریعہ نہ ہو پھر بھی اردو کے کچھ دیوانے دن رات محنت کر کے اردو کی ویب سائٹس کے لئے بڑے بڑے کارنامے انجام دے رہے ہیں۔یہاں اردو کے اُن چند رضا کاروں کا ذکر نہ کرنا بہت بڑی بے انصافی ہوگی جنھوں نے حقیقتاً اردو کے لئے اپنا پسینہ بہایا۔یہ وہ لوگ تھے جنھوں نے سمیناروں میں محض کھوکھلی تقریریں نہیں کیں۔جن کی تصاویر اخباروں ورسائل کی زینت نہیں بنیں۔ان میں سے بیشتر لوگوں کا تو آج نام تک کسی کو نہیں معلوم۔2006ء میں ان چند سر پھروں نے انٹرنیٹ پر اردو کی ترویج کے کاز کو آگے بڑھانے کے لئے ''اردو محفل'' نامی ایک فورَم بنایا۔یہ وہ پلیٹ فارم تھا جس نے کئی ہم خیال لوگوں کو یکجا کر دیا۔

نہ کوئی حکومتی سرپرستی، نہ کوئی فنڈ اور نہ کسی کی طرف سے حوصلہ افزائی۔مگر یہ سر پھرے اپنا جیب خرچ تک اردو کی خدمت میں لگا کر، اپنی بھری جوانی میں مغز ماری کرتے۔''اردو محفل'' ترقی کرتی رہی۔انہی سے تحریک پا کر ''پاک نیٹ'' اور ''القلم'' جیسے فورم وجود میں آئے۔رضا کار دن رات محنت کرتے رہے۔اردو کمپیوٹنگ اور بلاگنگ کے متعلق ایک کے بعد ایک تحقیق شائع ہوتی۔آئے دن نئے سے نئے اردو فانٹ بنتے۔نبیل کا 'اردو ویب ایڈیٹر' بہت کامیاب ثابت ہوا۔سعود ابن سعید نے اردو ویب فانٹ سرور بنایا، امجد حسین

علوی نے علوی نستعلیق بنایا،جمیل نوری نستعلیق کی ٹیم نے فانٹ بنایا،شاکر القادری نے نت نئے اردو فانٹ بنائے، ابرار حسین نے انپیج ٹو یونیکوڈ کنورٹر اور اردو ٹائپنگ ٹیوٹر بنایا،شاکر عزیر نے اردو ڈکشنری بنائی،اعجاز عبید نے اردو کمپیوٹنگ یاہو گروپ اور پھر کئی اہم مسائل کے لئے تحقیق کی۔قرآن پاک کے اردو ترجمہ والے چند سافٹ ویئر بنے اور نہایت محنت کے ساتھ قرآن پاک کے لئے برصغیری نسخ فانٹ بنانے کے ساتھ ساتھ قرآن کے متن کی سافٹ کاپی بھی تیار ہوئی۔ایم بلال ایم نے'پاک اردو انسٹالر'بنایا جس کی مدد سے کسی بھی کمپیوٹر میں اردو سافٹ ویئر اور فونٹس انسٹال کرنے کا کام انتہائی آسان کر دیا۔اس نے اردو کمپیوٹنگ اور انٹرنیٹ سے متعلق کئی اہم اور کارآمد برقی کتابیں بھی تصنیف کیں جو نیٹ پر مفت ڈاؤن لوڈ کے لئے مہیا کی گئیں تا کہ ہر شخص ان سے باآسانی مستفیض ہو سکے۔اسی طرح اور کئی لوگوں نے کئی کارہائے نمایاں انجام دیئے،اگر نام اور کام لکھنے لگوں تو فہرست بہت لمبی ہو جائے گی۔

یہ وہ دور تھا جب ایک طرف سافٹ ویئر انجینئر اردو سافٹ ویئر پر تحقیق کرتا تو وہی دوسری طرف ٹائپسٹ بن کر کاپی رائیٹ سے آزاد اردو کتابیں بھی ٹائپ کرتا تا کہ انٹرنیٹ پر اردو مواد میں اضافہ ہو۔اردو والوں کی محنتیں رنگ لانے لگیں۔اس کارواں نے 2011ء میں اردو کو اس مقام پر لا کھڑا کیا، جہاں پر عام صارف کے لئے تمام دروازے کھلے ہوئے تھے۔جس نے کمپیوٹر اور انٹرنیٹ پر بہتر انداز میں اردو پڑھنے، ہر جگہ لکھنے اور اردو بلاگنگ جیسے کام انتہائی آسان کر دیئے۔اس کارواں نے اردو کے لئے بے شمار فانٹ اور سافٹ ویئر بنائے،اردو کمپیوٹنگ پر کتابیں لکھیں اور اردو کو جدید ٹیکنالوجی سے ہم آہنگ کیا۔اور سب سے اہم بات یہ کہ یہ سب کچھ بالکل مفت رکھا تا کہ ہر کوئی ان سے استفادہ کر سکے۔ان رضا کاروں نے دن رات ایک کر کے پاگلوں کی طرح اردو کے لئے کام کیا اور آج بھی کر رہے ہیں۔[128---121]

اردو کے ان بے لوث خدمت گاروں کو میرا سلام!

ان کے لئے مجھے شجاع خاور کا ایک شعر یاد آ رہا ہے ؎

مرے جنوں کا نتیجہ ضرور نکلے گا   اسی سیاہ سمندر سے نور نکلے گا

---

121. http://www.urduweb.org/mehfil/threads/54377.میڈیا.اور.اردو.کے.رضاکار...چند.تلخ.حقائق

122. http://www.computingpk.com/why-urdu-websites-are-less-in-number/

123. http://www.alisheraz.com/blog/?p=64

124. http://samt.bazmeurdu.net/article/کمپیوٹر–اور–انٹرنیٹ–پر–اردو–تحریر–اعجا/

125. http://www.mbilalm.com/blog/difference-between-graphical-urdu-and-unicode-urdu/

126. http://www.urduweb.org/mehfil/threads/17858.اردو.اور.کمپیوٹر/

127. http://saifsstuff.blogspot.in/2013/03/Computer-Internet-Urdu-Language.html

128۔ احمد سہیل، 'اردو کا سائبر اسپیس' ، شاعر (ممبئی)، جلد 73، شمارہ 7، جولائی 2002ء، ص 25

4

اردو سائبر اسپیس کی موجودہ صورت حال

4.1 : اردو کی اہم ادبی اور نیم ادبی ویب سائٹس

اب تک اس مقالے میں ہم ادبی ترویج کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لے چکے ہیں۔شروعات ادب کی زبانی ترسیل سے ہوئی ، پھرتحریر کی ایجاد کے بعد انسان نے ادب کو کبھی مٹی کی تختیوں پر، کبھی لکڑی اور بانس کے ٹکروں پر تو کبھی چمڑے اور پیپائرس پر اور پھر آخر کار کاغذ پر تحریر کر کے محفوظ رکھنے کا سلیقہ سیکھا اور اس طرح قلمی کتابیں وجود میں آئیں۔قلمی کتابیں چونکہ ہاتھ سے نقل کی جاتی تھیں اس لئے بہت قیمتی شے ہوا کرتی تھیں اور صرف امراء ہی کتابیں خریدنے کی استطاعت رکھتے تھے۔لیکن جب پریس کی ایجاد ہوئی اور کتابیں چھاپی جانے لگیں تو کتابیں ، رسائل ، اخبارات بڑی تعداد میں شائع ہونے لگے۔ادب کی ترسیل اب نہایت آسان ہوگئی اور کتابیں ہر خاص و عام کے ہاتھوں میں پہونچ گئیں۔ پریس کی ایجاد کے بعد ایسا لگا جیسے ادبی ترسیل کے اِس سفر کو اس کی منزل مل گئی ہے اور اب کسی نئے طریقے کی ایجاد کی گنجائش باقی نہیں رہ گئی ہے۔لیکن ایسا نہیں ہوا۔انسان بھلا کہاں رکنے والا تھا ؎

وسعتیں مجھ کو خلاؤں کی بھلا روکیں گی کیا

حوصلے بے انتہا اور آسماں ہیں سات، بس

انسان نے ریڈیائی لہروں کو اپنے قابو میں کر کے ادبی ترسیل کو نئے جہات سے آشنا کردیا۔ریڈیو کی ایجاد نے کتابوں کے اوراق پر بکھرے ادب پاروں کو گویائی بخش دی تو ٹیلی ویژن نے انہیں چہرے عطا کردیئے۔ادبی ترسیل کو اب گویا پنکھ لگ گئے تھے اور ادب پارے پلک جھپکتے ہی روئے زمین کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک ہی نہیں بلکہ اس نظام شمشی کے بعید ترین حصوں میں پہونچنے لگے۔انسان کی عقل اور کوششوں نے بالآخر اسے خلاؤں تک پہونچا ہی دیا تھا۔لیکن یہ قافلہ اس منزل پر بھی رکنے والا نہیں تھا اور اس کی اگلی منزل تھی انٹرنیٹ۔سائبر اسپیس کی لامتناہی وسعتوں میں ادب کو پھلنے پھولنے کے لئے بے انتہا جگہ موجود ہے۔بیسویں صدی کے آخری عشرے میں ادب نے اس نئے ماحول میں قدم رکھا اور ایک نئے جہان کی تشکیل کی جسے ادبی سائبر اسپیس کا نام دیا جاتا ہے۔

دنیا کی دیگر زبانوں کی طرح ہماری پیاری زبان اردو نے بھی جھجکتے جھجکتے آخر کار سائبر اسپیس میں قدم رکھ ہی دیا۔ کچھ دنوں تک تو یہ سہمی سہمی سی سائبر اسپیس کی وسعتوں میں بھٹکی۔ اپنے اظہار کے لئے اس نے پہلے پہل رومن رسم الخط کا سہارا لیا لیکن جلد ہی اس نے اس نئے جہان کے آداب سیکھ لئے اور دنیا کی دیگر زبانوں کی طرح پورے وقار کے ساتھ اس نے سائبر اسپیس میں اپنی جگہ بنا لی۔ اور آج مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ اردو سائبر اسپیس کی حالت اتنی خراب نہیں ہے جتنی مبینہ طور پر اردو کی ہے۔ سائبر اسپیس میں اردو بڑی تیز رفتاری سے آگے بڑھ رہی ہے اور ہندوستان کی دیگر زبانوں سے کسی بھی طرح کم نہیں ہے۔ بے شمار محبان اردو سائبر اسپیس میں اردو زبان کی ترقی کے لئے دن رات کوشاں ہیں۔ آج اردو کی بہت ساری اچھی اور معیاری ویب سائٹس موجود ہیں جنہیں فخر سے کسی بھی دوسری زبان کی معیاری ویب سائٹ کے مقابلے میں پیش کیا جا سکتا ہے۔

اس باب میں ہم اردو کی چند ایسی ہی اہم اور معیاری ادبی و نیم ادبی ویب سائٹس کا جائزہ لیں گے تاکہ قارئین کے سامنے اردو ادبی سائبر اسیس کی ایک تصویر ابھر کر آ سکے۔

اردو پوائنٹ www.urdupoint.com

انٹرنیٹ اعداد و شمار کے مطابق اردو پوائنٹ ڈاٹ کام دنیا کی سب سے بڑی اور سب سے زیادہ دیکھی جانے والی اردو ویب سائٹ ہے جسے ہر روز لاکھوں لوگ وِزٹ کرتے ہیں۔ Alexa.com کی رپورٹ کے مطابق پاکستانی ویب سائٹوں میں اس کا رینک 6 ہے۔ یہ بہت بڑی بات ہے۔ پاکستان میں سب سے زیادہ دیکھی جانے والی ویب سائٹ Youtube ہے۔ اس کے بعد Google.com، Google.co.pk، Facebook اور Yahoo ہیں۔ چھٹے نمبر پر Urdupoint.com ہے۔ یاد رہے کہ Wikipedia، Dailymotion اور Twitter جیسی بڑی اور مقبول ویب سائٹس کا نمبر اردو پوائنٹ کے بعد آتا ہے۔

یہ ویب سائٹ لاہور، پاکستان کے علی چودھری کا کارنامہ ہے۔ اس کا قیام 14 / اگست 2000ء کو عمل میں آیا تھا۔ منفرد اسلوب کی یہ ویب سائٹ روزانہ اَپ ڈیٹ کی جاتی ہے اور ہر وقت تازہ معلومات سے بھرپور رہتی ہے۔ مردوں، عورتوں، نوجوانوں اور بچوں سبھی کے لئے اس ویب سائٹ میں ڈھیر سارا مواد موجود ہے۔

اس ویب سائٹ کی سب سے اہم شے اس کا اخبار ہے۔ ہر قسم کی ملکی اور بین الاقوامی خبروں سے بھرپور ایک Live اخبار جو دن بھر میں کئی بار update کیا جاتا ہے اور آپ کو ہر وقت تازہ ترین خبریں یہاں دستیاب ہوتی ہیں۔ اس کے

علاوہ اس کے دیگر شعبے حسب ذیل ہیں:

شاعری، ادب، مزاح، بچے، خواتین، پکوان، شوبز(ShowBiz)، آپ کا دن، کھیل، اسلام، صحت، کتابیں، ٹکنالوجی، موسم، کاروبار، موبائل، ٹی وی، دلچسپ و عجیب ، بچوں کے اسلامی نام اور لطیفے وغیرہ۔



اردو پوائنٹ کے خالق علی چودھری

اس طرح یہاں تقریباً ہر طرح کے لوگوں کے لئے کچھ نہ کچھ ضرور موجود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ ویب سائٹ اس قدر وزٹ کیا جاتا ہے۔ ہمارا موضوع چونکہ ادب ہے اس لئے ہم یہاں اس ویب سائٹ کے صرف ادبی حصے کا تفصیلی جائزہ لیں گے۔

اس ویب سائٹ میں دو اہم ادبی حصے ہیں: **ادب اور شاعری**

ادب : اردو پوائنٹ ڈاٹ کوم میں اردو ادب کا کافی بڑا ذخیرہ موجود ہے۔ اس حصے میں مختلف موضوعات پر مبنی کئی مستقل ابواب ہیں: اردو ادب، نوبل پرائز برائے ادب، پاکستان کے صوفی شعراء، اوورسیز پاکستانی، مشاعرے، عالمی ادب، آپ بیتی، افسانہ، مضمون، انٹرویوز، ادبی خبریں، تبصرہ کتب، ناول، ادبی رسائل و جرائد، ادیبوں کے لطیفے، ایک کتاب ایک مضمون، تاریخ اردو، ادب کے ادیب، ادیبوں کی ڈائرکٹری اور گیلری۔

اردو ادب : اس سیکشن میں اردو ادب سے متعلق مختلف موضوعات پر مشہور اور معتبر ادباء کے لکھے، فی الحال 52 بہت ہی اہم اور قیمتی مضامین موجود ہیں۔

نوبل پرائز برائے ادب : اس حصے میں 1901ء سے 2007ء تک کے نوبل انعام یافتہ ادیبوں اور شاعروں کی فہرست دی گئی ہے۔

پاکستان کے صوفی شعراء : اس حصے میں پاکستان کے صوفی شعراء کے حالات زندگی پر مختصر مضامین موجود ہیں۔ اب تک یہاں درج ذیل 7 صوفی شعراء کو شامل کیا گیا ہے:

میاں محمد بخش، بلھے شاہ، شاہ حسین، بابا فرید گنج شکر، رحمان بابا، سلطان باہو، جام درک

اوورسیز پاکستانی : اس حصے میں ان پاکستانی ادیبوں کو شامل کیا گیا ہے جنہوں نے پاکستان کے باہر اردو کی نئی بستیاں بسائی ہیں۔

مشاعرے : اس حصے میں مشاعروں کی اہمیت وافادیت سے متعلق مضامین ہیں۔ اس کے علاوہ چند بڑے مشاعروں

کی روداد یں بھی شامل ہیں۔

عالمی ادب : اس حصے میں دنیا کی مختلف زبانوں سے منتخب کردہ فن پاروں کے اردو تراجم موجود ہیں یا ان زبانوں کے ادباءوادب سے متعلق تعارفی مضامین ہیں۔اب تک یہاں 12 زبانوں کو شامل کیا گیا ہے۔

علاقائی ادب : پاکستان میں اردو کے علاوہ کئی علاقائی زبانیں بولی جاتی ہیں۔ان میں سے پانچ اہم زبانوں کے ادب کو اس حصے میں شامل کیا گیا ہے جیسے پنجابی ادب، سرائیکی ادب، سندھی ادب، پشتو ادب اور بلوچی ادب۔ یہاں ان زبانوں کے ادب پر لکھے گئے مختلف لوگوں کے مضامین موجود ہیں۔

آپ بیتی : اس حصے میں پانچ مضامین شامل ہیں: مشاہدات زنداں...مولانا حسرت موہانی کی آپ بیتی، اقبال سے محبت...مگر کیسے، پردیس کے رنگ، احمد فراز، اندلس اور ہم

افسانہ : اس حصے فی الحال 484 چنندہ افسانے موجود ہیں جن میں منٹو، انتظار حسین، غلام عباس، امرتا پریتم، ممتاز مفتی، اے حمید، عصمت چغتائی، عفت موہانی، جیلانی بانو، بلونت سنگھ، اطہر پرویز، کرشن چندر اور فاطمہ حسن وغیرہ کے افسانے شامل ہیں۔انٹرنیٹ پر اس قدر چنندہ افسانے شاید کسی اور ویب سائٹ میں موجود نہیں ہیں۔ویسے اس سیکشن میں غالبًا ادارت کی غلطی کے باعث کئی مضامین اور مزاحیہ خاکے بھی در آئے ہیں۔

مضمون : اس حصے میں مختلف موضوعات پر 174 اہم مضامین شامل ہیں۔زیادہ تر مضامین اہم شخصیات پر ہیں جیسے: ماؤزے تنگ، جان ایف کینیڈی، گوتم بدھ، کرسٹوفر کولمبس، شہزادہ الولید بن طلال، مارکونی، سینٹ اگسٹائن، ملکہ ازابیلا، نپولین بوناپارٹ، چارلس ڈارون، سکندر اعظم، سگمنڈ فرائڈ، چنگیز خان، مولانا روم، کبیر اطہر، حفیظ جالندھری، سروجنی نائیڈو، مہاتما گاندھی اور اشفاق احمد وغیرہ۔ان کے علاوہ بعض دیگر موضوعات پر بھی مضامین شامل ہیں۔

انٹر ویوز : اس حصے میں معتبر شعراء ادباء کے انٹرویوز موجود ہیں جن میں فیض احمد فیض، مجید امجد، محمود ہاشمی، نیلم بشیر، انتظار حسین، فہمیدہ ریاض، سوفیہ بیدار، احمد فراز، ظفر اقبال، احمد ندیم قاسمی، امجد اسلام امجد، اشفاق احمد، منیر نیازی، وزیر آغا، عباس تابش، ظہور احمد فاتح، سعود عثمانی اور مرتضٰی برلاس وغیرہ کے کُل 26 انٹرویوز شامل ہیں۔

ناول : اس حصے میں اردو کے 8 ناولوں پر تبصرے موجود ہیں۔

تبصرۂ کتب : اس حصے میں 27 کتابوں پر تبصرے موجود ہیں۔

ادبی رسائل و جرائد : اس حصے میں مختلف اردو ادبی رسائل پر 12 تبصرے شامل ہیں۔

تاریخ اردو : اس حصے میں اردو شعر و ادب سے متعلق کئی مضامین موجود ہیں جنہیں مزید دو حصوں میں بانٹا گیا ہے:

(۱) اردو زبان کی مجمل تاریخ (۲) شعر و ادب کی تاریخ

ایک کتاب ایک مضمون : اس حصے میں کتابوں سے متعلق تقریباً 57 مضامین موجود ہیں۔

ادیبوں کے لطیفے : اس حصے میں انشا، غالب، اقبال، محمد علی جوہر، جوش، مجاز، پطرس بخاری اور شوکت تھانوی سے منسوب ادبی لطائف شامل ہیں۔

ادب کے ادیب : اس حصے میں 30 ادبا و شعراء کا بے حد مختصر تعارف مع تصویر شامل ہے۔

ادیبوں کی ڈائرکٹری: اس شعبے میں 39 ادباء و شعراء کے نام، فون نمبر، ای میل ایڈریس اور تصویر شامل ہیں۔

گیلیری : یہ تصویری حصہ ہے جس میں کئی شعرا و ادبا کی بہت ساری تصاویر شامل ہیں جیسے:

فیض احمد فیض، احمد فراز، احمد ندیم قاسمی، گلزار، منٹو، بانو قدسیہ، اشفاق احمد، منیر نیازی، ن۔م۔راشد، پروین شاکر، قرۃ العین حیدر، محسن نقوی، کرشن چندر، انتظار حسین اور سبط حسن وغیرہ۔

شاعری :

یہ اردو پوائنٹ ڈاٹ کوم کا دوسرا بڑا حصہ ہے جو شاعری کے لئے مخصوص ہے جس میں فی الحال تقریباً 500 کے قریب شعراء کا کلام شامل ہے اور اس میں برابر اضافہ کیا جا رہا ہے۔ اس شعبے میں شاعر کے کلام کے ساتھ اس کے تھوڑے سے کوائف اور تصویر بھی شامل کئے گئے ہیں۔

شاعری کے خاص شعبے کے علاوہ کئی اور بھی شعبے یہاں موجود ہیں

شعرا کے شہر : اس حصے میں شعراء کو ان کے شہروں کے لحاظ سے ترتیب دیا گیا ہے۔ مثلاً کراچی کے شعراء ایک ساتھ، لاہور کے شعراء ایک ساتھ اور ممبئی کے شعراء ایک ساتھ۔

ڈائرکٹری : یہ شاعروں کی ڈائرکٹری ہے جس میں فی الحال 63 ریکارڈ موجود ہیں جن میں شعراء کے نام، فون نمبر اور ای میل ایڈریس شامل ہیں۔

فوٹو گیلیری : اس حصے میں شعراء اور مشاعروں کی تصاویر ہیں۔

مضامین : اس حصے میں شعراء سے متعلق تقریباً 62 مضامین شامل ہیں۔

آڈیو : اس حصے میں شعراء کا کلام ان کی اپنی آواز میں موجود ہے۔

ویڈیو : اس حصے میں کئی شعراء کے ویڈیوز موجود ہیں۔
ان کے علاوہ شاعری سے متعلق بعض اور بھی شعبے موجود ہیں جیسے:
آپ کی شاعری، نئی شاعری، بے ربط شاعری، نعتیں، مزاحیہ شاعری۔
نوٹ: 'کتابیں' سیکشن کا ذکر 'اردو کی آن لائن لائبریریاں' والے باب میں کیا جائے گا۔

ریختہ ڈاٹ آرگ www.rekhta.org

پاکستان میں اگر اردو پوائنٹ ہے تو ہندوستان میں اردو کی سب سے بڑی ویب سائٹ ریختہ ڈاٹ آرگ ہے۔ یہ ویب سائٹ ''ریختہ فاؤنڈیشن'' نامی ادارے نے بنائی ہے جس کا مقصد اردو ادب، خصوصاً اردو شاعری کی ترسیل و ترویج ہے۔ اس ویب سائٹ کے خالق جناب سنجیو صراف ہیں جو پولی پلیکس کارپوریشن لیمیٹیڈ نامی کمپنی کے چیئر مین ہیں۔ اردو شاعری سے انہیں گہرا لگاؤ ہے اور یہ ویب سائٹ ان کی اسی محبت کا نتیجہ ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ وہ اردو شاعری کو ساری دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں۔


ریختہ کے خالق سنجیو صراف

یہ ویب سائٹ اردو رسم الخط کے ساتھ ساتھ رومن اور دیوناگری میں بھی موجود ہے تا کہ اردو رسم الخط سے نابلد لوگ بھی اردو ادب سے فیض یاب ہوسکیں۔ ہوم پیج پر تینوں آپشنز کے بٹن موجود ہیں۔ یعنی اس ویب سائٹ میں جو کچھ بھی ہے وہ تینوں رسم خط میں موجود ہیں۔ آپ ان میں سے کوئی بھی رسم خط چن سکتے ہیں۔

ریختہ پر کلاسیکل دور کے ولی دکنی، سراج اورنگ آبادی، فائز دہلوی، خان آرزو، میر تقی میر، مصحفی، سودا، غالب، مومن، نصیر اور ذوق سے لے کر آج کے دور کے تمام اہم شعرا کا کلام موجود ہے۔ بلکہ بعض وہ شعرا جو اچھے شاعر تو ہیں لیکن زیادہ مشہور نہیں ہیں، ریختہ ان کا کلام بھی شامل کر کے انہیں بھی ادبی دنیا سے متعارف کرانے کا اہم کام انجام دے رہا ہے۔

ریختہ ڈاٹ آرگ کی سب اہم خوبی جو کسی دوسری ویب سائٹ میں نہیں ہے، وہ یہ ہے کہ اس سائٹ پر موجود کلام کو عوام کے لئے آسان بنانے کے لیے ہر ممکن کوشش کی گئی ہے۔ مثال کے طور پر کسی غزل اور نظم میں شامل ہر لفظ کا معنی فراہم کرایا گیا ہے۔ جس لفظ کا معنی قاری کو جاننا ہو، وہ بس اس پر ایک دفعہ کلک کرے اور معنی اس کے سامنے موجود ہوگا۔ اس کے علاوہ اس

ویب سائٹ پر موضوعاتی اشعار کے ذیل میں موضوع کے اعتبار سے اشعار مہیا کرائے گئے ہیں۔جن میں اردو اشعار کو موضوع اور مفاہیم کے اعتبار سے ترتیب دیا گیا ہے اور ان اشعار میں ہر ماہ اضافہ ہوتا رہتا ہے۔غزلوں اور نظموں کو شاعروں یا تجربہ کار آرٹسٹوں کے ذریعے پڑھوا کر اپلوڈ کیا جا رہا ہے۔جس سے عوام کو لفظوں کا تلفظ معلوم کرنے ،غزل پڑھنے کے انداز و آہنگ اور مخرج سے واقفیت حاصل کرانے کا اقدام کیا گیا ہے۔اس کے علاوہ بہت جلد ریختہ پر تمام اہم معروف اور غیر معروف شعرا کے احوال زندگی، لطائف اور ان پر یا ان کی تنقیدات بھی پیش کرنے کا کام کیا جائے گا تاکہ ریسرچ اسکالر اس ویب سائٹ سے زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کر سکیں اور اسے اہم ادبی و علمی ماٰخذ کے طور پر قبول کیا جا سکے۔اس کے لیے ریختہ نے ایک خاص ادبی پینل تیار کیا ہے جس میں ہندوستان و پاکستان کے اہم ادیبوں کو شامل کیا گیا ہے اور کلام کے انتخاب اور تدوین متن میں ان کی مدد لی جا رہی ہے۔

اب ہم اس ویب سائٹ کے مختلف شعبوں کا تفصیلی جائزہ ہی لیں گے۔ریختہ ڈاٹ آرگ کے ہوم پیج پر جاتے ہی آپ کو درج ذیل شعبے دکھائی دیں گے۔

شاعر : اس سیکشن میں اب تک 598 شعرا کو شامل کیا گیا ہے اور اس تعداد میں اضافہ جاری ہے۔ان میں قدیم کلاسیکی شعرا بھی ہیں اور نئے شعرا بھی۔ریختہ نے شاعروں کی فہرست کو کئی حصوں میں بانٹا ہے۔'شاعر' نامی لنک پر کلک کرتے ہی آپ کے سامنے کئی آپشن آتے ہیں:

زیر نظر : اس فہرست میں وہ شاعر شامل ہیں جنہیں اس ویب سائٹ پر سب سے زیادہ لوگ پڑھتے ہیں۔مثال کے طور پر میر، غالب، اقبال، داغ، مومن، سودا، فراق، فیض، کیفی اعظمی، ناصر کاظمی، گلزار وغیرہ۔

کلاسیکی شعرا : اس فہرست میں اردو کے تمام اہم کلاسیکی شعرا شامل ہیں۔

شاعرات :اس فہرست میں اردو کی تقریباً تمام نامور شاعرات کو شامل کیا گیا ہے۔

نوجوان شاعر :اس فہرست میں اردو کے نوجوان شعرا کو جمع کیا گیا ہے۔

ہر شاعر کے نام کو کلک کرتے ہی اس شاعر کے تعارف کے ساتھ اس کی غزلیں، نظمیں وغیرہ تو آتی ہی ہیں ساتھ ہی اس شاعر کی کتابیں بھی آن لائن پڑھنے کے لئے دستیاب ہو جاتی ہیں۔یہی نہیں شاعر کا کلام آڈیو اور ویڈیو صورتوں میں بھی یہاں موجود ہے۔مثال کے طور پر ہم جب معید رشیدی کے نام کو کلک کرتے ہیں تو ہمیں یہاں معید رشیدی کا تعارف، ان کی 15 غزلیں، 3 آڈیو اور 11 ویڈیوز اور ان کی 4 کتابیں نظر آتی جنہیں ڈاؤن لوڈ تو نہیں کیا جا سکتا ہے لیکن آن لائن پڑھا جا سکتا ہے۔

شاعری : اس سیکشن میں اردو شاعری کی مختلف اصناف کے لحاظ سے درجہ بندی کی گئی ہے۔'شاعری' نامی لنک کو کلک کرتے ہی درج ذیل اصناف کے آپشن آتے ہیں، آپ جو پڑھنا چاہتے ہیں یہاں چن لیں : غزلیں، نظمیں، بچوں کی شاعری، دوہا، ریختی، مرثیہ، رباعی

شعر : یہ بڑے ہی کام کا سیکشن ہے جس کی مثال دوسری کسی سائٹ پر ملنی ممکن نہیں ہے۔ یہاں آپ کو سینکڑوں مختلف موضوعات پر شعروں کا انتخاب ملے گا۔

نثر : اس ویب سائٹ کا نثر کا سیکشن زیادہ وسیع نہیں ہے۔ اس میں صرف دو حصے ہیں :

طنزیہ مزاحیہ مضامین اور افسانہ:

طنزیہ و مزاحیہ مضامین کے سیکشن میں آپ کو اردو کے تمام اہم طنز و مزاح نگاروں کی تخلیقات ملیں گی جیسے مشتاق احمد یوسفی، مجتبیٰ حسین، خواجہ حسن نظامی، مستنصر حسین تارڑ، پطرس بخاری، عظیم بیگ چغتائی، کنہیا لال کپور، شفیقہ فرحت، ابن انشا، یوسف ناظم اور رشید احمد صدیقی۔

'افسانے' والے حصے میں فی الحال صرف سعادت حسین منٹو کے 272 افسانوں، 59 ڈراموں اور 23 خاکوں کا بھرپور ذخیرہ موجود ہے۔ امید ہے مستقبل میں اور بھی افسانہ نگاروں کو اس سیکشن میں شامل کیا جائے گا۔

نثر نگاروں کے تعارف کے ساتھ ساتھ ان کی آن لائن کتابیں بھی موجود ہیں۔

ویڈیو : اس سیکشن میں چار قسم کے ویڈیو موجود ہیں۔

1۔ ریختہ اسٹوڈیو میں شاعروں ادیبوں کی کی گئی ریکارڈنگ

2۔ کلام شاعر بزبان شاعر

3۔ گلوکاروں کے ذریعہ گائی گئی غزلیں و گیت

4۔ فلمی غزلیں

تقریبات : 'ریختہ ڈاٹ آرگ' ہر سال 'جشن ریختہ' نامی ایک پروگرام کا بڑے پیمانے پر اہتمام کرتا ہے۔ اس کے علاوہ دیگر مشاعرے، نشستیں اور دوسرے ادبی پروگرام بھی منعقد کرواتا ہے۔ اس سیکشن میں ان پروگراموں کے ویڈیو موجود ہیں۔

لغت : اس ویب سائٹ میں ایک اردو لغت موجود ہے جہاں کسی بھی لفظ کے معنی تلاش کئے جا سکتے ہیں۔

ای ۔کتاب : اس سیکشن کا بھرپور جائزہ 'اردو کی آن لائن لائبریریاں' والے باب میں لیا جائے گا۔

اردو دوست **www.urdudost.in**

یہ ویب سائٹ راقم الحروف کی بنائی ہوئی ہے اور ہندوستان میں اردو کی اوّلین اردو ویب سائٹس میں سے ایک ہے۔ 24 دسمبر 2000ء کو **urdudost.com** کے نام سے، بڑی ہی خاموشی کے ساتھ یہ سائٹ لانچ کی گئی۔ یہ وہ دور تھا جب ہندوستان میں انٹرنیٹ ابھی نیا نیا عام ہو رہا تھا۔ اس سے قبل ہندوستان کی صرف ایک قابل ذکر ویب سائٹ UrduNet.com کا نام لیا جا سکتا ہے جو 1999 میں وجود میں آئی تھی لیکن دیکھتے ہی دیکھتے 'اردو دوست ڈاٹ کوم' نے مقبولیت کی دوڑ میں بہت جلد 'اردو نیٹ ڈاٹ کوم' کو پیچھے چھوڑ دیا۔ اس ویب سائٹ کا سب سے مقبول سیکشن ''**ماہنامہ کائنات**'' تھا جو اردو کا اوّلین آن لائن ادبی ماہنامہ ہے۔

'کائنات' نے دیکھتے ہی دیکھتے مقبولیت کے سارے ریکارڈ توڑ دیئے۔ اس کے ساٹھ ہزار سے زیادہ باقاعدہ قارئین دنیا کے 109 ملکوں میں پھیلے ہوئے تھے اور اس لحاظ سے ماہنامہ 'کائنات' اردو زبان کا سب سے زیادہ پڑھا جانے والا ادبی ماہنامہ کہلانے کا مستحق بن گیا۔ اس رسالے کو دنیا بھر کے اردو شعرا و ادبا کا قلمی تعاون حاصل ہے اور اس لحاظ سے اسے اردو کا ایک حقیقی عالمی رسالہ کہا جا سکتا ہے۔ تقریباً 14 سال تک یہ رسالہ اردو دوست کی ویب سائٹ پر شائع ہوتا رہا۔ پھر انتظامی اور مالی بحران کی وجہ سے ایک عرصے تک تعطل کا شکار رہا۔ مئی 2016ء میں رسالے کی اشاعت کا سلسلہ دوبارہ شروع کیا گیا لیکن اس بار یہ اپنی ایک نئی ویب سائٹ **www.kainaat.in** پر شائع کیا جا رہا ہے۔ اس کا تفصیلی جائزہ اردو رسائل کے سیکشن میں پیش کیا جائے گا۔



اپنے دور عروج میں اس ویب سائٹ کے کئی شعبے بہت ہی مقبول تھے جیسے اردو وال پیپرس، اردو اسکرین سیورس، ادبی البم، اردو ویب ڈائرکٹری، اردو دوست ریڈیو، قسط وار ناول، اردو دوست لائبریری، رشتے اور

ویب دوستی وغیرہ۔

آج کل اس ویب سائٹ انداز بدل گیا ہے۔اب اس سائٹ ڈومین **www.urdudost.in** ہو گیا ہے اور اس میں یونی کوڈ فونٹس استعمال کئے جارہے ہیں۔فی الحال اس کے اہم سیکشن درج ذیل ہیں:

ادبی دنیا : اس سیکشن میں اردو ادبی دنیا کی تازہ خبریں شامل کی جاتی ہیں۔

شاعری : اس سیکشن میں حمد ونعت،غزلیں،نظمیں،گیت اور دیگر شعری اصناف کا ذخیرہ ہے۔

افسانے: اس سیکشن میں اردو افسانوی ادب کے درخشندہ ستاروں مثلاً منشی پریم چند،کرشن چندر،منٹو،علی عباس حسینی، راجندر سنگھ بیدی،غلام عباس،واجدہ تبسم کے ساتھ ساتھ عصر حاضر کے نمائندہ افسانہ نگاروں کے منتخب افسانے بھی شامل ہیں۔

مضامین: اس سیکشن میں شعر وادب سے متعلق بعض اچھے اور کارآمد مضامین شامل کئے گئے ہیں۔

طنز و مزاح : اس سیکشن میں معروف طنز ومزاح نگاروں کی تخلیقات شامل کی جاتی ہیں۔

متفرقات : اس سیکشن میں انشائیے،تبصرے،ڈرامے،خاکے،سفرنامے،انٹرویوز اور معلوماتی وسائنسی مضامین شامل کئے گئے ہیں۔

سوشل میڈیا سے : سوشل میڈیا خاص طور سے فیس بک اور واٹس ایپ آج ہماری زندگی کا حصہ بن چکے ہیں۔ روزانہ نت نئے مختصر آرٹیکلس سوشل میڈیا میں شیئر کئے جاتے ہیں۔ان میں سے بعض بے حد دلچسپ یا معلوماتی ہوتے ہیں۔ایسے ہی آرٹیکلس کو اس سیکشن میں کاپی پیسٹ کیا جاتا ہے۔

آواز کی دنیا : یہ آڈیو سیکشن ہے جس میں بعض شعرا کی اپنی آواز میں ریکارڈ کی گئی حمد ونعت،غزلیں،نظمیں اور گیت وغیرہ موجود ہیں۔

اردو ویڈیوز : یہ ویڈیو سیکشن ہے جس میں یوٹیوب کے کارآمد اردو ویڈیوز کو ایک جگہ جمع کر دیا گیا۔

اردو دوست لائبریری : یہ ایک آن لائن لائبریری ہے جس میں اردو کی چنندہ کتابوں کا ذخیرہ ہے۔ان کتابوں کو بالکل مفت آن لائن پڑھا جاسکتا ہے اور انہیں ڈاؤن لوڈ بھی کیا جاسکتا ہے۔

ادبی البم : اس سیکشن میں شعرا وادبا کی نایاب تصاویر جمع کی گئی ہیں۔

آج کل ایک بار پھر سے یہ سائٹ اردو دوستوں میں اپنا مقام بنا رہی ہے اور اس کی وزیٹرس کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہوتا چلا جارہا ہے۔

اردو فری ویئرس www.urdufreewares.com

یہ بھی راقم الحروف کی ہی بنائی ہوئی ویب سائٹ ہے جس میں بے شمار کام کی چیزیں یکجا کر دی گئی ہیں۔

وہ تمام سافٹ ویئرس، فونٹس اور دوسری چیزیں جو انٹرنیٹ پر بالکل مفت دستیاب ہیں یعنی جنہیں ڈاؤن لوڈ کرنے اور استعمال کرنے کے لئے کوئی رقم نہیں چکانی پڑتی ہے انہیں ''فری ویئرس'' (Freewares) کہا جاتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ بے شمار اردو فری ویئرس انٹرنیٹ کی دنیا میں بکھرے پڑے ہیں لیکن ایک عام آدمی کے لئے انہیں حاصل کر پانا بے حد مشکل امر ہے۔ انٹرنیٹ کی لامحدود پنہائیوں میں ان کی تلاش بحرِ ذخار میں موتی ڈھونڈنے کے مترادف ہے۔ اگر آپ انہیں تلاش کرنے میں کامیاب ہو بھی جاتے ہیں اکثر انہیں ڈاؤن لوڈ کرنا مشکل ہوتا ہے۔ بعض ویب سائٹس انہیں ڈاؤن لوڈ کرنے کی اجازت دینے سے قبل رکنیت کی ایسی پیچیدہ راہوں سے گزارتے ہیں کہ خدا کی پناہ!

Freeware کو ہمیشہ Free رہنا چاہئے جسے صرف ایک کلک میں ڈاؤن لوڈ کیا جا سکے۔ اسی لئے راقم الحروف نے سارے اردو فری ویئرس کو ایک جگہ جمع کرنے کی کوشش کی ہے تا کہ انہیں بے حد آسانی کے ساتھ صرف ایک کلک میں ڈاؤن لوڈ کیا جا سکے۔

اس سائٹ سے اردو کے بہت سارے یونی کوڈ فونٹس (Urdu unicode fonts)، کی بورڈس (Keyboards)، اردو انسٹالرز (Urdu installers) اردو ویب اپلی کیشنز (Urdu web applications)، اردو ٹیکسٹ ایڈیٹرز (Urdu text editors)، اردو وال پیپرس (Urdu wallpapers) وغیرہ بالکل مفت ڈاؤن لوڈ کئے جا سکتے ہیں۔



اردو پوئٹری www.urdupoetry.com



نیتا اوترامانی

آج کے دور میں شاید یہ اردو کی واحد ایسی بڑی اور مشہور ویب سائٹ ہے جس کا سارا مواد رومن رسم الخط میں ہے۔ یہ ویب سائٹ اردو شاعری کا ایک بڑا ذخیرہ ہے۔ 1999ء میں شروع ہونے والی اس ویب سائٹ کی تخلیق امریکہ کی Nita Awatramani نے کی ہے۔ یہ ویب سائٹ دراصل نیتا اوتارمانی کی اردو شاعری سے دیوانہ وار محبت کا نتیجہ ہے جس کے متعلق ان کا کہنا ہے کہ یہ محبت انہیں اپنے والد سے وراثت میں ملی ہے۔ انہوں نے یہ ویب سائٹ رومن رسم الخط میں کیوں بنائی اس سے متعلق وہ رقم طراز ہیں:

So why did I chose Romanized Urdu over the Urdu or the Devnagri script? Urdu occupies a unique place in the plethora of Indian languages. It is understood by a large number of people who cannot read the Urdu script. To have the poems in Urdu script would have meant depriving all these people of the richness and beauty of Urdu poetry. Similarly, by presenting the poems in Devnagri (Hindi) script, a large number of people would not be able to enjoy this site and its contents. Romanized Urdu, or transliterated Urdu, is the only way to reach the largest possible audience.

نیتا نے ستمبر 1997ء میں Geocities کی مفت ویب سروس کی مدد سے Nita's Urdu Poetry Page کے نام سے ایک ویب سائٹ شروع کی۔ پھر 1999ء میں اس نے یہ موجودہ ڈومین Urdupoetry.com رجسٹرڈ کروایا۔

سائٹ میں شعراء کی ترتیب انگریزی حروف تہجی کے اعتبار سے دی گئی ہے۔ اس ویب سائٹ میں اردو شاعری کا ایک بڑا ذخیرہ موجود ہے۔ سینکڑوں شعراء کی بہت ساری نظمیں اور غزلیں یہاں موجود ہیں۔ 31/دسمبر 2005ء تک اس ویب سائٹ میں 343 شاعروں کی 1826 غزلیں اور نظمیں جمع ہوگئی تھیں۔ اس کے بعد سے گزشتہ دس برسوں سے شاید اس ویب سائٹ میں کوئی اضافہ نہیں کیا گیا ہے یا اگر اضافہ ہوا بھی ہے تو ہوم پیج میں اس کا ذکر نہیں کیا گیا ہے۔ اس ویب سائٹ میں شاعری کو دو طرح سے ترتیب دیا گیا ہے۔

(ا) شاعروں کی فہرست [Index of poets] :

یہ لنک وزیٹر کو ایک ایسے صفحے تک لے جاتا ہے جس میں شاعروں کو انگریزی حروف تہجّی کے مطابق ترتیب دیا گیا ہے۔ کسی بھی شاعر کا نام کلک کرتے ہی اس کی غزلوں یا نظموں کی لسٹ سامنے آجاتی ہے اور ان میں سے کسی ایک غزل یا نظم پر کلک کرتے ہی وہ غزل یا نظم اسکرین پر آجاتی ہے۔

(۲) شاعری کی فہرست [Index of poems]:

اس لنک کی مدد سے ہم ایک ایسی فہرست تک رسائی حاصل کرتے ہیں جہاں غزلوں اور نظموں کو انگریزی حروف تہجّی کے مطابق ترتیب دیا گیا ہے۔ساتھ ہی شاعر کا نام بھی لکھا ہے۔اس طرح اگر ہمیں غزل کا مطلع یاد ہے لیکن شاعر کا نام یاد نہیں ہے تو بھی ہم اس غزل کو بڑی آسانی سے ڈھونڈ سکتے ہیں ساتھ ہی ہم یہ بھی جان جاتے ہیں کہ مطلوبہ شعر کس شاعر کی غزل کا ہے۔

اس ویب سائٹ کا دوسرا بڑا اسیکشن'**انجمنِ موسیقی** 'ہے۔اس میں مختلف غزل سنگروں کی گائی گئی غزلوں کا بھی بڑا ذخیرہ ہے۔ان غزلوں کو سائٹ میں تین طرح سے سجا کر رکھا گیا ہے۔

(ا) گائکوں کی فہرست [Index of Singers]:

یہ لنک ہمیں گلوکاروں کی فہرست تک لے جاتی ہے۔ یہاں نام تو بہت سارے درج ہیں لیکن لنک صرف سات ناموں کے ساتھ دیئے گئے ہیں: محمد رفیع، لتا منگیشکر، بیگم اختر، فریدہ خانم، جگجیت سنگھ چترا سنگھ، غلام علی اور حبیب ولی محمد۔ ان گائکوں کو کلک کرتے ہی ان کی گائی ہوئی غزلوں یا گیتوں کی فہرست سامنے آجاتی ہے۔جنہیں کلک کر کے ہم وہ غزل یا گیت پڑھ سکتے ہیں۔

(۲) نغموں کی فہرست [Index of Songs] :

اس لنک کی مدد سے ہم ایک ایسے صفحے پر پہونچتے ہیں جہاں انگریزی حروف تہجی کی ترتیب سے نغموں کو سجا کر رکھا گیا ہے۔ساتھ ہی گائک کا نام اور البم کا نام بھی لکھا ہوا ہے۔

(۳) البموں کی فہرست [Index of Albums] :

یہ البموں کی فہرست ہے۔ کسی البم کے نام کو کلک کرتے ہی اس میں شامل غزلوں کی فہرست آتی ہے۔ ہر غزل کے ساتھ شاعر کا نام بھی لکھ دیا گیا ہے۔اس طرح ہم مشہور غزل سنگروں کے ذریعہ گائی گئی غزلوں کے شاعروں کو نام بھی جان جاتے ہیں اور

ان کے بول پڑھ بھی لیتے ہیں۔

ویب سائٹ کا تیسرا بڑا سیکشن **Resources** کے نام سے ہے جس میں درج ذیل حصے ہیں:

(۱) پہلا حصہ ***Article Archive*** ہے جس میں گیارہ ادبی مضامین موجود ہیں۔

(۲) دوسرا حصہ ***Biographies*** کا ہے جس میں چند نامور شعراء کی مختصر سوانح دی گئی ہے۔ان میں داغ دہلوی، حسرت جے پوری، جون ایلیا، جوش ملیح آبادی، مجروح سلطان پوری، مومن، پروین شاکر، قتیل شفائی، ساحر لدھیانوی، شاہد کبیر اور ولی محمد ولی شامل ہیں۔

(۳) ***Humerous Poetry*** کے سیکشن میں گرگٹ احمد آبادی، پاپولر میرٹھی اور ساغر خیامی کی مزاحیہ شاعری شامل ہے۔

(۴) ***Novice Nook*** سیکشن میں اردو شاعری سے نابلد لوگوں کے لئے تھوڑا سا مواد موجود ہے جیسے اردو زبان کا تعارف، شاعری کی مختلف اصناف، غزل کے اجزاء اور شاعری میں استعمال ہونے والی اصطلاحات۔

مجموعی طور نیتا او تارامانی کی اس کوشش کو سراہا جانا چاہئے۔ یہ ویب سائٹ ان لوگوں کے لئے بڑی کارآمد ہے جو اردو شاعری کا شوق تو رکھتے ہیں لیکن اردو رسم الخط سے ناواقف ہیں۔

اردو لائف www.urdulife.com

سویڈن کے امجد شیخ نے 2001ء میں یہ ویب سائٹ قائم کی۔ یہ ایک پاپولر ویب سائٹ ہے اور پاکستان میں خاصی مقبول ہے۔اس سائٹ کے مختلف سیکشن درج ذیل ہیں:

تصویری کارڈ : آپ یہاں سے اپنے احباب کو مبارک باد کے کارڈ بھیج سکتے ہیں۔ یہاں مختلف مواقع اور موضوعات کی مناسبت سے جیسے عید، سالگرہ، شکریہ، شادی، نیک تمنائیں، صحت یابی، تمہاری یاد، تمہارے لئے اور معذرت وغیرہ کے کارڈ موجود ہیں۔کارڈ کا انتخاب کریں، اپنا اور وصول کنندہ کے نام اور ای میل لکھیں، مختصر پیغام لکھیں اور بھیج دیں۔کارڈ وصول کنندہ کے ای میل بکس میں پہونچ جائے گا۔


امجد شیخ

فلیش کارڈ : یہ حصہ بھی تصویری کارڈ والے حصے کی طرح ہی ہے لیکن یہاں تصاویر کی جگہ شعروں کے باآواز Animation ہیں جنہیں آپ کسی کو بھی بطور ای کارڈ بھیج سکتے ہیں۔

اردو شاعری : اس حصے میں بہت سارے مشہور شعرا کا کلام موجود ہے جسے پڑھ کر اپنے ادبی ذوق کی تسکین کر سکتے ہیں ساتھ ہی کلام کو تصویری کارڈ کی طرح ہی کسی کو بھیج بھی سکتے ہیں۔

محفل مشاعرہ : اس حصے میں ممتاز اردو شعرا کا کلام ان کی اپنی آواز میں محفوظ کیا گیا ہے۔اس حصے میں آپ سو سے زیادہ مقبول شعرا کا کلام سن سکتے ہیں لیکن اس کے لئے آپ کے کمپیوٹر میں Real Player انسٹالڈ ہونا لازمی ہے۔

ادبی افق : اردو لائف کے دعوے کے مطابق 'ادبی افق' ان کا ایک آن لائن ادبی جریدہ ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس میں جریدے جیسی کوئی بات نہیں ہے۔ظاہر ہے اس حصے کو کسی میگزین کی صورت میں شروع تو کیا گیا تھا لیکن اسے جاری نہیں رکھا جا سکا۔اس حصے میں بعض اچھے ادبی مضامین، انٹرویوز، افسانے اور شعری تخلیقات موجود ہیں۔

محفل موسیقی : اس سیکشن میں مختلف گلوکاروں کی آواز میں ریکارڈ کیا گیا کلام موجود ہے جیسے محمد رفیع، امانت علی خان، غلام علی خان، بیگم اختر، اقبال بانو، زبیدہ خانم، ملکہ پکھراج اور فریدہ خانم وغیرہ۔اس حصے کو سننے کے لئے بھی Real Player انسٹالڈ ہونا لازمی ہے۔

اردو پیڈ اور اردو ای میل : یہ صفحہ اردو یونی کوڈ لکھنے کی سہولت مہیا کرتا ہے۔خوبی یہ ہے کہ آپ کو اس کام کے لئے نہ کوئی سافٹ ویئر ڈاؤن لوڈ کرنا پڑتا ہے، نہ ہی کوئی فونٹ یا کی بورڈ انسٹال کرنا پڑتا ہے۔بس یہاں کچھ بھی ٹائپ کیجئے اور اسے کاپی کر اپنی ضرورت کی مطابق کہیں بھی پیسٹ کر دیجئے۔آج سے کچھ سال قبل تک 'اردو پیڈ' لوگوں کے لئے ایک بڑا ہی کارآمد Tool تھا۔لیکن آج کل چونکہ ہر کمپیوٹر میں اردو لکھنے کی آسانی میسر ہو گئی ہے۔اس لئے اب 'اردو پیڈ' کی اہمیت باقی نہیں رہی۔یہیں اردو میں ای میل بھیجنے کی سہولت موجود ہے۔پہلے جب اردو ای میل بھیجنا بہت مشکل کام تھا، یہ سائٹ اس سلسلے میں بہت مددگار سمجھی جاتی تھی اور بے حد مقبول تھی۔

اردو لائف ویڈیو : اس حصے میں یوٹیوب سے منتخب کردہ بہت سارے مشاعروں کے ویڈیوز موجود ہیں۔

اردونیٹ جاپان www.urdunetjpn.com

یہ جاپان کا مشہور اردو ویب سائٹ ہے۔اس کا اجراء 2009ء میں پاکستانی نژاد جاپانی شہری ناصر ناکاگاوا نے اپنے علمی وادبی ذوق کی تسکین کے لئے کیا تھا۔


ناصر ناکاگاوا

سائٹ کے ہوم پیج پر ٹائٹل بینر کے نیچے Japanese News کا لنک نظر آتا ہے جسے کلک کرتے ہی جاپانی زبان میں خبریں سامنے آجاتی ہیں۔اس کے ساتھ ہی Japanese Nationality نامی لنک ہے جہاں آپ کو جاپانی شہریت سے متعلق ضروری معلومات حاصل ہوتے ہیں۔اس کے نیچے بہت سارے اشتہارات کے بینر لگے ہوئے ہیں جن کے نیچے ہر روز مختصر دورانیئے کی ایک ویڈیو لگائی جاتی ہے۔

یہ اس ویب سائٹ کی ڈیزائننگ کی خامی ہے کہ اردو مواد اوپر سے کہیں نظر نہیں آتا ہے۔ مجھے بھی کئی منٹ کی تلاش کے بعد ہی دستیاب ہوسکا تھا اور وہ بھی اس لئے کہ میں نے اسے ڈھونڈنے کی کوشش کی۔اس کا سیدھا مطلب یہ ہوا کہ پہلی بار وِزٹ کر نے والے زیادہ تر لوگ یہ سوچ کر واپس لوٹ جاتے ہوں گے کہ یہاں اردو میں کوئی مواد موجود نہیں ہے۔ویب سائٹ کی انتظامیہ کو اس پر خاص توجہ دینی چاہئے۔

سائٹ کے بائیں طرف TODAY POPULAR NEWS عنوان کے تحت بہت سارے مضامین کے لنکس دئے ہوئے ہیں جنھیں کلک کرتے ہی ایک نئے صفحے پر مضمون کھل جاتا ہے۔یہ مضامین روزانہ تبدیل کئے جاتے ہیں۔ان نیچے Categries کے نام سے ایک Dropdown Menu ہے اور اس کے نیچے Archive ہے جہاں سے 2009 سے اب تک کے تمام مضامین کو ماہوار سجا کر رکھا گیا ہے۔Archive کو لنکس کے اوپر دئے گئے کلینڈر کی مدد سے بھی کھولا جا سکتا ہے۔ مجموعی طور پر اس ویب سائٹ میں مواد تو ہے لیکن ویب ڈیزائننگ بالکل ہی بچکانہ انداز کی ہے اس پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

اردو منزل www.urdumanzil.com


صغیر احمد جعفری اور ڈاکٹر صبیحہ صبا

اس ویب سائٹ کی مدیرِ اعلیٰ کراچی، پاکستان کی ڈاکٹر صبیحہ صبا اور مدیر، ان کے شوہر صغیر احمد جعفری ہیں۔یہ ویب سائٹ 2001ء میں شروع کی گئی۔ یہ ایک عام سی دِکھنے والی ویب سائٹ ہے جس میں بڑی تعداد میں اردو کے معروف شعراء کو شامل کیا گیا ہے۔لیکن سائٹ کھولتے ہی پہلی نظر میں ہی یہ احساس ہو جاتا ہے کہ یہ سائٹ صبیحہ صبا اور صغیر احمد جعفری نے خود

اپنے Self-promotion کے لئے بنوائی ہوئی ہے۔ سائٹ کے چپے چپے پر آپ کو ان کا نام، ان کی تصاویر اور ویڈیوز ملیں گی۔ ہوم پیج پر سب سے پہلے ان کے تقریباً ایک سو ویڈیوز کے لنک موجود ہیں۔

'ادب نامہ' کے عنوان سے سائٹ میں نئے اضافے جاری ہیں۔ 2009 کے بعد سے اب تک ہوئے اضافے مختلف ادب ناموں کی شکل میں موجود ہیں۔ لیکن ویب سائٹ کی ڈیزائننگ میں فنی اور پیشہ ورانہ مہارت کی بے حد کمی ہے جس کی وجہ سے سب کچھ آپس میں گڈ مڈ ہو کر رہ گیا ہے۔

اس ویب سائٹ میں 'ڈائرکٹری' نامی حصہ ہے جس کے ایک حصے میں اردو کے رسائل کے پتے درج ہیں جب کہ دوسرے حصے میں اردو کے معروف شعراء و ادباء کے فون نمبر، ای میل ایڈریس درج ہیں۔

'تازہ خبریں' کے عنوان سے اردو ادبی خبروں کا سیکشن بھی ہے جس میں مختلف ادبی پروگراموں کی خبریں، تصاویر اور ویڈیوز اپ لوڈ کئے جاتے ہیں۔

ہماری ویب www.hamariweb.com



ابرار احمد

اس سائٹ کے قیام کو ابھی صرف دو سال گزرے ہیں لیکن اس مختصر سی مدت میں اس نے مقبولیت کی دوڑ میں UrduPoint کو بھی پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ Allexa.com کے مطابق پاکستان میں مقبولیت کے لحاظ سے یہ ویب سائٹ چھٹے مقام پر ہے۔ اس سائٹ کے خالق کراچی، پاکستان کے ابرار احمد ہیں۔ یہ ایک عام سی تفریحی ویب سائٹ ہے جس میں لوگوں کی دلچسپی اور معلومات کے لئے بہت کچھ موجود ہے مثلاً انگریزی اور اردو میں تازہ خبروں کے سیکشن میں ہر طرح کی خبریں، ویڈیوز کے سیکشن میں مختلف موضوعات پر منتخب کردہ ویڈیوز کا کلکشن، لائیو ٹی وی کے سیکشن میں مختلف اردو ٹیلی ویژن چینلوں کی لائیو خبریں اور شوز وغیرہ تو ہیں ہی، ان کے علاوہ بھی بہت کچھ ہے مثلاً کرکٹ، اسلام، صحت، پکوان، بچوں کیا اسلامی نام، موبائل، کلاسیفائڈ اشتہارات اور نوکریوں سے متعلق خبریں وغیرہ۔

اس ویب سائٹ میں سب سے اچھی چیز اس کی ڈکشنری سیکشن ہے جس میں انگلش سے اردو، عربی سے اردو، عربی سے انگلش، اسپینی سے اردو، اسپینی سے انگلش، ہندی سے انگلش، ہندی سے اردو، فرنچ سے انگلش، فرنچ سے اردو، جرمن سے اردو اور

جرمن سے انگلش کی آن لائن ڈکشنریاں موجود ہیں۔ یہاں آپ کسی بھی لفظ کے معنی ان ڈکشنریوں میں پلک جھپکتے ہی ڈھونڈ سکتے ہیں۔ایک اور اہم چیز'اردو ایڈیٹر' نامی سیکشن ہے جہاں آپ اردو میں کچھ بھی ٹائپ کر سکتے ہیں۔ یہ حصہ آج سے کچھ سال قبل بہت کارآمد مانا جاتا تھا جب کمپیوٹر میں اردو میں ٹائپ کرنا ایک مشکل کام تھا۔لیکن آج یونی کوڈ کی ایجاد کے بعد اب اس کی ضرورت باقی نہیں رہ گئی ہے۔

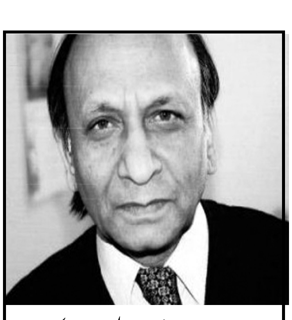
اس ویب سائٹ میں تھوڑا سا ادب بھی ہے۔' Poetry' کے سیکشن میں دو حصے ہیں۔ پہلے حصے میں مختلف موضوعات پر نئے شاعروں اور متشاعروں کے اشعار درج ہیں جن میں زیادہ تر بے وزن اور محض تک بندیاں ہیں۔

دوسرے حصے میں اردو کے تقریباً 70 شعرا کا کلام شامل ہے۔ ہر شاعر کی تین چار یا کچھ شعراء کی زیادہ تخلیقات موجود ہیں جن میں زیادہ تر رومن رسم الخط میں ہیں۔ایک اور خرابی یہ ہے کہ یہ کلام ویب سائٹ والوں کا منتخب کردہ نہیں ہے بلکہ قارئین کا Submit کیا ہوا ہے۔اس طرح ہر شعر کی Authenticity پر سوالیہ نشان لگ جاتا ہے کہ اس پر کس حد تک بھروسہ کیا جا سکتا ہے۔'Articles' کے سیکشن میں درج ذیل موضوعات پر ادبی، نیم ادبی اور غیر ادبی نثری تخلیقات موجود ہیں:

سیاست، معاشرہ اور ثقافت، مذہب، ادب و مزاح، متفرق، تعلیم، صحت، مشہور شخصیات، سائنس/ٹیکنالوجی، افسانہ، سچی کہانیاں، کھیل، تعارفِ کتب، شعر و شاعری، بچوں کی دنیا، انٹرٹینمنٹ، ہنر، کیریر، سیر و سیاحت اور سول فوجی جمہوریت۔

مجموعی طور پر اس ویب سائٹ میں جو بھی ادب شامل ہے اس کا مقصد صرف زیادہ سے زیادہ قارئین کو متوجہ کر کے اشتہارات سے پیسے کمانا ہے۔

اردو ہم عصر www.urduhamasr.dk


'اردو ہم عصر' کے خالق نصر ملک

اس ویب سائٹ پر اسے ایک جریدہ بتایا گیا ہے اور اسے اسی طور سے آراستہ بھی کیا گیا ہے۔ویب سائٹ کے دعوے کے مطابق یہ ''شمال مغربی یوروپ کے ملک ڈنمارک کی راجدھانی کوپن ہیگن سے شائع ہونے والا واحد اردو ادبی و ثقافتی جریدہ ہے۔''لیکن حقیقت یہ ہے کہ 2004ء میں اس کی پہلی بار اشاعت کے بعد سے اب تک اس کا کوئی اور شمارہ نہیں آیا ہے اس لئے ہمیں مان لینا چاہئے کہ یہ ایک جریدہ نہیں بلکہ ایک ویب سائٹ ہے۔اس ادبی

ویب سائٹ میں ممتاز ادبا و شعرا کی تخلیقات تو ہیں ہی لیکن اس میں ایک بہت ہی اہم سیکشن ترجموں کا ہے۔ایسے ترجمے جو شاید اردو زبان میں پہلی بار کیئے گئے ہیں۔یہ کارنامہ اس ویب سائٹ کے روح رواں نصر ملک سے ہے۔پاکستانی نژاد نصر ملک برسوں سے کوپن ہیگن میں رہ رہے ہیں اور ڈنمارک اور فن لینڈ وغیرہ ممالک کے ادب پر گہری نظر رکھتے ہیں۔انہوں نے ترجمے کا بہت سارا کام کیا ہے جو اس لحاظ سے بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہے کہ یہ کام اردو میں پہلی بار کیا گیا ہے۔اس سائٹ کے اہم مشمولات ہیں:

ڈینش شاعری کے تراجم، عالمی ادب سے تراجم (ڈینش، برمی اور سنہالی کہانیاں)، طلسم شب (اسکنڈے نیویائی کہانیاں)، جدیدیت کے پجاری (ڈینش عصری کہانیاں)، دیوتاؤں کا زوال (قطب شمالی کی اساطیری کہانیاں)، شہرہ افاق مصنف Hans Christian Andersen کی بچوں کے لئے لکھی گئی ڈینش کہانیوں کا براہ راست ترجمہ، بچوں کا علمی کتب خانہ جس میں لتوویا، ڈنمارک، سویڈن، گرین لینڈ، فن لینڈ وغیرہ کی کہانیاں ہیں۔ان کے ساتھ ہی وزیر آغا اور فیض احمد فیض کی نظموں کا ڈینش میں ترجمہ بھی کیا گیا ہے۔

شعروسخن www.urdushayari.in

شعروشاعری کے لحاظ سے یہ ایک اہم ویب سائٹ ہے جسے بارہ بنکی، اتر پردیش کے نسیم اختر نے 2013ء میں آن لائن کیا۔رومن رسم الخط میں بنائی گئی اس ویب سائٹ میں اردو شاعری کا ایک بڑا خزانہ محفوظ ہے جسے چار بڑے شعبوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔پہلا شعبہ Biographies یعنی سوانح حیات کا ہے۔جس میں فی الحال اردو کے 54 نامور شعراء کی سوانح مع تصویر کے انگریزی زبان میں دیئے گئے ہیں۔

دوسرا اہم شعبہ Ghazal/Nazm ہے جس میں شعراء کا کلام رومن اسکرپٹ میں شامل کیا گیا ہے۔ہر شاعر کا کلام بڑے بھرپور انداز میں ہے۔مثال کے طور پر داغ دہلوی کی 63 غزلیں، علامہ اقبال کی 37 نظمیں، بشیر بدر کی 22 غزلیں اور احمد فراز کی 32 غزلیں شامل ہیں۔اس سیکشن میں کل 53 شاعروں کا کلام شامل کیا گیا ہے۔

تیسرا اہم شعبہ Video/Mushaira ہے۔اس سیکشن میں فی الحال 47 ممتاز شعراء کے ویڈیوز کو یوٹیوب سے مستعار لے کر پوسٹ کیا گیا ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ انتخاب بہت اچھا ہے۔بعض ویڈیوز خود شعرا کے ہیں اور بعض مشہور گلوکاروں کے ہیں جو اُن کا کلام گا رہے ہیں۔

چوتھا شعبہ Poetry By Topic یونی موضوعاتی شاعری کا ہے۔یعنی اس حصے میں مختلف موضوعات پر شعروں کا انتخاب کیا گیا ہے جیسے آنکھیں، آنسو، بارش، بادل، بوسہ، کوچہ، خون، خدا، خط، قاصد، پھول، لب، امید، وصل، انتظار، شادی، ساقی، زلف، عشق، خاموشی اور خلش وغیرہ۔ یہ شعبہ بھی دوسری ویب سائٹوں کے مقابلے بہت معیاری ہے۔منتخب شدہ تمام اشعار اچھے اور نامور شعراء کے ہیں۔

مجموعی طور پر یہ ایک اہم ادبی سائٹ ہے لیکن اس کی سب سے بڑی کمزوری اس کا رومن اسکرپٹ میں ہونا ہے۔

اردوسخن www.urdusukhan.com



ناصر ملک

اردو کی اس خوبصورت ویب سائٹ کے ایڈیٹر اور ڈائرکٹر پاکستان کے مشہور شاعر و ادیب ناصر ملک ہیں۔اس ویب سائٹ میں ڈھیر سارا ادبی مواد موجود ہے۔اس ویب سائٹ کے اہم شعبے درج ذیل ہیں:

اردو ورلـڈ : اس حصے میں اردو دنیا سے متعلق خبریں، مختلف تقریبات کی رپورٹس، ادبا و شعرا کے انٹرویوز اور تصاویر وغیرہ شامل ہیں۔

مزاح : اس حصے میں طنزیہ و مزاحیہ مضامین، مزاحیہ شاعری، بعض شعرا کے مزاحیہ کلام کے ویڈیوز اور ادبی لطائف شامل ہیں۔

اردو نثر: یہ شعبہ مزید کئی ذیلی شعبوں میں منقسم ہے۔افسانوں کے سیکشن میں اردو کے نامور افسانہ نگاروں کے تقریباً ڈیڑھ سو کے قریب افسانے فی الحال موجود ہیں۔مضامین کے سیکشن میں مختلف موضوعات پر نامور ادبا کے بہت سارے مضامین موجود ہیں۔ان کے علاوہ کتابوں پر تبصرے اور چند خصوصی کالم بھی موجود ہیں۔

اردو شــاعری : اس شعبے کا ایک حصہ Holy poetry کے عنوان سے حمد و نعت کے لئے مخصوص ہے۔غزلوں کے حصے میں نامور ہم عصر شعرا کی سو کے قریب غزلیں اور نظموں کے حصے میں تقریباً 40 نظمیں موجود ہیں۔ایک اور سیکشن ہے 'ایک شاعر ایک صفحہ' : اس سیکشن میں کسی شاعر کی چند غزلیں ایک ہی صفحہ پر دی گئی ہیں۔

نــونهــال : یہ سیکشن بچوں کے لئے مخصوص ہے۔اس میں بچوں کے لئے چند کہانیاں، چند نظمیں اور دو مضامین شامل ہیں۔دو تین آڈیو کہانیاں بھی موجود ہیں۔

محفل مشاعرہ www.mushaira.org

یہ ایک اردو آڈیو سائٹ ہے۔20 اپریل 1999ء کو شروع ہونے والی اس ویب سائٹ میں پاکستان، ہندوستان، مشرق وسطیٰ، یوروپ، کینیڈا اور امریکہ میں منعقد ہونے والے مشاعروں کے Audio clips ذخیرہ کئے گئے ہیں۔تمام آڈیو فائلیں Real Audio فارمیٹ میں ہیں اس لئے انہیں سننے کے لئے Real Audio Player انسٹالڈ ہونا ضروری ہے۔آڈیو سیکشن میں تین لنکس ہیں:

Poets : اس حصے میں تقریباً 116 شعرا کی فہرست ہے۔کسی بھی شاعر کا نام کلک کرنے پر اس کی مختلف تخلیقات کی فہرست سامنے آتی ہے۔جنہیں Real player کی مدد سے سنا جا سکتا ہے۔

Latest Addition : اس حصے میں نئے اضافوں کی فہرست ہوتی ہے۔

Humorous : ویب سائٹ کا یہ حصہ مزاحیہ شاعروں کے لئے مخصوص ہے۔

ویب سائٹ میں ایک Non-audio حصہ بھی ہے۔اس حصے میں ایک شاعر سرور عالم راز سرور کا تعارف اور کلام پیش کیا گیا ہے۔Reader's poetry حصے میں نو آموز اور غیر معروف شعراء کی شاعری کو شائع کیا جاتا ہے۔

Essays / Papers نامی سیکشن میں دو مضامین موجود ہیں۔ایک History of Ghazal اور دوسرا 'رومن اردو کا ایک جامع نظام'۔

مجموعی طور پر یہ ایک اچھی ویب سائٹ ہے لیکن اس کی حالت کو دیکھ کر لگتا ہے کہ بہت دنوں سے اس کی دکھ بھال نہیں ہو رہی ہے اور نئے اضافوں کا فقدان ہے۔

اردو مزہ www.urdumaza.com

یہ ایک عام سی تفریحی ویب سائٹ ہے جس میں ای کارڈس، خبریں، فلمی گانے، اسلام، لطائف، گوشۂ خواتین اور فوٹو گیلیری سبھی کچھ بھرا پڑا ہے۔ایک سیکشن کہانیوں کا ہے جس میں سبق آموز کہانیاں، پریوں کی کہانیاں، عید کہانیاں، محبت کی کہانیاں، سپاہی اور فوج کہانی، شادی اور طلاق کہانی، بچوں کی کہانیاں اور کرائم کہانیاں جیسے بہت سارے موضوعات پر مبنی کہانیاں موجود ہیں جن میں سے کسی بھی کہانی کے مصنف کا نام موجود نہیں ہے۔شاعری کے سیکشن میں بھی مختلف موضوعات پر نو آموز اور غیر معروف شعراء کی شاعری جمع کی گئی ہے۔

اردو کلاسک www.urduclassic.com

یہ پاکستان کی ایک عام تفریحی ویب سائٹ ہے جس میں گریٹنگ کارڈز، لطیفے، صحت، بچوں کا کالم، اسلامیات، مزاحیہ تحریریں اور چند غیر معروف شعرا کا کلام شامل ہے۔

ادب کے نام پر اس ویب سائٹ میں چند شعرا کے غزلیں اور نظمیں اور تھوڑا بہت طنز و مزاح موجود ہے۔

رنجش www.ranjish.com

اس پاکستانی ویب سائٹ میں بہت ساری شاعری (اور 'نا شاعری' بھی) رومن رسم الخط میں موجود ہے۔ اردو کے بعض نامور شعراء کے شانہ بہ شانہ نو آموز متشاعروں کے کلام سے یہ ویب سائٹ بھری پڑی ہے۔ اردو کے تقریباً 60 نامور شعرا کا مختصر تعارف ان کی تصویر اور نمونہ کلام موجود ہے۔ اس کے علاوہ شاعری کو مختلف موضوعات کے لحاظ سے بھی یکجا کیا گیا ہے جیسے آنسو، بارش، بے وفا، دھوکا، سال گرہ، درد بھری شاعری وغیرہ۔ اس سائٹ میں سارا کلام رومن اسکرپٹ میں ہے۔ ایک اور اہم بات یہ ہے کہ مشکل الفاظ کے نیچے لکیر کھنچی ہوئی ہے جہاں پوائنٹر کو لے جاتے ہی اس لفظ کے انگلش معنی ظاہر ہو جاتے ہیں۔ اسی لئے آج کل کے انگریزی میڈیم سے تعلیم یافتہ نوجوانوں میں یہ ویب سائٹ بہت مقبول ہے۔

اردو سیڈ پوئٹری www.urdusadpoetry.com

یہ ویب سائٹ بالکل 'رنجش ڈاٹ کوم' کی کاربن کاپی ہے۔ اس میں بھی رومن رسم الخط میں شاعروں اور متشاعروں کی شاعری کا ایک ذخیرہ موجود ہے۔ نامور شعرا کا کلام تو موجود ہے لیکن بس ایک دو اشعار۔ سائٹ کو دیکھ کر ہی یہ احساس ہوتا ہے کہ یہ صرف اشتہارات کے لئے بنائی گئی ہے۔

بیسٹ غزلس ڈاٹ نیٹ www.bestghazals.net

یہ ایک اچھی ویب سائٹ ہے جسے بھوپال کے شمس الرحمان علوی کی بنایا ہے۔

اس میں اردو کے سو سے زائد نامور اور مقبول شعراء کی غزلوں کو بیک وقت اردو، ہندی اور رومن تینوں رسم الخط میں شامل کیا گیا ہے اس طرح یہ اردو رسم الخط نہ جاننے والوں کے لئے بھی بڑی کار آمد سائٹ ہے۔

اردو محفل www.urduweb.org/mehfil

یہ ایک فورَم (Forum) سائٹ ہے جس میں کمپیوٹر، اردو انٹرنیٹ، اردو کمپیوٹنگ اور آئی ٹی کے دیگر مسائل پر مضامین اور سوالات پوسٹ کئے جاتے ہیں اور لوگ ان مسائل کے حل پوسٹ کرتے ہیں۔ آئی ٹی سیکشن کے چند موضوعات درج ذیل ہیں:

اردو ایپلیکیشن پروگرامنگ، اسلامک کمپیوٹنگ، ٹائپوگرافی اور خطاطی، اردو آئی ٹی ٹیوٹوریل، اردو بلاگنگ، لینکس کارنر، انفارمیشن ٹکنالوجی کی دنیا، اردو سافٹ ویئر ریلیز، اردو سافٹ ویئر ہیلپ اور اردو لوکلائزیشن وغیرہ۔

فورم کا ایک حصہ ادب کے لئے بھی مخصوص ہے جیسے بزم سخن، جہان نثر، ادبی ملٹی میڈیا، مطالعہ کتب، طنز و مزاح، محفل چائے خانہ، اردو نامہ اور ادبیات ولسانیات وغیرہ۔

فورم کے ایک اور حصے میں دیگر دلچسپی کے مضامین شامل کئے جاتے ہیں جیسے سائنس اور ہماری زندگی، کچن کارنر، گھریلو تراکیب اور ٹوٹکے، معیشت اور تجارت، ماحولیات، مشاغل، فیشن اور ملبوسات، طب اور صحت، موسیقی کی دنیا، سینما ٹی وی اور تھیٹر، کھیل اور کھلاڑی، اسلامی تعلیمات اور سیرت سرور کائنات وغیرہ۔

عنوان www.unwaan.com

یہ ویب سائٹ بھی نیتا او تار مانی کی بنائی ہوئی ہے۔ ان کی ویب سائٹ 'اردو پوئٹری ڈاٹ کوم' کے بارے میں گزشتہ صفحات میں ذکر ہو چکا ہے۔ 'عنوان' نامی اس ویب سائٹ میں مختلف موضوعات پر نامور شعراء کے اشعار کا انتخاب موجود ہے۔ یہ سائٹ نئی ہے اور ابھی اس میں اضافے کئے جا رہے ہیں۔

القلم علمی ادبی اردو فورم www.alqlm.org/xen

یہ بھی ایک فورَم (Forum) سائٹ ہے جس میں بہت سارے موضوعات زیر بحث رہتے ہیں۔ اس کے اہم شعبوں

میں 'القلم انسائکلو پیڈیا'، 'القلم آن لائن لغت'، 'القلم ریسرچ لائبریری'، 'ٹائپوگرافی اور خطاطی'، 'مذہب و متعلقات'، 'اردو زبان وادب'، 'اردو کمپیوٹنگ اور انفارمیشن ٹکنالوجی'، 'حالات حاضرہ'، 'ڈاؤن لوڈ سینٹر'، 'تاریخ'، 'فنون لطیفہ'، 'متفرقات' اور 'علم ودانش' وغیرہ ہیں۔

اردو بندھن www.urdubandhan.com

یہ ایک فورَم (Forum) سائٹ ہے یعنی اس سائٹ کے وزیٹرس ہی اس میں مختلف مواد پوسٹ کر سکتے ہیں جب کہ دوسرے لوگ اس پر اپنے تبصرے پیش کر سکتے ہیں۔اس طرح ویب سائٹ میں مواد کا اضافہ خود بخود ہوتا چلا جاتا ہے۔زیرنظر فورم سائٹ میں بہت سارے ادبی موضوعات پر مباحث ہوتے ہیں۔شاعری، مضامین، افسانے، سچی کہانیاں، طنز و مزاح، خبریں، حفظان صحت، آئی ٹی وغیرہ اس سائٹ کے اہم سیکشن ہیں۔

فروغ نعت www.alqlm.org/naat

یہ بھی ایک فورَم (Forum) سائٹ ہے جسے خصوصی طور پر نعت کے فروغ کے لئے بنایا گیا ہے۔اس فورم کے اہم سیکشن درج ذیل ہیں:

اردو نعت میں صلوٰۃ وسلام، غیر مسلم شعراء کی نعت گوئی، آپ کی نعت گوئی، انتخاب نعت، حمد رب جلیل، میری پسندیدہ نعت اور انتخاب شعر، انتخاب قطعات، مقالات نعت، اختصاریئے، کتابیں اور نعت ریسرچ وغیرہ۔

اردو کے علاوہ اس سائٹ میں فارسی، پنجابی، عربی اور دیگر زبانوں کی نعتوں کے سیکشن بھی موجود ہیں۔

عروض www.aruuz.com


سید ذیشان اصغر

اردو کی یہ لاجواب ویب سائٹ سید ذیشان اصغر کا شاندار کارنامہ ہے جو نئے شعراء کے لئے انتہائی کارآمد ثابت ہورہی ہے۔اردو شاعری کو براہ راست جدید ٹکنالوجی سے جوڑنے کی اس کوشش کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔یہاں آپ اپنا شعر ٹائپ کریں اور تقطیع بٹن دبائیں۔یہ ویب سائٹ

نہ صرف آپ کے شعر کی تقطیع کر دے گی بلکہ آپ کو اس بحر کا نام بھی بتا دے گی۔ اصلاح سیکشن میں آپ اپنے اشعار پر اصلاح بھی حاصل کر سکتے ہیں۔ غرض یہ ویب سائٹ نوجوان شعرا کے لئے ''ڈیجیٹل استاذ'' ثابت ہو رہی ہے۔ اس ویب سائٹ میں اپنا اصلاح شدہ کلام شائع بھی کر سکتے ہیں۔ ویب سائٹ میں فن شاعری اور فن عروض پر بعض بیش قیمت مضامین بھی موجود ہیں۔

اردو فونٹ سرور font.urduweb.org

یہ ایک ایسی ویب سائٹ ہے جس میں بہت سارے اردو یونی کوڈ فونٹس کا ذخیرہ کیا گیا ہے جنہیں بالکل مفت ڈاؤن لوڈ کر کے انسٹال کیا جا سکتا ہے۔

یہ دراصل Urduweb.org کی ہی ایک سسٹر ویب سائٹ ہے۔

ان کے علاوہ اور بھی لاتعداد اردو ویب سائٹس اور فورم ہیں۔ ہر ایک کا ذکر یہاں ممکن نہیں ہے۔ یہ ایک لامتناہی سلسلہ ہے۔ آپ تلاش کرتے جائیں گے اور نئی ویب سائٹس آپ کے سامنے آتی جائیں گی۔ میرا مقصد ویب سائٹ س کی کوئی ڈائرکٹری یا انسائکلو پیڈیا تیار کرنا نہیں ہے۔ میں نے یہاں صرف چند اردو ویب سائٹس کا تفصیلی جائزہ پیش کیا ہے جو بطور مثال ہے۔

اردو کڈز کارٹون www.urdukidzcartoon.com

دنیا کی ہر زندہ زبان میں کارٹون اور کارٹون کہانیوں کا ذخیرہ پایا جاتا ہے۔ اس ویب سائیٹ کے ذریعے کوشش یہی ہے کہ اردو زبان میں بھی بچوں کی دلچسپی کے اس رجحان کی مثبت تعمیر کی جائے۔



سید مکرم نیاز

حیدرآباد کے ممتاز شاعر جناب رؤف خلش کے فرزند سید مکرم نیاز نے عصر حاضر کی نوعمر و نوجوان نسل کو اردو کی جانب راغب کرنے اور ان کی تعلیم و تربیت کے لئے اپنی ویب ڈیولوپنگ کمپنی "تعمیر" کے توسط سے انٹرنیٹ پر اردو زبان میں کارٹون اور کامکس کی اس ویب سائٹ کا اجراء • کیا ہے۔ مختلف زبانوں کے ممتاز کارٹون کرداروں کی کہانیاں اس ویب سائٹ پر پیش کی گئی ہیں۔ ان میں بلو، بنی خرگوش، بھولو بلا، بہادر، بی موٹی، جادوگر سرکار، جانی، سندر بن، شہ زور نقاب پوش، ملا نصیرالدین، میاں نٹ کھٹ، ننھے میاں، ٹام اور جیری، پنکی،

پپواور ببلو، چاچا چودھری، چندو، چھوٹے نواب، ڈونالڈ بطخ، گوفی کتا اور گھسیٹا شامل ہیں۔عنقریب مزید ارکئی کردار جیسے سوپر مین، بیٹ مین، اسپائیڈر مین، فلیش گارڈن، مکی ماؤس، سراغ رساں مونچھ والا، فولادی، موٹو اور پتلو، ٹو یٹی، شکاری شمبو وغیرہ بھی شامل کئے جائیں گے۔

یہ ویب سائٹ کارٹونی کہانیوں میں بچوں کی فطری دلچسپی کے باعث انہیں رنگوں اور الفاظ کی شناخت، گفتگو کا سلیقہ، ذخیر ؟ الفاظ میں اضافہ، مطالعہ کی جستجو، علم کی طلب، اخلاق وکردار کی درستگی، نیک و بد کی پہچان، دوست احباب سے سماجی روابط کی برقراری، فرصت کے لمحات کا تعمیری استعمال، جیسے بیشمار مرحلوں سے گزارتے ہوئے بچوں کی فطری صلاحیتوں کو ابھارتی ہے۔

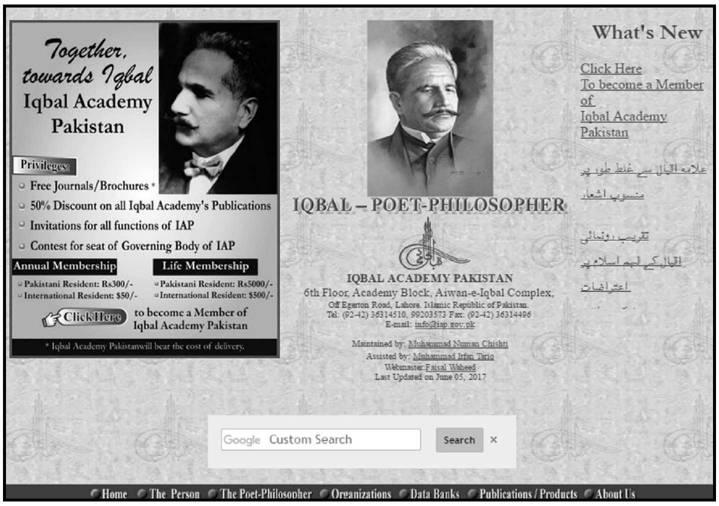


اردوکڈز کارٹون ویب سائٹ میں ''چاچا چودھری'' نامی کارٹون سیریز کا ایک صفحہ

4.2 : اردو شعراء و ادباء کی شخصی ویب سائٹس

یہ وہ ویب سائٹس ہیں جن میں کسی ایک شاعر یا ادیب کے حیات و فن سے متعلق مواد موجود ہوتا ہے۔ ان میں بعض ویب سائٹس شعرا و ادبا خود اپنے فن کی تشہیر کے مقصد سے بنواتے ہیں اور بعض ویب سائٹس شعرا و ادبا کے مداحوں کی محنت کا ثمرہ ہوتے ہیں۔ ذیل میں اردو کی چند اہم شخصی ویب سائٹس کا جائزہ پیش کیا جا رہا ہے:

علامہ اقبال　www.allamaiqbal.com



علامہ اقبال کی حیات و شاعری سے متلق یہ ویب سائٹ 'اقبال اکیڈمی' لاہور، پاکستان، نے بنائی ہے جو پاکستان کا ایک سرکاری ادارہ ہے۔ المیہ یہ ہے کہ اردو اس عظیم شاعر کی ویب سائٹ انگریزی زبان میں بنائی گئی ہے۔ سائٹ کا انٹرفیس بھی User friendly نہیں ہے۔

اس ویب سائٹ میں کئی اہم شعبے ہیں۔ ***The Person*** سیکشن میں اقبال کی شخصیت سے متعلق بہت کچھ ہے جیسے Brief Life Sketch کے ذیل میں مستنصر میر کا انگریزی میں لکھا ایک سوانحی خاکہ ہے جس میں اقبال کے حیات و فن کا احاطہ کیا گیا ہے۔ Biography سیکشن میں اقبال کی سوانح کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کیا گیا ہے۔ Iqbal in years میں اقبال کی زندگی کے ہر سال میں ہونے والے اہم

واقعات کو ٹیبل کی شکل میں پیش کیا گیا ہے۔ Photographs سیکشن میں اقبال کی زندگی سے متعلق نادر تصاویر کو رکھا گیا ہے اور Audio سیکشن میں علامہ کی آواز کے چند Clips ہیں جنہیں سننے کے لئے RealPlayer انسٹالڈ ہونا لازمی ہے۔

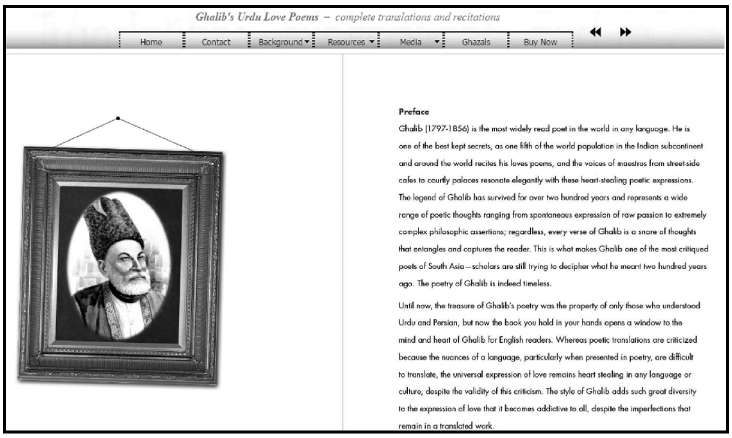
The Poet-Philospher سیکشن میں علامہ اقبال علمی و ادبی کام کو جمع کیا گیا ہے۔ Prose Works میں اقبال کی نثری تصنیفات کو رکھا گیا ہے۔ یہ حصہ بھی دو حصوں میں منقسم ہے۔ پہلا انگریزی تصنیفات کا سیکشن جس میں اقبال کی تین کتابیں آن لائن موجود ہیں:

1. The Development of Metaphysics in Persia 1908
2. The Reconstruction of Religious Thought in Islam 1930
3. Stray Reflection

اردو میں ایک کتاب ''علم الاقتصاد'' شامل ہے جو انہوں نے 1930 میں لکھی تھی۔

شعری تخلیقات میں علامہ کے فارسی مجموعے 'اسرارخودی'، 'رموز نے خودی'، 'پیام مشرق'، 'زبور عجم'، 'جاوید نامہ'، 'پس چہ باید کرد' اور 'ارمغان حجاز (فارسی)' اور اردو شعری مجموعے 'بانگ درا'، 'بال جبریل' 'ضرب کلیم' اور 'ارمغان حجاز' آن لائن مطالعے کے لئے موجود ہیں۔ اس ویب سائٹ میں اقبال سے متعلق اور بھی بہت کچھ موجود ہے۔

مرزا اسداللہ خاں غالب　www.ghalib.org

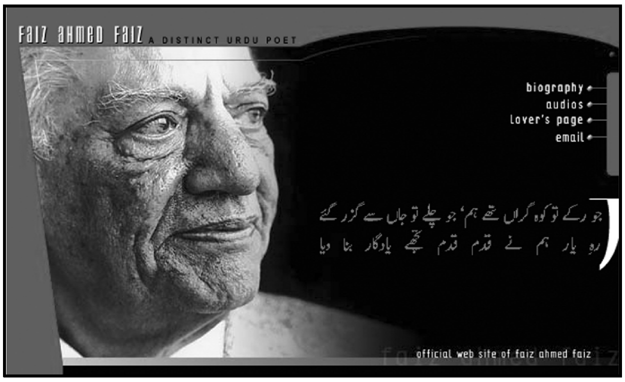


'غالب اکیڈمی آف امریکہ' کے زیر اہتمام یہ غالب کی شاعری سے متعلق یہ ایک لاجواب ویب سائٹ ہے جس کے خالق سرفراز نیازی ہیں۔ یہ دراصل سرفراز نیازی کی کتاب Wine of Passion کا آن لائن ایڈیشن ہے۔ اس ویب سائٹ میں اردو شاعری، غالب کی زندگی اور ان کی شاعری سے متعلق چند انگریزی مضامین شامل ہیں۔

غزلوں کا سیکشن بہت شاندار ہے۔ ہر غزل اردو رسم الخط میں درج ہے ساتھ ہر شعر کا انگریزی میں ترجمہ بھی موجود ہے۔ یہی نہیں ہر شعر کی تشریح اردو زبان میں سرفراز نیازی کی اپنی آواز میں بھی موجود ہے۔ اس طرح اس ویب سائٹ میں محض کلام غالب ہی نہیں بلکہ شرح کلام غالب بھی ہے۔

ان کے علاوہ اس ویب سائٹ میں اور بھی بہت ساری تصاویر، آڈیو، ویڈیو وغیرہ بھی موجود ہیں۔ مجموعی طور پر یہ ایک اچھی ویب سائٹ ہے۔

فیض احمد فیض www.faiz.com

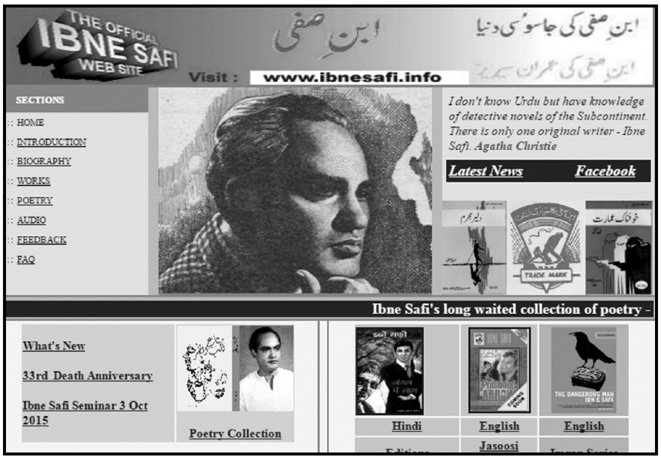


یہ ویب سائٹ فیض احمد فیض کی زندگی اور شاعری سے متعلق ہے۔ اس سائٹ کا انٹرفیس بہت عجیب ہے۔ کمپیوٹر کے اسکرین کے نہایت ہی چھوٹے سے حصے میں سائٹ کھلتی ہے باقی پورا اسکرین Blank رہتا ہے۔ دراصل یہ ویب سائٹ جن دنوں بنائی گئی تھی ان دنوں اسکرینوں کے ریزولیوشن بہت کم ہوا کرتے تھے۔ لیکن آج کے ہائی ریزولیوشن اسکرینوں پر اس کی یہ حالت ہو رہی ہے۔ سائٹ کے منتظمین کو اسے پھر سے بنانا چاہئے۔

اس سائٹ میں فیض کی مختصر سوانح، تصاویر، تھوڑا سا کلام، ان کی بیوی ایلس فیض کا مضمون 'یادوں کے سائے'، فیض کی آواز میں چند نظمیں، فیض کا خود اپنے بارے میں مضمون اور پیغامِ فیض وغیرہ شامل ہے۔

ابنِ صفی www.ibnesafi.info

یہ ویب سائٹ اردو کے عظیم جاسوسی ناول نگار ابن صفی سے متعلق ہے جسے کویت کے محمد حنیف نے ان کی یاد میں بنایا ہے۔ اس ویب سائٹ میں ابن صفی سے متعلق تقریباً سبھی کچھ موجود ہے۔ انگریزی زبان میں ابن صفی کا تعارف اور سوانح مع تصاویر بڑے خوبصورت انداز میں پیش کئے گئے ہیں۔



ابن صفی نے 'جاسوسی دنیا سیریز' کے 125 ناول اور 'عمران سیریز' کے 120 ناول لکھے۔اس کے علاوہ انہوں نے چند اور کتابیں بھی تصنیف کیں۔ اس ویب سائٹ میں ان ناولوں کی مکمل فہرست تاریخ اشاعت کے ساتھ درج ہے جو ابن صفی مرحوم پر تحقیق کرنے والوں کے لئے بیش بہا خزانہ ثابت ہوسکتا ہے۔ابن صفی نے تھوڑی بہت شاعری بھی کی ہے جس میں چند غزلیں اور نظمیں شامل ہیں۔ان کا یہ کلام اس ویب سائٹ پر موجود ہے۔

ایک سیکشن میں ابن صفی کے تمام اہم کرداروں جیسے کرنل فریدی، کیپٹن حمید، عمران، انور، رشیدہ، جولیانا فٹز واٹر، صفدر، جوزف، سلیمان وغیرہ اوران کے اہم منفی کردار مثلاً سنگ ہی، تھریسیا، جیرالڈ شاستری اور فنچ وغیرہ کا تعارف اور تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔

اس سائٹ پر سب سے قیمتی چیز ابن صفی کی آواز ہے۔ان کے ریڈیو انٹرویوز، ان کی آواز میں غزلیں اور نظمیں، ان کی بیگم کا ریڈیو انٹرویو، ان کے بیٹے احمد صفی کا انٹرویو وغیرہ۔ویڈیو سیکشن میں ابن صفی سے متعلق ڈاکومنٹری فلمیں اور مختلف پروگراموں کے ویڈیوز دیکھے جاسکتے ہیں۔

اس سائٹ میں ابن صفی سے متعلق اور بھی بہت کچھ موجود ہے اور اس لحاظ سے یہ ایک نہایت ہی کارآمد اور قیمتی ویب سائٹ ہے۔



اکرم الہ آبادی

www.akramallahabadi.com

یہ ویب سائٹ اردو کے مشہور جاسوسی ناول نگار اکرم الہ آبادی کی یاد میں ان کے اہل خانہ نے بنوائی ہے۔اس میں ان کی زندگی سے متعلق بہت سی باتیں

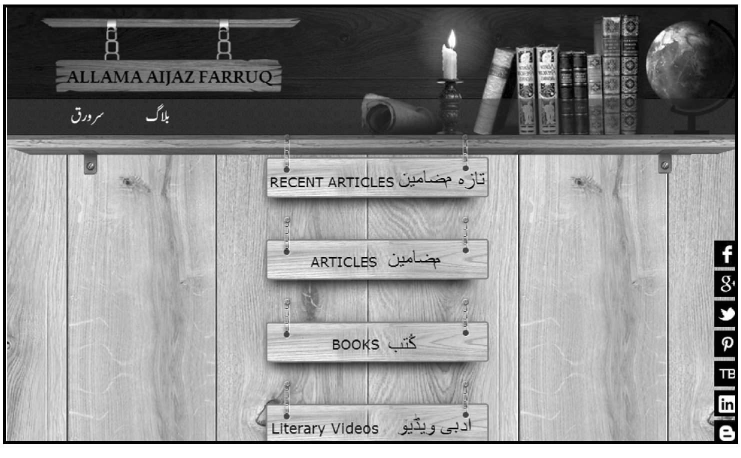
اور یادگار تصاویر کو محفوظ کیا گیا ہے۔ان کی تصنیفات کی ایک مکمل فہرست دی گئی ہے اور چھ سات ناولوں کو PDF فارمیٹ میں ڈاؤن لوڈ کے لئے رکھا گیا ہے۔ان ناولوں کی ہارڈ کاپی آن لائن آرڈر بھی کی جا سکتی ہے۔

جون ایلیا jaunelia.itgo.com



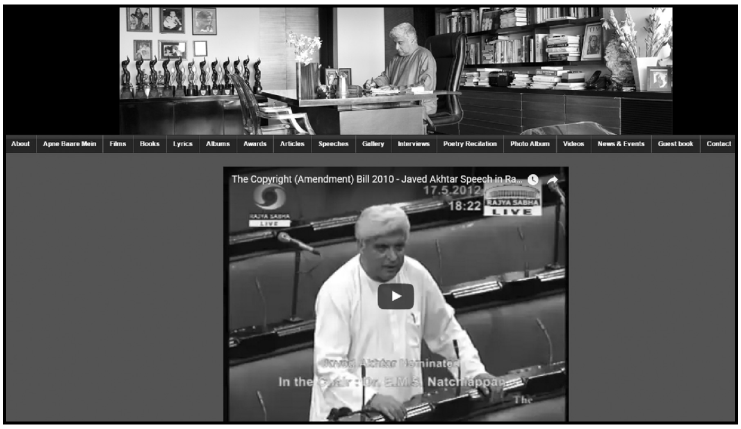
یہ ویب سائٹ اردو کے مشہور شاعر جون ایلیا کی یاد میں بنائی گئی ہے۔ اس سائٹ میں جون ایلیا کی غزلیں ،نظمیں اور قطعات شامل کئے گئے ہیں ۔آڈیو فائلس کی ایک لنک ہے لیکن وہ حصہ فی الحال زیرِتعمیر ہے۔سائٹ میں جون ایلیا سے متعلق تعارفی مواد کی غیر موجودگی بری طرح کھٹکتی ہے۔

علامہ اعجاز فرخ www.allama-aijazfarruq.com



علامہ اعجاز فرخ کی یہ ویب سائٹ ابھی حال ہی میں بنائی گئی ہے اور ابھی مزید تزئین و ترتیب کے دور سے گزر رہی ہے۔اس ویب سائٹ میں حضرت علامہ اعجاز فرخ صاحب کے مضاین، کتابیں، تصاویر، تاریخی و ادبی ویڈیوز، انٹرویوز موجود ہیں۔مستقبل قریب میں ان کے مزید علمی و ادبی مضامین و مقالات اور تصانیف بھی شامل کی جائیں گی۔

جاویداختر www.javedakhtar.com



اس ویب سائٹ میں شاعر و نغمہ نگار جاوید اختر کا مختصر سوانحی خاکہ اور خود جاوید اختر کا اپنے بارے میں ایک مضمون، ان کے بے شمار ویڈیوز، ان کی بہت ساری یادگار تصاویر اور ان سے متعلق بے شمار اہم خبریں اور معلومات شامل ہیں۔ جاوید اختر کی کتابوں، ان کی لکھی فلموں اور ان کے تخلیق کردہ نغموں کی مکمل فہرست اس ویب سائٹ میں موجود ہے۔ جو جاوید اختر سے متعلق تحقیق کرنے والوں کے لئے بہت اہم ثابت ہوسکتا ہے۔ ان کے کئی انگریزی اور اردو مضامین، ان کی تقاریر کے ویڈیوز، ان کے مشاعروں کے ویڈیوز، انٹرویوز اور راجیہ سبھا میں کی گئی تقریر کا ویڈیو اس ویب سائٹ پر دستیاب ہیں۔

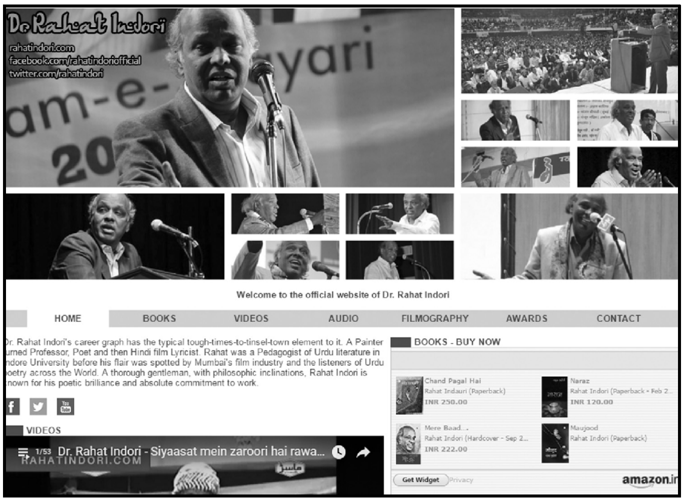
حیدرقریشی www.haiderqureshi.com

یہ ویب سائٹ جرمنی میں مقیم مشہور پاکستانی شاعر و ادیب حیدر قریشی کے فن و شخصیت کا بھرپور احاطہ کرتی ہے۔ اس میں



حیدر قریشی کی تقریباً ساری نثری و شعری تخلیقات کے علاوہ ان کی شخصیت سے متعلق اور بھی بہت ساری معلومات مثلاً ان کا مکمل بایوڈاٹا، ادبی تعارف، تصویری البم، انٹرویوز اور معاصرین کی آراء وغیرہ موجود ہیں۔ غرض اس سائٹ کی مدد سے ہم نہ صرف حیدر قریشی کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں سے آگاہ ہوسکتے ہیں بلکہ ان کی تمام ادبی وصحافتی تخلیقات کا مطالعہ بھی کر سکتے ہیں۔

راحت اندوری　www.rahatindori.com



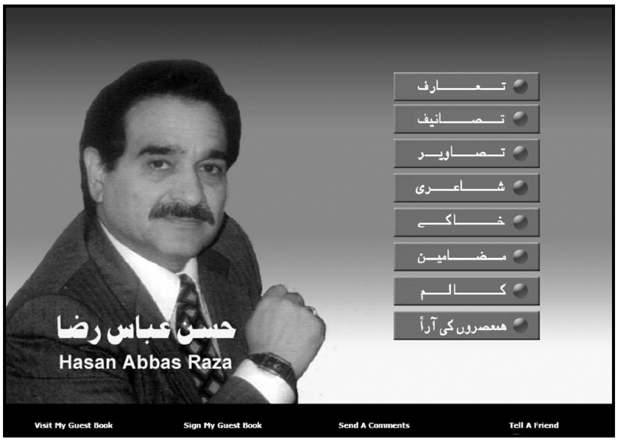
یہ ویب سائٹ مشہور شاعر راحت اندوری کا انٹرنیٹ پر ایک اشتہار سے زیادہ اور کچھ نہیں ہے۔ اس میں ان سے متعلق کچھ خاص مواد موجود نہیں ہے۔ صرف ان کی کتابوں کی فہرست اور ملنے کا پتہ درج ہے۔ ساتھ ہی انھوں نے جن فلموں میں گانے لکھے ہیں ان فلموں اور گانوں کی فہرست بھی دی گئی ہے۔

بشیر بدر　www.bashirbadr.com



یہ ویب سائٹ مقبول اردو شاعر بشیر بدؔر سے متعلق ہے لیکن افسوس کی بات ہے کہ پوری سائٹ میں اردو کا پتہ ہی نہیں ہے۔ سائٹ میں بشیر بدر سے متعلق سارا مواد انگریزی میں ہے۔ اقبال مسعود کے چند تنقیدی مضامین دیوناگری میں ہیں لیکن اردو کہیں نہیں ہے۔ اردو ایک جگہ دکھائی دیتی بھی ہے تو صرف ان کی اردو کتابوں کے سرورق کی تصاویر میں۔ بہر حال اس سائٹ سے بشیر بدر سے متعلق بہت سی معلومات حاصل ہوتی ہیں۔

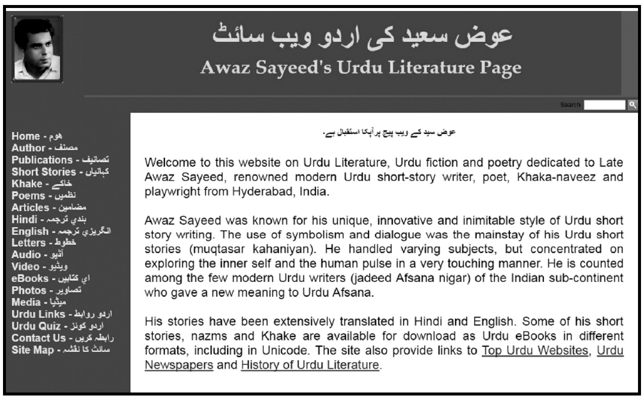
حسن عباس رضا www.hasanabbasraza.com



امریکہ میں مقیم پاکستانی شاعر حسن عباس رضا کی اس ویب سائٹ میں ان کی فن و شخصیت سے متعلق کافی مواد موجود ہے۔اس میں ان کا تعارف، تصاویر، تصانیف ان کے ہم عصروں کی آرا، شاعری، خاکے، مضامین اور کالم شامل ہیں۔ ان کا ساری نثری اور شعری تخلیقات یہاں اس ویب سائٹ پر آن لائن پڑھی جا سکتی ہیں۔

عوض سعید www.awazsayeed.com

یہ ویب سائٹ حیدرآباد کے مشہور شاعر و ادیب عوض سعید مرحوم کے فن و شخصیت سے متعلق ہے۔اس میں عوض سعید کا بھر پور تعارف اردو اور انگریزی میں کرایا گیا ہے۔ان کی تصاویر کا البم بھی ہے جس میں ان کی گھریلو اور ادبی تصاویر شامل ہیں۔ان کے خطوط، تصانیف، آڈیو اور ویڈیوز وغیرہ موجود ہیں۔ ساتھ ہی عوض سعید کی شعری و نثری تخلیقات مثلاً ان کی نظمیں، کہانیاں، خاکے، مضامین اور تراجم بھی آن لائن مطالعے کے لئے موجود ہیں۔ان کی تین کتابیں ای بکس کی صورت میں ڈاؤن لوڈ کے لئے بھی دستیاب ہیں۔



عبداللہ ناظر abdullahnazir.com



یہ سعودی عرب سے تعلق رکھنے والے، عرب نژاد شاعر کی ویب سائٹ ہے۔ اس ویب سائٹ میں ان کی شاعری اور مضامین شامل کیے گئے ہیں ساتھ ہی عبداللہ ناظر کے انتقال پر کئی شعراء کے منظوم تعزیت نامے اور مرثئے بھی موجود ہیں۔

آڈیو سیکشن میں عبداللہ ناظر کی اپنی آواز میں ان کی غزلیں اور نعتیں موجود ہیں۔

تسلیم الٰہی زلفی www.zulfi.ca



یہ ٹورنٹو ، کناڈا میں مقیم، مشہور شاعر، ادیب اور براڈ کاسٹر تسلیم الٰہی زلفی کے فن و شخصیت پر مبنی ایک ویب سائٹ ہے۔ اس سائٹ میں ان کے تعارف کے علاوہ برصغیر کے جید اہل ادب کے تاثرات، زلفی صاحب کی شعری و نثری نگارشات اور ان سے لئے گئے انٹرویوز کے علاوہ ان کی تصنیفات کا مجموعہ ''میری کتابیں'' بھی مکمل موجود ہے۔اس ایک کتاب میں ان کی ساری تصنیفات کو جود ہیں۔

ڈاکٹر تقی عابدی www.drtaqiabedi.com



یہ ویب سائٹ مشہور مصنف ڈاکٹر سید تقی حسن عابدی کے ادبی کارناموں کا بھرپور احاطہ کرتا ہے۔ یہاں ان کا تعارف، ان کی تصاویر، ویڈیوز، آڈیوز موجود ہیں۔ ساتھ ہی ان کی 41 کتابیں اور بہت سارے مضامین آن لائن مطالعے یا ڈاؤن لوڈ کے لئے دستیاب ہیں۔ مجموعی طور پر یہ ایک اچھی اور معلوماتی ویب سائٹ ہے۔

ڈاکٹر قیصر عباس www.urduqaisar.com

یہ ویب سائٹ امریکہ میں مقیم ادیب، شاعر اور صحافی ڈاکٹر قیصر عباس کی حیات و کارناموں پر مشتمل ہے۔ سائٹ میں ان کی تصاویر، اردو اور انگریزی مضامین، غزلیں، نظمیں اور دیگر اردو شعراء کی نظموں کے انگریزی تراجم شامل ہیں۔



مجتبیٰ حسین www.mujtabahussain.com



یہ اردو کے معروف و مقبول طنز و مزاح نگار مجتبیٰ حسین کی ویب سائٹ ہے ۔ اس سائٹ میں ان کی ساری کتابیں آن لائن مطالعے کے لئے دستیاب ہیں ۔ ساتھ ان کی بہت ساری نایاب تصاویر اور ویڈیوز بھی موجود ہیں ۔

سائٹ

عدیل زیدی www.adeelzaidi.com



ہیوسٹن، امریکہ میں مقیم پاکستانی شاعر عدیل زیدی کی اس ویب سائٹ میں ان کی ڈھیر ساری تصاویر اور کچھ ویڈیوز اور آڈیوز بھی موجود ہیں ۔ تازہ کلام کے عنوان سے ایک سیکشن ہے جس میں ان کا تازہ شعری کلام پڑھا جا سکتا ہے ۔ عدیل زیدی ی تین کتابیں ''چلتے چلتے''، ''کہاں آ گئے ہم'' اور ''اذان مجلس''، مکمل طور پر موجود ہیں جنہیں فلپ بُک کی صورت میں پڑھا جا سکتا ہے ۔ چند دیگر شعرا کے ویڈیوز اور آڈیوز بھی ہیں ۔

نوشی گیلانی www.noshigilani.com



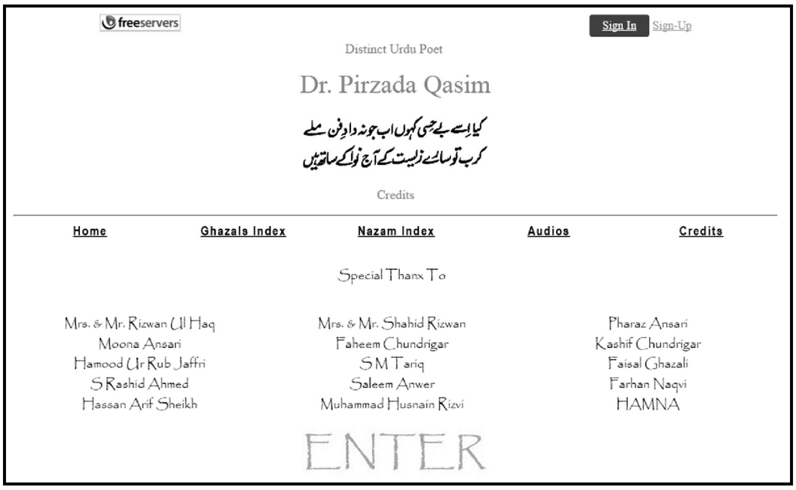
یہ ویب سائٹ آسٹریلیا میں مقیم مشہور شاعرہ نوشی گیلانی سے متعلق ہے۔اس ویب سائٹ میں فی الحال زیادہ کچھ نہیں ہے۔بس ان کی کتابوں کے سرورق، رونمائی کی تقریبات ، مشاعروں کی رپورٹ اور چند تصاویر وغیرہ ہیں۔

نسرین سیّد www.nasreensyed.com

کناڈا میں مقیم پاکستانی شاعرہ نسرین سیّد کے فن و شخصیت پر مبنی اس ویب سائٹ میں ان کی نظموں اور غزلوں کے آڈیو موجود ہیں۔ان کی کتابوں اور میوزک سی ڈی کے سرورق کی تصاویر اور میوزک سی ڈی کا آڈیو وغیرہ موجود ہیں۔ساتھ ہی کئی ہم عصر ادبی شخصیات کے تاثرات بھی پی ڈی ایف اور آڈیو کی شکل میں دستیاب ہیں۔

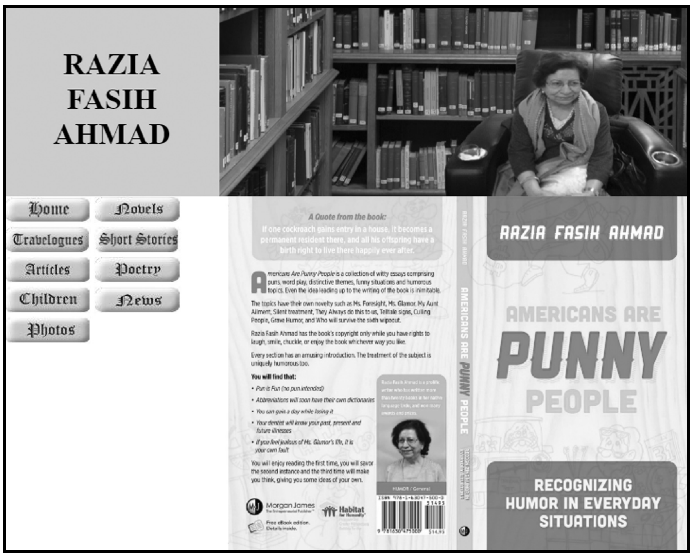


ڈاکٹر پیرزادہ قاسم pirzadaqasim.4t.com



پاکستان کے مشہور شاعر، اسکالر اور سائنسداں ڈاکٹر پیرزادہ قاسم کی اس ویب سائٹ میں ان کی شخصیت سے متعلق کچھ بھی نہیں ہے۔نہ تو تعارفی یا تاثراتی مضامین اور نہ ہی آڈیو اور ویڈیو وغیرہ۔صرف ان کی بعض غزلیں اور نظمیں موجود ہیں۔

رضیہ فصیح احمد www.raziafahmad.com



امریکہ میں مقیم پاکستانی ادیبہ وشاعرہ رضیہ فصیح احمد کی یہ ویب سائٹ انگریزی میں ہے۔اردو کے نام پر اس اردو ادیبہ کی ویب سائٹ میں صرف ایک دو غزلیں، نظمیں اور ان کی کتابوں کے سرورق کی تصاویر ہیں۔سائٹ میں ان کی شخصیت سے متعلق بھی کوئی جانکاری فراہم نہیں کی گئی ہے۔

خورشید اقبال www.khurshideqbal.com



یہ راقم الحروف کی اپنی ویب سائٹ ہے۔اس میں میرا ادبی تعارف، شخصی کوائف، مجھ سے متعلق میرے ہم عصر ادبی شخصیات کے تاثرات، تصاویر، انٹرویوز، شاعری، مضامین، تراجم، تصانیف اور میری ادبی و سائنسی تحقیقات کا بھرپور احاطہ کیا گیا ہے۔ویب سائٹ میں شامل میری کتاب ’اِک شب آوارگی‘ اور دیگر تمام ادبی تخلیقات کا نہ صرف آن لائن مطالعہ کیا جا سکتا ہے بلکہ انہیں ’اِن پیج‘ یا ’پی ڈی ایف‘ فائل کی صورت میں ڈاؤن لوڈ بھی کیا جا سکتا ہے۔

☆☆☆☆☆

4.3 : اردو کی آن لائن لائبریریاں

لائبریری کی اہمیت سے بھلا کون انکار کرے گا۔ لائبریری علم کا خزانہ ہوتی ہے ہے۔ یہ وہ مقام ہے جہاں مختلف علوم وفنون کی کتابیں ترتیب سے آراستہ کر کے رکھی جاتی ہیں تاکہ عام لوگ ان سے استفادہ کر سکیں۔ انگریزی لفظ Library کا ماخذ لاطینی لفظ *Liber* سے نکلا ہے جس کا مطلب ''کتاب'' ہوتا ہے۔ اس طرح لائبریری کا مطلب ہی ہوا وہ مقام جہاں کتابیں رکھی جائیں۔

انسانی تاریخ کے لمبے سفر میں لائبریری نے کئی روپ بدلے ہیں۔ دنیا کی قدیم ترین لائبریری کے آثار ملک شام کے اِبلا نامی مقام پر 1968ء میں دستیاب ہوئے۔ 2500 ق م کی اس لائبریری میں تقریباً 20,000 مٹی کی تختیاں پائی گئیں جن پر قدیم کیونی فارم رسم الخط میں تحاریر نقش کی گئی تھیں۔ قدیم دنیا کی دوسری عظیم لائبریری سلطنت اشوریہ کے فرمانرواں اشور بنی پال (668-627 ق م) نے اپنے دارالسلطنت نینوا میں قائم کی تھی جس میں 20,000 سے زائد مٹی کی تختیاں موجود تھیں۔ سکندر اعظم نے جب اشور بنی پال کی اس عظیم لائبریری کو دیکھا تو اسے بھی ایک ایسی ہی لائبریری قائم کرنے کا خیال آیا لیکن سکندر اپنے اس خیال کو عملی جامہ پہنانے سے قبل ہی فوت ہو گیا۔ سکندر کے دوست اور مصر میں اس کے جانشین بطلیموس اوّل سوتیر (Ptolemy I Soter) نے اپنے دوست کی اس تمنا کو پورا کرنے کا بیڑا اٹھایا اور اسکندریہ کی عظیم شاہی لائبریری کی بنیاد رکھی جو ازمنہ قدیم کی سب سے بڑی لائبریری تھی ۔ اس لائبریری میں تقریباً سات لاکھ سے زیادہ کتابیں ، پپائرس کے اسکرولس کی شکل میں محفوظ تھیں۔ ساتویں صدی عیسوی میں آگ لگنے سے یہ لائبریری تباہ ہوگئی۔

دور جدید میں، خاص طور سے پرنٹنگ پریس کی ایجاد کے بعد بے شمار پبلک لائبریریاں، ذاتی لائبریریاں، تعلیمی اداروں کی لائبریریاں اور قومی لائبریریاں وغیرہ دنیا کے گوشے گوشے میں قائم ہوگئیں۔ برٹش لائبریری دنیا کی سب سے بڑی لائبریری ہے جس میں 17 کڑور کتابوں کا عظیم الشان ذخیرہ موجود ہے۔ دوسرے نمبر پر امریکہ کی لائبریری آف کانگریس ہے جس میں

16 کڑور کتابیں موجود ہیں۔ ہندوستان کی سب سے بڑی لائبریری، کلکتہ کی 'نیشنل لائبریری' ہے جس میں 22 لاکھ 70 ہزار سے زائد کتابیں اور 3,200 مخطوطات موجود ہیں۔

کمپیوٹر اور انٹرنیٹ کی آمد کے بعد لائبریری نے ایک نیا اوتار لیا۔ یہ تھا ڈیجیٹل لائبریری کا اوتار۔

ڈیجیٹل لائبریری (Digital library) الیکٹرانک دستاویزات کے ذخیرے کو کہتے ہیں جو لوگوں کو انٹرنیٹ کی مدد سے مہیا کرایا جا سکے۔ اس ذخیرے میں کتابیں، رسائل، اخبارات، دستاویزات، فلمیں، آوازیں اور تصاویر وغیرہ ڈیجیٹل صورت میں محفوظ کئے جاتے ہیں۔

ڈیجیٹل لائبریری کے مثبت پہلو :

1۔ ڈیجیٹل لائبریری کو استعمال کرنے کے لئے جسمانی طور پر خود وہاں جانے کی ضرورت نہیں پڑتی ہے۔ دنیا کے کسی بھی خطے میں رہنے والا شخص بڑی آسانی سے، انٹرنیٹ کی مدد سے، لائبریری کا استعمال کر سکتا ہے۔

2۔ ڈیجیٹل لائبریری کا کوئی بندھا ٹکا ٹائم ٹیبل نہیں ہوتا ہے۔ دن کے چوبیسوں گھنٹے اور ہفتے کے ساتوں دن لائبریری کا استعمال کیا جا سکتا ہے۔

3۔ ایک ہی کتاب یا دستاویز کو بیک وقت بہت سارے لوگ استعمال کر سکتے ہیں۔

4۔ ڈیجیٹل لائبریری بے حد User friendly ہوتی ہے۔ اس میں کتابیں تلاش کرنا بہت آسان ہوتا ہے۔ عام کاغذی کتابوں کی لائبریریوں کی طرح گھنٹوں سر کھپانے کی ضرورت نہیں پڑتی ہے۔ صرف چند Clicks کی مدد سے سیکنڈوں میں کوئی بھی دستاویز ڈھونڈی جا سکتی ہے۔ یہاں تک کہ کسی مخصوص باب میں موجود الفاظ کی بنا پر بھی کتابیں ڈھونڈی جا سکتی ہیں۔

5۔ کسی بھی کتاب یا دستاویز کی لاتعداد نقلیں منٹوں میں بنائی جا سکتی ہیں۔ اس طرح دستاویزات کی حفاظت بڑی آسانی سے کی جا سکتی ہے اور انہیں غیر معینہ مدت تک محفوظ رکھا جا سکتا ہے۔ عام کتابوں کی طرح ان کے پھٹ جانے، بوسیدہ ہو جانے، جل جانے یا دیمک لگ جانے کا کوخطرہ نہیں ہوتا ہے۔

6۔ روایتی لائبریریوں میں کتابوں کو رکھنے کے لئے بہت زیادہ جگہ کی ضرورت پڑتی ہے۔ لیکن ڈیجیٹل لائبریری کے لئے جگہ کی بالکل ہی ضرورت نہیں پڑتی ہے کیونکہ کتابیں برقی صورت میں انٹرنیٹ کے Server میں محفوظ رہتی ہیں۔ اس طرح کڑوروں کتابیں بڑے ہی آرام سے رکھی جا سکتی ہیں۔

7۔ روایتی لائبریری میں جگہ، عمارت، کتابیں اور اسٹاف کے لئے کافی رقم خرچ کرنی پڑتی ہے۔اس کے مقابلے میں ڈیجیٹل لائبریری نہایت ہی کم خرچ میں قائم کی جاسکتی ہے۔اس کے لئے ، نہ جگہ کی ضرورت اور نہ ہی عمارت کی۔اسکی دیکھ ریکھ کے لئے زیادہ اسٹاف کی بھی ضرورت نہیں پڑتی ہے۔

8۔ ڈیجیٹل لائبریری کی کتابوں اور رسائل میں اب ویڈیو، آڈیو اور متحرک نقشے وغیرہ بھی شامل کئے جاسکتے ہیں جو روایتی کاغذی کتابوں کے لئے ناممکن بات تھی۔

ڈیجیٹل لائبریری کے منفی پہلو :

1۔ ڈیجیٹل لائبریریوں میں اکثر کاپی رائٹ کی خلاف ورزی کی جاتی ہے۔اکثر و بیشتر کسی کتاب کی ڈیجیٹل کاپی مصنف یا پبلیشر کی اجازت کے بغیر ڈیجیٹل بنا کر لائبریری میں ڈال دی جاتی ہیں جہاں سے اس کی ہزاروں غیر قانونی نقلیں دنیا بھر میں پھیل جاتی ہیں۔

2۔ کسی عظیم الشان لائبریری میں قدم رکھتے ہی ذہن پر جو رعب طاری ہوتا ہے، مطالعے کے وقت مطالعہ گاہ کا جو انتہائی سنجیدہ ماحول ہوتا ہے، ڈیجیٹل لائبریاں اس سے یکسر عاری ہوتی ہیں۔یہاں وہ ماحول کبھی نہیں ملتا۔

3۔ اکثر قارئین ڈیجیٹل کتابوں کی جگہ روایتی کاغذی کتابیں پڑھنا زیادہ پسند کرتے ہیں کیونکہ کمپیوٹر اسکرین پر پڑھنے کے مقابلے کاغذ پر چھپی تحریر پڑھنا زیادہ بہتر لگتا ہے۔اسکرین پڑھنے سے آنکھیں بہت جلد تھک جاتی ہیں۔

4۔ ڈیجیٹل لائبریری سے استفادہ کرنے کے لئے قاری کے پاس ایک کمپیوٹر، لیپ ٹاپ یا ٹیب وغیرہ ہونا لازمی ہے ۔اس طرح سماج کے وہ لوگ جن کے پاس یہ چیزیں نہیں ہیں وہ ان سے محروم رہ جاتے ہیں۔خاص طور سے ہمارے آج کے ہندوستان میں آبادی کا ایک بڑا حصہ ایسا ہی ہے۔

5۔ تکنالوجی روز بروز تبدیل ہورہی ہے،۔ہارڈ وئیر، سافٹ وئیر اور انٹرنیٹ میں نت نئی تبدیلیاں اور نئی ایجادات جاری ہیں۔اس لئے ڈیجیٹل لائبریریوں کے لئے بدلتی تکنالوجی کے ساتھ ساتھ خود کو بھی تبدیل کرنا لازمی ہوجاتا ہے ورنہ بہت جلد سارا مواد ناقابل استعمال ہوکر برباد ہوجائے گا۔

6۔ ڈیجیٹل لائبریری کو Hack کیا جاسکتا ہے۔اسے وائرسوں اور worms کا بھی خطرہ لاحق ہوتا ہے۔اگر ایسا ہو جائے تو سارا مواد خطرے میں پڑ جائے گا۔

بہر حال انٹرنیٹ کے دوسرے شعبوں کی طرح اردو زبان اس شعبے میں بھی پیچھے نہیں رہی ۔آج اردو کی کئی اچھی اور معیاری ڈیجیٹل لائبریریاں سائبر اسپیس میں قائم ہیں۔

آئندہ صفحات میں ان میں چند اہم لائبریریوں کا جائزہ لیں پیش کیا جا رہا ہے۔

ڈیجیٹل لائبریری آف انڈیا www.dli.ernet.in



یہ حکومت ہند کی جانب سے قائم کردہ ڈیجیٹل لائبریری ہے جو Million Book Project نامی عالمی پروجیکٹ کا حصہ ہے۔ امریکہ کی Carnegie Mellon University نے اس پروجیکٹ کی شروعات کی تھی جس کے تحت لاکھوں کی تعداد میں کتابوں کو ڈیجیٹل فارمیٹ میں منتقل کرنے کا کام چل رہا ہے۔امریکہ، چین، ہندوستان اور یوروپ کے کئی ممالک اس پروجیکٹ میں حصہ لے رہے ہیں۔ ہندوستان کے درج ذیل تعلیمی و تحقیقی ادارے اس کام میں لگے ہوئے ہیں:

Indian Institute of Science, Bangalore
International Institute of Information Technology, Hyderabad
Indian Institute of Information Technology, Allahabad
Anna University, Chennai
Mysore University, Mysore
University of Pune, Pune
Goa University, Goa
Tirumala Tirupati Devasthanams, Tirupathi

Shanmugha Arts, Science, Technology & Research Academy, Tanjore
Arulmigu Kalasalingam College of Engineering, Srivilliputhur
Maharashtra Industrial Development Corporation, Mumbai

ڈیجیٹل لائبریری آف انڈیا کا مقصد تمام کتابوں کو Scan کر کے Optical character recgnition (OCR) تکنیک کی مدد سے ڈیجیٹل صورت میں منتقل کرنا اور انہیں ایک بالکل مفت آن لائن لائبریری کی صورت میں آراستہ کرنا ہے تاکہ لوگ آسانی کے ساتھ Search کر کے اپنی مطلوبہ معلومات ڈھونڈ سکیں۔

24 رجنوری 2016ء تک اس لائبریری میں موجود ڈیجیٹل کتابوں کی کُل تعداد 5,37,350 ہے جن کے صفحات کی مجموعی تعداد 18,76,56,339 ہے۔

ڈیجیٹل کتابوں کے اس عظیم ذخیرے میں تقریباً 42 ملکی اور غیر ملکی زبانوں کی کتابیں شامل ہیں۔ان میں سے اردو کتابوں کی تعداد 32,360 ہے جن کے صفحات کی مجموعی تعداد 99,01,158 ہے۔

کتابوں کی درجہ بندی مختلف موضوعات کے تحت کی گئی ہے تاکہ انہیں تلاش کرنے میں آسانی ہو۔مثال کے طور پر مختلف موضوعات کے تحت اردو زبان کی کتابوں کی تعداد درج ذیل دکھائی گئی ہے۔

ادب 4662، تاریخ 3207، جغرافیہ 1474، سائنس 768، فلسفہ 257، نفسیات 215، مذہب 2811، فنون لطیفہ 69، فلکیات 2، حیاتیات 6، کیمیا 14، معاشیات 7، تعلیم 23، انجنیرنگ 12، قانون 20، ریاضیات 32، طب 8، شاعری 91، سیاسیات 9، اساطیر 2 اور دیگر 10144۔ لیکن مختلف موضوعات کی کتابوں کے اعداد وشمار کا حاصل جمع اردو کی کتابوں کی مجموعی تعداد سے بہت کم ہے۔اس سے پتہ چلتا ہے کہ درجہ بندی کے نظام میں کوئی خامی موجود ہے۔

ڈیجیٹل لائبریری میں کتابوں کی تلاش کے لئے ایک سرچ سسٹم موجود ہے۔

اس سرچ بکس میں کتاب کا نام، مصنف کا نام، کتاب کی اشاعت کا سال، کتاب کا موضوع، زبان یا اسکین کے مرکز کا اندراج کر کے کتابیں تلاش کی جا سکتی ہیں۔یعنی اگر ہم Language والے خانے میں Urdu منتخب کر کے Search بٹن دبا دیں تو لائبریری میں موجود ساری اردو کی ساری کتابوں کے نام سامنے آجائیں گے۔اگر اردو میں کسی خاص موضوع پر کتابیں ڈھونڈنی ہوں تو Subject کے خانے میں مطلوبہ موضوع منتخب کر لیں گے۔اگر کسی خاص کتاب یا کسی خاص

مصنف کی کتاب ڈھونڈنی ہو تو متعلقہ خانے میں براہ راست ٹائپ کر کے سرچ بٹن دبا دیں گے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ ڈیجیٹل لائبریری آف انڈیا میں کتابوں کا بہت بڑا ذخیرہ موجود ہے لیکن یہاں صرف وہی کتابیں شامل کی جاتی ہیں جن کی کاپی رائٹ ختم ہو چکی ہوتی ہے۔ اس طرح یہاں کی ساری کتابیں پچاسوں سال پرانی ہیں۔ ان میں موجود زیادہ تر علوم اب فرسودہ ہو چکے ہیں۔ لیکن ادب کے طالب علموں اور محققین کو یہاں بہت ساری کارآمد کتابیں دستیاب ہو سکتی ہیں۔

دوسری اہم بات یہ ہے کہ اس لائبریری کا انٹرفیس User friendly نہیں ہے۔ یہاں کتابیں Tiff نامی تصویری فارمیٹ میں رکھی جاتی ہیں۔ اس لائبریری میں کتابوں کو براہ راست ڈاؤن لوڈ کرنے کا کوئی سسٹم بھی موجود نہیں ہے۔ کتاب کا ہر صفحہ ایک الگ Tiff فائل کی صورت میں محفوظ کیا جاتا ہے۔ جسے دیکھنے کے لئے آپ کو Alternatiff نامی ایک پلگ اِن ڈاؤن لوڈ کر کے انسٹال کرنا پڑتا ہے۔ اس کے بعد آپ ہر صفحے کو ایک ایک کر کے ڈاؤن لوڈ کریں اور پڑھتے جائیں۔ یہ ایک نہایت ہی پیچیدہ اور تھکا دینے والا کام ہے۔ سوچا جا سکتا ہے کہ تین چار سو صفحات کی کوئی کتاب اس طرح پڑھنا کتنا بڑا پہاڑ جیسا کام ہے۔

اس پریشانی کو دیکھتے ہوئے Munish Chandel نامی ایک نوجوان نے DLI-Downloader نامی ایک سافٹ ویئر بنایا ہے جس کی مدد سے اس لائبریری کی کسی بھی کتاب کو ایک ساتھ PDF فارمیٹ میں ڈاؤنلوڈ کرنا ممکن ہو گیا ہے۔

دی یونیورسل ڈیجیٹل لائبریری www.ulib.org



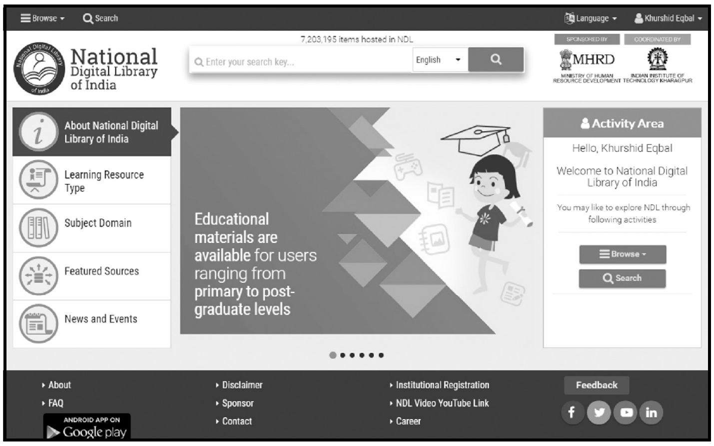
یہ Million Book Project کی اپنی ایک آن لائن لائبریری ہے جس کا اہتمام امریکہ کی کارنیگی میلن یونیورسٹی کے ذمے ہے۔۔ اس لائبریری میں اردو کتابوں کی تعداد 17166 ہے۔ یہاں بھی کتابوں کی درجہ بندی مختلف موضوعات کے تحت کی گئی ہے تا کہ انہیں تلاش کرنے میں آسانی ہو۔

مثال کے طور پر مختلف موضوعات کے تحت اردو زبان کی کتابوں کی تعداد درج ذیل دکھائی گئی ہے۔

ادب 944، تاریخ 909، جغرافیہ 4، فلسفہ 94، نفسیات 6، مذہب 1768،فنون لطیفہ 17، معاشیات 5، تعلیم 4، قانون 3، طب 3، شاعری 78 اور دیگر 982 ۔لیکن مختلف موضوعات کی کتابوں کے اعداد وشمار کا حاصل جمع اردو کی کتابوں کی مجموعی تعداد سے بہت کم ہے۔اس سے پتہ چلتا ہے کہ درجہ بندی کے نظام میں کوئی خامی موجود ہے۔

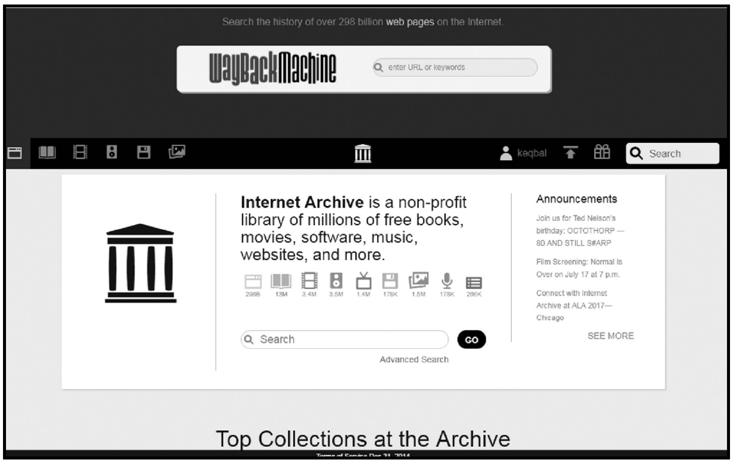
اس لائبریری کے مسائل بھی بالکل وہی سب ہیں جو ڈیجیٹل لائبریری آف انڈیا میں موجود ہیں۔ یہاں بھی کتابیں Tiff فارمیٹ میں صفحات کی صورت میں موجود ہیں اور براوٗزر میں انہیں دیکھنے کے لئے DjVue نامی پلگ اِن انسٹال کرنا لازمی ہوتا ہے۔

نیشنل ڈیجیٹل لائبریری آف انڈیا www.ulib.org



یہ عظیم آن لائن لائبریری حکومت ہند کی وزارت برائے فروغ انسانی وسائل (Ministry of HRD) نے تعلیم میں انفارمیشن اور کمیونی کیشن ٹکنالوجی کے استعمال کے قومی مشن (NMEICT) کے تحت قائم کی ہے۔اس ویب سائٹ میں تمام زبانوں کی کتابیں شامل کی گئی ہیں اور کتابوں میں اضافے کا سلسلہ ہنوز جاری ہے۔ یہ لائبریری خاص طور سے طلبا اور اساتذہ کے لئے بنائی گئی ہے۔اس میں تقریباً ہر کلاس اور مختلف مقابلہ جاتی امتحانات کے لئے مددگار کتابیں، تحقیقی مقالے(Thesis)، مخطوطے، آڈیو اور ویڈیو لکچرز وغیرہ موجود ہیں۔سرچ بکس میں میں نے لفظ URDU لکھ کر سرچ کیا تو 801 اردو کتابوں کی فہرست میرے سامنے آگئی ویسے سائٹ کے Data کے مطابق اردو کتابوں کی کل تعداد فی الحال 5586 ہے۔IQBAL سرچ کیا تو 2,643 کتابوں کی فہرست سامنے آئی جن میں اردو، انگریزی اور دیگر زبانوں کی کتابیں شامل ہیں۔ زیادہ تر کتابیں PDF فارمیٹ ہیں جنہیں با آسانی ڈاوٗنلوڈ کیا جاسکتا ہے۔تحقیقی مقالات(Thesis) کے سیکشن میں فی الحال اردو کے 432 مقالات موجود ہیں۔

انٹرنیٹ آرکائیو www.archive.org



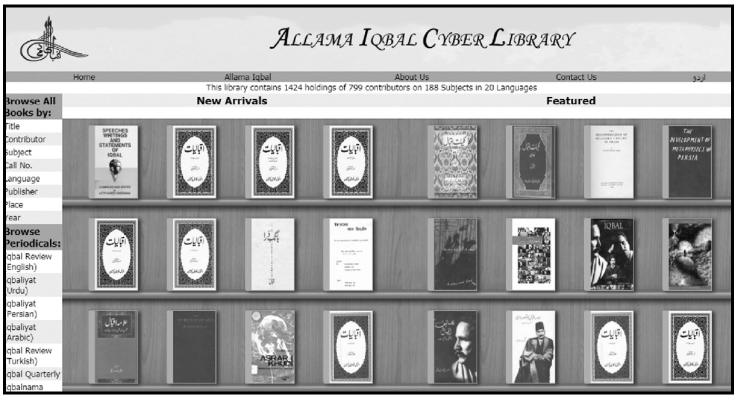
یہ امریکہ کی ایک غیر تجارتی ڈیجیٹل لائبریری ہے جس کا نعرہ ہے *Universal access to all knowledge* یعنی ''تمام علوم تک عالم گیر رسائی''۔ یہ ڈیجیٹل مواد کا عظیم ذخیرہ ہے ۔ اس ذخیرے میں ویب سائٹس، آڈیو، ویڈیو اور کتابیں (ای بکس) شامل ہیں۔ یہ ذخیرہ کتنا بڑا ہے اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ مئی 2014ء میں اس ذخیرے کا اسٹوریج سائز 15 پیٹا بائٹ یعنی 13 کروڑ 96 لاکھ 323 گیگا بائٹ (GB) تک پہونچ چکا تھا۔اس لائبریری میں اردو کتابیں بھی خاصی تعداد میں موجود ہیں۔

یکم جولائی 2017 کی رپورٹ کے مطابق اس لائبریری میں دنیا کی سینکڑوں زبانوں کی تقریباً 12,825,020 کتابیں اور مقالے موجود ہیں۔خوشی کی بات یہ ہے کہ ان سینکڑوں زبانوں میں اردو Top Ten زبانوں میں شامل ہے۔

اس لائبریری میں انگریزی کی 9,625,985 کتابیں، جرمن زبان کی 526,945 کتابیں ، فرانسیسی زبان کی 466,265 کتابیں،اطالوی زبان کی 183,359 کتابیں، اسپینی زبان کی 169,157 کتابیں، عربی زبان کی 138,545 کتابیں، لاطینی زبان کی 108,690 کتابیں، چینی زبان کی 86,854 کتابیں، ہندی زبان کی 49,386 کتابیں اور **اردو زبان کی 42,708 کتابیں** موجود ہیں۔

کتابوں کے علاوہ اس عظیم لائبریری میں 3,442,376 ویڈیوز اور فلمیں، 3,477,209 آڈیو فائلز، 1,476,895 تصاویر ، 178,675 سافٹ ویئرز اور 2009 کے بعد سے نشر ہونے والے ٹی وی پروگراموں کے 1,389,000 ویڈیو کلپس بھی شامل ہیں۔ یہاں 2 کھرب 98 ارب Web pages بھی محفوظ کئے گئے ہیں اور اس سائٹ کی Wayback machine نامی سسٹم کی مدد سے ہم کسی بھی ویب سائٹ کے برسوں پرانے ویب پیجز دیکھ سکتے ہیں جو یہاں تاریخ وار محفوظ رکھے گئے ہیں۔

علامہ اقبال اردو سائبر لائبریری www.iqbalcyberlibrary.net



یہ حکومت پاکستان کی قائم کردہ ایک ڈیجیٹل لائبریری ہے جس میں فی الحال 20 زبانوں میں، 188 موضوعات سے متعلق، 1418 کتابیں موجود ہیں۔ان میں اردو کتابوں کی تعداد 637 ہے۔یہ لائبریری دراصل علّامہ اقبال اکیڈمی کی ایک شاخ ہے۔اس لائبریری کی کتابیں زیادہ تر PDF فارمیٹ میں اور بعض PDF کے ساتھ ساتھ Text فارمیٹ میں بھی داؤن لوڈ کی جاسکتی ہیں۔

لائبریری کی اردو کتب کا ایک بڑا حصہ علامہ اقبال کی تصنیفات اور اقبالیات کے مطالعے پر مبنی ہے۔اس کے علاوہ اسلام، پاکستان اور اردو ادشاعری و ادب و دیگر موضوعات پر بھی بہت ساری کتابیں شامل ہیں۔

اردو ویب ڈیجیٹل لائبریری www.urdulibrary.org



یہ کاپی رائٹ سے آزاد مواد پر مبنی ایک مفت اردو آن لائن لائبریری ہے۔ فی الحال اس لائبریری میں کتابوں کو صرف آن لائن پڑھنے کی سہولت فراہم کی گئی ہے انہیں ڈاؤن لوڈ نہیں کیا جاسکتا ہے۔ڈاؤن لوڈ کے سلسلے میں درج ہے کہ ابھی کتابوں کی فارمیٹنگ کا کام جاری ہے اور بہت جلد کتابیں ڈاؤن لوڈ کے

لئے مہیا کردی جائیں گی۔

اس لائبریری میں کتابوں کو آٹھ زمروں میں رکھا گیا ہے۔

1۔ مذاہب وعقائد (5 کتابیں) 2۔ شعروسخن (33 کتابیں)

3۔ تاریخ وتمدن (1 کتاب) 4۔ سائنس وٹکنالوجی (1 کتاب)

5۔ شخصیات (7 کتابیں) 6۔ اطفال (45 کتابیں)

7۔ نثری ادب (83 کتابیں) 8۔ متفرقات (3 کتابیں)

اردو کی برقی کتابیں kitaben.urdulibrary.org



یہ ویب سائٹ اردو ویب ڈاٹ آرگ کے سرور پر ہی قائم ہے۔اس کے روح رواں اعجاز عبید ہیں جنہوں نے پروجیکٹ گٹن برگ کے انداز میں کتابوں کو ٹائپ کر کے ٹیکسٹ یا ورڈ فارمیٹ میں آن لائن مہیا کرایا گیا ہے۔

اس لائبریری میں کتابوں کو تین بڑے زمروں میں بانٹا گیا ہے:

1۔ دین ومذہب 2۔ ادب 3۔ متفرقات

دین ومذہب کے زمرے کو دو چھوٹے زمروں میں بانٹا گیا ہے:

اسلام اور **دیگرادیان**

اسلام کے زمرے کو مزید کئی چھوٹے زمروں میں تقسیم کیا گیا ہے:

قرآن (32 کتابیں)، حدیث(15 کتابیں)، عقیدت(57 کتابیں)،

سیرت(11 کتابیں)، متفرق اسلامیات(310 کتابیں) اور جرائد(5 جرائد)

ادب کے زمرے کو تین بڑے زمروں میں بانٹا گیا ہے: **شاعری، فکشن** اور **متفرقات**

شاعری کے زمرے کو مزید تین چھوٹے زمروں میں بانٹا گیا ہے:

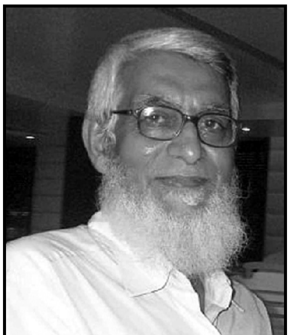
عقیدت(56 کتابیں)، مجموعے(179 کتابیں)، انتخاب (368 کتابیں)

فکشن کے زمرے کو مزید گیارہ زمروں میں تقسیم کیا گیا ہے:

افسانہ انتخاب (63 کتابیں)، افسانوی مجموعے (42 کتابیں)، ڈرامہ (18 کتابیں)، ناول/طویل افسانے (46 کتابیں)، داستان (2 کتابیں)، جاسوسی ادب (4 کتابیں)، تنقید و تحقیق (219 کتابیں)، اطفال (94 کتابیں)، ترجمے (34 کتابیں)،

متفرقات کے زمرے میں بھی

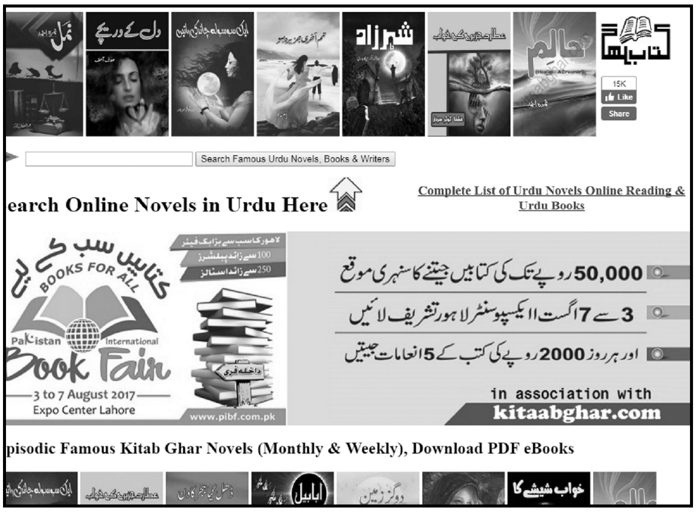
جرائد (30 کتابیں)، تعلیم (9 کتابیں)، سیاست (3 کتابیں)، سوانح (10 کتابیں)، سفر نامے(19 کتابیں)،مزاح (33 کتابیں)،سائنس/طب (21 کتابیں)،متفرقات(94 کتابیں)


اعجاز عبید

یعنی اس ڈیجیٹل لائبریری میں کتابوں کی کُل تعداد **1784** ہے اور اس تعداد میں ہر روز اضافہ ہو رہا ہے۔ یہ لائبریری صرف ایک شخص (جناب اعجاز عبید) کا کارنامہ ہے جن کا تعلق حیدرآباد سے ہے۔موصوف کوئی جوان شخص بھی نہیں ۔اپنی تصویر میں اچھے خاصے عمر رسیدہ بزرگ نظر آتے ہیں۔ایک ایسے شخص کے ذریعہ اتنی ساری کتابوں کو پھر سے ٹائپ کر کے یونی کوڈ فارمیٹ میں تبدیل کر دینا یا اپنے چند مددگاروں سے کروا لینا ایک کارنامہ ہی ہے۔ یہ لائبریری اردو سائبر اسپیس میں ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔

کتاب گھر www.kitaabghar.com

یہ ڈیجیٹل لائبریری اردو کی سب سے پرانی ویب سائٹ اردوستان ڈاٹ کوم کے پروجیکٹ کا ایک حصہ ہے جس کا مقصد کتابوں کے شائقین کو آن لائن مطالعے کے لئے مفت کتابیں مہیا کرنا ہے۔اس لائبریری میں فی الحال شاعری کی 126 کتابیں اور نثر کی 573 کتابیں موجود ہیں۔نثر کی کتابوں کو درج ذیل زمروں میں بانٹا گیا ہے۔



سوانح حیات، غالبیات، اقبالیات، بچوں کی کہانیاں، اخلاقیات، عالمی تاریخ، اسلامی تاریخ، طب اور صحت، جاسوسی ادب، مذہبی کتابیں، تحقیق و تنقید، افسانوی مجموعے، سفرنامے اور ناول وغیرہ۔ کسی بھی کتاب کو پڑھنے کے لئے اس کے خاص لنک کو کلک کرنا پڑتا ہے۔ اس کے بعد Next اور Previous بٹنوں کی مدد سے کتاب کے صفحات بدلے جا سکتے ہیں۔

ریختہ کی لائبریری www.rekhta.org/ebooks



ریختہ ڈاٹ آرگ میں ایک بہت بڑی ڈیجیٹل لائبریری بھی قائم ہے۔ جس میں فی الحال 28288 کتابوں کا عظیم ذخیرہ موجود ہے اور اس تعداد میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔

اس لائبریری میں کتابیں ڈاؤن لوڈ کرنے کی سہولت موجود نہیں ہے۔ کسی بھی کتاب کو اسکرین پر آن لائن پڑھا جا سکتا ہے۔ بہرحال اس لائبریری کا کلکشن بہت اچھا ہے اور اہل اردو اس سے بہت فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

اردو لائبریری www.urdulibrary.in



یہ راقم الحروف کی بنائی ہوئی ڈیجیٹل لائبریری ہے اور اسے ہندوستان کی پہلی آن لائن اردو لائبریری کہلانے کا شرف حاصل ہے۔ 2001 ء سے 2014 ء تک یہ لائبریری اردو دوست ڈاٹ کام کا حصہ تھی اور اردو دوست لائبریری کہلاتی تھی۔ لیکن اب یہ ایک الگ ویب سائٹ کے طور پر www.urdulibrary.in پر موجود ہے۔

اس لائبریری میں مختلف موضوعات پر سینکڑوں کتابیں موجود ہیں جنھیں بڑی آسانی سے بس ایک بٹن دبا کر ڈاؤن لوڈ کیا جاسکتا ہے یا آن لائن مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔ اس لائبریری میں درج ذیل زمرے موجود ہیں:

شاعری، افسانوی مجموعے، ناول، سفرنامے/خودنوشت، تحقیق وتنقید، کلاسیکی ادب، ڈرامے، خاکے، طنزو مزاح، بچوں کے لئے ادب، صحافت، تراجم، رسائل، متفرقات، ریسرچ پیپر، اسلامی کتب

اردو پوائنٹ کی لائبریری www.urdupoint.com/books



اردو پوائنٹ ڈاٹ کوم میں بھی ایک حصہ ای بکس کے لئے مخصوص ہے۔ اس ویب سائٹ کے دوسرے حصوں کے مقابلے میں اس حصے پر بہت کم توجہ دی گئی ہے۔ یہاں صرف 100 کے قریب کتابیں موجود ہیں جو درج ذیل زمروں

سے تعلق رکھتی ہیں:

ناول، افسانے، آپ بیتی، مذہب، شخصیات، سفرنامہ، طنز و مزاح، صحت، کھیل، تاریخ اور سیاست وغیرہ۔

اس لائبریری میں کتابوں کو ڈاؤن لوڈ کرنے کی سہولت موجود نہیں ہے۔

کسی بھی کلک کو کر کرتے ہی اس کتاب کی تفصیل اور ابواب کی فہرست سامنے آجاتی ہے۔ کسی بھی باب کو کلک کرتے ہی وہ پورا باب کھل جاتا ہے جسے اسکرول کر کے بڑی آسانی سے پڑھا جاسکتا ہے۔

بہر حال یہ لائبریری اردو پوائنٹ جیسی بڑی ویب سائٹ کے شایان شان نہیں ہے۔ سائٹ کے منتظمین کو اس پر تھوڑی توجہ دینی چاہئے اور اس میں کتابوں کا اضافہ کرنا چاہئے۔

بزم اردو لائبریری lib.bazmeurdu.net



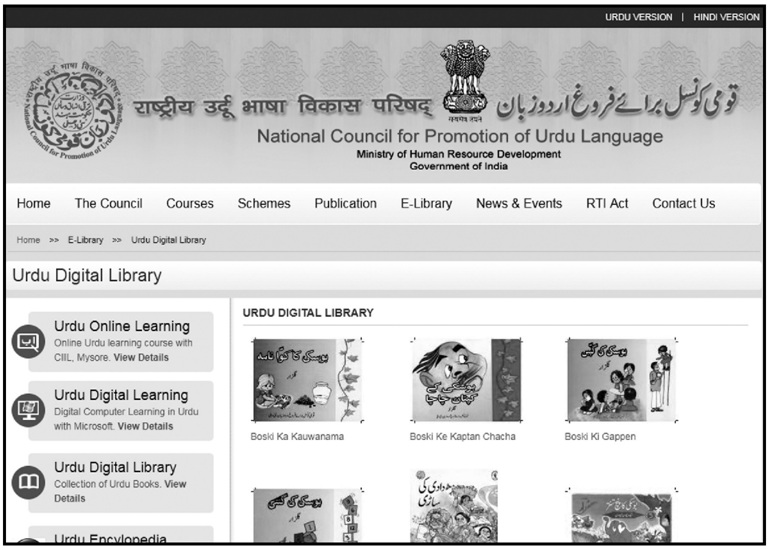
یہ خوبصورت لائبریری اعجاز عبید اور ڈاکٹر سیف قاضی کا کارنامہ ہے۔ انہوں نے اردو کی برقی کتابوں کا جو پروجیکٹ شروع کیا ہے انہیں کتابوں کو یہاں بڑے اچھے انداز میں آراستہ کیا گیا ہے۔

اس لائبریری میں کتابوں کو ڈاؤن لوڈ کرنے کی سہولت موجود نہیں ہے بلکہ انہیں آن لائن پڑھا جا سکتا ہے۔ لائبریری میں کتابوں کو بڑے اچھے انداز میں سجایا گیا ہے اور فہرست میں سے کسی کتاب کو کلک کرتے ہی وہ کسی کتاب کے صفحات کی صورت میں کھل جاتی ہے۔

اہم بات یہ ہے کہ اس لائبریری کی ایک Mobile App بھی ہے جسے اسمارٹ فون یا ٹیب میں انسٹال کر لینے کے بعد کتابوں کو اسمارٹ فون میں کھول کر پڑھا جاسکتا ہے۔

این سی پی یو ایل لائبریری

http://urducouncil.nic.in/E_Library/urdu_Digital_Library.htmll

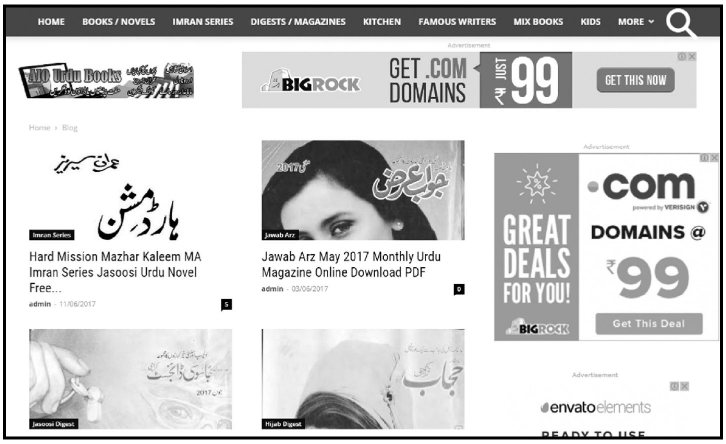


حکومت ہند کے محکمہ فروغ انسانی وسائل کے تحت قائم قومی کونسل برائے فروغ زبان اردو کی ویب سائٹ ویسے تو بہت اہم ہے۔لیکن اس کا سب کارآمد شعبہ اس کی ڈیجیٹل لائبریری ہے جس میں اردو ڈیجیٹل کتابوں کا اچھا خاصہ ذخیرہ ہے۔مگر منفی پہلو یہ ہے کہ سرکاری کام سرکاری طریقے سے نپٹایا گیا ہے۔سائٹ کی ڈیزائننگ اچھی نہیں ہے۔کتابوں کی درجہ بندی اور فہرست رومن اردو میں کی گئی ہے۔درجہ بندی کے لئے چند زمرے بنائے گئے ہیں جیسے بچوں کی کتابیں،نفسیات،قانون،انسائکلو پیڈیا اور لغت،تاریخ، طب و معالجات وراین سی آر ٹی کی مطبوعات وغیرہ۔لیکن بقیہ کتابوں کو یوں ہی ایک ساتھ حروف تہجی کی ترتیب سے رکھ دیا گیا ہے۔کسی خاص کتاب کو ڈھونڈنا یا کسی خاص مصنف کی کتاب کی تلاش آسان نہیں ہے۔

آل ان وَن اردو بُکس **www.aiourdubooks.net**

یہ پاپولر اردو لٹریچر کی بہت بڑی لائبریری ہے۔جاسوسی،ایڈونچر،مہماتی،رومانی ناولوں اور ڈائجسٹوں کے دیوانوں کے لئے یہ لائبریری کسی خزانے سے کم نہیں۔

ایسا لگتا ہے اس لائبریری کے منتظمین ابن صفی کے مشہور کردار 'عمران' کی زبردست فین ہیں۔کیونکہ اس لائبریری میں ایک پورا شعبہ عمران کے لئے مخصوص ہے۔اور ابن صفی ہی نہیں بلکہ ہر اس رائٹر کی کتابیں موجود ہیں جس نے 'عمران' کے کردار کو اپنے



ناول میں استعمال کیا جیسے مظہر کلیم، ارشاد العصر جعفری، صفدر شاہین، ظہیر احمد، ایچ اقبال، ابن کلیم، ایس قریشی، شاہد محمود، اسلم راہی۔ ایم اے اور مشتاق احمد قریشی۔

دوسرا بڑا سیکشن ڈائجسٹوں کا ہے۔ پاکستان کی تقریباً ساری اہم ڈائجسٹوں کیبہت سارے شمارے یہاں موجود ہیں جیسے روحانی ڈائجسٹ، سب رنگ ڈائجسٹ، سچی کہانیاں ڈائجسٹ، سرگزشت ڈائجسٹ، سیارہ ڈائجسٹ، شعاع ڈائجسٹ، سسپنس ڈائجسٹ، اردو ڈائجسٹ، آنچل ڈائجسٹ، آداب عرض ڈائجسٹ، ایڈونچر ڈائجسٹ، ڈرڈائجسٹ، دوشیزہ ڈائجسٹ، حکایت ڈائجسٹ، حنا ڈائجسٹ، عمران ڈائجسٹ، جاسوس ڈائجسٹ، جواب ڈائجسٹ، خوفناک ڈائجسٹ، خواتین ڈائجسٹ، کرن ڈائجسٹ، مسٹری میگزین، نئے افق، پاکیزہ ڈائجسٹ وغیرہ۔

اس لائبریری کا تیسرا سیکشن بچوں کا ہے جس میں 'بچوں کی دنیا'، 'پھول میگزین'، 'ہمدرد نونہال'، 'ہمدرد صحت' اور اشتیاق احمد کی کتابیں شامل ہیں۔

اور آخری سیکشن ہے ''گریٹ رائٹرز''۔ اس سیکشن میں اردو کے بعض نامور ادباء و شعراء کے ساتھ ساتھ پاپولر رائٹرس کی بھی بہت ساری کتابیں جمع کی گئی ہیں مثلاً علامہ اقبال، فیض احمد فیض، احمد فراز، اے حمید، احمد ندیم قاسمی، مستنصر احمد تارڑ، احمد یار خاں، شاہد محمود، علیم الحق حقی، انوار صدّیقی، اشفاق احمد، اسلم راہی، بانو قدسیہ، بشریٰ رحمان، عبدالرب بھٹی، یونس بٹ، عفت شیر پاشا، فائز افتخار، عنایت اللہ، فرحت اشتیاق، ایم اے راحت، محی الدین نواب، ماہا ملک، مریم طریر، نسیم حجازی، طاہر جاوید مغل، عشنا کوثر سردار، رفعت سراج، نگہت سیما اور نگہت عبداللہ وغیرہ۔

پاکستان ورچوول لائبریری www.pdfbooksfree.pk

اس ڈیجیٹل لائبریری میں اردو کے علاوہ انگریزی اور پشتو زبانوں کی بھی کچھ کتابیں شامل کی گئی ہیں۔ اردو میں زیادہ تر اسلامی کتب، ناول، پاپولر لٹریچر اور ڈائجسٹ وغیرہ ہیں۔ تمام کتابیں PDF شکل میں ڈاؤن لوڈ کی جاسکتی ہیں۔

کتاب پوائنٹ kitaabpoint.blogspot.in

یہ لائبریری بنائی تو گئی ہے بلاگ اسپاٹ پر ایک فری بلاگ کی صورت میں لیکن یہاں کئی سو اردو مصنفین کی کتابیں موجود ہیں جنہیں پی ڈی ایف کی صورت میں داؤن لوڈ کیا جاسکتا ہے۔اس لائبریری کی سب سے بری چیز اس پر اشتہارات کی بے انتہا بھر مار ہے جو پریشان کن بھی ہے اور خطرناک بھی۔

آل اردو پی ڈی ایف ناول allurdupdfnovels.blogspot.in

یہ لائبریری بھی ہو بہو کتاب پوائنٹ کے جیسی ہی ہے۔اس میں بھی بہت سارے پاپولر رائٹرز کے ناول موجود ہیں۔لیکن یہاں بھی اشتہارات کی بے تکی بوچھار پریشان کر دیتی ہے۔

کتابستان www.kitaabistan.com



حال ہی میں اس لائبریری کا اجراء ہوا ہے۔امریکہ کے امین ترمذی اور سلمان صدیقی، کویت کے محمد حنیف اور کراچی، پاکستان کے راشد اشرف اس لائبریری کے بانی و منتظمین ہیں۔اس کے ہوم پیج پر تحریر ہے:

''پاک و بھارت کی اردو کی کمیاب موضوعاتی کتابیں....

تحقیق، خودنوشت، سفرنامہ، شخصی خاکہ و دیگر اصناف ادب پر مبنی کتب...

ریسرچ اسکالرز اور عام قارئین کے لیے تحفہ....

کتابستان کا خصوصی تحفہ: گوشہ مشفق خواجہ جس میں مشفق خواجہ کے کالم، ان پر رسائل کے گوشے اور خطوط کے مجموعے شامل ہیں۔

اردو زبان سے لگاؤ رکھنے والے چند پرخلوص احباب کے تعاون سیاسکینگ منصوبے کے تحت پیش کردہ یہ کتابیں پی ڈی ایف فارمیٹ میں دستیاب ہیں جن کا بہ آسانی پرنٹ آؤٹ لیا جاسکتا ہے۔تمام پڑھے لکھے سنجیدہ احباب سے یہ درخواست کی جاتی ہے کہ براہ کرم ان کتابوں کو استفادے کے لیے ضرور ڈاؤن لوڈ کیجیے مگر کسی دوسری جگہ اپنے نام سے اپ لوڈ کرنے سے گریز کیجیے'

تمام کتابیں PDF فارمیٹ میں ہیں جو کلک کرتے ہی فوراً براہوزر میں کھل جاتی ہیں۔

پنجند www.punjnud.com

پنجند ڈاٹ کوم بڑی سنجیدگی کے ساتھ بنائی گئی ایک بڑی ویب سائٹ ہے جس کا سلوگن ہے:

Small Steps Higher Ambitions

اس ویب سائٹ میں نہ صرف اردو بلکہ پنجابی، سرائکی، بلوچی، پشتو، سندھی، عربی، فارسی اور انگریزی کتابوں کا ذخیرہ یونی کوڈ میں موجود ہے۔سائٹ کا Navigation کا آپشن بھی چار Scripts میں موجود ہے: انگلش، ہندی، پنجابی اور شاہ مکھی۔

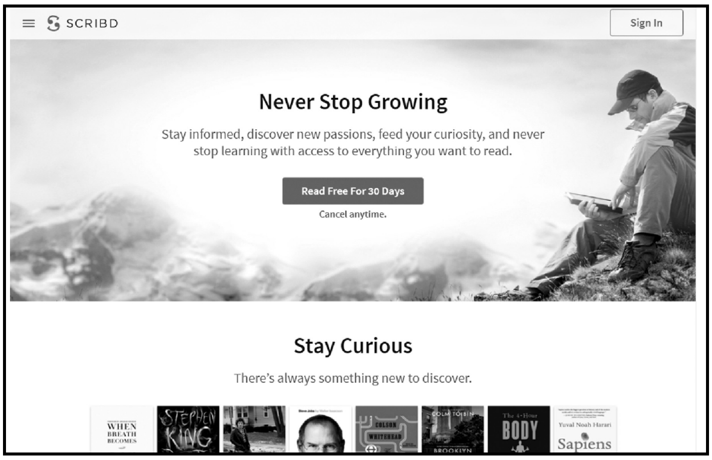


اس ویب سائٹ میں کتابوں کو یونی کوڈ میں ابواب کے لحاظ سے اپ لوڈ کیا جاتا ہے۔آپ کسی بھی کتاب کو کھول کر اس کے کسی بھی باب کو پڑھ سکتے ہیں۔لیکن ڈاؤن لوڈ کرنے کی سہولت موجود نہیں ہے۔

ایک بڑی سہولت یہ ہے کہ اس لائبریری کا موبائل ایپ بھی دستیاب ہے جس کی مدد سے اسمارٹ فون یا ٹیب میں بڑی آسانی سے ان کتابوں کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔

گوگل پلے سے اس کا اینڈ رائڈ ایپ موبائل میں ڈاؤن لوڈ کیا جاسکتا ہے۔

اسکربڈ www.scribd.com



یہ ایک بہت بڑی ویب سائٹ ہے جس میں کتابوں اور دستاویزات کا بہت بڑا خزانہ موجود ہے۔ یہ کتابیں اور دستاویزات دنیا کی بہت ساری زبانوں میں ہیں۔اردو بھی ان میں سے ایک ہے۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ اس ویب سائٹ میں کسی خاص زبان کی کتابوں کو فہرست موجود نہیں ہے۔بس سرچ بکس میں کسی کتاب کا نام لکھ کر سرچ کریں اگر وہ کتاب ہوگی تو سامنے آجائے گی۔اردو کتابوں کے لئے رومن اور اردو دونوں میں سرچ کرنے پر مختلف رزلٹ آتے ہیں۔کتابوں کو یہاں ڈاؤن لوڈ کرنا تھوڑا مشکل ہے۔وہی کتابیں آسانی سے ڈاؤن لوڈ ہوتی ہیں جن کے مالکان نے اس کی اجازت دے رکھی ہے ورنہ بڑی پریشانی ہوتی ہے۔آپ کو ایک کتاب اپ لوڈ کرنی پڑتی ہے تب جاکر بدلے میں مطلوبہ کتاب ڈاؤن لوڈ کر سکتے ہیں۔دوسرا طریقہ یہ ہے کہ آپ اس سائٹ کی ممبر شپ فیس ادا کریں اور جتنی چاہیں کتابیں ڈاؤن لوڈ کریں۔

ان سب کے علاوہ اردو کی اور بے شمار چھوٹی چھوٹی آن لائن لائبریریاں سائبر اسپیس میں موجود ہیں۔ان کے علاوہ اسلامی لائبریریوں کی بھی ایک لمبی فہرست ہے۔ان میں بعض خاصی بڑی لائبریریاں بھی ہیں جن میں اردو کے علاوہ دیگر زبانوں میں دینی اور تبلیغی کتابوں کا ذخیرہ موجود ہے۔یہاں ہر ایک کا ذکر ممکن نہیں ہے۔

صرف چند مثالیں درج ذیل ہیں:

اسلامی لائبریری (ڈاکٹر طاہر القادری کی کتابوں پر مبنی لائبریری) www.minhajbooks.com/urdu

رحمانی نیٹ ورک www.rehmani.net/urdubooks.php

آن لائن فری بکس urdubookdownload.wordpress.com

پی ڈی ایف9 www.pdf9.com

فری اسلامک بکس www.schoolquran.com/Free-Islamic-Books.php

قرآن اردو www.quranurdu.com/books/urdu_books

لائبریری آف اردو بکس libraryofurdubooks.blogspot.in

دی لائبریری پی کے www.thelibrarypk.com

فری اردو بکس freeurdubooksvally.blogspot.in

اردو بکس urdubooks.blogspot.in

بیسٹ اردو بکس urduvirsa.blogspot.in

اردو ناولز پی ڈی ایف urdunovelzpdf.blogspot.in

پاکستانی اردو ناولز www.paknovels.com

بھٹکلی اردو کتابیں www.bhatkallys.com/urdu-books

اردو بکس لائبریری urdubookslibrary.blogspot.in

اردو ناولز آن لائن urdubookslibrary.blogspot.in

اردو سخن/کتابیں www.urdusukhan.com/category/urdu-library

☆☆☆☆☆☆☆☆

4.4 : اردو کے آن لائن اخبارات ورسائل

انٹرنیٹ کی روز بروز بڑھتی مقبولیت کو دیکھتے ہوئے رسائل واخبارات کے ناشروں کو اپنے رسائل واخبارات کو انٹرنیٹ پر شائع کرنے کا خیال آیا۔ یہ ایک اچھا اور سستا میڈیم تھا جب کہ اس کی پہونچ بہت دور تک تھی۔

آن لائن رسالے کی تعریف :

American Heritage Dictionary میں آن لائن میگزین کی تعریف یوں درج ذیل ہے:

"A magazine that is published electronically, especially on the Internet." [129].

یعنی الیکٹرانک طریقے سے شائع ہونے والے وہ رسائل اور اخبارات اس زمرے میں آتے ہیں جو اپنی اشاعت کے لئے انٹرنیٹ کا استعمال کرتے ہیں۔انہیں Digital Magazines، Electronic magazines ، Webzines ، Webmags یا Cyberzines بھی کہا جاتا ہے۔

آن لائن اخبارات ورسائل کی اقسام:

- آن لائن اخبارات یا رسائل عام طور سے HTML فارمیٹ میں ہوتے ہیں جو کسی ویب سائٹ پر شائع کئے جاتے ہیں۔ جب ہم اس ویب سائٹ کو وِزِٹ کرتے ہیں تو تازہ شمارہ اسکرین پر آجاتا ہے جس کے مختلف Links کو کلک کر کے ہم اس کے مختلف ابواب یا صفحات کا مطالعہ کرتے ہیں۔اخبارات عموماً روزانہ شائع ہوتے ہیں جب کہ رسائل ہفتہ وار، ماہانہ، دوماہی یا سہ ماہی وغیرہ ہو سکتے ہیں۔
- پیشکش کے انداز کی بنیاد پر ان رسائل کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔ (ا) بعض رسائل عام ویب پیجز سے مشابہت رکھتے

129. Online magazine. (n.d.) American Heritage® Dictionary of the English Language, Fifth Ed. (2011).

ہیں اور ویسے ہی ہائپر لنکس کی مدد سے ان کے مختلف صفحات کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔

(۲) بعض رسائل Flash یا HTML5 فارمیٹ میں بنائے جاتے ہیں اور ان کا ڈیزائن ہو بہو کسی پرنٹ میگزین کے جیسا ہی ہوتا ہے۔ان کے صفحات کسی کاغذی رسالے کے صفحات کی طرح ہی پلٹتے ہیں۔ایسے سافٹ ویئر کو Page-flip software کہا جاتا ہے۔اس طرح قاری کو ایسا لگتا ہے جیسے وہ ایک عام روایتی رسالہ پڑھ رہا ہے۔

- بعض آن لائن اخبارات Live ہوتے ہیں یعنی روزانہ اخبارات کی طرح دن بھر میں ایک بار تبدیل نہیں ہوتے بلکہ جیسے ہی کوئی تازہ خبر دستیاب ہوتی ہے وہ اخبار کے متعلقہ سیکشن میں پوسٹ کر دی جاتی ہے۔اس طرح یہ اخبارات بلاگ سے بہت حد تک مماثلت رکھتے ہیں۔
- آن لائن رسالوں کی ایک اور قسم ہوتی ہے جسے **Ezine** یا **E-zine** کہا جاتا ہے۔ان رسالوں کی کوئی اپنی ویب سائٹ نہیں ہوتی ہے بلکہ یہ PDF فارمیٹ میں شائع ہوتے ہیں اور بذریعہ ای میل اپنے Subscribers تک پہونچا دیئے جاتے ہیں۔
- بعض اخبارات اپنے پرنٹ ایڈیشن کو ہی تصویری شکل میں انٹرنیٹ پر ڈال دیتے ہیں ایسے ڈیجیٹل اخبار کو **Epaper** کہا جاتا ہے۔اسکرین پر اخبار کے پورا صفحہ آتا ہے جسے ماؤس یا کی بورڈ کی مدد سے Zoom in اور Zoom out کیا جا سکتا ہے۔کسی بھی خبر کو کلک کرنے پر وہ خبر الگ ونڈو میں کھل جاتی ہے جسے بڑی آسانی سے پڑھا جا سکتا ہے۔
- زیادہ تر اخبارات کے پرنٹ اور آن لائن دونوں ایڈیشنز شائع ہوتے ہیں جب کہ چند اخبارات ایسے بھی ہیں جن کے صرف آن لائن ایڈیشن ہی شائع ہوتے ہیں کاغذ پر نہیں چھپتے۔

- تجارتی نکتۂ نگاہ سے آن لائن اخبارات ورسائل کو دو قسموں میں بانٹا جا سکتا ہے:

(۱) زیادہ تر آن لائن اخبارات ورسائل مفت ہوتے ہیں یعنی جو بھی چاہے ان کی ویب سائٹ وِزِٹ کر کے انہیں پڑھ سکتا ہے۔یہ اخبارات ورسائل اپنے اخراجات ومنافع کے لئے اشتہارات پر منحصر ہوتے ہیں۔

(۲) چند ایسے بھی آن لائن اخبارات ورسائل ہیں جن کے مطالعے کئے ایک مخصوص قیمت ادا کرنی پڑتی ہے۔یہ قیمت سالانہ یا سہ ماہی ممبر شپ فیس کی صورت میں ہوتی ہے۔

آن لائن رسائل کے مثبت پہلو:

1۔ آن لائن اخبار یا رسالے کی اشاعت آسان اور کم خرچیلی ہوتی ہے کیونکہ یہاں نہ کاغذ کی ضرورت پڑتی ہے اور نہ چھپائی کی۔بس کمپوزنگ کے بعد مواد سیدھے آن لائن کیا جا سکتا ہے۔

2۔ طباعت کا مرحلہ درمیان میں نہ ہونے کی وجہ سے آن لائن اخبار یا رسالے کی اشاعت تیز رفتار ہوتی ہے۔

3۔ اخبار یا رسالے میں ضرورت کے مطابق بار بار تبدیلیاں کرنی ممکن ہوتی ہیں۔یہی وجہ ہے کہ بعض اخبارات بالکل Live خبریں پیش کرتے ہیں یعنی جیسے ہی کوئی نئی خبر حاصل ہوتی ہے اسے فوراً شائع کر دیا جاتا ہے۔

4۔ آن لائن اخبار یا رسالے کے لئے تصاویر کی بہت بہتر کوالیٹی کی ضرورت نہیں پڑتی اس لئے تصاویر آسانی سے حاصل ہو جاتی ہیں۔ یہاں صرف 72 dpi کی تصویر چاہئے جب کہ پرنٹ میں کم سے کم 300 dpi کی تصاویر کی ضرورت ہوتی ہے۔

5۔ آن لائن اخبار یا رسالے کے فارمیٹ میں بے انتہا لچیلا پن (Flexibility) ہوتا ہے۔یعنی جب چاہیں نئے سیکشن بنا سکتے ہیں، کسی بھی سیکشن میں جتنے چاہیں 'سب سیکشن' یا صفحات کا اضافہ کر سکتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

6۔ کسی اشاعت کی کاپیوں کے بچ جانے سے پرنٹ میگزین کو جو نقصان ہوتا ہے اس کا یہاں سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے۔

7۔ آن لائن اخبار یا رسالے مختلف پلیٹ فارم سے پڑھے جا سکتے ہیں مثلاً ڈیسک ٹاپ کمپیوٹر، لیپ ٹاپ، ٹیب اور اسمارٹ فون وغیرہ۔اس طرح ان کے قارئین کی بڑی تعداد حاصل ہو جاتی ہے۔

8۔ آن لائن اخبار یا رسالے پلک جھپکتے ہی دنیا کے گوشے گوشے میں پہونچ جاتے ہیں۔اس لئے ان کے قارئین عالمی ہوا کرتے ہیں۔دوسری طرف کاغذی رسائل یا اخبارات کی تقسیم و ترسیل (Distribution) ان کی اشاعت کا سب سے مشکل پہلو ہوتا ہے۔

9۔ آن لائن اخبار یا رسالے ماحول کے لئے بھی بہتر ہیں کیونکہ ان کا استعمال جتنا زیادہ ہوگا کاغذ کا استعمال اتنا ہی کم ہوگا جس کا مطلب ہے کاغذ کی تیاری کے لئے درخت کم کاٹے جائیں گے اور اس کا ہمارے ماحول پر بہت اچھا اثر پڑے گا۔

10۔ آن لائن اخبار یا رسالے کے قارئین مطالعے کے ساتھ ساتھ اپنے تاثرات بھی درج کرتے ہیں جو اسی وقت شائع ہو جاتے ہیں جو دوسرے قارئین پڑھتے ہیں اور اس کا جواب دیتے ہیں۔یہ رسالے کو اور بھی دلچسپ بنا دیتا ہے۔

آن لائن رسائل کا مستقبل :

MedialDEAS کی رپورٹ کے مطابق 2009-2010ء میں عالمی طور پر آن لائن اخبارات و رسائل سے ہونے والی سالانہ آمدنی ساڑے آٹھ ارب ڈالر سالانہ ہے جو پورے بزنس کا 28 فی صد ہے۔ جس رفتار سے اس میں اضافہ ہو رہا ہے اسے دیکھتے ہوئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ 2020ء یہ آمدنی بڑھ کر بیس ارب دالر سالانہ ہو جائے گی جو پورے بزنس کا 58 فی صد ہوگا [120]۔

پہلا قدم :

آن لائن اخبار کا آئیڈیا انٹرنیٹ کی ایجاد سے بھی پرانا ہے۔ دنیا کا پہلا آن لائن اخبار انٹرنیٹ کی ایجاد سے دو دہائیاں قبل، 1974ء میں University of Illinois کے PLATO نامی نیٹ ورک پر جاری کیا گیا تھا جس کا نام News Report تھا [121]۔

دنیا کا سب سے پہلا انٹرنیٹ رسالہ 1995ء میں کناڈا کے ایک مضافاتی علاقے میں رہنے والی 15 سالہ لڑکی Hilary Rowland نے www.hilary.com نامی ڈومین سے جاری کیا۔ یہ رسالہ HILARY Magazine کے نام سے مشہور و مقبول ہوا۔ 2010ء میں اس رسالے کا نام تبدیل کر کے Urbanette Magazine رکھ دیا گیا [122]۔

Hilary Magazine کی اس رہنمائی نے بہتوں کو راستہ دکھایا اور ایک کے بعد ایک انٹرنیٹ رسائل اور اخبارات آن لائن ہونے لگے۔ 1995ء میں آن لائن ہونے والے دیگر رسائل تھے:

،Blue Moon Review ،Mississippi Review Online ،Eclectica ،CrossConnect Recursive Angel اور Makar وغیرہ۔ سلسلہ جاری ہے اور آج سائبر اسپیس میں بے شمار آن لائن اخبارات اور رسائل شائع ہو رہے ہیں۔

اردو زبان سائبر اسپیس میں کبھی پیچھے نہیں رہی۔

اس زبان میں بھی آن لائن اخبارات و رسائل بڑی تیزی سے منظر عام پر آنے لگے۔

---

120. https://joanrosxd.wordpress.com/tag/advantages-and-disadvantages-of-online-magazine/

121. https://en.wikipedia.org/wiki/Online_newspaper

122. http://urbanette.com/first-online-magazine-history/

اردو کے آن لائن اخبارات Urdu Online Newspapers

آج اردو زبان میں ہندو پاک کے بہت سارے اخبارات آن لائن ہو چکے ہیں۔ یہاں ہر ایک کا ذکر کرنا ممکن نہیں ہے۔ ذیل میں ہم ان میں سے چند بے حد اہم آن لائن اخبارات کا جائزہ لیں گے۔

روزنامہ سیاست *urdu.siasat.com*

حیدرآباد، دکن سے شائع ہونے والا یہ روزنامہ اس لحاظ سے بے حد اہم ہے کہ یہ اردو کا پہلا اخبار ہے جو آن لائن ہوا۔ آج اس اخبار کی دو شکلیں انٹرنیٹ پر موجود ہیں:

● پہلی شکل لائیو نیوز پیپر کی ہے جو urdu.siasat.com پر شائع ہوتا ہے۔ اردو کے علاوہ ''سیاست'' انگلش اور ہندی میں بھی دستیاب ہے۔

● دوسری شکل ای پیپر (e-paper) کی ہے جو epaper.siasat.com پر شائع ہوتا ہے۔ روزانہ کا پرنٹ ایڈیشن اسکین کر کے یہاں شائع کر دیا جاتا ہے۔ اس کے مطالعے کے لئے براؤزر میں پہلے ایک Reader سافٹ ویر لوڈ ہوتا ہے پھر اس میں اخبار لوڈ ہوتا ہے۔ اس ریڈر سافٹ ویئر میں Navigation کے لئے اور کسی اخبار کو Zoom in اور Zoom out کرنے کے لئے بڑا اچھا نظام بنا ہوا ہے۔ یہی نہیں کسی بھی خبر کو باآسانی Clip کر کے وہیں سے اس کو ای میل کرنے کی بڑی اچھی اور آسان سی سہولت بھی دستیاب ہے۔

روزنامہ منصف *www.munsifdaily.com*

حیدرآباد ،دکن سے شائع ہونے والا یہ اخبار بھی دو شکلوں میں انٹرنیٹ پر موجود ہے۔ پہلی شکل، *www.munsifdaily.com* پر خبروں کو Live Newpaper کی صورت میں شائع کیا جاتا ہے۔ دوسری شکل *www.munsifdaily.com/epaper/default.htm* پر e-paper کی صورت میں ہے۔ ای پیپر یہاں PDF کی شکل میں شائع کیا جاتا ہے جو براؤزر میں ہی کھلتا ہے۔ نیچے کی طرف Zoon in اور Zoon out کرنے کا سسٹم موجود ہے۔ صفحات

تبدیل کرنے کے لئے ماؤس کا اسکرول وہیل استعمال ہوتا ہے۔

روزنامہ اعتماد www.etemaaddaily.com

یہ بھی حیدرآباد، دکن کا ایک مقبول اخبار ہے۔ www.etemaaddaily.com پر اس اخبار کا آن لائن ایڈیشن شائع ہوتا ہے اور ای پیپر www.epaper.etemaaddaily.com/epapers/index.php پر شائع ہوتا ہے۔ ای پیپر کے صفحات اور اہم زمروں کے Navigation کا سسٹم اچھا ہے۔

روزنامہ صحافت www.sahafat.in

یہ اخبار بیک وقت دہلی، لکھنو اور ممبئی تین شہروں سے شائع ہوتا ہے: اس کی سائٹ www.sahafat.in پر پہونچتے ہی تین شہروں کے آپشنز آتے ہیں کہ آپ کون سا ایڈیشن پڑھنا چاہتے ہیں۔ آپ جس شہر کا ایڈیشن چنیں گے وہ اسکرین پر آجائے گا۔ پہلے اسکرین پر صفحۂ اول کی چھوٹی تصویر آئے گی اور دائیں طرف Page navigation ہے جہاں سے آپ اخبار کو کوئی بھی صفحہ کھول سکتے ہیں۔ صفحے کے اوپر کہیں بھی کلک کرتے ہی ایک الگ ونڈو میں اخباری سائز میں بڑی تصویر سامنے آجائے گی جسے آپ باآسانی پڑھ سکتے ہیں۔

روزنامہ انقلاب www.inquilab.com

ہندوستان کے مختلف شہروں میں اس اخبار کے بیک وقت 14 ایڈیشن چھپتے ہیں۔ اس کا آن لائن ایڈیشن www.inquilab.com پر شائع ہوتا ہے۔ اس ویب سائٹ پر تازہ خبریں آتی رہتی ہیں۔ روزانہ کا ای پیپر epaper.inquilab.com پر آتا ہے۔ اوپر ایک ڈراپ مینو ہے جس میں جس شہر کا ایڈیشن پڑھنا ہے وہ سیلیکٹ کر سکتے ہیں۔ مطلوبہ ایڈیشن کھلتے ہی بائیں طرف صفحات کی ننھی تصویریں ہیں جن کو کلک کرتے مطلوبہ صفحہ کھلتا ہے۔ صفحے پر کسی خبر کو کلک کرتے ہی وہ خبر ایک ونڈو میں بڑی ہو کر کھل جاتی ہے جسے باآسانی پڑھا جا سکتا ہے یا پھر اسے پرنٹ، ای میل، Save وغیرہ کیا جا سکتا ہے یا آپ چاہیں تو اس خبر پر اپنے تاثرات بھی درج کر سکتے ہیں۔ کسی بھی صفحے کو PDF فارمیٹ میں بھی تبدیل کیا جا سکتا ہے جسے آسانی سے Save کر کے رکھ سکتے ہیں۔

روزنامہ اودھ نامہ www.avadhnama.com

ہندوستان کے تین شہروں، علی گڑھ، لکھنؤ اور ممبئی سے اس اخبار کے ایڈیشن شائع ہوتے ہیں۔ www.awadhnama.com پر آپ اپنا مطلوبہ ایڈیشن چن سکتے ہیں۔ پہلے صفحے پر کلک کرتے ہی ایک نئی ونڈو میں پورے اخباری سائز کا ایک صفحہ کھلتا ہے جسے آپ بڑی آسانی سے پڑھ سکتے ہیں۔اوپر پیج نمبر دیئے ہوئے ہوتے ہیں جنہیں کلک کر کے آپ اخبار کا من چاہا صفحہ کھول کر پڑھ سکتے ہیں۔صفحہ اوّل میں گزشتہ شماروں،فوٹو گیلیری اور ایاً میگزین وغیرہ کے لنک بھی ہوتے ہیں۔

روزنامہ راشٹریہ سہارا www.roznamasahara.com

روزنامہ راشٹریہ سہارا ہندوستان کے دس شہروں، دہلی،کولکا تا،ممبئی،حیدرآباد،لکھنو،بنگلور،پٹنہ،رانچی،گورکھپوراور کان پور سے شائع ہوتا ہے۔اس کی ویب سائٹ www.roznamasahara.com پران شہروں کے آپشنز موجود ہیں جنہیں کلک کرنے پراس شہر کے ایڈیشن کا ای پیپرایک ریڈر میں کھلتا ہے۔اس ریڈر میں Save،Print،Zoom وغیرہ کے آپشنز ہیں۔Archive بھی ہے جہاں پرانے اخبارات دستیاب ہیں۔ www.roznamasahara.com/mpaper.aspx پراخبار کے ایڈیشنز PDF صورت میں بھی دستیاب ہیں۔

روزنامہ عوامی نیوز www.aawaminews.com

روزنامہ عوامی نیوز کے ایڈیشنز کولکاتا، رانچی اور پٹنہ سے شائع ہوتے ہیں۔اس کی ویب سائٹ پرکسی بھی ایڈیشن کو چنا جاسکتا ہے۔پھروہ ایڈیشن اخباری سائز میں اسکرین پرآجاتا ہے۔

روزنامہ آبشار www.aabshaardaily.com

یہ اخبار کولکاتا سے شائع ہوتا ہے۔لیکن اس کا ای پیپر جو فی الحال آن لائن ہے وہ ویب ڈیزائنر کی لاپرواہی سے مطالعے کے لائق نہیں ہے۔پرنٹ کے حروف بے حد چھوٹے ہیں اور پڑھے نہیں جاتے۔امید ہے جلد ہی ادارہ اس پر توجہ دے گا۔

روزنامہ اخبار مشرق www.akhbaremashriq.com

یہ کلکتے کا مشہور اخبار ہے جس کے ایڈیشنز دہلی اور رانچی سے بھی شائع ہوتے ہیں۔ اس کا ای پیپر www.akhbaremashriq.com پر دستیاب ہے۔ یہاں اس کے مختلف ایڈیشنز میں سے کوئی بھی ایڈیشن چنا جا سکتا ہے ۔اخبار کے مختلف صفحات کی ننھی تصاویر سامنے آتی ہیں جن میں سے کسی بھی صفحہ کو کلک کرتے ہی وہ صفحہ بڑا ہو کر اخباری سائز میں کھل جاتا ہے۔

روزنامہ جنگ www.jang.com.pk

پاکستان کے سب سے مشہور اخبار 'روزنامہ جنگ' کا انٹرنیٹ ایڈیشن www.jang.com.pk پر شائع ہوتا ہے۔اس اخبار کے ایڈیشنز پاکستان کے پانچ شہروں، کراچی، ملتان، لاہور، راولپنڈی اور کوئٹہ کے علاوہ لندن سے بھی شائع ہوتے ہیں۔ ویب سائٹ میں آپ کسی بھی ایڈیشن کو چن کر اسے کھول کر اس کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔

http://jang.com.pk/jang/ پر اخبار کا Live ایڈیشن آتا ہے جہاں ہر وقت تازہ خبریں مہیا کی جاتی ہیں۔ http://search.jang.com.pk/ پر وہی خبریں یونی کوڈ میں آتی ہیں جنہیں سرچ کیا جا سکتا ہے۔

روزنامہ انصاف www.insaf.com.pk

روزنامہ انصاف، لاہور سے شائع ہوتا ہے اور اس کا ای پیپر www.insaf.com.pk پر پڑھا جا سکتا ہے۔ ویب پیج کے اوپر موجود 12 بٹنوں کی مدد سے اخبار کے بارہ صفحات کھولے جا سکتے ہیں اور Archives سیکشن میں کسی بھی دن کا اخبار منتخب کیا جا سکتا ہے۔

روزنامہ جسارت www.jasarat.com

پاکستان کے دو شہروں، کراچی اور لاہور سے اس اخبار کے دو ایڈیشنز چھپتے ہیں۔www.jasarat.com پر ان ایڈیشنز کے epaper پڑھے جا سکتے ہیں۔

روزنامہ ایکسپریس www.express.com.pk

پاکستان کے چھ شہروں یعنی اسلام آباد، کراچی، لاہور، کوئٹہ، پشاور اور ملتان سے بیک وقت شائع ہونے والے اس اخبار کے آن لائن ایڈیشنز www.express.com.pk پر شائع ہوتے ہیں۔آپ یہاں جو ایڈیشن پڑھنا چاہتے ہوں اسے کلک کر دیں۔اس ایڈیشن کا Epaper سامنے آجائے گا۔

یہی نہیں ای پیپر کے اوپر کی جانب تازہ ترین لائیو خبریں بھی آتی رہتی ہیں۔

روزنامہ نوائے وقت www.nawaiwaqt.com.pk

اس اخبار کا لائیو پیج www.nawaiwaqt.com.pk/home پر شائع ہوتا ہے جہاں ہر وقت تازہ خبریں آتی رہتی ہیں۔ای پیپر www.nawaiwaqt.com.pk/E-Paper پر شائع ہوتا ہے۔

روزنامہ دنیا www.e.dunya.com.pk

روزنامہ دنیا پاکستان کے چھ شہروں سے شائع ہوتا ہے۔اس کی ویب سائٹ پر اس کے مختلف ایڈیشنز کو چنا جا سکتا ہے۔ مطلوبہ ایڈیشن کی کسی بھی خبر کو کلک کرتے ہی وہ خبر ایک الگ ونڈو میں کھل جاتی ہے۔

روزنامہ اوصاف www.dailyausaf.com

پاکستان کے اس اخبار کے کئی ایڈیشنز لاہور، اسلام، آباد، کراچی، ملتان، مظفر آباد، گلگت بلتستان، فرینکفرٹ اور لندن سے شائع ہوتے ہیں۔www.dailyausaf.com پر لائیو اخبار پڑھا جا سکتا ہے جہاں ہر وقت تازہ خبریں شائع ہوتی رہتی ہیں۔ای پیپرز www.ausaf.pk پر شائع کئے جاتے ہیں۔اسلام آباد، پشاور، لاہور، گلگت بلتستان اور یوروپی ایڈیشنز میں سۓ جو بھی پڑھنا چاہیں پڑھ سکتے ہیں۔

روزنامہ پاکستان www.dailypakistan.com.pk

پاکستان کے کئی شہروں سے اس اخبار کے مختلف ایڈیشنز چھپتے ہیں جنہیں dailypakistan.com.pk پر پڑھا جا سکتا

ہے۔اس ویب سائٹ پر تازہ خبریں آتی رہتی ہیں ساتھ ہی مختلف یڈیشنوں کے Epaper بھی دستیاب ہیں۔

روزنامہ طاقت www.dailytaqat.com

روزنامہ طاقت بھی پاکستان کے بیشتر شہروں میں شائع ہوتا ہے۔ *dailytaqat.com* پر اس اخبار کا ای پیپر شائع ہوتا ہے۔ای پیپر پر کلک کرتے ہی نئی ونڈو کھلتی ہے جس میں اخباری سائز کی تصویر سامنے آتی ہے جسے با آسانی پڑھا جاسکتا ہے۔

روزنامہ وقت www.dailywaqt.com

روزنامہ وقت لاہور سے شائع ہوتا ہے۔*dailywaqt.com* پر اس کا Epaper دستیاب ہے .اسکرین پر آنے والے صفحے کو کلک کرتے ہی وہ ایک نئی ونڈو میں اخباری سائز کا ای پیپر کھل جاتا ہے جسے با آسانی پڑھا جاسکتا ہے۔

روزنامہ قومی اخبار www.qaumiakhbar.com

روزنامہ قومی اخبار کراچی سے شائع ہوتا ہے۔ویب سائٹ میں تازہ خبروں کے علاوہ اخبار کا ای پیپر بھی موجود ہوتا ہے۔ جس میں کسی بھی مخصوص خبر کو کلک کرتے ہی وہ خبر بڑی ہو جاتی ہے۔

اخبارات کی فہرست اتنی طویل ہے کہ ہر ایک اخبار کا ذکر اس مقالے میں سمیٹنا ناممکن ہے اور غیر ضروری بھی۔ ہندوستان اور پاکستان سے شائع ہونے والے اردو روزناموں کی تعداد کئی سو ہے۔اوپر چند روزناموں کا ذکر بطور مثال پیش کیا گیا ہے تا کہ بات واضح ہو جائے۔ Google میں Urdu newspaper یا Urdu epeper سرچ کریں اور آپ خود ہی بے شمار آن لائن اخبارات تک پہونچ جائیں گے۔

اردو کی نیوز سائٹس Urdu News Sites

اردو کے کئی اخبارات مکمل طور پر ویب اخبارات ہیں یعنی یہ اخبارات کاغذ پر نہیں چھپتے بلکہ صرف آن لائن شائع ہوتے ہیں۔ ایسی ویب سائٹس میں Live خبریں آتی رہتی ہیں یعنی جیسے ہی کوئی خبر ملتی ہے اسے فوراً پوسٹ کر دیا جاتا ہے۔ متعدد اردو اخبارات ایسے ہیں جن کا اپنا Live نیوز پورٹل بھی موجود ہے جس میں Epaper کے شانہ بشانہ خبروں کی اشاعت ہوتی رہتی ہے۔ لیکن یہاں ہم صرف چند ایسی اہم نیوز سائٹس کا ذکر کریں گے جن کا پرنٹ ایڈیشن نہیں شائع ہوتا ہے۔

اردو پوائنٹ www.urdupoint.com

اردو پوائنٹ پاکستان کی مقبول ترین ویب سائٹ ہے۔ اس کی مقبولیت میں بڑا ہاتھ اس کے نیوز سیکشن کا بھی ہے۔ روزانہ کی تازہ ترین خبریں بڑے سلیقے سے مختلف زمروں کے تحت پوسٹ کی جاتی ہیں۔ حال کی تازہ ترین خبروں کے لئے ایک سیکشن مخصوص ہے۔ 'آج کا اخبار' کے تحت حالیہ دن کی تمام خبریں اخبار کی صورت میں آراستہ کر دی جاتی ہیں۔ سابقہ اخبارات بھی ایک سیکشن میں یکجا کر دیئے گئے ہیں جہاں سے سابقہ کسی بھی دن کا اخبار کھولا جا سکتا ہے۔ پاکستان کے مختلف شہروں کی خبریں ایک الگ سیکشن میں ہیں جس میں پاکستان کے تقریباً تمام چھوٹے بڑے شہر حروف تہجی کے لحاظ سے آراستہ ہیں۔ ان میں کس بھی شہر کے نام کو کلک کرتے ہی اس شہر سے متعلق ساری خبریں سامنے آجاتی ہیں۔ مستقل کاموں کا ایک سیکشن موجود ہے۔ ایک اور سیکشن مضامین و انٹرویوز کے لئے مخصوص ہے۔

تعمیر نیوز www.taemeernews.com

اس ویب سائٹ کے خالق اور مدیر حیدرآباد کے سید مکرم نیاز ہیں جو پیشے سے انجینئر ہیں اور حیدرآباد میں ایک اعلیٰ سرکاری عہدے پر فائز ہیں۔ انہوں نے یہ نیوز پورٹل 15 / دسمبر 2012ء کو شروع کی تھی۔ اس پورٹل میں خبریں درج ذیل زمروں کے تحت پوسٹ کی جاتی ہیں: عالم، عرب/مسلم، برصغیر، ہندوستان، شمالی ہند، جنوبی ہند اور مشرقی/مغربی ہند

ان کے علاوہ ایک سیکشن Supplements کا ہے جس کے تحت فلم/تفریح، شعر و دب، سائنس و ٹکنالوجی، کھیل/طب/صحت، خواتین/اطفال، مذہب و روحانیت اور سماجیات وغیرہ زمروں میں آرٹیکلس شائع کئے جاتے ہیں۔

'تعمیری سلسلے' کے نام سے قسط وار وار مضامین کے کئی سلسلے ہیں جیسے : ہند، تاریخ رتہذیب رثقافت، تاریخ دکن، مسلمانان ہند، کلاسیکی ادب، اردو ہے جس کا نام اور جنسیات وغیرہ۔ اس کے علاوہ ایک سیکشن کالموں رتجزیوں کا بھی ہے۔

بصیرت آن لائن www.baseeratonline.com

یہ ایک ہندوستانی آن لائن نیوز پورٹل ہے۔ ہندوستان کے کس شہر میں اس کا مرکز ہے یہ اس سائٹ میں کہیں درج نہیں ہے۔اس اخبار میں خبروں کو درج ذیل ضمروں میں آراستہ کیا گیا ہے:

ہندوستان، اخبار جہاں، مسلم دنیا، خاص خبریں، شمع فروزاں، مضامین و مقالات، جہان بصیرت، تاریخ و ادب، سیرت و شخصیات، اسلامیات، خواتین و اطفال اور طب و سائنس۔مجموعی طور پر سائٹ خوبصورت اور صاف ستھری ہے۔

BBC بی بی سی اردو www.bbc.com/urdu

لندن کی مشہور براڈ کاسٹنگ کمپنی BBC اپنی اردو خبروں کو اس نیوز پورٹل پر شائع کرتی ہے۔اشتہارات سے پاک، بڑا ہی صاف ستھرا نیوز پورٹل ہے جس میں خبروں کا انتخاب بھی نہایت سلیقے سے کیا جاتا ہے۔خبریں کئی زمروں میں آراستہ ہوتی ہیں جیسے ورلڈ، پاکستان، آس پاس، کھیل، فن فنکار اور سائنس۔ ان کے علاوہ تصاویر، آڈیو اور ویڈیو کے لئے الگ سیکشن بنے ہوئے ہیں۔آڈیو سیکشن میں بی بی سی اردو ریڈیو کے ساؤنڈ کلپس اور ویڈیو سیکشن میں خبروں سے متعلق ویڈیوز ہوتی ہیں۔

WN ورلڈ نیوز urdu.wn.com

یہ اردو نیوز پورٹل ایک بہت بڑے عالمی نیوز پورٹل کا حصہ ہے جس کا نام WorldNews Network ہے۔ یہ دراصل ایک News Aggregator Portal ہے اور دوسری نیوز سائٹس سے خبریں اکٹھی کر کے اپنی ویب سائٹ میں دکھاتا ہے۔اس میں بی بی سی اردو، وائس آف امریکہ، روس کی اسپتنک نیوز، جرمنی کی ڈی ڈبلیو نیوز، القمر نیوز اور عالمی اخبار وغیرہ جیسی سائٹس سے نیوز لے کر دکھایا جاتا ہے۔یعنی اس ایک نیوز سائٹ کے ذریعہ ساری نیوز سائٹس کی خبروں تک آسانی سے رسائی ہو جاتی ہے۔

وائس آف امریکہ www.urduvoa.com

یہ امریکی ریڈیو کی ویب سائٹ ہے۔اس سائٹ میں خبروں کو پاکستان، امریکہ، دنیا، سائنس، آرٹ، تعلیم، کھیل، خواتین، جنوبی ایشیا، مشرق وسطیٰ، مذہب وغیرہ زمروں میں شائع کیا جاتا ہے۔

ڈی ڈبلیو www.dw.com/ur

یہ جرمن ریڈیو کی نیوز سائٹ ہے۔اس ویب سائٹ میں عالمی خبریں، حالات حاضرہ، کھیل، فن وثقافت، سائنس اور ماحول، صحت اور معاشرہ وغیرہ زمروں کے تحت لائیو خبریں شائع ہوتی رہتی ہیں۔

القمر آن لائن www.alqamar.info

یہ پاکستان سے تعلق رکھنے والی ایک لائیو نیوز ویب سائٹ ہے۔اس میں خبروں کو درج ذیل زمروں میں شائع کیا جاتا ہے: اہم ترین، عالمی حالات، تعلیم وصحت، تقریبات، ادب، سائنس وٹکنالوجی، دلچسپ وعجیب، زراعت، شوبز، پاکستان، کاروبار اور کھیل وغیرہ۔

ہماری ویب www.hamariweb.com/news

اس ویب سائٹ کا تعلق کراچی، پاکستان سے ہے۔اس سائٹ میں خبروں کو درج ذیل زمروں میں آراستہ کیا جاتا ہے:
تازہ ترین، پاکستان، عالم، کھیل، فن وتفریح، سائنس وٹکنالوجی، تجارت ومعاشیات اور تعلیم

اردو ڈیلی نیوز www.urdudailynews.com

یہ ایک پاکستانی آن لائن نیوز ویب سائٹ ہے۔اخبار کے اپنے دعوے کے مطابق ویب سائٹ کی پیشانی پر" دنیا بھر میں سب سے زیادہ پڑھا جانے والا آن لائن اخبار" لکھا ہوا ہے۔اس نیوز سائٹ میں خبروں کو درج ذیل زمروں میں رکھا گیا ہے:
اسلام، عالم، تفریح، تجارت، صحت، دلچسپ، اطفال، خواتین، کھیل، کالم اور شاعری۔

بھٹکلی نیوز www.bhatkallys.com/?lang=ur

بھٹکل کرناٹک کا ایک ساحلی شہر ہے جہاں کے باشندوں کی تنظیم اس ویب سائٹ کا اہتمام کرتی ہے۔ خبروں کو درج ذیل زمروں میں رکھا جاتا ہے: تازہ ترین، بھٹکل و اطراف، صوبائی، قومی، خلیج، عالمی، سائنس و ٹکنالوجی، اردو مضامین، پکوان، کیریر اور تعلیمی اور فوٹو گیلیری۔

روزنامہ دستک www.dailydastak.com

اس اردو نیوز سائٹ کا تعلق ہالینڈ کے تین شہروں، ایمسٹرڈم، ہیگ اور روٹرڈم سے ہے جس کے چیف ایڈیٹر سیّد ارشاد قمر ہیں۔ اس سائٹ میں خبروں کو درج ذیل زمروں میں رکھا جاتا ہے:

ہالینڈ کی خبریں، بین الاقوامی خبریں، تارکین وطن کی خبریں، پاکستان کی خبریں، اسپین کی خبریں، مشرق وسطیٰ کی خبریں، گجرات کی خبریں، کھیلوں کی خطریں، تجارتی خبریں، بچوں کا صفحہ، خواتین کا صفحہ، طب وصحت، شاعری موسیقی، دلچسپ وعجیب، فن وثقافت، انٹرویو اور کالم وغیرہ۔

ملّت آن لائن www.millatonline.com

یہ ایک پاکستانی نیوز سائٹ ہے جس میں پاکستان کے ہر حصے کی خبریں شائع کی جاتی ہیں۔ اس سائٹ میں درج ذیل شعبے پائے جاتے ہیں:

ٹاپ اسٹوری، پاکستان، سندھ، پنجاب، خیبر پختونخوا، بلوچستان، کشمیر، گلگت اور انٹرنیشنل

ساحل آن لائن www.sahilonline.net

اس ویب سائٹ کا تعلق بھی کرناٹک کے بھٹکل سے ہے۔ اس سائٹ میں خبریں درج ذیل زمروں میں رکھی گئی ہیں:

ساحلی خبریں، ریاستی خبریں، ملکی خبریں، خلیجی خبریں، عالمی خبریں، اسپورٹس، فلمی خبریں، ادارتی مضامین اور فوٹو گیلیری۔

ان کے علاوہ خصوصی فیچر کے شعبے میں سیر و تفریح، بچوں کی دنیا، بزم خواتین، سائنس و ٹکنالوجی اور کئی دیگر زمرے ہوتے ہیں۔

جہلم اپ ڈیٹس www.jhelumupdates.pk

پاکستان کے جہلم سے شائع ہونے والی اس نیوز پورٹل میں خبروں کے درج ذیل زمرے موجود ہیں:
اسلام، جہلم کی خبریں، قومی خبریں، بین الاقوامی خبریں، کالم، انٹرویوز، دلچسپ وعجیب، صحت، شعروشاعری، فن وفنکار، کھیل اور فوٹوگیلیری۔

عالمی اخبار www.aalmiakhbar.com

پاکستان سے تعلق رکھنے والے اس اخبار میں خبروں کو درج ذیل زمروں میں سجایا جاتا ہے:
عالمی خبریں، پاکستان/بھارت، ایشیا/یوروپ/اسٹریلیا، مشرق وسطیٰ/افریقہ، مضامین/تجزیات، رپورٹس، ملٹی میڈیا، کھیل، شوبز، سائنس، انٹرویوز، شخصیات اور ادبیات وغیرہ۔

اردوگھر www.urdughar.com

یہ بھی ایک پاکستانی نیوز سائٹ ہے۔ اس میں خبریں، کاروبار، سائنس وٹکنالوجی، خواتین، صحت، ٹیلی کام، رپورٹ اور کھیل وغیرہ زمروں کے تحت خبریں شائع کی جاتی ہیں۔

نوائے ٹوکیو www.nawaetokyo.com

یہ 1991ء سے شائع ہونے والا جاپان کا پہلا اردو آن لائن اخبار ہے جس کے چیف ایڈیٹر اطہر صدیقی ہیں۔ اس میں تازہ عالمی اور جاپانی خبروں کے علاوہ اسلام، صحت، اردوادب، فیشن، شوبز، کھیل کھلاڑی اور پکوان وغیرہ کالمز شامل ہیں۔

جذبہ انٹرنیشنل www.jazba.co

اعجاز حسین پیارا کی ادارت میں شائع ہونے والے اس آن لائن اخبار میں اسپین، ناروے، اٹلی، بیلجیئم، جرمنی اور فرانس کی خبروں کے ساتھ ساتھ پاکستان اور دیگر ممالک کی خبریں بھی شائع کی جاتی ہیں۔ ان کے علاوہ دلچسپی کی دوسری خبریں، کالم اور افسانے وغیرہ بھی اس میں ہوتے ہیں۔

اردو کے آن لائن رسالے Urdu Online Magazines

اخبارات کی طرح رسائل نے بھی آج سائبر اسپیس میں اپنی جگہ بنالی ہے۔ آج اردو کے کئی رسالے انٹرنیٹ پر باقاعدگی سے شائع ہو رہے ہیں۔ آئندہ صفحات میں ان میں سے بعض اہم رسالوں کا مختصر جائزہ پیش کیا جا رہا ہے۔

ماہنامہ 'کائنات' www.kainaat.in

کلکتہ کے مضافاتی علاقوں جگتدل /کانکی نارہ سے شائع ہونے والا، **یہ دنیا کا سب سے پہلا اردو آن لائن ماہنامہ ہے** جو جنوری 2001ء سے www.urdudost.com نامی ویب سائٹ پر راقم الحروف کی ادارت میں شائع ہو رہا ہے۔ 2016ء سے اس رسالے کو اس کی اپنی الگ ویب سائٹ www.kainaat.in پر شائع کیا جا رہا ہے۔ دنیا کے 112 ملکوں میں اس کے 60 ہزار سے زیادہ قارئین موجود ہیں اور اس تعداد میں برابر اضافہ ہو رہا ہے۔ دنیا بھر کے ادباء و شعراء کی چنندہ حمد و نعت، غزلیں، نظمیں، افسانے اور مقالات اس رسالے میں شائع ہوتے ہیں۔ یہ رسالہ بالکل مفت ہے۔

شش ماہی 'جدید ادب' www.jadeedadab.com

یہ معروف شاعر و ادیب حیدر قریشی کی ادارت میں جرمنی سے شائع ہونے والا ایک باوقار رسالہ ہے جو ادبی دنیا میں بے حد مقبول ہے۔ یہ رسالہ بھی مفت دستیاب ہے۔

اس رسالے کا پہلا شمارہ جولائی 2003ء میں شائع ہوا۔ اس لحاظ سے 'جدید ادب' اردو کا پہلا رسالہ تھا جو آن لائن میگزین اور پرنٹ میگزین دونوں صورتوں میں منظر عام پر آیا۔ 8 سال تک باقاعدگی سے شائع ہونے کے بعد اس کا انیسواں شمارہ (جولائی تا دسمبر 2012ء) اس رسالے کا آخری شمارہ ثابت ہوا جو 600 صفحات کا، ضخیم 'میراجی' نمبر تھا۔ جدید ادب کے شماروں میں دنیا کے مختلف ممالک سے نہایت ہی معیاری تخلیقات کا انتخاب پیش کیا جاتا ہے۔

(ماہنامے) آنچل، نئے افق، حجاب www.aanchalpk.com

اس ایک ویب سائٹ پر بیک وقت تین رسائل کے آن لائن ایڈیشن شائع ہوتے ہیں۔

(۱) ماہنامہ آنچل، کراچی: یہ خواتین کا ماہنامہ ہے۔ اس میں خواتین کے افسانوں اور ناولوں کی قسطوں کے علاوہ بیوٹی گائڈ، کام کی باتیں، ڈش مقابلہ، بیاض دل، ہم سے پوچھئے اور آئینہ وغیرہ کالم شامل ہوتے ہیں۔

(۲) ماہنامہ حجاب، کراچی: یہ بھی خواتین کا رسالہ ہے۔ اس میں بھی خواتین کے افسانوں کے علاوہ بعض دلچسپ کالم جیسے بات چیت، ایک ملاقات، ہومیو کارنر، کچن کارنر، آغوش مادر، شوخیٔ تحریر، طب نبوی، ٹوٹکے، شوبز کی دنیا وغیرہ شامل ہوتے ہیں۔

(۳) ماہنامہ نئے افق، کراچی: یہ ایک جاسوسی رسالہ ہے جس میں جاسوسی کہانیاں شائع ہوتی ہیں۔

سہ ماہی 'دستک' www.dastak-urduduniya.com

جنوری 2007ء سے یہ سہ ماہی رسالہ عتیق احمد جیلانی کی ادارت میں شائع ہو رہا ہے۔ ڈاکٹر یوسف خشک، عبدالرب استاد اور نسیم سید اس کے مدیران اعزازی ہیں۔ رسالے میں دنیا بھر سے چنندہ ادبی تخلیقات شائع کی جاتی تھیں لیکن افسوس کہ جنوری 2012ء میں 18 ویں شمارے کی اشاعت کے بند ہوگئی۔ آج انٹرنیٹ پر اس کا اٹھارہواں شمارہ اور بقیہ تمام گزشتہ شمارے موجود ہیں۔

ماہنامہ 'پھول' www.phool.com.pk

لاہور سے شائع ہونے والے بچوں کے مشہور و مقبول رسالے 'پھول' کا Epaper ایڈیشن ہے۔ اس ویب سائٹ پر اس رسالے کا تازہ شمارہ اور گزشتہ چھ برسوں کے تقریباً تمام رسالے آن لائن موجود ہیں۔

ہفت روزہ 'نئی دنیا' www.urdunaiduniya.com

مشہور صحافی شاہد صدیقی کی ادارت میں دہلی سے شائع ہونے والا ہفتہ وار اخبار 'نئی دنیا' کا Epaper اس سائٹ پر دستیاب ہے۔ پورا اخبار یہاں پڑھا جا سکتا ہے۔ یہی نہیں اخبار کے گزشتہ شمارے بھی یہاں موجود ہیں۔

ماہنامہ 'شگوفہ' www.shugoofa.com

زندہ دلان حیدر آباد کا ترجمان، ماہنامہ شگوفہ ایک ایسا رسالہ ہے جو طنزیہ و مزاحیہ تخلیقات کے لئے مخصوص ہے جس کے

ایڈیٹر ڈاکٹر سید مصطفٰی کمال ہیں۔اس رسالے میں ہندوستان کے تقریباً تمام نامور طنز و مزاح نگاروں کی تخلیقات شائع ہوتی ہیں۔ویب سائٹ پر 2011 سے اب تک کے تمام شمارے دستیاب ہیں۔

ہفت روزہ 'اخبار جہاں' www.akhbar-e-jehan.com

کراچی سے شائع ہونے والے ہفتہ وار اخبار جہاں کا آن لائن ایڈیشن یہاں مفت دستیاب ہے۔اس رسالے میں عام دلچسپی کی خبریں اور مضامین وغیرہ شائع کئے جاتے ہیں جیسے قسط وار سلسلے، آپ کے خواب اور ان کی تعبیر، نفسیاتی مسائل، جہانِ فن، جام جہاں نما، پوچھیں گے قارئین، قرآن وسنت کی روشنی میں، یہ ہفتہ کیسا رہے گا؟، عالم اسلام، انٹرنیشنل نیوز ڈیسک، خواتین، ٹکنالوجی، ہالی ووڈ، کٹ پیس، خصوصی رپورٹس، مکتوبات اور بزم اطفال وغیرہ۔2011ء سے لے کر اب تک کے سارے پرانے شمارے بھی دستیاب ہیں۔

ہفت روزہ 'ندائے ملت' nidaimillat.nawaiwaqt.com.pk/ePaper

روزنامہ نوائے وقت کی جانب سے یہ ہفت روزہ رسالہ لاہور سے شائع ہوتا ہے۔60 صفحات کے اس رنگین اور تصاویر سے مزیّن رسالے میں عام دلچسپی کے مضامین شامل ہوتے ہیں۔

ہفت روزہ 'فیملی میگزین' family.nawaiwaqt.com.pk/epaper

یہ ہفت روزہ بھی روزنامہ نوائے وقت کی جانب سے ہی شائع ہوتا ہے۔64 صفحات کے اس رنگین وخوبصورت رسالے میں خواتین کی عام دلچسپی کی چیزیں شائع کی جاتی ہیں۔

ماہنامہ 'زندگی نو' www.zindgienau.com

یہ نئی دہلی سے شائع ہونے والا ایک دینی ماہنامہ ہے۔پرنٹ کے علاوہ انٹرنیٹ پر بھی یہ دوصورتوں میں موجود ہے(۱) یونی کوڈ ورژن (۲) فلپنگ بُک ورژن جس کے صفحات کتاب کے اوراق کی طرح ہی پلٹتے ہیں۔اس رسالے کا مقصد تبلیغ اسلام ہے اور اس میں بہت معیاری قسم کے اسلامی مضامین شائع کئے جاتے ہیں۔

ماہنامہ 'گلوبل سائنس' urdu.globalscience.net.pk

یہ کراچی سے شائع ہونے والے مشہور رسالے ''گلوبل سائنس'' کا انٹرنیٹ ایڈیشن ہے۔اس رسالے میں سائنس اور ٹکنالوجی کے تعلق سے بہت ہی کارآمد مضامین شائع کئے جاتے ہیں۔اس رسالے کا پرنٹ ایڈیشن تو 1998ء سے باقاعدگی سے نکل رہا ہے لیکن ویب سائٹ میں صرف مئی 2012ء سے ستمبر 2014ء تک کے شمارے موجود ہیں۔اس کے بعد سے کوئی شمارہ آن لائن نہیں کیا گیا ہے۔

'پارس آن لائن' www.paaras.org

یہ کناڈا سے شائع ہونے والا پہلا ذولسانی (Bilingual) آن لائن فیملی رسالہ ہے جس میں انگریزی اور اردو تخلیقات کی اشاعت کی جاتی ہے۔اردو سیکشن میں افسانے، اسلامی تحاریر، طنز و مزاح، حالات حاضرہ، انٹرویوز، سوانح حیات، سفر نامے، صحت اور کھیل سے متعلق مضامین شامل کئے جاتے ہیں۔

سہ ماہی 'اردو ریسرچ جرنل' www.urdulinks.com/urj

دہلی سے شائع ہونے والا یہ ایک مفت آن لائن رسالہ ہے جس میں صرف معیاری تحقیقی وتنقیدی مقالات ہی شائع کئے جاتے ہیں۔ پروفیسر ابن کنول اس کے سر پرست اور عزیر اسرئیل اس رسالے کے ایڈیٹر ہیں۔سب سے اہم بات ہے کہ رسالہ ISSN نمبر کے ساتھ ہے۔فروری 2014ء سے ستمبر 2015ء تک اس کے 6 شمارے منظرعام پر آچکے ہیں جنھیں PDF کی صورت میں ڈاؤن لوڈ بھی کیا جاسکتا ہے۔

رسالے کے ایک شمارے کے مشمولات کی فہرست سے اس کے معیار کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے:

تنقید و تحقیق

اردو غزل کے روایتی کردار، نوآبادیاتی تناظر میں	محمد رؤف
جاں نثار اختر کی انفرادیت بحیثیت رباعی گو	عبدالرّب
کشمیر میں اردو رباعی کیفیت وکمیت	ڈاکٹر مشتاق حیدر
مجبوریوں کا شاعر فانی بدایونی	محمد امتیاز
ہم عصر اردو افسانہ کے فکری سروکار	شہاب ظفر اعظمی

بیانیہ: تعریف وتوضیح	ریاض احمد کٹھو
''شاہین''، فکشن اور تاریخی استناد	فردوس احمد بٹ
اردوطنز ومزاح میں رشید احمد صدیقی کا درجہ	
اوران کے اسلوب کی بنیادی خصوصیات	ڈاکٹرجعفراحراری
علامہ راشدالخیری اور تعلیمِ نسواں	شاہ نواز فیاض
ابوالحیات اشرف کی کالم نگاری 'السلام علیکم' کے حوالے سے	سلمان فیصل
'سفر آشنا' کی بازقرءت منزل منزل عشق وجنوں	ڈاکٹرمشتاق صدف
انڈیا میں اُردوڈیوڈ میتھیوز	مترجم: ڈاکٹرمحمد سلمان بھٹی
اردوڈکشنری بورڈ کی اردولغت نویسی کے حوالے سے تحقیقی خدمات	مہرمحمداعجاز صابر
خواتین کے مسائل اور حیدرآباد کی اُردوصحافت	ظہورحسین بٹ
تعلیماتِ اقبال کا عہدِ حاضر میں اطلاق	نویدحسن ملک
کسوٹی (تبصرہ کتب)	
میرزا ادیب اورافسوں سازی	عزیزاسرائیل

سہ ماہی 'اردوکیمپس' www.esbaatpublications.com/urducamp

ممبئی سے جاری ہونے والا 'اردوکیمپس' طلباء کی نمائندگی کرنے والا اپنی نوعیت کا واحد اردو رسالہ ہے، جس کے مدیر اشعرنجمی ہیں۔

رسالہ خود اپنے بارے میں رقم طراز ہے:

علم وآگاہی کے پل صراط سے گزرنے والی نوجواں نسل کے نام وقف!

اردوکیمپس

محض ایک جریدہ نہیں بلکہ آنے والی کئی نسلوں کی ترتیب وتہذیب کے لیے صف بندی بھی ہے۔

"ینگ اڈلٹ لٹریچر (LiteratureAdultYoung)" کے میدان میں اپنی نوعیت کا پہلا اردو رسالہ ہے۔

اغراض ومقاصد

☆اردوشعروادب کے نوجوان، باشعوراوردیانت دارقارئین کی تعداد میں اضافہ کرنا۔

☆اردوادب کی بیش بہاروایات سے آگاہی۔

☆ زبان وبیان کے اسرارورموز سے واقفیت۔

☆ طلبا کی پوشیدہ تخلیقی صلاحیتوں کی دریافت۔

☆ کم ترصلاحیتوں کی نگہداشت اوران کی تربیت۔

☆ نصابی ساخت سے علاحدہ طلبا میں شعروادب کی خودمختارانہ افہام وتفہیم کے رجحان اورسعی کا فروغ۔

☆ تہذیبی معیار پرعلمی وادبی اختلاف رائے کے لیے ذہن سازی۔

☆ مختلف اصناف ادب کی تکنیک اوران کے بنیادی تقاضوں سے روشناسی۔

☆ تحقیقی امور پربہتر رہنمائی۔

☆ معتبرادیبوں اورطلبا کے درمیان ادبی وعلمی مکالمہ۔

☆ ملک بھرکی اہم یونیورسٹیوں اورکالجوں کے درمیان علمی روابط کا قیام۔

☆ ذرائع ابلاغ کے مختلف شعبے،یعنی سکرپٹ رائٹنگ،صحافت، نیوز ریڈنگ، ویب ڈیزائننگ وغیرہ کا تکنیکی تعارف اوررہنمائی۔

سہ ماہی 'اثبات' www.esbaatpublications.com/esbaatmag

اشعرنجمی کی ادارت میں شائع ہونے والا یہ ایک معیاری دبی رسالہ ہے۔

رسالہ خوداپنے متعلق رقم طراز ہے:

ادب کی مثبت ورآفاقی قدروں کا ترجمان ہے:

نئی صدی کا آغاز "ادب کی بحالی" سے ہو چکا ہے۔ یہ نیا دور "اثبات" کے اجرا کا جواز بھی ہے اور اس کا موقف بھی۔ واضح رہے کہ کسی مخصوص نظریے کے ملبے پر "اثبات" کی بنیاد نہیں رکھی گئی ہے اور نہ ہی ادب کو فن کے حریف خیموں میں تقسیم کرنے سے "اثبات" کو کوئی دلچسپی ہے۔ ادب اور معاشرے میں ہرطرز فکر، فنی

رویے اورنظریے کو " کلام " میں شامل ہونے کی آزادی حاصل ہونی چاہیے چاہے وہ مارکسیت ہو، یا ثقافتی مادیت ، جدیدیت ہو یا مابعد جدیدیت ، تانیثیت ہو یا نئی تاریخیت ، ادب برائے ادب ہو یا ادب برائے انقلاب۔ورنہ کسی قسم کی تقسیم انجام کار نراجیت یا آمریت کا پیش خیمہ ثابت ہوتی ہے۔

ہر رسالے کا اپنا ایک مزاج ہوتا ہے یا ہونا چاہیے ورنہ " بے چہرگی " کا مسئلہ اٹھ کھڑا ہوگا۔اپنے موقف اور جواز کے باوجود "اثبات" کا اپنا ایک مزاج ہے۔ادب کی داخلی جمہوریت کی پاسداری کی ہر ممکن کوشش "اثبات" کے نصب العین میں شامل ہے تاکہ روشن خیالی کی وہ گراں قدر روایتیں مسخ نہ ہوں جیسا کہ کئی معاصر رسالے یہ کام منصوبہ بند طریقے سے انجام دے رہے ہیں۔

اثبات کے 10 ویں شمارے کی اشاعت کے ساتھ ہی اس کا یہ ویب ایڈیشن اردو یونیکوڈ تحریر میں لفظ/فقرہ کی تلاش کی سہولت کے ساتھ انٹرنیٹ کے معزز صارفین/ قارئین کی خدمت میں پیش ہے۔فی الوقت شمارہ:8، 9اور 10 (اوراس کے بعد کے تمام شمارے) آن لائن مہیا کیے جارہے ہیں۔مستقبل قریب میں "اثبات" کے تمام سابقہ شمارے بھی اَپ لوڈ کیے جائیں گے۔

ماہنامہ 'چہارسُو' chaharsu.wordpress.com

یہ راولپنڈی، پاکستان سے شائع ہونے والا ایک معیاری ادبی رسالہ ہے جس کے مدیر گلزار جاوید ہیں۔یہ رسالہ بطور پرنٹ ایڈیشن گزشتہ 20 برسوں سے شائع ہورہا ہے۔گزشتہ کئی برسوں سے یہ رسالہ PDF کی صورت میں قارئین کو بذریعہ ای میل بھی بھیجا رہا ہے۔اس رسالے کی ایک ویب سائٹ تو موجود ہے لیکن اس میں صرف ڈاؤن لوڈ کے لنکس موجود ہیں۔رسالہ آن لائن پڑھنے کے لئے موجود نہیں ہے۔ہر شمارے کی اشاعت کے بعد ایک ای میل کے ذریعہ قارئین کو مطلع کیا جاتا ہے جس میں ڈاؤن لوڈ کرنے کا لنک بھی موجود ہوتا ہے جسے کلک کرکے رسالہ داؤن لوڈ کیا جاسکتا ہے۔

ماہنامہ 'سرگوشی' www.sargoshi.com

پاکستان سے شائع ہونے والے اس رسالے کے ایڈیٹر انچیف باقر علی قزلباش ہیں اور ایڈیٹر ہانی ظفر ہیں۔یہ رسالہ ایک بے حد خوبصورت ، رنگین اور باتصویر رسالہ ہے جس میں سیاسی اور ثقافتی موضوعات پر مضامین شائع کئے جاتے ہیں۔ویب سائٹ میں رسالہ ایک Flip book کی صورت میں کھلتا ہے۔یعنی کتابی سائز کے صفحات بالکل اصلی صفحات کی طرح پلٹتے ہیں۔

ایسی آن لائن بک کا مطالعہ کرتے وقت قاری کو یہ احساس ہوتا ہے کہ وہ کسغزی رسالہ ہی پڑھ رہا ہے۔ پریشانی صرف سست انٹرنیٹ اسپیڈ والوں کو ہوتی ہے۔ ایک صفحہ کھلنے میں بھی زمانہ لگ جاتا ہے۔ اس سائٹ میں یہ سہولت بھی دی گئی ہے کہ آپ چاہیں تو رسالہ پی ڈی ایف کی صورت میں ڈاؤن لوڈ بھی کر سکتے ہیں۔

ماہنامہ 'کمپیوٹنگ' www.computingpk.com

یہ کراچی سے شائع ہونے والا، اردو زبان میں انفارمیشن ٹیکنالوجی کا واحد مستند جریدہ ہے جس کے چیف ایڈیٹر امانت علی گوہر اور ایڈیٹر علمدار حسین ہیں۔ اس رسالے میں عہدِ حاضر کی جدید ترین ٹیکنالوجی پر علمی اور تحقیقی مضامین شاملِ اشاعت ہوتے ہیں۔ گو اس وقت کمپیوٹر کے حوالے سے چند اور جرائد بھی مارکیٹ میں موجود ہیں لیکن شومئی قسمت کہ وہ آئی ٹی اور کمپیوٹر کے سیر حاصل مواد سے خالی نظر آتے ہیں۔ ماہنامہ ''کمپیوٹنگ'' اس زاویے سے یقیناً پاکستان کا واحد علمی جریدہ ہے جس میں کمپیوٹر اور اس سے وابستہ، دنیا بھر کی تمام جدید ترین معلومات، آرٹیکلز اور تصاویر موجود ہیں۔ ماہنامہ ''کمپیوٹنگ'' کی ایک بڑی خوبی یہ بھی ہے کہ یہ قومی زبان میں شائع کیا جا رہا ہے تاکہ کمپیوٹر کی تعلیم کا ابلاغ ہر طبقۂ فکر میں عام ہو سکے۔

ISSN کا حامل یہ جریدہ اپنے موضوع اور مواد کے اعتبار سے آئی ٹی کے طالب علموں کے لیے گائیڈ کا کام کر رہا ہے اور اس کی تدوین میں شامل پوری ٹیم اپنے شعبوں میں ماہرین تصور کی جاتی ہے۔

ماہنامہ کمپیوٹنگ اپنے گزشتہ شماروں میں کمپیوٹر اور انٹرنیٹ کے سینکڑوں مختلف موضوعات پر مضامین شائع کر چکا ہے۔ ان میں کمپیوٹر سائنس کے دقیق موضوعات کے ساتھ ساتھ عام قارئین کے روز مرہ امور میں کام آنے والی تحریریں بھی شامل ہیں۔ کمپیوٹنگ کا ایک امتیاز یہ بھی ہے کہ اس میں شائع ہونے والی تحریریں اس طرح مرتب کی جاتی ہیں کہ وہ عام قاری کے لئے قابل فہم ہوں۔ نیز، یہ کوشش بھی کی جاتی ہے کہ پورے شمارے پر ایک ہی موضوع کی چھاپ نہ لگے۔ اس لئے ہر ماہ نت نئے موضوعات اور عنوانات کے ساتھ دلچسپ تحریریں شائع کی جاتی ہیں۔

رسالہ آن لائن مطالعے کے لئے مفت دستیاب ہے لیکن پی ڈی ایف کی شکل میں ڈاؤن لوڈ کرنے کے لئے آپ کو اس کا خریدار بننا پڑے گا۔ سالانہ خریداروں کو رسالے کا پرنٹ ایڈیشن بذریعہ ڈاک ارسال کیا جاتا ہے ساتھ ہی پی ڈی ایف فائل کا ڈاؤن لوڈ لنک بھی مہیا کیا جاتا ہے تاکہ اگر وہ چاہیں تو اس رسالے کی PDF کاپی ڈاؤن لوڈ کر کے محفوظ کر سکتے ہیں۔

پندرہ روزہ 'وقار ہند' www.viqarehind.com

حیدرآباد سے شائع ہونے والا یہ ایک پندرہ روزہ رسالہ ہے جس میں عام دلچسپی کی خبریں اور مضامین وغیرہ شائع کئے جاتے ہیں۔

سہ ماہی 'دیدہ ور' www.deedahwar.net

رضیہ مشکور کی ادارت میں علی گڑھ اردو کلب سے شائع ہونے والا یہ ایک سہ ماہی رسالہ ہے جو اکتوبر 2007ء کے اواخر میں شروع ہوا تھا لیکن (شاید) 16 شماروں کے بعد یہ رسالہ بند ہو گیا۔

ماہنامہ 'ترجمان القرآن' www.deedahwar.net

جماعت اسلامی کے ترجمان اس رسالے کے مدیر پروفیسر خورشید احمد کرتے ہیں۔ 1933ء میں اس رسالے کا پہلا شمارہ مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کی ادارت میں شائع ہوا تھا۔ 1997ء سے پروفیسر خورشید احمد اس کی ذمہ داریاں سنبھالے ہوئے ہیں ۔جنوری 2003ء سے یہ رسالہ پرنٹ کے ساتھ ساتھ آن لائن بھی شائع کیا جا رہا ہے۔ یہ رسالہ مولونا مودودی اور جماعت اسلامی کے خیالات کا نقیب ہے۔

ماہنامہ 'الرسالہ' www.alrisala.org

مولانا وحیدالدین خان کے افکار ونظریات پر مشتمل یہ رسالہ 2010 کے بعد سے آن لائن دستیاب ہے۔اس میں زیادہ تر مولانا کے مضامین وفرمودات کی اشاعت کی جاتی ہے۔

ہفت روزہ 'بچوں کا پاکستان'

www.dailypakistan.com.pk/Magazine/bachon-ka-pakistan

پاکستان کے مشہور اخبار روزنامہ پاکستان کا ایک ہفتہ وار رسالہ ہے جو بچوں کے لئے مخصوص ہے۔۱۸ صفحات کے اس اخبار میں بچوں کے لئے کہانیاں، مضامین اور نظمیں وغیرہ شائع کی جاتی ہیں۔

ہفت روزہ 'زندگی'

www.dailypakistan.com.pk/Magazine/zindagi

یہ بھی روزنامہ پاکستان کا ہی ایک ہفتہ وار رسالہ ہے جس میں عام دلچسپی کے مضامین شائع کئے جاتے ہیں۔

سہ ماہی 'شعروسخن' www.sherosokhan.com

یہ آن لائن رسالہ کناڈا سے جناب سردار علی نکالتے ہیں۔ ہر شمارے میں 15 مضامین، 15 افسانے اور 15 شعراء کا کلام شامل کیا جاتا ہے۔اس کے علاوہ دلچسپی کی دیگر چیزیں بھی شائع کی جاتی رہتی ہیں۔

ماہنامہ 'عالمی سہارا' www.aalamisahara.com

یہ مشہور رسالے ماہنامہ عالمی سہارا کا Epaper ہے۔اس رسالے میں سیاسی، سماجی، ثقافتی و فلمی آرٹکلس شائع کئے جاتے ہیں۔ویب سائٹ پر یہ رسالہ Flip book کی صورت میں پیش کیا جاتا ہے جسے جس کے اوراق کاغذی رسالے کی طرح ہی پلٹتے ہیں۔

4.5 : بلاگنگ (Blogging) : صحافت ایک نئے اوتار میں

بلاگ، بلاگنگ اور بلاگر ..... کیا ھیں؟

BLOG دراصل *WEBLOG* یا *Web Log* کا مخفف ہے۔جس کے معنی ہیں ایک ہمیشہ اَپ ڈیٹ کی جانے والی ذاتی آن لائن ڈائری جس میں تاریخی ترتیب سے اندراجات کئے جاتے ہوں۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں آپ اپنے خیالات اور جذبات کا کھل کر اظہار کر سکتے ہیں اور اسے دنیاوالوں کے ساتھ share کر سکتے ہیں۔ایک بلاگ آپ کی ڈائری کے صفحات کی طرح ہی ہے جہاں آپ اکثر و بیشتر کچھ لکھا کرتے ہیں۔فرق صرف اتنا ہے کہ آپ کی ڈائری آپ کی نجی چیز ہے جسے دوسرے نہیں پڑھ سکتے لیکن ایک بلاگ کو لوگ بڑی آسانی سے پڑھ سکتے ہیں۔ یہاں آپ وہی باتیں درج کرتے ہیں جنہیں آپ دنیا کے سامنے پیش کرنا چاہتے ہیں۔ بلاگ لکھنے کو انگریزی میں Blogging اور بلاگ لکھنے والے کو Blogger کہا جاتا ہے۔

وکی پیڈیا میں بلاگ کی تعریف یوں درج ہے:

> ''بلاگ گفتگو یا معلومات کی ایسی جگہ ہے جو ورلڈ وائیڈ ویب پر تاریخ وار اس ترتیب سے شائع ہو کہ نئی پوسٹ سب سے پہلے آئے۔''

ایک عام ویب سائٹ اور بلاگ میں فرق:

ایک عام ویب سائٹ کے صفحات زیادہ تر جامد (static) ہوتے ہیں اور ان میں آپ وہی دیکھتے ہیں جسے اس ویب سائٹ کے ڈیزائنر نے HTML کوڈز کی مدد سے ڈیزائن کر کے اَپ لوڈ کیا ہوتا ہے۔اسے بار بار اَپ ڈیٹ کرنا ایک مشکل کام ہوتا ہے اور ایک عام آدمی جو ویب ڈیزائنر نہ ہو،اس کے لئے تو بے حد مشکل یا تقریباً ناممکن ہوتا ہے۔ جب کہ بلاگ ایک متحرک (Dynamic) ویب سائٹ ہے جسے ایسے سافٹ ویئر کی مدد سے تیار کیا جاتا ہے جس کے ذریعہ ایک عام آدمی، جو پروگرامنگ کی ابجد سے بھی واقف نہ ہو، بڑی آسانی سے اپنے بلاگ کو اَپ ڈیٹ کر لیا کرتا ہے۔یہی نہیں بلکہ بلاگ کے قاری بھی اپنے تاثرات کا

بڑی آسانی سے اظہار، ساتھ ساتھ اسی صفحے پر کر سکتے ہیں۔

[میں نے ایک عام ویب سائٹ اور بلاگ کے درمیان جو فرق اوپر بیان کیا ہے وہ کوئی کلیہ نہیں ہے۔ آج کل یہ فرق بہت کم رہ گیا ہے۔ آج کل ویب سائٹس بھی PHP اور ASP وغیرہ زبانوں کا استعمال کر کے بنائی جارہی ہیں جو بہت ہی dynamic ہوتی ہیں اور انہیں بڑی آسانی سے اَپ ڈیٹ کیا جاسکتا ہے۔

میں آپ کو تکنیکی اصطلاحات میں الجھائے بغیر سیدھے سادے الفاظ میں بس اتنا بتانا چاہوں گا کہ بلاگ ایک ایسی ویب سائٹ ہے جہاں کچھ بھی شائع کرنا آپ کے لئے بے حد آسان ثابت ہوگا۔ جس کے لئے آپ کو نہ کوئی پروگرامنگ لینگو یج سیکھنے کی ضرورت ہے اور نہ ہی کسی اَپ لوڈنگ سافٹ ویئر کی ضرورت ہے۔ جہاں آپ اپنے ماؤس کے صرف چند کلک کر کے جب چاہیں کچھ بھی شائع کر سکتے ہیں، شائع شدہ مواد کو ایڈیٹ کر سکتے ہیں یا اسے delete کر سکتے ہیں۔ سب کچھ بڑی آسانی کے ساتھ۔

یہ تو تکنیکی باتیں ہوئیں لیکن اصولی طور پر 'بلاگ' کا جو سب سے اہم پہلو ہے، وہ یہ ہے اس میں بلاگ لکھنے والے کے اپنے نظریات و خیالات کا عکس ہونا لازمی ہے۔ بقول مشہور بلاگر ایم بلال ایم ''اگر آپ صرف کسی دوسرے کی شاعری یا خبریں پوسٹ کرتے ہیں تو یہ شاعری یا خبروں کی ویب سائٹ تو ہو سکتی ہے مگر بلاگ نہیں۔ البتہ آپ کسی کی شاعری یا کسی خبر پر اپنا تجزیہ، تبصرہ یا رائے وغیرہ لکھتے ہیں تو پھر یہ بلاگ ہوگا۔ بالکل اسی طرح آپ ادھر ادھر سے معلومات، ویڈیوز، ٹیوٹوریلز یا اچھی باتیں وغیرہ وغیرہ پکڑ کر شائع کر دیتے ہیں تو یہ بلاگ نہیں ہوگا۔ ہاں اگر یہ چیزیں آپ کی اپنی بنائی ہوں تو پھر یہ بلاگ ہوگا کیونکہ آپ کی بنائی ہوئی چیز میں آپ کی سوچ جو شامل ہوگی، جیسے آپ کی اپنی شاعری ہے، تو وہ بلاگ ہے، بس فرق اتنا ہے کہ آپ کی سوچ نثر کی بجائے شاعری کی صنف میں ہے۔'' [129] [130] [131]

بلاگ کے استعمال :

بلاگ سے درج ذیل فائدے حاصل کئے جاسکتے ہیں۔

(۱) اسے اپنی نجی ڈائری کے طور پر استعمال کیا جاسکتا ہے یعنی آپ اپنے خیالات اور نظریات اس میں شائع کر سکتے ہیں۔

(۲) اگر آپ شاعر یا ادیب ہیں تو اپنی غزلیں، نظمیں، افسانے یا مضامین اس میں شائع کر سکتے ہیں۔

---

129. http://www.mbilalm.com/blog/what-is-blog-detailed-discussion/

130. http://www.mbilalm.com/blog/urdu-blogistan-of-pakistan/

131. http://www.bbc.com/urdu/science/2010/03/100308_blogs_pakistan_zs.shtml

(۳) اپنے بلاگ میں آپ اپنی تصاویر شائع کر سکتے ہیں۔

(۴) ادبی یا غیر ادبی ویڈیوز آپ اپنے بلاگ میں شائع کر سکتے ہیں۔

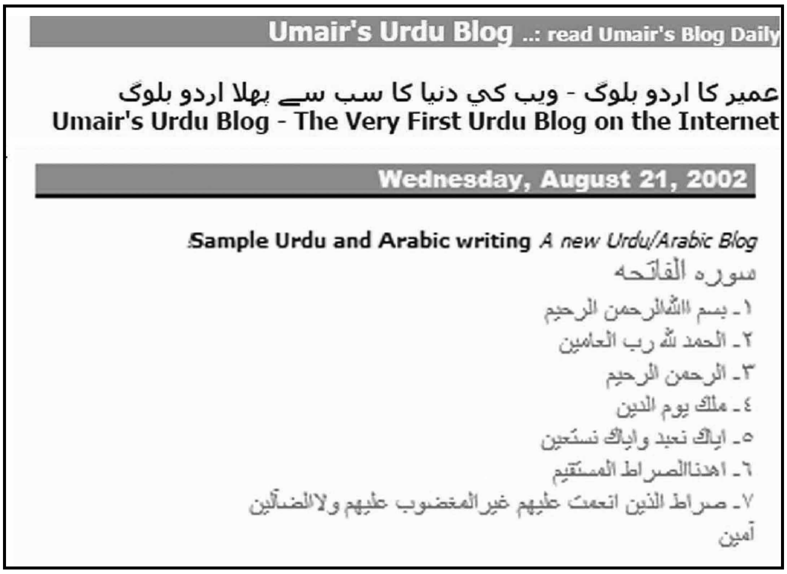
(۵) آپ چاہیں تو اپنا ادبی آن لائن میگزین یا نیوز لیٹر اپنے بلاگ میں شائع کر سکتے ہیں۔

(٦) آپ اپنا بایوڈاٹا یا Resume وغیرہ اپنے بلاگ میں شائع کر سکتے ہیں۔آپ کسی کو بھی اپنا تعارف دینا چاہتے ہوں تو انہیں صرف اپنے بلاگ کا ایڈریس دے دیں۔

(۷) آپ تھوڑی محنت کریں تو اپنی پوری ویب سائٹ اپنے بلاگ پر بنا سکتے ہیں۔

اردو بلاگنگ کی بے حد مختصر تاریخ :

اب تک دستیاب تمام شواہد کے مطابق عمیر سلام کو اردو کا پہلا بلاگر مانا جاتا ہے جنہوں نے 21 اگست 2002ء کو ''ٹرائی پاڈ ڈاٹ کام'' سے اپنی اردو بلاگنگ کا آغاز کیا۔اس کے بعد فروری 2003ء میں وہ ''سلام بازار ڈاٹ کام'' پر منتقل ہو گئے اور پھر ''عمیر سلام ڈاٹ کام'' کے نام پر انہوں نے اپنا بلاگ بنالیا۔


Umair's Urdu Blog ..: read Umair's Blog Daily

عمير كا اردو بلوگ - ويب كي دنيا كا سب سے پهلا اردو بلوگ
Umair's Urdu Blog - The Very First Urdu Blog on the Internet

Wednesday, August 21, 2002

Sample Urdu and Arabic writing *A new Urdu/Arabic Blog*

سوره الفاتحه
١۔ بسم اللہ الرحمن الرحيم
٢۔ الحمد لله رب العامين
٣۔ الرحمن الرحيم
٤۔ ملك يوم الدين
٥۔ اياك نعبد واياك نستعين
٦۔ اهدنا الصراط المستقيم
٧۔ صراط الذين انعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين
آمين

21 اگست 2002ء کو ٹرائی پاڈ ڈاٹ کوم پر پوسٹ کیا جانے والا عمیر سلام کا پہلا بلاگ

بی بی سی اردو نے اپنی اردو بلاگنگ کا آغاز آپ کی آواز زمرہ کے تحت جنوری 2004ء میں ''بابو بھائی کی کارپوریشن'' کے عنوان سے تحریر لکھ کر کیا۔اس کے بعد ''ویب سے'' اور ''منکہ ایک بلاگر ہوں'' کے عنوان سے تحاریر شائع ہوئیں اور پھر یہ سلسلہ آج

تک چل رہا ہے۔

فروری 2004ء میں آصف اقبال نے ''بارے کچھ شب و روز من'' کے عنوان سے اپنی اردو بلاگنگ شروع کی۔ اب آصف اقبال کا ذاتی بلاگ تو تاریخ کے گمشدہ اوراق میں گم ہو چکا ہے، مگر ان کی اردو بلاگنگ پر لکھی گئی کئی تحاریر اردو ویب بلاگ پر موجود ہیں۔

انہیں دنوں اردو کے ایک اہم رضا کار زکریا اجمل بھی اردو کمپیوٹنگ اور بلاگنگ پر اپنی تحقیق انگریزی میں شائع کرتے مگر ساتھ ساتھ ایسی تحاریر بھی ہوتی جو ایک وقت میں اردو اور انگریزی دونوں میں لکھتے تاکہ اگر کسی کو اردو پڑھنے میں مشکل ہو تو وہ انگریزی پڑھ کر اردو کے متعلق جان سکے۔ سب سے پہلے زکریا نے ہی اپنے بلاگ پر انگریزی کے ساتھ ساتھ اردو درست انداز میں دکھانے کی سہولت شامل کی تھی۔

شروع 2004ء میں کراچی سے تعلق رکھنے والے کسی جلال الدین احمد خان نے ''تزک جلالی'' کے نام سے اپنے بلاگ کا آغاز کیا اور صرف چار مہینے تک لکھا۔ نومبر 2004ء میں جلال کے بلاگ پر دوسرے لوگ انگریزی میں بلاگنگ کر رہے ہیں۔

مئی 2004ء میں کراچی کا دانیال نامی شخص اردو بلاگنگ کرتا پایا گیا۔ یہ بندہ ایک ہی بلاگ پر اردو اور انگریزی دونوں زبانوں میں بلاگنگ کرتا تھا مگر اردو میں کم اور انگریزی میں زیادہ لکھتا۔ بہرحال دانیال کا اپنا بلاگ تو ناپید ہو چکا ہے مگر اس کی اردو بلاگنگ کے متعلق لکھی گئی چند تحاریر اردو ویب بلاگ پر دستیاب ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ورڈ پریس کا سب سے پہلا مکمل اردو تھیم اسی نے بنایا تھا۔

جون 2004ء میں ایک بلاگ ''الف مقصورہ'' کے نام سے شروع ہو کر سال بعد چند پوسٹوں پر رک گیا۔

اگست 2004ء میں ''اردو ملٹی میڈیا'' کے نام سے ایک بلاگ شروع ہوا۔ جس پر چودہ پندرہ پوسٹ ہوئیں جن میں چار پانچ اردو کمپیوٹنگ اور بلاگنگ کے متعلق، دو تین دیگر تحاریر اور باقی خواتین ریسلر کی نیم برہنہ اور عجیب و غریب تصاویر تھیں۔

اکتوبر 2004ء میں ہندوستان سے شعیب نے اردو بلاگ بنایا۔ دعوے کے مطابق ہندوستان سے یہ اردو کا پہلا بلاگ ہے۔ نومبر 2006ء تک یہ بلاگ چلتا رہا پھر چار پانچ سال کی لمبی چھٹی پر چلا گیا۔ مئی 2011ء میں دوبارہ شروع ہو گیا۔

نومبر 2004ء میں کسی ضیاء نامی شخص نے ''کیفِ حقیقت'' کے نام سے اردو بلاگ لکھنا شروع کیا مگر ستمبر 2005ء تک لکھنے کے بعد اردو بلاگنگ سے رخصت لے لی۔

نومبر 2004ء میں پاکستانی نژاد خاور کھوکھر نے فرانس سے ''خاور کی بیاض'' کے نام سے اپنا بلاگ شروع کیا۔ خاور



نئی باتیں / نئی سوچ

Saturday, October 30, 2004

اسپیشل افیکٹس

افف ۔۔ کیا ہولناک قیامت کا منظر تھا ! سمندر کا پانی تیزی کے ساتھ پورے امارات میں گھسا چلا آرہا ہے ، لوگ خوف کے مارے دیوانہ وار بھاگ رہے تھے ، عمارتیں یکے بعد دیگر ڈوب رہی تھیں ، تمام شہروں کی شاہراہوں پر ٹرافک جام تھا ، شارجہ کے لوگ دبئی کی جانب بھاگ رہے اور دبئی کے لوگ شارجہ کی جانب ، ہر جگہ پانی ہی پانی ، لوگ افراتفری میں ایکدوسرے پر چڑھ گئے ، ہر طرف انسانی چیخیں ، کوئی بچانے والا بھی نہیں ہر کوئی اپنی جان بچانے کی خاطر ہاتھ پاؤں مار رہا تھا ، امیر لوگ بلڈنگوں کی چھتوں پر ہیلی کوپٹر کے ذریعے اپنی اپنی جانیں بچانے کی ناکام کوشش کر رہے تھے ۔ شارجہ کورنیش اور دبئی کریک دونوں ابل پڑے اور دیکھتے ہی دیکھتے پورے شہر ڈوبنے لگے ، میں نے دیکھا کہ سمندر سے اٹھتی ہوئی سو فٹ اونچی پانی کی دیوار اپنی پوری قوت اور ایک دہشت کے ساتھ ، پورے جوش میں سب کو روندتے ہوئے آگے بڑھ رہی ہے جس کی ضد میں آکر میں بھی غوطے کھانے لگا اور میری سانس رک گئی ۔ رات کو سونے سے پہلے انگریزی فلم Day after Tomorrow دیکھا جس میں پورے نیویارک کو ڈوبتے ہوئے دکھایا گیا اور یہی منظر خواب میں بھی دیکھا مگر یہاں نیویارک کے بجائے امارات ڈوب رہا تھا ۔ میرے خواب زیادہ تر اسپیشل افیکٹ سے بھرے ہوتے ہیں کیوں کہ مجھے اسپیشل افیکٹس سے محبت ہے اور خوابوں میں بھی اسپیشل افیکٹ ہوتا ہے ۔ خواب میں سمندر کا پورا پانی امارات کو لے ڈوب رہا تھا جس کی ضد میں آکر میری سانس رک گئی تھی اسی کے ساتھ نیند سے بیدار ہوا ، اپنے آپ کو سہی سلامت پاکر خوشی کے مارے زور زور سے سانس لینے لگا ۔ اچھا ہوا کہ میری آنکھ کھل گئی

ہندوستان سے پہلا اُردو بلاگ
First Urdu Blog from India

IndiWriter
indiblogger.in

حالیہ تحریریں

سویتا بھابی کا وال اچھا
تو میرا خدا میں تیرا خدا
دھونڈو تو خدا بھی مل جائے
مصروفیت
معلوماتِ خداوندی
2 اکتوبر، گاندھی جینتی کے موقع پر خاص پوسٹ
رام کہانی ۔ رحیم کی زبانی
میرے چاند کے تکڑے

شعیب کا بلاگ جس پر ہندوستان کا پہلا اردو بلاگ ہونے کا دعویٰ درج ہے

کھوکھر تب سے مسلسل اردو بلاگ لکھ رہے ہیں۔شروع کے بلاگروں میں اگر کسی نے حقیقی معنوں میں پابندی سے اردو بلاگنگ کی ہے تو ان میں سب سے پہلا نام خاور کھوکھر کا ہی آتا ہے۔آجکا خاور کھوکھر جاپان میں رہتے ہیں اور ''خاور کی بیاض'' کا نام تبدیل ہو کر ''خاور کھوکھر کا بلاگ'' ہو گیا ہے جو khawarking.blogspot.in پر شائع ہوتا ہے۔خاور ہر وقت اردو بلاگنگ کی ترقی کے لئے کوشاں رہتے ہیں۔ اردو بلاگ ایگریگیٹر ''اردو کے سب رنگ'' [urdu.gmkhawar.net] انہی کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔اس کے علاوہ جاپان سے ایک آن لائن اردو اخبار ''سائیتاما کین'' کے نام سے شائع کرتے ہیں [www.gmkhawar.net]۔

دسمبر 2004ء میں کچھ اردو اور کچھ انگریزی میں ''کنول کے پھول'' کے نام سے بھی ایک بلاگ شروع ہوا۔

دسمبر 2004ء میں ہی اردو کے ایک اہم رضا کار نبیل حسن نقوی نے ''الطاف حسین اور گریٹر پنجاب'' کے عنوان سے لکھ کر اپنے بلاگ کا آغاز کیا۔ یہ وہی نبیل ہیں جن کی سائٹ ''اردو محفل'' اردو کی ترقی و ترویج میں کارہائے نمایاں انجام دے رہی ہے۔ نبیل کی ''بلاگ ڈے'' والی تحریر سے چند پرانی باتوں کے متعلق پتہ چلتا ہے۔انہوں نے اردو کمپیوٹنگ اور بلاگنگ کی ترقی کے لئے کئی اہم کام سرانجام دیئے ہیں۔اردو بلاگنگ کی ترقی کے لئے ان کا سب سے بڑا کام ورڈ پریس کے لئے ''اردو ایڈیٹر'' پلگ ان ہے، جو کہ اکثر اردو بلاگوں پر نظر آتا ہے۔

جنوری 2005ء میں نبیل، زکریا، آصف اور دانیال نے مل کر زکریا کی موجودہ ویب سائیٹ کی سب ڈومین پر ''اردو میں

بلاگنگ'' کے نام سے ایک بلاگ شروع کیا جس کی ٹیگ لائن یہ تھی ''اس بلاگ کا مقصد اردو میں بلاگ کرنے کو آسان بنانا ہے''۔ جون/جولائی میں یہ بلاگ ایک نئے ڈومین www.urduweb.org پر منتقل کر دیا گیا۔ یہ چاروں نوجوان (نبیل، زکریا، آصف اور دانیال) شروع کے وہ تکنیکی لوگ تھے جنہوں نے عام لوگوں کے لئے اردو میں بلاگنگ کی راہ ہموار کی۔ دانیال بڑی جلدی ان کا ساتھ چھوڑ گیا، تقریباً ایک سال بعد آصف نے بھی کنارہ کشی اختیار کر لی مگر نبیل اور زکریا اردو والوں کی خدمت میں پیش پیش رہے۔ پچھلے دنوں زکریا نے ریٹائرمنٹ لے لی مگر نبیل آج بھی اردو کمیونٹی کے ساتھ کھڑے ہیں۔

2005ء سے پہلے تک اردو بلاگنگ میں دس بارہ لوگ ہی تھے۔ لیکن اس کے بعد کئی اہم چہرے اردو بلاگنگ میں نظر آئے، جن میں سے کئی ابھی تک لکھ رہے ہیں۔ اُن دنوں دس بارہ بکھرے ہوئے لوگ جمع ہوئے اور اردو بلاگستان کی شروعات ہو گئی۔

جنوری 2005ء کے شروع میں جہانزیب اشرف نے ''جہانزیب بمقابلہ جہانزیب'' کے عنوان سے ''اسلام وعلیکم'' کہتے ہوئے اپنی بلاگنگ کا آغاز کیا۔ بعد میں بلاگ کا عنوان تبدیل کرتے ہوئے ''اردو جہاں'' رکھ لیا۔ پہلے یہ Blogspot پر تھے پھر اپنی ذاتی ڈومین www.urdujahan.com پر منتقل ہو گئے۔ یہ حضرت بھی تکنیکی بندے تھے تو دوسروں کے ساتھ مل کر انہوں نے بھی اردو بلاگنگ کے مسائل حل کرنے میں کافی کام کیا۔ بعد میں ایک کتابچہ لکھا جس میں بلاگسپاٹ پر اردو بلاگنگ کے متعلق معلومات فراہم کی۔ اس کتابچے نے بلاگسپاٹ پر اردو بلاگ بنانے کی راہیں مزید ہموار کر دیں۔ جہانزیب اشرف نومبر 2010ء تک مسلسل بلاگنگ کرتے رہے پھر خاموش ہو گئے۔

موجودہ اردو بلاگنگ میں ایک اہم نام، شعبہ وکالت سے منسلک کراچی کے شعیب صفدر گھمن نے فروری 2005 میں ''بارھواں کھلاڑی'' اور ''دوشعر'' لکھ کر اپنی اردو بلاگنگ کا آغاز کیا اور ابھی تک لکھ رہے ہیں۔ شعیب صفدر گھمن نے سب سے پہلا بلاگسپاٹ کا اردو ٹیمپلیٹ بنایا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ جب انہوں نے اردو ٹیمپلیٹ تیار کیا تو مختلف یاہو گروپس اور انگریزی فورموں پر ان کے ٹیمپلیٹ کو مثال کے طور پر پیش کیا جاتا رہا۔

آج کی اردو بلاگنگ کے ایک اور اہم نام، پاکستانی نژاد اٹالین ڈاکٹر افتخار راجہ نے مارچ 2005ء میں ''میرا پہلا بلاگ'' کے عنوان سے تحریر لکھ کر اپنی اردو بلاگنگ کا آغاز کیا اور آج تک اردو بلاگنگ کی دنیا میں موجود ہیں۔

اپریل 2005ء میں ''الٹا سیدھا'' بلاگ کے سعادت متین نے ''میں کام کرتا ہوں'' کے عنوان سے اپنی پہلی یونیکوڈ اردو تحریر لکھ کر اردو بلاگنگ میں قدم رکھا۔ یہ اردو میں بہت کم جبکہ انگریزی میں زیادہ لکھتے تھے۔ یوں تو سعادت اکتوبر 2003ء سے ''اردو پوسٹ'' کر رہے تھے مگر ان کی پہلی اردو پوسٹ یونیکوڈ کی بجائے تصویری صورت میں تھیں۔ پہلے ان کا بلاگ کسی دوسری

ڈومین پر تھا، پھر غالباً 2006ء میں موجودہ ڈومین ultaseedha.com.pk پر منتقل ہو گئے۔ اپنی ڈومین پر منتقل ہوتے ہی انہوں نے تصویری اردو کو یونیکوڈ اردو کر دیا۔

اردو بلاگنگ میں ایک اہم نام، افتخار اجمل بھوپال نے اپریل 2005ئمیں اپنی پہلی اردو بلاگ پوسٹ لکھ کر اردو بلاگنگ میں قدم رکھ دیا پھر مئی میں علیحدہ اردو بلاگ بنالیا اور آج تک بلاگنگ کر رہے ہیں۔ افتخار اجمل صاحب پہلے بلاگسپاٹ پر بلاگنگ کرتے تھے، پھر اپنی ذاتی ڈومین www.theajmals.com/blog/ پر منتقل ہو گئے۔ فروری 2006ء میں جب گستاخانہ خاکوں کی وجہ سے پاکستان میں بلاگسپاٹ بند کر دیا گیا اور یہ مسئلہ طول پکڑنے لگا تو اپریل میں افتخار اجمل صاحب نے چیف جسٹس آف پاکستان کو باقاعدہ خط لکھا۔ جس میں انہوں نے حکومتی نااہلی بڑی خوبصورتی سے بیان کی۔ میرے خیال میں ان کا شمار متحرک ترین بلاگروں میں ہوتا ہے۔ بلاگنگ کے حوالے سے افتخار صاحب کے خاندان کے پاس کئی اعزاز ہیں۔ ایک تو ان کے بیٹے زکریا اجمل نے اردو بلاگنگ کی ترقی کے لئے بہت کام کیا، دوسرا کسی زمانے میں یہ ایک ہی گھر سے چار بلاگر تھے۔ خود افتخار صاحب، ان کے دو بیٹے اور ایک بیٹی۔ افتخار اجمل صاحب کی عمر تقریباً 75 سال ہے اور میرے اندازے کے مطابق اس وقت اردو بلاگستان کے سب سے بزرگ بلاگر ہیں۔ ان کے بیٹے زکریا اجمل اردو بلاگنگ سے ریٹائرمنٹ لے چکے ہیں اور اس خاندان کے باقی دو لوگ جو انگریزی میں بلاگنگ کرتے تھے وہ بھی غالباً چھوڑ چکے ہیں۔

اپریل 2005ء میں منیر احمد طاہر نے ''اپنا ڈیرہ'' کے عنوان سے بلاگ بنایا۔ ''ایک چھوٹا سا بلاگ'' کے عنوان سے تحریر لکھ کر اپنی اردو بلاگنگ کی شروعات کی، پھر pakiez.blogspot.in پر پاکستانی کے نام لکھنے لگے۔ منیر صاحب کا شمار بھی آج کے اہم بلاگر اور ان لوگوں میں ہوتا ہے جو شروع دن سے لے کر آج تک مسلسل باقاعدگی سے بلاگنگ کر رہے ہیں۔

جولائی 2005ء میں ''میرا پاکستان'' کے عنوان سے افضل جاوید صاحب نے ''حلف نامہ'' لکھتے ہوئے اپنے اردو بلاگ کا آغاز کیا۔ یہ بھی اپنی بلاگنگ کی شروعات سے لے کر آج تک باقاعدگی سے بلاگنگ کر رہے ہیں۔ ان کا شمار آج کے ان اہم بلاگروں میں ہوتا ہے جو صحیح معنوں میں خوب جم کر بلاگنگ کر رہے ہیں۔

2005ء میں ہی ''کارگہ یک دختر از پاکستان'' کے نام سے ایک بلاگ ہوا کرتا تھا۔ جس پر انگریزی کے ساتھ ساتھ اردو تحاریر بھی ہوتیں مگر یہ بلاگ کچھ دن چلنے کے بعد 2005ء میں ہی بند ہو گیا۔ مزید کسی سائرہ عنبرین نے ''حوا کی بیٹی'' کے نام سے بلاگ لکھنا شروع کیا مگر چند مہینوں بعد دسمبر 2005ء میں لکھنا چھوڑ دیا۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک اسماء مرزا تھیں جو زیادہ تر انگریزی میں لکھتی مگر کبھی کبھار اردو میں بھی لکھتیں۔ یہ خاتون ان دنوں کے اکثر اردو بلاگوں پر تبصرہ کرتیں۔ اسی طرح ایک اعجاز آسی تھے، یہ

بھی زیادہ تر انگریزی میں ہی لکھتے تھے مگر اردو بلاگران کے ساتھ مل جل کر رہتے تھے۔ 2005ء میں ہی ''نقطہ'' کے عنوان سے اشفاق احمد نے اردو بلاگ شروع کیا مگر ایک مہینے میں آٹھ پوسٹیں کرنے کے بعد غائب ہو گئے۔ انہیں دنوں ''میری یادیں'' کے عنوان سے کسی شبیر صاحب کا بلاگ وجود میں آیا۔ مارچ 2006ء تک اس پر پوسٹ ہوتی رہی پھر کم ہوتے ہوتے مہینہ میں ایک پوسٹ رہ گئی۔ ستمبر 2006ء کے بعد پوسٹ آنا بند ہو گئیں۔

2005ء میں ہی ایک صاحب قدیر احمد اور حارث بن خرم ہوا کرتے تھے۔ ان کے بلاگ اب بند ہو چکے ہیں۔ انہیں دنوں ایک عارف انجم ہوا کرتے تھے مگر مزید تفصیل نہیں مل سکی۔

اِدھر اُدھر کئی جگہوں پر اردو کے رضا کار جمع ہو چکے تھے اور پھر کئی لوگوں کی باہمی مشاورت کے بعد جولائی 2005ء میں اردو محفل بنی۔ اردو محفل دنیا کا پہلا آن لائن فورم ہے جو مکمل طور پر ''اردو'' میں بنا۔ اردو محفل بننے سے اردو بلاگنگ کے ایک مشکل باب کا خاتمہ ہوا اور یہیں سے ایک نئے دور کی شروعات ہوئی۔

(مشہور پاکستانی بلاگر ایم بلال ایم کے مضمون ''اردو بلاگنگ کی تاریخ: پہلا باب'' سے تلخیص) [132]

اردو کے کچھ مشہور بلاگز

ڈفرستان	http://www.dufferistan.com/
اردو جہاں	http://www.urdujahan.com/blog/
جنگ بلاگ	http://blog.jang.com.pk/
آئی ٹی نامہ	http://www.itnama.com/
ایم بلال ایم	http://www.mbilalm.com/blog/
نیرنگ خیال	http://nairangkheyal.blogspot.in/
بے طقے لوگ بے طقی باتیں	http://pensive-man.blogspot.in/
کرک نامہ	http://www.cricnama.com/
یوں نہ تھا میں نے فقط چاہا تھا یوں ہو جائے	http://www.urdu-blog.com/

132. http://www.mbilalm.com/blog/history-of-urdu-blogging-first-chapter/

صلۂ عمر	http://www.omerbangash.com/
تمھی تو غم ہمارا ہو	https://nomanhijazi.wordpress.com
محمد بلال سندیسی	http://sandaisi.blogspot.com
چراغ شب	http://charagh-e-shab.blogspot.com
دریچہ: آن لائن اردو میگزین	http://urdusource.com/dareecha/
آدھا جھوٹ	http://dohrahai.blogspot.com
آہنگ ادب	https://aahng.wordpress.com
ابرار قریشی	https://awaragardkidiary.wordpress.com
ابوشامل	http://www.abushamil.com
ابوموسیٰ	https://bayrabtgiyan.wordpress.com
احساس از سکندر حیات بابا	http://gftgo.blogspot.com
اردو زبان میں اڈوبی فلیش سیکھیں	http://learnflashinurdu.blogspot.com
اس طرف سے	http://aili22.blogspot.com
اسد حبیب (آشنائی)	http://aashnai.blogspot.com
افتخار اجمل بھوپال	http://www.theajmals.com/blog
افتخار راجہ (ہم اور ہماری دنیا)	http://urduonline.blogspot.com
الطاف سیلانی	http://sailani9.blogspot.com
انکل ٹام (خاموش آواز)	http://www.silent-voice.ca
بابا جی کا بلاگ	http://babajitheblogger.blogspot.com
بزم خیال	http://tahir-akbar.blogspot.com
بلاامتیاز	http://bilaimtiaz.blogspot.com
تانیہ رحمان (عین الیقین)	http://tanya.gulistaneurdu.org

تحریم ارتقاءِ حیات	*https://tehreemtariq.wordpress.com*
تلاش حق	*http://tlash-e-ehaq.blogspot.com*
جاوید اقبال	*http://javediqbal.ueuo.com*
جہان تازہ از ڈاکٹر امجد ثاقب	*http://amjadsaqib.blogspot.com*
جوانی پِٹّے کا بلاگ	*http://alikasca.blogspot.com*
جواد خاں (نشتر جراح)	*http://jawwad-khan.com/urdublog*
جعفر	*http://jafar-haledil.blogspot.com*
حجاب شب	*https://hijabeshab.wordpress.com*
حرف آرزو	*http://www.draslamfaheem.com*
حرف دعا	*http://harfedua.blogspot.com*
حمزہ نیاز (سیف نامہ)	*http://saifnama.blogspot.com*
حکیم خالد کا بلاگ	*http://www.hakeemkhalid.tk*
حیدر آبادی	*http://urduhyd.blogspot.com*
خرم ابن شبیر (دیا جلائے رکھنا)	*http://nawaiadab.com/khurram*
خودکلامی (فرحانہ صادقہ)	*http://khodklami.blogspot.com*
خورشید آزاد	*http://imaazad.blogspot.com*
درویش خراسانی	*https://darveshkhurasani.wordpress.com*
دریچہ	*http://dareeecha.blogspot.com*
دل مضطرب (محمد عبداللہ)	*http://abdullahmk.blogspot.com*
دل کا دریچہ	*http://blog.mimraniqbal.com*
دل کی آواز	*http://mustafabaloch.blogspot.com*
دن رات	*https://dinraat.wordpress.com*

دیس کی بات (عتیق الرحمٰن)	*http://daiskibaat.blogspot.com*
ذوق والوں کے نام	*http://baazauq.blogspot.com*
رائے نامہ	*http://www.rainama.com*
ریاض شاہد	*http://www.riazshahid.com*
زیتون بیبی کا بلاگ	*http://zetoonbibi.blogspot.com*
زینب بٹ (من وسلویٰ)	*http://manosalwablogspotcom.blogspot.com*
سائنسیات	*http://scienciat.blogspot.com*
ساجد قلم	*http://sajidqalam.blogspot.com*
ساجد نامہ	*http://sajidsh.blogspot.com*
ساحل	*http://sahel-barshori.blogspot.com*
سرگوشیاں	*http://www.noorpamiri.com*
سعادت نامہ	*http://saadatmand.pk*
سعد (بنیاد پرست)	*http://bunyadparast.blogspot.com*
سعد کا بلاگ	*https://saadblog.wordpress.com*
سعدیا سحر	*http://sadiasaher.blogspot.com*
سمارا کا بلاگ	*https://sumara1.wordpress.com*
سید محمد نقوی (فاضل کا بلاگ)	*http://smn121.blogspot.com*
سیف قاضی (اردو شاعری)	*http://urdushairey.blogspot.com*
سیف قاضی بلا عنوان	*http://saifsstuff.blogspot.com*
شازل کا بلاگ	*http://urdunama.org/shazel*
شاکر عزیز (آواز دوست)	*http://awaz-e-dost.blogspot.com*
شاہدہ کا بلاگ	*http://shahi.urdunama.org*

شعیب سفدر	http://pensive-man.blogspot.com
شمال مشرق سے	http://waheedsultaan.blogspot.com
شوبی نامہ	http://shobinama.blogspot.com
شہر خیال	http://sharekheyal.blogspot.com
صدائے مسلم	http://www.sadaemuslim.com
صدف ایوب	https://itsmesadaf.wordpress.com
ضیاء الحسن خان (حیران و پریشان)	http://zhasankhan.blogspot.com
طب گردیاں	http://hydrostic.blogspot.com
عادل بھیا	http://adilbaiya.blogspot.com
عاطف بٹ (زاویہ)	http://zaavya.blogspot.com
عامر شہزاد	http://asakpke-urdu.blogspot.com
عامر منیر	http://aamriyat.blogspot.com
عبداللہ آدم	http://abdullahadam.blogspot.com
عثمان جگت پوری	http://usmanjagatpuri.com/blog
عثمان عزیز	http://usmanmustafvi.blogspot.com
عدنان مسعود	http://urdu.adnanmasood.com
عرفان احمد راجپوت	http://irfanrajput.blogspot.com
عرفانیات	http://ahmedirfanshafqat.blogspot.com
علی اوڈ (سافٹ ویئر کے لنک)	http://alioad.blogspot.com
علی عامر	http://www.azmenau.com
عمار ابن ضیاء	http://www.ibnezia.com
عمر احمد بنگش	http://www.omerbangash.com

عمران اسلم (پھِر پھُر)	http://phirphur.blogspot.com
عمران اقبال	http://www.emraaniqbal.com
عمرانیات	http://emraniaat.blogspot.com
عَلَم گویَد	http://alamullah.blogspot.com
عمیر ملک (پانچواں درویش)	http://umairmalik.com
غلام عباس	http://www.abbaspk.com/blog
فخر نوید	http://urdu.pakgalaxy.com
فراز بیگ	https://baigsaab.wordpress.com
فکر فردا (سید آصف جلال)	http://syedasifjalal.blogspot.com
فرحان دانش	http://farhandanish.blogspot.com
فیصلیات	https://shahfaisal.wordpress.com
لاء سوسائٹی پاکستان	http://tlspk.blogspot.com
لبنیٰ مرزا	http://diabetesinurdu.com
لفظ بولتے ہیں	http://mnoorasi.blogspot.com
محمد احمد (رعنائیِ خیال)	http://ranaii-e-khayal.blogspot.com
محمد اسداللہ (بزم اردو)	http://bazmeurdu.blogspot.com
محمد اشفاق راجپوت (الیکٹرونیات)	http://www.marajput.tk
محمد اسد	http://bilaunwan.wpurdu.com
محمد امین قریشی	http://ameensdiary.blogspot.com
محمد بلال اعظم (نقش فریادی)	http://mbilal-azam.blogspot.com
محمد خلیل الرحمٰن	http://khazeena.blogspot.com
محمد سعد (تیزابیت)	http://tezabiat.blogspot.com

محمد سلیم	http://www.hajisahb.com/blog
محمد صابر (بے صبریاں)	http://urdublog.muhasab.info
محمد وارث	http://muhammad-waris.blogspot.com
محمد وقار اعظم	http://azam.paigham.net
محمود الحق	http://mahmoodulhaq.blogspot.com
محمود مغل	http://naatiqa.blogspot.com
مسلمان نما مرتدین اور زنادقہ کا علمی احتساب	http://ahtisaab.blogspot.com
مصطفےٰ ملک کا بلاگ	http://mustafaji.blogspot.com
معارف الاسلام	http://maarifulislam.blogspot.com
منظر نامہ	http://www.manzarnamah.com
منیر عباسی (طفل مکتب)	http://inspire.org.pk/blog
مہتاب عزیز	http://awazedill.blogspot.com
ناعمہ عزیز	http://meri-batein.blogspot.com
نجم الہدیٰ (عارفہ رانا)	http://najmulhudaa.blogspot.com
نجیب پردیسی	http://shnaji.blogspot.com
نظر سے قلم تک	http://www.nadirbaig.com
نقش بر آب	https://haroonazam.wordpress.com
نقطہ	http://nuqtaa.blogspot.com
نوائے نے	http://nawaynay.blogspot.com
نور محمد	http://noon-meem.blogspot.com
نورین تبسم (کائنات تخیل)	http://noureennoor.blogspot.com
نون والقلم	http://noonwalqalam.blogspot.com

نوک جوک	*http://nokejoke.com*
نیرنگ خیال	*http://nairangkheyal.blogspot.com*
وجدان عالم	*http://artoflens.com*
وسیم بیگ	*http://www.waseembaig.com/blog*
وہاب اعجاز خان	*http://ghubar-e-khater.blogspot.com*
پاک لینکس	*http://www.paklinuxos.org*
پاکستان کی تصویریں	*https://picturesofpakistan.wordpress.com*
پاکستانی	*http://pakiez.blogspot.com*
پروفیسر محمد عقیل	*https://aqilkhans.wordpress.com*
چائلڈ اسٹار	*http://thechildstarmag.blogspot.com*
چورنگی نامہ	*http://bhaij.blogspot.com*
چیک پوائنٹ	*http://mshahidyousaf.blogspot.com*
ک سے قلم	*http://kaaf-se-qalam.blogspot.com*
کائنات بشیر	*https://kainat56.wordpress.com*
کاشف نصیر	*http://kashifnasir.com*
کوثر بیگ	*http://kauserbaig.blogspot.com*
کچھ دل سے	*http://seems77.blogspot.com*
گھریلو باغبانی	*http://urdugardening.blogspot.com*
یازغل	*http://yazghil.blogspot.com*
یاسر خواہ مخواہ جاپانی	*http://yaser.paigham.net*
ذوق والوں کے نام	*http://baazauq.blogspot.in/*
بزم اردو	*http://bazmeurdu.blogspot.in/*

بلاگستانی	*http://bloggistani.blogspot.in/*
اردوداں	*http://urdudaan.blogspot.in/*
اردوبابا	*http://urdubaba.blogspot.in/*
ادبستان	*http://adbistan.blogspot.in/*

4.6 : سائبر اسپیس اور اردو ادبی تحقیق

حصولِ علم کی سب سے اہم شرط تجسس ہے۔تجسس یعنی تلاش یا جستجو، یعنی ہر اس بات کو جاننے کی خواہش جو معلوم نہ ہو۔ تجسس علم کی بنیاد ہے۔ دنیا کے ہر علم کی ابتدا اور پھر اس کا ارتقا تجسس کا ہی نتیجہ ہے۔ مثال کے طور پر دنیا کو دیکھنے، جاننے اور سمجھنے کی خواہش نے لوگوں کو ملکوں، سمندروں، پہاڑوں اور ریگستانوں کی خاک چھاننے پر مجبور کیا اور آخر کار آج یہ معلومات علم جغرافیہ کی صورت میں ہمارے سامنے ہیں۔ ماضی کے دھندلکوں میں جھانکنے کی خواہش انسان کو کھنڈروں، محلوں اور اہراموں میں صدیوں بھٹکاتی رہی اور آخر کار علم تواریخ کی بنیاد بن گئی۔قدرت کے رازوں کو جاننے اور سمجھنے کی خواہش نے انسان کو مظاہر قدرت پر غور کرنے پر مجبور کیا اور سائنسی علوم کو جنم دیا۔

جستجو کی اگلی منزل تحقیق ہے۔

تحقیق کیا ہے؟

آکسفورڈ ڈکشنری میں 'تحقیق' کے درج ذیل معنی بتائے گئے ہیں:

"The systematic investigation into and study of materials and sources in order to establish facts and reach new conclusions"

"اشیاء یا ذرائع کی منظّم انداز میں کی گئی چھان بین اور مطالعہ جس کی مدد سے حقائق کا انکشاف کیا جا سکے اور نئے نتائج تک پہونچا جا سکے۔"

یعنی کسی شے کی حقیقت کو جاننے اور سمجھنے کے لئے باضابطہ طور پر کی گئی منظّم کوشش کو **تحقیق** کا نام دیا جاتا ہے۔ گویا تحقیق ایک حقیقت پنہاں یا حقیقت مبہم کو افشا کرنے کا باضابطہ عمل ہے۔تحقیق کا عمل کبھی بھی حتمی نہیں ہوتا ہے بلکہ یہ ایک عمل مسلسل ہے اور ہمیشہ جاری رہتا ہے۔

بقول رشید حسن خاں:

''تحقیق ایک مسلسل عمل ہے۔ نئے واقعات کا علم ہوتا رہے گا، کیونکہ ذرائع معلومات میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ کون سی حقیقت کتنے پردوں میں چھپی ہوئی ہے۔ اکثر صورتوں میں یہ ہوتا ہے کہ حجابات بالتدریج اٹھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ تحقیق میں اصلیت کا تعین اس وقت تک حاصل شدہ معلومات پر مبنی ہوتا ہے۔'' [133]

تحقیق کا عمل دنیا کے ہر علم میں جاری و ساری ہے جس کے نتیجے میں وہ علم پھلتا پھولتا ہے اور اس سے نئی نئی شاخیں پھوٹتی چلی جاتی ہیں۔ ادب بھی اس سے مختلف نہیں ہے۔ دنیا کی تقریباً ہر زبان کے ادب میں بھی تحقیق کا عمل مسلسل جاری ہے۔ لیکن اس راہیں بڑی دشوار گزار ہیں۔ سائنسی علوم کی طرح ہم یہاں نہ تجربات کر سکتے ہیں نہ محض مشاہدات و تجزیات سے کوئی نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں اور نہ ہی سماجی علوم کی طرح ہم یہاں فیلڈ ورک کی مدد سے اعداد و شمار اکٹھا کر کے اور ان کا تجزیہ کر کے کسی نتیجے پر پہونچ سکتے ہیں۔ ادبی تحقیق سراسر غیر اطلاقی اور تصوری ہوتی ہے۔ اس میں زیادہ تر روایتی کتابوں اور قلمی نسخوں سے براہ راست استفادہ کرنا پڑتا ہے اور ضرورت پڑنے پر تھوڑی بہت فیلڈ ریسرچ بھی کی جاتی ہے۔

خاص طور پر اردو ادبی تحقیق کی راہیں تو اور بھی پُر خار ہیں۔ کیونکہ بیشتر دوسری زبانوں کے مقابلے میں یہاں وسائل کافی حد تک محدود ہیں۔ دنیا کی زیادہ تر ترقی یافتہ زبانوں کا سارا قدیم ادبی سرمایہ اب مائکروفلم یا ڈیجیٹل شکل میں مختلف لائبریریوں میں محفوظ ہے اور محقق بڑی آسانی سے ان تک رسائی حاصل کر سکتا ہے جب کہ اردو کا معاملہ بالکل مختلف ہے۔ اکثر مخطوطات غیر محفوظ حالت میں، نامناسب ہاتھوں میں پڑے برباد ہو رہے ہیں۔ لائبریریوں میں موجود زیادہ تر مخطوطات بھی خستہ حالت میں ہیں۔ ان کو محفوظ رکھنے، ڈیجیٹائز (Digitise) کرنے یا انہیں مائکروفلم میں تبدیل کرنے کا اردو والوں کو خیال تک نہیں آتا (آج کل چند لائبریریوں میں یہ کام شروع کیا گیا ہے)۔ دنیا کے مختلف حصوں میں بکھرے اردو ادبی سرمائے کا کوئی ایسا کیٹیلاگ بھی اب تک نہیں بن سکا ہے جس سے یہ پتہ چل سکے کہ کون سا قدیم نسخہ یا مکتوب کہاں ہے۔ ایسے میں ادبی تحقیق گھاس کے ڈھیر میں سوئی تلاش کرنے جیسا عمل معلوم ہوتی ہے۔ محقق کو وسائل کی تلاش میں ملک کے طول و عرض میں (بلکہ کبھی کبھی بیرون ملک بھی) برسوں بھٹکنا پڑتا ہے۔ متعلقہ موضوع کے ماہرین سے ان کی رائے معلوم کرنے اور ان کے تجربات سے استفادہ کرنے کے لئے اسے لمبی مسافتیں طے کرنی پڑتی ہیں اور بھاری اخراجات بھی اٹھانے پڑتے ہیں تب جا کر کہیں وہ مطلوبہ حقائق دنیا کے سامنے پیش کر پاتا ہے۔

133۔ رشید حسن خاں، ادبی تحقیق مسائل اور تجزیہ، اتر پردیش اردو اکادمی لکھنؤ ص 13

گزرتے وقت کے ساتھ روایتی وسائل کے شانہ بہ شانہ چند جدید وسائل بھی دستیاب ہوئے ہیں۔آج کل کتابوں، قلمی نسخوں، مکتوبات، رسائل واخبارات کے ساتھ ساتھ ریڈیو پروگرام، ٹی وی پروگرام، دستاویزی فلمیں، فیچر فلمیں، ٹیلیفون پر ہونے والی گفتگو، ای میل اور انٹرنیٹ وغیرہ بھی اردوادبی تحقیق کے وسائل کی فہرست میں شامل ہو چکی ہیں۔ان میں سے انٹرنیٹ سب سے زیادہ اہمیت کا حامل ہے کیونکہ اردو سائبر اسپیس میں ادبی مواد کا وافر ذخیرہ موجود ہے۔بے شمار کتابیں، مکتوبات، مخطوطات، ادبی مضامین و مقالات، شعری مواد، نثری مواد، انٹرویوز، تصاویر، آڈیو اور ویڈیو مواد وغیرہ انٹرنیٹ پر دستیاب ہیں اور ہر گزرتے دن کے ساتھ اس ذخیرے میں اضافہ ہوتا چلا جارہا ہے۔

سائبر اسپیس میں موجود مواد کی تلاش:

سائبر اسپیس کی وسعتیں لامحدود ہیں اور ایسے میں اپنے کام کا مواد تلاش کرنا بے حد مشکل امر ہے۔محقق کی حالت ایک غوطہ خور کی سی ہوتی ہے جو ایک بحر ذخار میں موتی تلاش کر رہا ہو۔کس سیپ میں موتی ہوگا اور کون سا سیپ خالی، یہ پہچاننے کے لئے بڑی تیز نگاہوں اور بھرپور بصیرت کی ضرورت ہوتی ہے۔سب سے اہم بات یہ ہے کہ انٹرنیٹ پر موجود سارا کا سارا مواد معتبر نہیں ہے۔اس سلسلے میں کی گئی ایک بھی غلطی محقق کی ساری محنت کو برباد کر سکتی ہے۔اس لئے اپنی تلاش کو ہمیں نہایت ہی کامل اور درست بنانا ہوگا تبھی ہم گوہر مراد حاصل کر پائیں گے۔انٹرنیٹ کی وسعتوں میں بھٹکنے والے مسافروں کی رہنمائی کے لئے انٹرنیٹ میں ہی ویب ڈائرکٹریاں اور سرچ انجن موجود ہیں۔ان کی مدد سے آپ اپنی مطلوبہ ویب سائٹ پلک جھپکتے ہی ڈھونڈ نکالیں گے۔

ویب ڈائرکٹریاں (Web Directories)

ٹیلیفون ڈائرکٹری تو آپ نے دیکھی ہی ہوگی۔اس میں ٹیلیفون مالکان کے نام حروف تہجی کے اعتبار سے درج ہوتے ہیں تاکہ کسی بھی نام کو آسانی سے تلاش کیا جا سکے۔Yellow Pages ڈائرکٹری میں تجارتی اداروں کے نام مختلف شعبوں کے تحت ترتیب سے درج ہوتے ہیں۔

ٹھیک ویسے ہی ایک ویب ڈائرکٹری میں ویب سائٹوں کے نام ان کی قسموں کے لحاظ سے مختلف شعبوں کے تحت درج ہوتے ہیں۔آپ کو جس قسم کی ویب سائٹ کی تلاش ہے اس شعبے کو کھول کر اس میں اپنی پسند کی سائٹ بڑی آسانی سے تلاش کر سکتے ہیں۔

ایک مثال : فرض کریں آپ چاند کے بارے میں کچھ معلومات تلاش کرنا چاہتے ہیں۔تو آپ ویب ڈائرکٹری میں پہلے سائنس کے سیکشن میں جائیں گے یہاں آپ کو سائنس کے مختلف شعبوں کے نام دکھائی دیں گے۔ان میں سے آپ اسٹرونومی (فلکیات) کے شعبے میں جائیں گے تو آپ کو سورج، چاند، زمین اور دیگر اجرام فلکی کے نام دکھائی دیں گے ان میں سے آپ چاند کو کلک کریں گے تو ایک صفحے میں چاند سے متعلق ویب سائٹوں کی فہرست ہوگی جنہیں کلک کر کے آپ اپنی ضرورت کے مطابق معلومات کی تلاش کر سکتے ہیں۔

میرا خیال ہے مندرجہ بالا مثال سے یہ بات آپ کی سمجھ میں آ گئی ہوگی کہ ویب ڈائرکٹری کیا ہے اور اس کا ستعمال کیسے کیا جاتا ہے۔

Yahoo! کو دنیا کی پہلی ویب ڈائرکٹری کہلانے کا شرف حاصل ہے۔ 2004ء میں Yahoo! کو ایک سرچ انجن میں تبدیل کردیا گیا۔ویب ڈائرکٹریوں کا چلن اب آہستہ آہستہ ختم ہوتا جارہا ہے۔اس کی وجہ دراصل یہ ہے اب انٹرنیٹ اتنا بڑا ہو چکا ہے اور ویب سائٹس کی تعداد اس قدر زیادہ ہو چکی ہے کہ اب ڈائرکٹریوں سے کام چلنے والا نہیں ہے۔پھر بھی چند ڈائرکٹریاں ابھی تک موجود ہیں۔اگر آپ اردو کی ویب سائٹس تلاش کر رہے ہوں تو آپ کے لئے اردو کی کئی ویب ڈائرکٹریاں موجود ہیں جن میں آپ اردو کی ویب سائٹس کی تلاش کر سکتے ہیں۔

http://www.urduweb.in/

http://directory.urdumaza.com/

http://www.urdu.com/urdu_direct.html

http://akhbarat.com/

ان کے علاوہ اور بھی کئی چھوٹی ویب ڈائرکٹریاں ہیں۔

سرچ انجن (Search Engines)

انٹرنیٹ کے شروعاتی دور میں، جب ویب سائٹوں کی تعداد بہت کم تھی، ویب ڈائرکٹریاں بے حد کامیاب ثابت ہوئیں۔www.internetlivestats.com کی رپورٹ کے مطابق آج (9 جنوری 2019ء) کو دنیا بھر میں موجود ویب سائٹوں کی تعداد 1,946,555,700 ہے یعنی دو ارب سے تھوڑا ہی کم۔اور اس تعداد میں ہر پل اضافہ ہوتا ہی چلا جارہا ہے یعنی

ہر سال کئی کروڑ ویب سائٹوں کا اضافہ ہو جاتا ہے۔امید ہے کہ چند مہینوں میں یہ تعداد 2 ارب کے ہندسے کو پار کر لے گی۔اتنی بڑی تعداد کی وجہ سے ویب ڈائرکٹریاں زیادہ کارآمد نہیں رہ گئیں اور ویب سائٹوں کی تلاش کے لئے خودکار سرچ انجنوں کی ایجاد کی گئی۔

یھاں ایك فرق یاد رکھنا ضروری ھے : ویب ڈائرکٹریاں زیادہ تر انسانوں کے ذریعہ تیار کی جاتی ہیں،یعنی ان کے مدیر انسان ہوتے ہیں جو ڈائرکٹریاں تیار کرتے ہیں جبکہ سرچ انجن ایسے خودکار ننھے کمپیوٹر پروگراموں کے ذریعہ تیار کئے جاتے ہیں جنہیں Search bot، Bot، Spider یا Web Crawler وغیرہ کہا جاتا ہے۔ یہ روبوٹ پروگرام خود بخود ویب سائٹوں تک جا کر ان میں درج معلومات کو پڑھتے ہیں اور ان کی ایک فہرست بنا کر اسے محفوظ کر لیتے ہیں۔ چونکہ ویب سائٹوں میں آئے دن تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں اس لئے فہرست کو update کرنے کے لئے web crawler کو بھی بار بار ویب سائٹوں تک پہونچنا پڑتا ہے۔

سرچ انجن دراصل ایک ایسا ویب پروگرام ہے جو ساری ویب سائٹوں کی ایک فہرست اپنے Database میں محفوظ رکھتا ہے اور جب کوئی شخص کسی موضوع پر ویب سائٹ کی تلاش کرتا ہے تو سرچ انجن اس میں سے اس کی ضرورت کے مطابق ویب سائٹوں کی ایک فہرست بنا کر مہیا کر دیتا ہے۔نتائج میں ویب پیجز،تصاویر، ویڈیوز اور دوسری طرح کی فائلیں شامل ہوتی ہیں۔

یعنی یہ وہ کمپیوٹر پروگرام ہیں جو آپ کی مطلوبہ معلومات کو کڑوروں ویب سائٹس میں تلاش کر کے چند لمحوں میں ہی آپ کے کمپیوٹر کے اسکرین پر فراہم کر دیتے ہیں

دنیا کے سب سے پہلے سرچ انجن کا نام Archie تھا جسے امریکہ کے Alan Emtage اور اس کے دوستوں نے 1990 میں بنایا تھا۔یہ سرچ انجن Servers میں موجود FTP فائلوں کی فہرست تیار کر لیتا تھا اور کسی خاص فائل کی تلاش کرنے والوں کو اس کی نشاندہی کر دیتا تھا۔

لیکن وہ سرچ انجن جسے حقیقی معنوں میں World Wide Web کا پہلا سرچ انجن کہا جا سکتا ہے وہ AliWeb تھا جو نومبر 1993 میں بنایا گیا۔ویب ماسٹر اپنی ویب سائٹس کے ہوم پیج کا URL اس سرچ انجن میں آن لائن درج کر دیتے تھے جسے وہ ایک Database میں محفوظ کر لیتا اور تلاش کرنے والوں کو ان کی مطلوبہ ویب سائٹ تک پہونچا دیتا۔

اسی سال دسمبر میں Jonathon Fletcher نے JumpStation نامی ایک سرچ انجن بنایا۔ یہ پہلا سرچ انجن تھا جس نے ویب سائٹس کی فہرست بنانے کے لئے Web Robot کا استعمال کیا۔ویب روبوٹ دراصل ایک چھوٹا سا سافٹ

ویئر پروگرام تھا جو ویب سائٹس تک جا کر ان میں موجود سارے مواد کی فہرست بنا کر لے آتا اور مرکزی ڈاٹا بیس کے حوالے کر دیتا۔ اس طرح پہلی بار فہرست سازی کا کام مکمل طور پر آٹو میٹک ہو گیا۔ سرچ کرنے کے کے لئے بھی اس سرچ انجن نے پہلی بار ایک Search box مہیا کیا جس میں کچھ ٹائپ کر کے Search بٹن دبانے پر سرچ انجن اسے سرچ کرتا تھا۔ اس طرح یہ سرچ انجن بالکل آج کے جدید ویب سائٹس کے جیسا ہی تھا۔

اس کے بعد ایک کے بعد ایک کئی سرچ انجن بنائے گئے جیسے Excite، Magellan، Infoseek، Inktomi، Northern Light, Yahoo!، HotBot، Dogpile، Inktomi، SAPO، Yandex، DuckDuckGo، Altavista، AllTheWeb اور AltaVista وغیرہ۔

ستمبر 1997ء میں منظرنامے پر ایک نیا سرچ انجن ابھر کر آیا جسے ہم آج Google کے نام سے جانتے ہیں۔ یہ سرچ انجن Larry Page اور Sergey Brin نے تیار کیا تھا۔ 2000ء تک گوگل نے سارے سرچ انجنوں کو پیچھے چھوڑ کر مارکیٹ میں اپنے لئے ایک واضح جگہ بنا لی۔ جنوری 2016ء کی رپورٹ کے مطابق آج تقریباً 65.44 % لوگ انٹرنیٹ میں کچھ تلاش کرنے کے لئے Google سرچ انجن کا استعمال کرتے ہیں۔ دوسرے سرچ انجنوں کو استعمال کرنے والوں کی تعداد حسب ذیل ہے۔

Bing : 15.82 %، Baidu: 8.30 %، Yahoo! 8.28 %، Ask: 0.24 %، AOL: 0.15 % اور Lycos: 0.01 %

سرچ انجن اور بھی ہیں لیکن ان کا مارکٹ شیئر تقریباً نہ کے برابر ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ Google دنیا کا سب سے بہتر اور مقبول ترین سرچ انجن ہے۔ خاص طور سے برصغیر میں تو Google اور Search ایک دوسرے کے مترادف بن چکے ہیں۔

عام گوگل سرچ

کسی خاص موضوع پر کچھ تلاش کرنے کے لئے Google.com پر جائیں اور جس موضوع کی تلاش میں ہیں اسے اس سرچ بکس میں ٹائپ کریں اور اپنے کی بورڈ کا Enter بٹن دبا دیں۔ گوگل فوراً اس موضوع کو تلاش کر کے اس سے متعلق ویب سائٹوں کی ایک فہرست آپ کے سامنے پیش کر دے گا۔ اب آپ اس رزلٹ پیج میں سے کسی بھی لنک کو کلک کر کے بڑی آسانی

سے اس ویب سائٹ تک پہونچ سکتے ہیں۔

ایک مثال: فرض کریں آپ کو مشہور شاعر احمد فراز سے متعلق معلومات کی ضرورت ہے۔آپ Google کے search box میں Ahmad Faraz biography ٹائپ کر کے انٹر دبادیں۔

گوگل کا رزلٹ پیج کھلے گا۔آپ دیکھیں گے کہ سب سے اوپر لکھا ہوگا:

85,500 results found

اس کا مطلب ہوا کہ گوگل کو ایسی 85,500 ویب سائٹس دستیاب ہوئیں جن میں احمد فراز کی biography یا اس سے ملتی جلتی معلومات موجود ہیں۔ان تمام نتائج میں سے، گوگل کی نگاہ میں، جو سب سے بہتر نتائج ہیں ان میں سے دس نتائج گوگل اس صفحے پر پیش کر دیتا ہے۔ بہت حد تک ممکن ہے آپ جو کچھ ڈھونڈ رہے ہیں وہ اسی صفحے کے نتائج میں مل جائے۔ باری باری ان میں سے ہر نتیجے کو کلک کریں اور جو ویب سائٹ کھلے اس میں یہ دیکھیں کہ آپ کی مطلوبہ معلومات موجود ہیں یا نہیں۔اگر آپ کی مطلوبہ معلومات اس ویب سائٹ میں نہ ملیں تو براؤزر کا Back بٹن دائیں اور گوگل کے رزلٹ پیج میں واپس آجائیں اور دوسری لنک کو کلک کر کے دیکھیں۔بہتر تو یہ ہوگا کہ رزلٹ پیج کے ہر لنک کو ایک نئے Tab میں کھولیں (لنک کو Right click کریں اور کھلنے والے menu میں Open in new tab کو کلک کر دیں)۔اگر آپ کی مطلوبہ معلومات اس صفحے کے کسی لنک سے حاصل نہ ہو سکیں تو رزلٹ پیج کے بالکل نیچے میں جہاں بڑا سا Goooooogle لکھا ہو وہاں گوگل کے ہر O کے نیچے موجود صفحہ نمبروں میں سے کسی دوسرے صفحہ نمبر یا Next کو کلک کر دیں، ایک نیا رزلٹ پیج آجائے گا۔



تصاویر سرچ کرنا

فرض کریں آپ کو کسی شاعر یا ادیب کی تصویر کی تلاش ہے۔اس کے لئے آپ صرف اتنا کریں کہ گوگل کے رزلٹ پیج میں اوپر کی طرف واقع Images نامی لنک کو کلک کر دیں۔

آپ دیکھیں گے اس بار رزلٹ پیج میں تصویریں ہی تصویریں ہوں گی۔

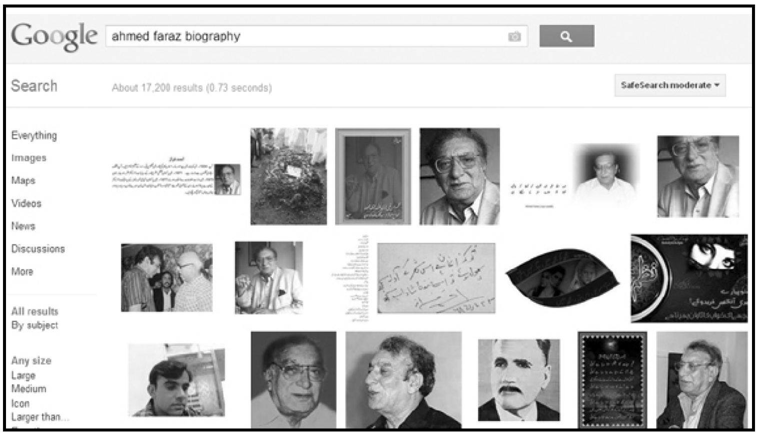
آپ ان تصویروں کو دیکھیں اور اگر آپ کو ان میں سے کوئی تصویر پسند نہ آئے تو صفحے کے بالکل آخر میں Show more results بٹن کو کلک کر دیں مزید تصاویر سامنے آجائیں گی۔

جس تصویر پر بھی اپنے ماؤس کا پوائنٹر لے جائیں گے وہ تھوڑی بڑی ہو جائے گی اور اس کی تفصیلات بھی نظر آئیں گی۔

ان میں سے جو تصویر آپ کو کام کی لگے اسے کلک کریں ایک نئے صفحے میں وہ تصویر بڑی ہو کر کھل جائے گی۔

اب اگر آپ اس تصویر کو اپنے کمپیوٹر میں Save کرنا چاہتے ہیں تو اس پر Right click کیجئے اور کھلنے والے Menu میں Save Picture As کو کلک کر دیں اور save کر لیں۔

ٹھیک اسی انداز میں ویڈیوز اور آڈیو وغیرہ بھی تلاش کئے جاسکتے ہیں۔



بُولین سرچ (Boolean search)

گوگل میں سرچ کا جو طریقہ بیان کیا گیا ہے وہ عام لوگ اپنے روزمرہ کے سرچ میں استعمال کرتے ہیں۔ لیکن جب ہم کسی موضوع پر تحقیق کر رہے ہوں تو یہ طریقہ اتنا کارگر ثابت نہیں ہوتا ہے بلکہ ہمیں کچھ ایسے طریقے اپنانے پڑتے ہیں جن کی مدد سے ہم اپنے مطلب کے مواد تک پہونچ کر اسے حاصل کر سکیں۔

Exact Phrase Searching

ہم جب گوگل میں کچھ سرچ کرتے ہیں تو وہ ہر Key word سے متلق تمام کے تمام ویب پیجز کو رزلٹ پیج میں جمع کر

دیتا ہے نتیجہ ہوتا ہے کہ نتائج کی تعداد لاکھوں تک پہونچ جاتی ہے۔

مثال کے طور پر اگر ہم اردو شاعری کی اھمیت سرچ کرتے ہیں تو گوگل ان تمام ویب سائٹس کی فہرست سامنے لادیتا ہے جن میں اردو یا شاعری یا اھمیت میں سے کوئی بھی لفظ موجود ہوتا ہے۔اس لئے نتائج کی تعداد کڑوروں میں ہوتی ہے۔

مزید درست نتائج کے لئے اگر ہم Key words کو " " کے اندر رکھ کر سرچ کریں یعنی "اردو شاعری کی اھمیت" تو ایسی حالت میں گوگل صرف انہیں ویب سائٹس کی فہرست مہیا کرے گا جن میں یہ تینوں ہی الفاظ من وعن اسی صورت میں موجود ہوں گے۔

Addition Sign (+) یا AND کا استعمال

فرض کریں ہم کسی ایسے مواد کی تلاش میں ہیں جس میں بیک وقت دو Key words کی موجودگی ضروری ہو تو ہم یہاں دونوں Key words کے درمیان میں خالی جگہیں چھوڑتے ہوئے AND یا + کا نشان لگادیں گے۔اب گوگل صرف ایسے صفحات کی تلاش کرے گا جن میں دونوں الفاظ موجود ہوں گے۔

مثلاً : فیض AND دہلی یا فیض + دہلی

ایک اور طریقہ ہے کہ ہر Key word کے پہلے + کا نشان لگادیں۔

مثلاً : + فیض + دہلی

اب گوگل صرف انہی صفحات کو ڈھونڈ کر لائے گا جن میں فیض اور دھلی دونوں الفاظ ہوں۔

OR کا استعمال

جب ہمیں ایسے مواد کی تلاش ہو جس میں چند Key words میں سے کوئی بھی ایک موجود ہو۔مثال کے طور پر پریم چند کا ناول "گئودان" کو بعض لوگ "گودان" بھی لکھتے ہیں۔اس لئے جب ہم اس ناول سے متعلق مواد سرچ کریں گے تو ہماری خواہش ہوگی کہ ہمارے سامنے وہ تمام صفحات آجائیں جن میں درج بالا الفاظ میں سے کوئی بھی موجود ہو۔ایسی حالت میں ہم گئودان OR گودان سرچ کریں گے اور سرچ انجن وہ تمام نتائج سامنے لائے گا جن میں ان دونوں میں سے کوئی بھی لفظ موجود ہوگا۔

Substraction Sign (-) یا NOT کا استعمال

اس طریقے کا استعمال کر کے ہم نتائج کو محدود کر سکتے ہیں۔مثال کے طور پر ہم اگر Dracula سرچ کریں گے تو نتائج کے صفحات میں ڈرا کیولا ناول اور فلم دونوں سے متعلق ویب سائٹس کی فہرست سامنے آجائے گی۔ہمیں اگر صرف ناول سے مطلب ہے،فلم سے نہیں،تو ہم یہاں NOT یا (-) کا استعمال درج ذیل طریقوں سے کر سکتے ہیں۔

"Dracula" -movie

اردو میں سرچ کرنا

گوگل ہر زبان کی ویب سائٹس کی فہرست الگ بناتا ہے۔اس لئے اگر آپ اوپر بتائے گئے طریقے کے مطابق کسی موضوع پر کچھ تلاش کر رہے ہیں تو گوگل کے رزلٹ پیج میں صرف وہی نتائج ظاہر ہوں گے جو رومن یا انگریزی میں ہوں گے۔اردو یونی کوڈ میں بنی ویب سائٹ ان نتائج میں شامل نہیں ہوں گے۔

یاد رکھئے کہ اردو ادبی مواد کا ایک بڑا حصہ اردو یونی کوڈ میں محفوظ ہے اور ان سائٹس میں کچھ تلاش کرنے کے لئے آپ کو اردو میں ہی سرچ کرنا ہوگا۔

اس کے لئے سب سے پہلے اپنے کمپیوٹر میں اردو فونٹ سیٹ اَپ کریں۔اردو ٹائپنگ کے لئے سب سے پہلے اپنے کمپیوٹر کے Task Bar میں UR(اردو) کو منتخب کر لیں تاکہ اردو میں ٹائپنگ ہو سکے۔

اب گوگل کھولیں اور جس موضوع کی تلاش ہے اسے گوگل کے سرچ بکس میں اردو میں ٹائپ کر کے Enter بٹن دبا دیں۔آپ دیکھیں گے کہ اس بار تمام نتائج اردو میں آئیں گے۔

گوگل ایڈوانسڈ سرچ (Google advanced search)

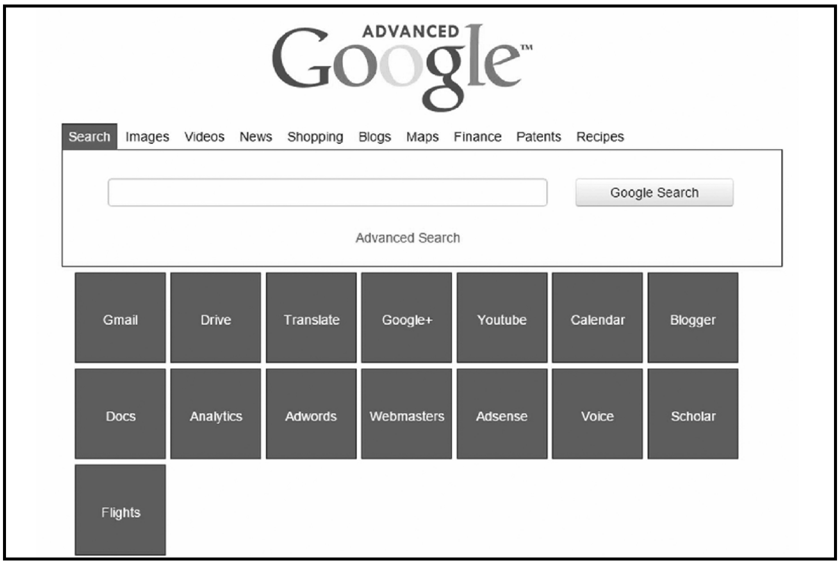
گوگل سرچ انجن میں ایڈوانسڈ سرچ کی سہولت موجود ہے۔اس کے لئے آپ کو عام گوگل سرچ انجن کے بجائے www.advancedgoogle.com پر جانا ہوگا۔

یہاں ہمیں سرچ بکس کے اوپر بہت سارے سرچ آپشن دکھائی دیتے ہیں جیسے Images ، Videos، News

اور Blogs وغیرہ۔ہم اپنی ضرورت کے مطابق آپشن چن کر سرچ کر سکتے ہیں۔

سرچ بکس کے نیچے Advanced search نامی لنک موجود ہے۔اسے کلک کرتے ہی نیچے مزید بہت سارے آپشنز ظاہر ہو جاتے ہیں جیسے all these words، this exact word or phrase، any of these words، none of this words وغیرہ۔

ان کے علاوہ Language، Region یا Website وغیرہ کے بھی آپشنز ہوتے ہیں۔ ان سب کا استعمال کر کے ہم بالکل ہی درست نتائج تک پہونچ سکتے ہیں۔



آن لائن ریسرچ میں احتیاط کی ضرورت:

اپنی تحقیق کے لئے جب ہم کسی عام لائبریری کا استعمال کرتے ہیں تو وہاں موجود کتابوں اور رسائل کی قدر و قیمت کا تعین پہلے ہی سے اسکالروں، نقادوں یا ماہرین کے ذریعہ کیا جا چکا ہوتا ہے اس لئے ہم وہاں سے حاصل ہونے والے مواد کو بے چوں و چرا قبول کر لیتے ہیں۔

لیکن اس کے برعکس جب ہم انٹرنیٹ کی مدد سے ریسرچ کا عمل انجام دیتے ہیں تو بے شمار نتائج پلک جھپکتے ہی ہماری آنکھوں کے سامنے آجاتے ہیں۔لیکن ان میں سے زیادہ تر مواد نامعلوم ذرائع سے دستیاب ہوتے ہیں۔ہمیں یہ پتہ نہیں ہوتا ہے

کہ یہ معلومات کس حد تک درست ہیں۔ کیونکہ ویب پیج لکھنا کتاب کی اشاعت جیسا مشکل کام نہیں ہے اور کوئی بھی بڑی آسانی سے ویب پیج لکھ سکتا ہے۔ نتیجے میں ہمیں غلط اور گمراہ کن نتائج حاصل ہو سکتے ہیں جو ہماری پوری تحقیق کو غلط راہوں پر لے جا کر ہماری ساری محنت برباد کر سکتے ہیں۔

اس لئے انٹرنیٹ سے کوئی بھی مواد حاصل کرتے وقت ہمیں بے حد محتاط رہنا ہوگا اور بغیر پرکھے کسی مواد کو اپنی تحقیق میں شامل نہیں کرنا ہوگا۔

اس سلسلے میں ہمیں درج ذیل باتوں کا خیال رکھنا ہوگا۔

1۔ **ویب سائٹ :** سب سے پہلے تو ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ ہم جس ویب سائٹ سے مواد لے رہے ہیں وہ کس حد تک بھروسے کے لائق ہے۔ سب سے پہلے یہ دیکھیں کہ ویب سائٹ شخصی، کسی ادارے کی ہے یا حکومت کی ہے۔ سرکاری ویب سائٹوں کے ڈومین ناموں میں gov. لگا ہوتا ہے۔ ہندوستانی سرکاری ویب سائٹ کے ڈومین میں gov.in. اور پاکستانی سرکاری ویب سائٹس میں gov.pk. لگا ہوتا ہے۔ ایسے ہی دیگر ممالک کی سرکاری سائٹس کے ساتھ بھی gov کے ساتھ ملک کا country code منسلک ہوتا ہے۔ ان ویب سائٹوں کے مواد پر بلا جھجھک اعتماد کیا جا سکتا ہے۔ کسی مستند ادارے کی سائٹ پر بھی ہم اعتبار کر سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر Oxford، Britannica، Cambridge یا ایسی ہی بے شمار ویب سائٹس ہیں جن کی معلومات سے ہم بلا جھجھک استفادہ کر سکتے ہیں۔ دیگر ویب سائٹس سے مواد لیتے وقت ہمیں اس ویب سائٹ کے Reputation پر نگاہ رکھتے ہوئے فیصلہ کرنا ہوگا۔ کسی شاعر یا ادیب کی ذاتی ویب سائٹ سے خود اس کی ادبی تخلیقات یا ان سے متعلق معلومات اخذ کی جا سکتی ہیں کیونکہ یہ معلومات وہ خود فراہم کرتا ہے اس لئے غلطی ہونے کی صورت میں ذمہ داری خود اس پر ہی ہوگی۔

2۔ **مصنف :** کسی آن لائن ذرائع سے معلومات اخذ کرتے وقت ہمیں یہ ضرور جان لینا چاہئے کہ مصنف کون ہے؟ گوگل میں اس مصنف سے متعلق سرچ کر کے ہمیں پتہ چلانا ہوگا کہ وہ کس حد تک مستند ہے؟ اس کے ادبی کارنامے کیا ہیں؟ اس کے معاصرین اس کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں۔ وہ کس سماجی، سیاسی یا ادبی نظریئے کا حامی ہے۔ کہیں وہ اپنے نظریئے کی حمایت میں حد سے تجاوز کر کے غلط اطلاعات تو نہیں فراہم کر رہا ہے؟

3۔ **مضمون میں دئے گئے حوالے :** کسی مصنف کی علمی لیاقت کا پتہ مضمون میں شامل حوالوں سے چلتا ہے۔

اس لئے کسی آن لائن ذریعے سے حاصل ہونے مضمون کے حوالوں پر خاص توجہ دینی چاہئے اور سب نہیں تو کم از کم کچھ کی جانچ کر لینی چاہئے۔

آن لائن لائبریریاں

ادبی تحقیق کے دوران کتابوں کی اہمیت سب سے زیادہ ہوتی ہے۔عام طور سے ریسارچ اسکالر سمواد کی تلاش میں لائبریریوں کے چکر کاٹا کرتے ہیں۔اکثر دوسرے شہروں، یہاں تک کہ دوسرے ملکوں کی لائبریریوں میں بھی جانا پڑتا ہے۔اس میں وقت کا کافی زیاں ہوتا ہے اور ساتھ ہی اخراجات بھی اچھے خاصے ہوتے ہیں۔

ان کے مقابلے میں آن لائن لائبریریاں ایک محقق کے لئے بے حد مددگار ثابت ہوتی ہیں۔ان لائبریریوں میں کتابوں کے صفحات پی ڈی ایف یا تصویر کی شکل میں ہوتے ہیں۔(گزشتہ باب میں ذکر آچکا ہے)۔اس لحاظ سے کتابوں کی یہ صورت محقق کے لئے مستند حوالہ ثابت ہوسکتی ہے کیونکہ یہ برقی کتابیں اصل کتابوں کی ہی برقی شکلیں ہیں۔یونی کوڈ برقی کتابوں کی اچھائیاں اپنی جگہ لیکن ان کے اندر پروف کی غلطیوں کا امکان رہتا ہے۔ان کے صفحات میں بھی ردوبدل کا امکان ہوتا ہے اس وجہ سے ان کتابوں کو حوالے کے طور پر پیش نہیں کیا جاسکتا ہے۔

چند جدید ریسرچ ٹولز

سائبر اسپیس میں محققین کی مدد کے لئے کئی ایسے ٹولز بھی موجود ہیں جن کی مدد لے کر ان کا کام بے حد آسان ہوجاتا ہے اور وہ کم وقت میں زیادہ کام انجام دے پاتے ہیں۔

(الف) عروض کی جانچ: تحقیق کے دوران اکثر شعر کے عروضی مطالعے کے دوران تقطیع کی بھی ضرورت پڑ جاتی ہے جو ایک محنت طلب اور وقت طلب کام ہے۔لیکن جدید سائنس نے اس کا حل نکال دیا ہے۔ www.aruuz.com ایک ایسی ویب سائٹ ہے جس میں شعر درج کرتے ہی اس شعر کی تقطیع کا عمل خود بخود ہوجاتا ہے اور ہمیں بحر کا نام بھی معلوم ہوجاتا ہے۔اس طرح ایک پیچیدہ کام بے حد آسان ہوجاتا ہے۔

(ب) ڈکشنری اور لغت : تحقیق کے دوران اکثر الفاظ کے معنی دیکھنے کی ضرورت پڑتی ہے۔انگریزی اور دیگر زبانوں کی بہت ساری ڈکشنریاں آن لائن دستیاب ہیں۔ بہت ساری ڈکشنریاں آف لائن بھی موجود ہیں جیسے WordWeb

اور Lingoes کی ڈکشنریاں وغیرہ۔

(ج) مصنف کا اسلوب جانچنے کا سافٹ ویئر : کسی مصنف کے اسلوب کو سمجھنے کا سب سے آسان طریقہ یہ ہے کہ اس کی لفظیات کی جانچ کی جائے اور یہ معلوم کیا جائے کہ وہ کون کون سے الفاظ سب سے زیادہ استعمال کرتا ہے۔ اس اصول کو سامنے رکھتے ہوئے ایک سافٹ ویر بنایا گیا ہے جس کا نام Hermetic Word Frequency Counter (WFC) ہے۔اس سافٹ ویئر کی مدد سے ہم مضمون یا کتاب میں کون سالفظ کتنی بار استعمال ہوا ہے اس کی فہرست پلک جھپکتے ہی بنا سکتے ہیں۔

آن لائن اخبارات ورسائل کے پرانے شمارے

دوران تحقیق اکثر کسی اخبار یا رسالے کا کوئی پرانا شمارہ دیکھنے کی ضرورت پڑ جاتی ہے۔ عام حالات میں کسی اخبار کا کوئی پرانا شمارہ تلاش کرنا جوئے شیر لانے سے کم نہیں ہوتا۔لیکن جو اخبارات Epaper شائع کرتے ہیں وہ پرانے شماروں کا بھی ایک سیکشن بناتے ہیں جہاں تمام پرانے شمارے جمع ہوتے رہتے ہیں۔محقق جب چاہے اخبار کا کوئی بھی پرانا شمارہ بڑے آرام سے دیکھ سکتا ہے۔

تحقیق کے لئے ای میل، چیٹنگ اور سوشل میڈیا کا استعمال

ادبی تحقیق کے دوران اکثر لوگوں سے خط و کتابت کی ضرورت پڑتی ہے۔لوگوں کو کسی موضوع سے متعلق سوالنامے بھیجے جاتے ہیں اوران کے جوابات کو تحقیق میں شامل کیا جاتا ہے۔یا کسی سے کوئی دستاویز یا کتاب منگوانی ہوتی ہے۔کچھ سال پہلے تک یہ کام صرف اور صرف ڈاک کے ذریعہ انجام پا سکتا تھا۔ڈاک کا نظام بے حد سست رفتار ہے اور دستاویزات کے کھو جانے کا بھی خطرہ رہتا ہے۔لیکن اب ای میل کے آجانے سے یہ کام بے حد آسان ہو گیا ہے۔لوگوں سے بڑی آسانی سے رابطہ ہوسکتا ہے۔ان سے انٹرویوز لئے جاسکتے ہیں۔ای میل کی مدد سے برقی کتابیں یا ڈیجیٹل دستاویزات بھیجے یا منگوائے جا سکتے ہیں۔ایک ساتھ سینکڑوں لوگوں کو سوالنامے بھیجنا بھی اب آسان ہو گیا ہے۔یہ طریقہ بے حد سستا اور انتہائی برق رفتار ہے۔ [134]

آڈیوز اور ویڈیوز وغیرہ:

بہت سارا ادبی مواد آج آڈیو اور ویڈیو کی شکل میں آن لائن موجود ہے۔جسے ہم بڑی آسانی سے حاصل کر کے اپنی تحقیق کا حصہ

134۔ عزیر اسرائیل، اردو تحقیق میں جدید ذرائع کا استعمال [http://www.urdulinks.com/urj/?p=99]

بنا سکتے ہیں۔تقریباًہرزبان کی قدیم وجدید فلمیں انٹرنیٹ پرمفت دستیاب ہیں۔تقریباًتمام گانے انٹرنیٹ پرموجود ہیں۔شعراء کی آوازیں، تصاویراور مشاعروں کے ویڈیوزموجود ہیں۔ان سب سے تحقیق میں مدد مل سکتی ہے۔

وے بیک مشین (Wayback Machine)

تحقیق کے لئے یہ ایک بہت کارآمد ویب ٹول ہے جو Arcive.org پر دستیاب ہے۔اسے ویب سائٹس کا میوزیم کہہ سکتے ہیں۔اس میں تمام ویب سائٹوں کی پرانی شکلیں آج تک محفوظ ہیں۔اس کے سرچ بکس میں کسی بھیویب سائٹ کا نام درج کرتے ہی اس ویب سائٹ کی شروعات سے لےکراب تک کی تمام صورتوں کی فہرست سامنے آجاتی ہے۔اس ٹول کی مدد سے ہم با آسانی کسی ویب سائٹ کہ پرانی شکلیں دیکھ سکتے ہیں۔اس طرح اس ویب سائٹ کی تاریخ مرتب کی جا سکتی ہے۔ایسی سائٹس جو آج بند ہوکر ناپید ہوچکی ہیں لیکن ان کے باقیات اس کی مدد سے تلاش کئے جا سکتے ہیں۔

4.7 : یوٹیوب اور اردو ادب

یہ دنیا کی مقبول ترین ویڈیو شیئرنگ ویب سائٹ ہے جسے استعمال کرنے والوں کی تعداد ایک ارب سے تجاوز کر چکی ہے۔ ہر ماہ مجموعی طور پر تقریباً چار ارب گھنٹوں کا ویڈیو اس سائٹ پر دیکھا جاتا ہے اور ہر منٹ اس سائٹ پر تقریباً 72 گھنٹوں کا ویڈیو اَپ لوڈ کیا جاتا ہے۔

مندرجہ بالا اعداد و شمار کتنے بڑے ہیں اس کا اندازہ لگانا بھی ایک عام آدمی کے لئے مشکل کام ہے۔ آپ ایک ہندی فلم دیکھتے ہیں وہ تقریباً ڈھائی یا تین گھنٹے کا ویڈیو ہوتا ہے تو چار ارب گھنٹوں کے ویڈیو کا تصور کیجئے اور پھر سوچئے کہ یوٹیوب کس قدر بڑی اور مقبول سائٹ ہے۔

یوٹیوب میں ہر قسم کے اور ہر موضوع پر ویڈیوز موجود ہیں۔ اس کے عام استعمال کے لئے کسی قسم کی ممبر شپ بھی لازمی نہیں۔ بس آپ www.youtube.com پر جائیں اور اپنی پسند کے ویڈیوز دیکھیں، کوئی پابندی نہیں۔

مندرجہ بالا تصویر یوٹیوب کے ہوم پیج کی ہے۔ اس میں آپ کو بہت ساری تصاویر اور ان کی تفصیلات دکھائی دے رہی ہیں۔ یہ دراصل نئی یا مقبول ویڈیوز ہیں جنہیں آپ کی آسانی کے لئے وہاں سجا کر رکھا گیا ہے۔ لیکن زیادہ تر یہی ہوتا ہے کہ آپ ان ویڈیوز کے علاوہ کوئی اور ویڈیو دیکھنا چاہتے ہوں۔ ایسی حالت میں آپ اپنی پسندیدہ ویڈیو سب سے اوپر کی طرف موجود سرچ بکس میں سرچ کر سکتے ہیں۔

یوٹیوب کی سب سے اہم بات یہ ہے کہ اس میں ہم نہ صرف دوسروں کی اپ لوڈ کی ہوئی ویڈیوز دیکھ سکتے ہیں بلکہ اپنی ویڈیوز بھی بڑی آسانی سے اپ لوڈ کر سکتے ہیں جسے دنیا بھر کے لوگ دیکھ سکیں گے۔ ڈیجیٹل دور میں ویڈیو بنانا انتہائی آسان ہو گیا ہے۔ پہلے اس کے لئے انتہائی مہنگے مووی کیمرے کی ضرورت پڑتی تھی لیکن آج کسی بھی اچھے اسمارٹ فون کی مدد سے بڑی آسانی سے ویڈیو بنائی جاسکتی ہے۔ پہلے ویڈیوز کو صرف ہم خود ہی دیکھ سکتے تھے۔ اس کے علاوہ ان کا اور کوئی مصرف نہیں تھا۔ لیکن آج ایسا نہیں ہے۔ اپنے ویڈیوز ہم یوٹیوب میں اپ لوڈ کر دیں گے تو ساری دنیا اسے دیکھے گی۔

اردوادب کی ترویج وترسیل میں یوٹیوب کا حصہ

آج یوٹیوب میں جواربوں گھنٹوں کا ویڈیوموجود ہے اس میں ایک بڑا حصہ اردو ویڈیوز کا بھی ہے۔اردو کے لاکھوں شعراء کے کلام،ادباء کی باتیں،غزل سنگروں کی گائی لاکھوں غزلیں،قوالیاں،نظمیں،گیت،نعت،حمد،ماہیے اور مرثیئے وغیرہ یوٹیوب میں بھرے پڑے ہیں۔ جتنے بھی بڑے مشاعرے ہوتے ہیں ان کی ویڈیوز ضرور بنائی جاتی ہیں۔کبھی یہ ویڈیو مشاعرے کے منتظمین بنواتے ہیں تو کبھی ٹی وی والے بناتے ہیں۔یہ سارے کے سارے ویڈیوز یوٹیوب پر اپ لوڈ کر دئے جاتے ہیں۔ہم جب چاہیں یوٹیوب پر مشاعرے سن سکتے ہیں۔ویسے ہی مختلف ادبی تقریبات کی ویڈیوز بھی یوٹیوب میں ڈال دی جاتی ہیں۔افسانے،کہانیاں،ڈرامے،دستاویزی فلمیں اور فیچر فلمیں بھی یوٹیوب میں بھری پڑی ہیں۔شعراء وادبا کے ہزاروں انٹرویوز اور ٹی وی شوز کے اپی سوڈ بھی موجود ہیں۔ان سب کے علاوہ ایک بڑی تعداد تعلیمی ویڈیوز کی ہے۔تقریباً ہر موضوع پر تعلیمی ویڈیوز اور لیکچرز موجود ہیں۔

الغرض یوٹیوب اردوادب کی ترسیل وترویج کا ایک بڑا ذریعہ ہے۔ادب کو ویڈیو یا آڈیو کی شکل میں بڑی آسانی سے دنیا بھر میں پہونچا سکتے ہیں۔



دنیا کی اس مقبول ترین ویب سائٹ کے خالق

(دائیں سے بائیں) جاوید کریم، اسٹیوچین اور چاڈ ہرلے

4.8 : سوشل نیٹ ورکنگ کے ادبی پہلو

آپ نے facebook.com کا نام تو سنا ہی ہوگا بلکہ ممکن ہے کہ آپ بذات خود اس کے ممبر ہوں۔
یہ مشہور (بدنام؟) ویب سائٹ دراصل ایک سوشل نیٹ ورکنگ ویب سائٹ ہے۔
بات کو مزید آگے بڑھانے سے قبل آپ کو یہ بتانا ضروری ہے کہ یہ سوشل نیٹ ورکنگ ویب سائٹ ہے کیا چیز؟

سوشل نیٹ ورکنگ سائٹس دراصل ایسی ویب سائٹس ہیں جن کے ممبر آپس میں پیغامات، تصاویر، ویڈیوز اور دوسری فائلوں کا تبادلہ Real time میں کر سکتے ہیں، ایک دوسرے سے دوستی کر سکتے ہیں، مختلف موضوعات پر آپس میں بحث ومباحثہ کر سکتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ آپ ان ویب سائٹس کو ایک مجازی کلب ہاؤس کہہ لیں یا پھر گاؤں کی چوپال، جہاں لوگ آپس میں ایک دوسرے سے (مجازی طور پر) ملتے جلتے اور بات چیت کرتے ہیں۔

ایک سوشل نیٹ ورکنگ ویب سائٹ اور ایک عام ویب سائٹ میں بنیادی فرق یہ ہے کہ ایک عام ویب سائٹ کا وزیٹر اس میں صرف اسی مواد کو دیکھ سکتا ہے جو اس ویب سائٹ کے خالق نے اس میں اَپ لوڈ کیا ہوتا ہے۔ وہ خود سے اس میں کوئی اضافہ نہیں کر سکتا، جب کہ ایک سوشل نیٹ ورکنگ سائٹ کے ممبران جب چاہیں اس سائٹ میں اپنی طرف سے نیا مواد شامل کر سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر اگر آپ فیس بک کے ممبر ہیں تو آپ اپنی مرضی سے اس میں اپنی یا دوسروں کی تصاویر، آڈیو، ویڈیو یا کوئی تحریر شامل کر سکتے ہیں جنہیں دوسرے ممبر دیکھ سکیں گے۔

سوشل نیٹ ورکنگ ویب سائٹس کا سلسلہ بیسویں صدی کے اواخر میں شروع ہوا۔ اس سلسلے کی پہلی کڑی classmates.com ہے جس میں ممبروں کو اپنا پروفائل بنانے اور اس کی مدد سے اپنے اسکول یا کالج کے دوستوں کو ڈھونڈ کر رابطہ قائم کر پانے کی سہولت موجود تھی۔

لیکن پہلی ویب سائٹ جسے حقیقی معنوں میں سوشل نیٹ ورکنگ سائٹ کہا جا سکتا ہے وہ 1997ء میں قائم ہونے والی ویب سائٹ SixDegrees.com تھی۔

اور پھر اس کے بعد تو سوشل نیٹ ورکنگ سائٹس کا ایک سلسلہ چل پڑا۔

2001ء میں StumbleUpon

2002ء میں Friendster

2003ء میں Myspace، LinkedIn اور Hi5

2004ء میں Orkut اور Flickr

2005ء میں Bebo، Ning اور YouTube

2006ء میں Facebook اور Twitter

2007ء میں Tumblr

2009ء میں Foursquare

2010ء میں Pininterest

2011ء میں Google Plus اور Tagged وغیرہ ویب سائٹس کا قیام عمل میں آیا۔

یہاں میں نے صرف انہیں سوشل ویب سائٹس کا نام لکھا ہے جو بہت زیادہ مقبول ہیں ورنہ اس قسم کی سائٹس کی فہرست کافی طویل ہے۔

چند اور بھی (نسبتاً کم مقبول) سوشل ویب سائٹس کے نام جان کر رکھیں:

Exploroo، FilmAffinity، Xing، Disqus، Badoo، Meetup، Fiverr، LiveJournal، Zorpia، Fotolog، Wayn، Travbuddy، Shelfari، Scribd، Snapchat، Twoo، Academia.edu، DeviantArt اور Instagram، Nurseconnect، supergreenme، DIYchatroom اور OhMyBloom وغیرہ وغیرہ۔

سوشل نیٹ ورکنگ ویب سائٹس کی قسمیں

Types of Social Networking Websites

سوشل ویب سائٹس کی بہت ساری قسمیں ہوتی ہیں، جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

Social Connections : یہ وہ ویب سائٹ ہیں جو لوگوں کو آپسی سماجی رابطے قائم کرنے میں مدد دیتے ہیں۔ ان سائٹس پر لوگ ایک دوسرے سے متعارف ہوتے ہیں۔ آپس میں دوستی کرتے ہیں۔ پھر خیالات، تصاویر اور ویڈیوز وغیرہ کا تبادلہ کرتے ہیں۔ سوشل نیٹ ورکنگ کی یہ سب سے مقبول قسم ہے اسے سوشل میڈیا (Social Media) بھی کہا جاتا ہے۔

مثالیں: *Facebook*، *Google+*، *Myspace*، *Friendster*، *Hi5*، *MeetUp*

Multimedia sharing : یہ وہ ویب سائٹ ہیں جن کے ممبران آپس میں آڈیو، ویڈیو یا تصاویر وغیرہ کو شیئر کرتے ہیں۔ ویڈیو شیئرنگ کی ویب سائٹس *Youtube*، *Dailymotion*، *Vimeo*، *Vevo* اور *Veoh* وغیرہ، آڈیو شیئرنگ کی ویب سائٹس *Soundcloud* اور *Picosong* وغیرہ اور تصاویر کی شیئرنگ کی ویب سائٹس *Picasa* اور *Flickr* وغیرہ اور *Slideshare* سلائڈ شیئرنگ سائٹ کی مثالیں ہیں۔

Microblogging : یہ وہ سوشل ویب سائٹس جن کے ممبر ضروری اَپ ڈیٹ پوسٹ کرتے رہتے ہیں اور وہ اَپ ڈیٹ ان کے تمام 'دوستوں' تک پہونچ جاتے ہیں۔ مائکرو بلاگنگ ویب سائٹس میں کوئی بھی پیغام 140 حروف/اعداد یا نشانات (Characters) سے زیادہ نہیں ہونا چاہئے۔ *Twitter* ایک ایسی ہی ویب سائٹ ہے۔

Professional Connections : ان سوشل ویب سائٹس کے ذریعہ مختلف پیشوں سے منسلک افراد آپس میں رابطے قائم کر کے پیشہ ورانہ معلومات ایک دوسرے کے ساتھ شیئر کرتے ہیں۔

LinkedIn ایک اچھی مثال ہے جس میں مختلف پیشہ ور افراد آپس میں رابطے قائم کرتے ہیں۔

Classroom 2.0 ٹیچروں اور تعلیم سے منسلک دیگر افراد کی سوشل ویب سائٹ ہے۔

NurseConnect نرسوں کی سوشل ویب سائٹ ہے۔

Wikis : ان ویب سائٹس میں ان کے اراکین مختلف موضوعات پر معلومات درج کرتے رہتے ہیں اور یہ ویب سائٹ ایک انسائکلو پیڈیا کا روپ اختیار کر لیتی ہیں۔ *Wikipedia* ایسی سائٹس کی سب اچھی مثال ہے۔

Educational : یہ طلبا و طالبات کی اپنی سوشل سائٹس ہیں جہاں وہ مختلف تعلیمی موضوعات پر آپس میں تبادلہ خیالات کرتے ہیں اور اپنے مسائل کو حل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

TheStudentRoom.co.uk برطانوی طلبا کی اپنی سوشل نیٹ ورکنگ سائٹ ہے۔ بارہویں جماعت تک کے طلبا کی عالمی سوشل سائٹ epal.com ہے۔ *MathForum.org* ریاضی سے دلچسپی رکھنے والے طلبا کی سوشل سائٹ ہے۔

Academic & Research : یہ محققین کی سوشل نیٹ ورکنگ سائٹس ہیں جن کے اراکین ایک دوسرے سے علمی گفتگو کرتے ہیں اور تحقیقات میں ایک دوسرے کی مدد اور رہنمائی کرتے ہیں۔

مثالیں: *Academia.edu*، *Mendeley*، *Schlastica* اور *Zotero* وغیرہ

Hobbies : یہ مختلف تفریحی مشاغل رکھنے والے لوگوں کی سوشل نیٹ ورکنگ سائٹس ہیں جن کے ذریعہ وہ اپنے مشاغل سے متعلق دوسرے لوگوں سے تبادلۂ خیالات کیا کرتے ہیں۔

SuperGreenMe ایسے لوگوں کی سوشل سائٹ ہے جو ماحولیات کا بہت خیال رکھتے ہیں اور ماحول کی سرسبزی کو قائم رکھنا چاہتے ہیں۔ *DIYchatroom* دراصل Do-It-Yourself سے متعلق سوشل سائٹ ہے جس میں لوگ مختلف چیزوں کو خود سے تیار کرنے یا مرمت کرنے سے متعلق تبادلۂ خیال کرتے ہیں۔ *OhMyBloom* باغبانی سے متعلق سوشل سائٹ ہے۔ *SportShouting* کھیلوں کے شائقین کی سائٹ ہے جہاں وہ مختلف کھلاڑیوں اور ٹیموں پر تبصرے کرتے ہیں۔ *Shelfari* کتابوں کے مطالعہ سے متعلق سائٹ ہے جس میں لوگ کتابوں پر تبصرے کرتے ہیں۔

Bookmarking : یہ وہ سوشل ویب سائٹس ہیں جو ویب سائٹس کو Bookmark کرنے اور انہیں دوسروں کے ساتھ شیئر کرنے میں مدد دیتی ہیں۔

مثالیں: *Delicious*، *StumbleUpon*، *Pininterest*، *Digg* اور *Reddit* وغیرہ۔

Islamic Social Network : فیس بک کی بڑھتی ہوئی مقبولیت اور اس سے جڑی بعض خرابیوں کے پیش نظر مسلمانوں نے اپنی الگ سوشل نیٹ ورکنگ ویب سائٹس بنائیں تاکہ مسلم نوجوان، صاف ستھرے اسلامی ماحول میں، آپس میں رابطہ رکھ سکیں اور ایک دوسرے سے کھل کر اپنے خیالات شیئر کرسکیں۔

مثالیں: *MyMFB.com*، *Ummahland.com* اور *MuslimSocial.com* وغیرہ۔

سوشل نیٹ ورکنگ کے ادبی پہلو

Literary side of Social Networking

گزشتہ صفحات میں ہم دیکھ چکے ہیں کہ سوشل نیٹ ورکنگ سروسز کی متعدد اقسام ہیں اور لوگ انہیں مختلف قسم کے کاموں کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ چونکہ زیرِ نظر مقالے کا موضوع ''اردو ادب کی ترسیل وترویج'' ہے اس لئے یہاں ہم خاص طور سے سوشل نیٹ ورکنگ سروسز کے ادبی پہلو پر نگاہ ڈالیں گے۔

اس مقصد کے لئے، بطور مثال، ہم دو سوشل نیٹ ورکنگ سروسز کے ادبی پہلوؤں کا جائزہ لیں گے:

(۱) فیس بُک (Facebook) (۲) وہاٹس ایپ (WhatsApp)

فیس بُک Facebook

گزشتہ برسوں میں مقبولیت کی دوڑ میں ایک دوسرے کو پیچھے چھوڑنے کی کوششوں مصروف یہ ساری سوشل ویب سائٹس نمبرون کی چوٹی پر پہونچنے کے لئے نت نئے طریقے اختیار کرتی رہی ہیں لیکن آخرکار فیس بک نے ان سب کو کافی پیچھے چھوڑ دیا۔ فیس بُک کی بنیاد Mark Zuckerberg نے 2004ء میں اپنے کالج کے دوستوں کے ساتھ مل کر رکھی تھی۔ ابتدا میں یہ ویب سائٹ صرف ہارورڈ یونیورسٹی کے طلبا وطالبات کے لئے مخصوص تھی لیکن جب 2006ء میں اسے عام لوگوں کے لئے کھول دیا گیا تو ایک انقلاب آ گیا اور دیکھتے ہی دیکھتے یہ ویب سائٹ نمبروَن سوشل نیٹ ورکنگ سائٹ بن گئی اور آج دنیا کا ہر ساتواں آدمی فیس بک کا ممبر ہے۔ Statista.com کی ایک حالیہ رپورٹ (دسمبر 2015ء) کے مطابق آج فیس بُک کے فعال ممبران کی تعداد **159 کڑور** ہے۔ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ یہ تعداد کتنی بڑی ہے۔ آج ہندوستان کی آبادی تقریباً 126 کروڑ اور چین کی آبادی لگ بھگ 135 کروڑ ہے۔ یعنی ہم کہہ سکتے ہیں آج دنیا کے کسی بھی ملک کی آبادی سے زیادہ انسان فیس بُک کے ''شہری'' ہیں۔



فیس بک کا خالق Mark Zuckerberg

ادب کی ترسیل کے لئے فیس بک کا استعمال

Use of Facebook for propagation of literature

فیس بک کہنے کو تو ہے ایک سوشل نیٹ ورکنگ ویب سائٹ لیکن اسے استعمال کرنے والے اسے اپنے مقصد کے لئے مختلف طریقوں سے استعمال کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر بزنس مین اور کمپنیاں اسے اپنے پروڈکٹ کی پبلیسٹی کے لئے استعمال کیا کرتے ہیں، سیاسی پارٹیاں اسے سیاسی پروپگنڈے کے لئے استعمال کرتی ہیں، تعلیمی ادارے اسے تعلیمی مقاصد کے لئے استعمال کرتے ہیں اور شعراء و ادباء اسے ادبی ترسیل کے لئے استعمال کرتے ہیں۔

ادبی مقاصد کے لئے فیس بک کا استعمال کرنے کے لئے درج ذیل طریقے اپنائے جاسکتے ہیں۔

1۔ شعراء و ادباء فیس بک کے ذریعہ بہت سارے ادبی دوست بنا سکتے ہیں۔ فیس بک عالمی طور پر ادبی رابطے کا بڑا ہی خوبصورت طریقہ ہے۔ ایک عام شاعر یا ادیب جسے صرف اس کے علاقے یا شہر کے لوگ ہی جانتے ہوں فیس بک کی مدد سے بہت جلد وہ نہ صرف ملک کے کونے کونے میں بلکہ دنیا کے بیشتر ممالک میں پہچانا جانے لگتا ہے اور مختلف ممالک میں اس کے ادبی دوست بن جاتے ہیں جن سے وہ ادبی گفتگو کرتا ہے۔ ان کا کلام پڑھتا ہے اور اپنی تخلیقات ان تک پہونچاتا ہے۔

2۔ فیس بک میں چیٹنگ (Chatting) کی سہولت موجود ہے۔ Text یا video دونوں طریقوں سے چیٹنگ کی جاسکتی ہے۔ شعراء یا ادباء فیس بک کی اس سہولت کے ذریعہ اپنے ادبی دوستوں سے چیٹنگ کر کے ادبی گفتگو کر سکتے ہیں۔ چیٹنگ کے لئے Facebook Messenger نامی سافٹ ویئر کا استعمال بھی کیا جاسکتا ہے۔

3۔ شعراء و ادباء اپنی غزلیں، نظمیں، افسانے یا دیگر تخلیقات فیس بک میں پوسٹ کر سکتے ہیں جنہیں ان کے احباب نہ صرف انہیں پڑھیں گے بلکہ ان سے متعلق اپنی آرا ئسے بھی نوازیں گے۔

4۔ شعراء و ادباء اپنی ادبی تصاویر یا اپنی کتابوں کے سرورق کی تصاویر وغیرہ فیس بک پر پوسٹ کر سکتے ہیں تا کہ آپ کے احباب انہیں دیکھ کر اپنی پسندیدگی کا اظہار کر سکیں۔

5۔ ادبی تقریبات کی رپورٹ اور تصاویر کو فیس بک پر پوسٹ کیا جاسکتا ہے۔ اس طرح اس تقریب کی تشہیر بڑے پیمانے پر ہو جائے گی۔

6۔ ادبی رسائل کے مدیران حضرات فیس بک میں اپنے رسالے کا Page بنا کر اسے پروموٹ کر سکتے ہیں۔ یہاں

رسالے کے ہر شمارے میں شامل مندرجات کی فہرست اور اس کے منتخب اقتباسات کی اشاعت کی جاسکتی ہے جسے پڑھ کر لوگ اس رسالے کے خریدار بن سکتے ہیں۔فیس بک مفت کی پبلیسٹی کا بہت بڑا پلیٹ فارم ہے۔

7۔ مصنفین یا مولفین اپنی ہر کتاب کے لئے فیس بک پر Page بنا سکتے ہیں تا کہ لوگ اس کتاب کے بارے میں جان سکیں اور اگر خریدنا چاہیں توان سے رابطہ کرسکیں۔

8۔ فیس بک میں بے شمار ادبی Groups ہیں جن کے ممبر آپس میں ادبی مباحث میں مصروف ہوا کرتے ہیں۔ آپ ان گروپس کے ممبر بن کر ان مباحث میں شریک ہو سکتے ہیں یا خود کوئی نیا گروپ بنا سکتے ہیں۔

وھاٹس ایپ WhatsApp

وہاٹس ایپ ایک بے حد مقبول موبائل Meseging سافٹ ویئر ہے جو ونڈوز، اینڈرائڈ، بلیک بیری اور آئی فون ہر پلیٹ فارم کے اسمارٹ فون کے لئے کارآمد ہے۔لوگ اس کی مدد سے ایک دوسرے سے رابطہ قائم رکھتے ہیں۔تصاویر، ویڈیو، آڈیو اور دوسری فائلیں ایک دوسرے کو بھیجتے رہتے ہیں۔

وہاٹس ایپ کی سب سے اہم خوبی یہ ہے کہ اس میں گروپ بنانے کی سہولت موجود ہے۔یعنی آپ کسی نام سے ایک گروپ بناتے ہیں پھر لوگوں کو اس گروپ میں شامل کر لیتے ہیں۔بس آپ کا گروپ تیار ہو گیا۔اب اس گروپ کا جو بھی ممبر اس گروپ میں کوئی پیغام،تصویر، آڈیو یا ویڈیو وغیرہ پوسٹ کرے گا وہ خود بخود گروپ کے تمام ممبروں تک پہونچ جائے گا۔اس طرح گروپ میں شامل تمام اراکین ایک ساتھ کسی بحث میں شامل ہو سکتے ہیں۔ ہر شخص کے ذریعہ پوسٹ کیا گیا پیغام گروپ میں شامل ہر شخص کے موبائل میں پہونچے گا۔

ادب کی ترسیل کے لئے وہاٹس ایپ کا استعمال

Use of WhatsApp for propagation of literature

اگر ہم چاہیں تو فیس بک کی طرح ہی وہاٹس ایپ کا بھی استعمال ادبی مقاصد کے لئے کر سکتے ہیں۔

1۔ ہم اپنی ادبی تخلیقات کو کسی گروپ میں پوسٹ کر کے اسے گروپ کے تمام ممبروں تک پہونچا سکتے ہیں۔گروپ کے ممبران اس تخلیق کو پڑھ کر اس سے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کر سکتے ہیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ گروپ میں اگر اچھی ادبی لیاقت

رکھنے والے لوگ یا نقاد شامل ہوں گے تو Live تنقید کا عمل شروع ہو جائیگا اور تخلیق کو ہر پہلو سے پرکھا جائے گا۔

2۔ ادبی گروپ کا استعمال سنجیدہ اور صحت مند ادبی مباحث کے لئے بھی کیا جا سکتا ہے۔

3۔ دنیا کے دور دراز خطوں میں موجود ادبا و شعرا کو اپنی ادبی تخل ؛ یقا، تصاویر، آڈیو، ویڈیو یا برقی کتابیں ارسال کی جاسکتی ہیں یا ان سے منگوائی جاسکتی ہیں۔

4۔ رسالوں کے ایڈیٹع حضرات اپنے واٹس ایپ گروپ کی مدد سے اپنے قارئین یا معاونین کے ساتھ بہتر طور پر رابطہ رکھ سکتے ہیں اور انہیں رسالے سے متعلق خبریں فراہم کر سکتے ہیں۔

5۔ محقق حضرات واٹس ایپ کی مدد سے لوگوں کے ساتھ رابطہ کر کے بڑی آسانی سے معلومات فراہم کر سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر اگر کسی کے پاس کوئی نایاب کتاب موجود ہو تو ہم واٹس ایپ کی مدد سے اس سے رابطہ کر اس کتاب کے مطلوبہ صفحات کی تصویریں پوسٹ کرنے کی درخواست کر سکتے ہیں۔اس طرح ہم کافی وقت ، رقم اور محنت بچا سکتے ہیں۔

6۔ کسی ادبی گروپ میں بڑی آسانی سے عالمی سطح کیطرحی یا غیر طرحی مشاعرے منعقد کئے جاسکتے ہیں۔ یہ مشاعرے ٹیکسٹ کی صورت میں بھی ہو سکتے ہیں اور آڈیو فائل کی صورت میں بھی۔

چند مشہور وہاٹس ایپ ادبی گروپس

ادبی مقاصد کے لئے آج کل بے شمار وہاٹس ایپ گروپس قائم ہیں جن میں ادبی موضوعات پر مباحث اور مشاعرے ہوتے رہتے ہیں۔ چند مشہور وہاٹس ایپ گروپس کی مثالیں درج ذیل ہیں۔

(۱) قرطاس و قلم	: ایڈمن۔ احمد کمال حشمی، کانکی نارہ، ۲۴ پرگنہ
(۲) قرطاس و قلم ،جگتدل	: ایڈمن ۔ عظیم انصاری، جگتدل، ۲۴ پرگنہ
(۳) دیار میر	: ایڈمن۔ احمد کمال حشمی، کانکی نارہ، ۲۴ پرگنہ
(۴) بزم هم نوا	: ایڈمن۔ فراغ روہوی، کولکاتا
(۵) تمثیل نو	: ایڈمن۔ ڈاکٹر امام اعظم، کولکاتا/دربھنگہ
(۶) سخن ستارے	: ایڈمن۔ تسلیم نیازی، آسنسول

(۷) **سوال پوچھنا مشکل کیوں ھے**	: ایڈمن۔ حیدر قریشی، جرمنی
(۸) **ادبی رنگ**	: ایڈمن۔ ارسلان رضا، پاکستان
(۹) **بزم ادب**	: ایڈمن۔ کامران غنی صبا، پٹنہ
(۱۰) **اردوپروفیسرز گروپ**	: ایڈمن۔ ڈاکٹر ندیم احمد
(۱۱) **ادبی ملاقات**	: ایڈمن۔ جاوید ہمایوں
(۱۲) **اردو وکی پیڈیا**	: ایڈمن۔ عبید رضا، پاکستان

سوشل میڈیا اور لائیو تنقید

Social media and live criticism

''لائیو تنقید'' (Live criticism) ادبی دنیا کے لئے ایک نیا تصور ہے۔اس اصطلاح کو شاید میں پہلی بار اہل ادب کی سامنے استعمال کرنے کی جسارت کر رہا ہوں۔جس طرح آپ ٹی وی میں کرکٹ یا فٹ بال کا Live Telecast دیکھتے ہیں۔ویسے ہی سوشل میڈیا میں لائیو تنقید چلتی رہتی ہے۔(معاف کیجئے گا،لفظ LIVE کا کوئی بھی مناسب اردو متبادل مجھے دستیاب نہیں ہوسکا اس لئے زبردستی کی عربی دانی دکھانے کے بجائے میں نے اسی لفظ کو اردو میں استعمال کرلیا ہے)۔

عموماً کسی رسالے میں کوئی تخلیق شائع ہوتی ہے جس پر نقاد اپنی تنقید لکھتے ہیں اور وہ تنقید اسی رسالے میں یا دوسرے کسی رسالے میں شائع ہوتی ہے۔لوگ اسے پڑھتے ہیں اور اسی بنیاد پر تخلیق کو سراہتے ہیں یا اسے برا کہتے ہیں۔اگر کسی شخص کو اس تنقید پر اعتراض ہوتا ہے تو وہ اس تنقید کے خلاف اپنی رائے لکھ کر اسے شائع کرواتا ہے۔

یہ ہے تنقید کا عام طریقہ جو بے حد سست رفتار ہے۔

کمپیوٹر کی آمد نے زندگی کی رفتار کو تیز تر کر دیا ہے۔روزمرہ کی زندگی کے ہر کام کی رفتار تیز ہوئی تو تنقید بھلا کیوں پیچھے رہتی۔تنقید کی رفتار بھی تیز ہوئی اور اس قدر تیز ہوئی کہ LIVE ہوگئی۔اِدھر سوشل میڈیا میں آپ کی تخلیق شائع ہوتی ہے

اُدھر دھڑ ادھڑ اس پر تبصروں اور تنقیدوں کا سلسلہ چل پڑتا ہے۔کوئی اس کی تعریف کرتا ہےاوراس کی خوبیاں گنواتا ہےتو دوسرا اس کی خامیاں ڈھونڈ نکالتا ہے۔خوبیاں ڈھونڈ نے والے کے طرف دار اس کی بات کو ثابت کرنے کے لئے دلیلیں پیش کرتے ہیں تو خامیاں تلاش کرنے والے کے طرفدار اس کے حق میں۔اور ایک طویل بحث چل پڑتی ہے۔

اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ سوشل میڈیا کے دامن میں ادب کے لئے بہت کچھ ہے۔اکیسویں صدی نے سوشل میڈیا کی صورت میں ادبی ترسیل کو گویا پنکھ لگا دیئے ہیں۔آنے والا زمانہ یقیناً اور بھی نئے ذرائع اور نئے وسائل لے کر آئے گا۔

4.9 : موبائل ایپس : ایک نئی پیش رفت

ڈیجیٹل پبلیشنگ کا اگلا قدم موبائل کی دنیا میں ہے۔موبائل فون اب پہلے جیسا نہیں رہا۔اب اس کی جگہ اسمارٹ فون نے لے لی ہے جس کا اسکرین کافی بڑا(عموماً پانچ یا ساڑھے پانچ اِنچ کا) ہوتا ہے جو انگلیوں کے لمس کو پہچانتا ہے یعنی Touch screen کی خوبی سے مزین ہے۔اسمارٹ فون کے پہلو بہ پہلو ٹیبلیٹ کمپیوٹر(مختصراً TAB) بھی ارتقائی منازل طے کر رہا ہے۔آج کل اسمارٹ فون اور ٹیب میں صرف سائز کا فرق رہ گیا ہے۔ٹیب سائز میں بڑا ہوتا ہے،یعنی عام طور سے کسی کتاب کے پاکٹ بک ایڈیشن کے سائز کا ہوتا ہے۔



ٹیبلٹ کمپیوٹر یعنی TAB

Smart phone

مختلف کمپنیوں کے اسمارٹ فون اور ٹیب میں مختلف آپریٹنگ سسٹم استعمال ہوتے ہیں جیسے WinPhone ،Android ، Blackberry یا iOS وغیرہ۔ان میں سے ہر آپریٹنگ سسٹم کے لئے بے شمار سافٹ ویئر انٹرنیٹ پر مفت یا قیمتاً دستیاب ہیں جنہیں ڈاؤن لوڈ کر کے ہم اپنے فون کو مختلف کاموں کے لئے استعمال کر سکتے ہیں۔ان سافٹ ویئرس کو MobileApp کہتے ہیں۔

پبلیشنگ کمپنیاں اب ڈیجیٹل پبلیشنگ کا مستقبل موبائل ایپس کی صورت میں دیکھ

رہی ہیں۔مختلف اخبارات اور رسائل اپنے موبائل ایپس بنا رہے ہیں۔زیادہ تر اخبارات کے ایپس بالکل مفت دستیاب ہیں جو ایک کلک کرتے ہی تازہ ترین خبریں آپ کے اسمارٹ فون یا ٹیب کے اسکرین پر مہیا کر دیتے ہیں۔اخبارات عموماً اس سروس کے لئے کوئی رقم وصول نہیں کرتے ہیں بلکہ وہ دکھائے جانے والے اشتہارات کو اپنی آمدنی کا ذریعہ بناتے ہیں۔

لوگوں کو یہ آسانی حاصل ہے کہ وہ جو بھی اخبار پڑھنا چاہیں،انہیں ہر وقت دستیاب ہو جاتا ہے۔بس انہیں صرف اس اخبار کا موبائل ایپ ڈاؤن لوڈ کر کے انسٹال کر لینا پڑتا ہے۔بہت سارے رسائل کو اُن کے موبائل ایپس کے ذریعہ Subscribe کیا جا سکتا ہے اور پھر موبائل یا ٹیب میں ہی ان کا ہر ایشیو پڑھا جا سکتا ہے۔

اردو زبان نے بھی اس راہ میں اپنے قدم بڑھا دیئے ہیں۔گوگل پلے میں آپ کو لاتعداد اردو ایپس دکھائی دیں گے جن میں زیادہ تر قرآن،احادیث کے مجموعے،دعاؤں کی کتابیں،اردو شاعری،اقوال زریں،کھانا پکانے کی تراکیب،لطیفے،لغات، بچوں کے اسلامی نام وغیرہ جیسے موضوعات پر مبنی ہیں۔ان میں سے اکثر صرف اشتہارات دکھانے کی غرض سے بنائی گئی ہوتی ہیں جن کا معیار نہایت ہی گھٹیا ہوتا ہے۔

لیکن اسی بھیڑ میں آپ تلاش کریں گے تو آپ کو کئی بہت اچھے،کارآمد اور معیاری موبائل ایپس بھی مل جائیں گے۔مثال کے طور پر:

Islam 360 ایک اسلامی ایپ ہے جس میں قرآن کے مختلف تراجم، تفاسیر، احادیث اور دیگر اسلامی معلومات کا ذخیرہ ہے۔اس کے علاوہ اور بھی بے شمار اسلامی ایپس ہیں جن میں قرآن کے ترجمے،احادیث،سیرت وفقہ کی کتابوں کے ایپس شامل ہیں۔

Iqbal Demystified اور **'شاعر مشرق'** علامہ اقبال سے متعلق ایپس ہیں جن میں ان کی مکمل شاعری موجود ہے۔

'غالب'، **'دیوان غالب'** اور **'انداز بیاں اور'** وغیرہ غالب کی شاعری سے متعلق ایپس ہیں۔

اسی طرح **'دیوان میر'**، **'یاد فیض'**، **'کلیات ساحر'**، **'کلیات حبیب جالب'**، **'دیوان حافظ'**، **'بزم پروین شاکر'** اور **'بزم احمد فراز'**، **'کلیات جون ایلیا'** وغیرہ دیگر اردو شعراء سے متعلق ایپس ہیں۔

'اردو نیوز انڈیا' نامی ایپ کی مدد سے ہندوستان کے،اور **'اردو نیوز پاکستان'** کی مدد سے پاکستان کے تقریباً تمام اردو اخبارات پڑھے جا سکتے ہیں۔اردو کے تمام بڑے اخبارات کے موبائل ایپس بھی موجود ہیں۔بعض رسائل کے موبائل ایپ بھی دستیاب ہیں جیسے **'ماہنامہ کائنات'**، **'سہ ماہی سمت'** وغیرہ۔

بہت ساری ڈکشنریاں اور لغات کے ایپ بھی دستیاب ہیں جن میں **'فیروز الغات'**، **'اردولغت'** اور اردو لغت بورڈ ،کراچی کی تیار کردہ **''اردولغت''** خاص طور سے اہمیت رکھتے ہیں۔

'بزم اردو لائبریری' اور **'ای کتاب ایپ'** اردو لائبریری ایپس ہیں جن میں ای بکس کا بڑا ذخیرہ موجود ہے۔ان کی مدد سے اردو یونی کوڈ ای بکس بالکل مفت پڑھی جاسکتی ہیں۔

گوگل پلے میں ہزاروں کی تعداد میں اردو کتابیں ایپ کی صورت میں موجود ہیں اور اس تعداد میں ہر دن اضافہ ہو رہا ہے۔ابن صفی، مظہر کلیم، ایم۔اے۔راحت، اشتیاق احمد، عمیرہ احمد، نمرہ احمد، سمیرہ حمید، ماہا ملک، علیم الحق حقی، نسیم حجازی، التمش، اسلم راہی، صائمہ اکرم چودھری، حیا شاہ اور مومنہ جمیل وغیرہ بے شمار ناول نگاروں کے سینکڑوں ناولوں کے موبائل ایپس بالکل مفت دستیاب ہیں۔یقیناً مستقبل میں موبائل ایپس کتابوں کا نعم البدل ثابت ہونے والے ہیں۔

اردو کے چند مشہور موبائل ایپس



Parveen Shakir



Kulliyat-e-Meer



Deewan-e-Ghalib



Shair-e-Mashriq


Idbal Demystified



Islam 360


eKitaab


Iftekhar Raghib



John Elia


Ahmad Faraz



Urdu dictionary



Urdu Loghat



Firoz-ul-loghat



Library of Urdu Books



Monthly Kainaat

5

حاصل مطالعہ

زیرِ نظر مقالے میں ادب کی ترسیل وترویج کا عہد بہ عہد جائزہ لیا گیا ہے۔

وقت کے ساتھ ساتھ زبان وادب کی ترسیل کے وسائل بھی بدلتے رہتے ہیں اوران میں ایک ارتقاء کا عمل آج بھی جاری ہے۔ایک دور تھا جب انسان گونگا تھا۔حروف، الفاظ اور جملے وجود میں نہیں آئے تھے۔مبہم اور بے ہنگم آوازیں، ہاتھوں کے بے ساختہ اشارے اور چہرے کے اتار چڑھاؤ انسان کو اپنا مافی الضمیر سمجھانے میں مدد دیتے تھے۔اپنے جذبات اور خیالات کی صحیح ترسیل ان دنوں ایک مشکل ترین کام تھا۔

پھر انسان نے تصویریں بنانے کا ہنر سیکھا اور غاروں کی دیواروں پر نقش ونگار بنا کر اپنے خیالات کا اظہار کرنے لگا۔ بے ہنگم آوازیں رفتہ رفتہ الفاظ اور پھر جملوں میں ڈھلیں اور دنیا کے مختلف حصوں میں مختلف زبانیں پیدا ہوئیں اور انسان آپس میں بات چیت کرنے لگا۔ جب بولنا سیکھا تو اپنے آپ ادب بھی وجود میں آ گیا۔انسان کے ہونٹوں پر گیت مچلنے لگے۔ذہن میں قصے کہانیوں کے تانے بانے ابھرنے لگے۔لیکن انسان کے پاس ان دنوں ادب کی ترسیل کا کوئی دوسرا طریقہ موجود نہیں تھا۔عرصۂ دراز تک ادب کی زبانی ترسیل ہی واحد ذریعہ بنی رہی۔قصہ گو بستی بستی گھوم کر لوگوں کو داستانیں سناتے رہے۔

لیکن انسان اپنی باتوں کو محفوظ کرنا چاہتا تھا۔دور دراز کے لوگوں تک پہونچانا چاہتا تھا۔اس لئے اسے تحریر کی ضرورت محسوس ہوئی اور ہزاروں سالوں کی تگ ودو نے آخر کار انسان کو حروف کا علم عطا کر ہی دیا۔ پہلے اس نے تصویری زبان میں لکھنا سیکھا ۔پھر حروف تہجی ایجاد کئے۔اور پھر رفتہ رفتہ مختلف رسم الخط وجود میں آنے لگے۔

انسان نے پہلے پہل مٹی کی تختیوں پر لکھنا شروع کیا پھر چمڑے، مومی تختیوں اور پیپائرس کے تجربات سے گزرتا ہوا آخر کار اس نے کاغذ کی ایجاد کر ہی لی۔ایک بار قرطاس وقلم ہاتھ میں آئے تو ادب کے سوتے ابل بڑے۔انسان کتابیں تخلیق کرنے لگا۔قلمی نسخوں کی بڑی بڑی لائبریریاں وجود میں آ گئیں۔زبان وادب کی ترسیل اب نسبتاً آسان ہوگئی۔لیکن قلمی کتابوں کی زیادہ تعداد میں نقلیں تیار کر پانا ممکن نہیں تھا۔اس لئے ان دنوں کتابیں بے حد قیمتی شے ہوا کرتی تھیں اور صرف امراء ہی ان سے فیض یاب ہو

پاتے تھے۔ عام لوگ کتابیں رکھنا تو کجا انہیں دیکھنے سے بھی محروم رہتے تھے۔ اُن دنوں اپنی کسی بات کو عوام تک پہونچانا بہت ہی مشکل کام تھا۔ اس کے لئے لوگ مختلف طریقے استعمال کیا کرتے تھے۔

مہاراجہ اشوک کو یاد کیجئے جس نے تیسری صدی قبل مسیح میں، اپنے اقوال اور احکامات کو عوام تک پہنچانے کے لئے انہیں پتھر اور لوہے کے بنے ستونوں پر کندہ کروایا تھا۔ آج سے دیڑھ ہزار سال قبل مکہ کے اہل قریش اپنے اشعار کو عوام تک پہونچانے کے لئے انہیں حرم شریف کی دیوار پر' کھریا مٹی' سے لکھ دیا کرتے تھے۔ عرب شعراء اپنا کلام عوام تک پہونچانے کے لئے، میلوں کے موقعے پر، لوگوں کی بھیڑ میں با آواز بلند انہیں پڑھا کرتے تھے۔ لوگ ان کا کلام سن کر یاد کر لیتے اور اس طرح ان کے اشعار زبان زد ہو کر عرب کے گلی کوچوں میں پھیل جاتے۔ اپنی باتوں کو عوام تک پہونچانے کے لئے دنیا کے دوسرے حصوں میں بھی شعراء ، ادباء اور حکام کچھ ایسے ہی دیگر طریقے اپنایا کرتے تھے۔

ادبی ترسیل کے سلسلے میں پہلا بڑا انقلاب پندرہویں صدی کے وسط میں آیا۔

1450ء میں جوہانس گٹن برگ نے پرنٹنگ پریس کی ایجاد کر کے گویا پوری دنیا کے ادب پر احسان کیا تھا۔ کتابیں چھپنے کا سلسلہ شروع ہوا تو ادب میں گویا ایک نئی جان پڑ گئی۔ کتابیں اب عوام کے لئے شجر ممنوعہ نہیں رہیں۔ ایک کتاب کی کا پیاں بیک وقت ہزاروں ہاتھوں میں پہونچنے لگی تھیں ساتھ ہی کتابیں اب اتنی سستی ہو گئیں کہ ہر شخص انہیں با آسانی خرید سکتا تھا۔ ادب پاروں کی عوامی ترسیل اب ایک حقیقت بن کر آنکھوں کے سامنے آ چکی تھی۔

لیکن اردو زبان کو یہ سہولت تقریباً ساڑھے تین سو سال بعد میسر ہوئی۔ دنیا کی پہلی، پریس میں چھپی ہوئی اردو کتاب، میر امن دہلوی کی ''باغ و بہار'' تھی جو 1801ء میں پرتگال سے چھپ کر آئی تھی۔

اردو زبان کا پہلا چھاپہ خانہ انگریزوں نے 1809ء میں فورٹ ولیم کالج ، کلکتہ میں قائم کیا۔ اس پریس میں چھپنے والی پہلی قابل ذکر کتابیں شیر علی افسوس کی' آرائشِ محفل' اور حیدر بخش حیدری کی' تاریخ نادری' تھیں۔

صدیوں تک سب کچھ ایک انداز میں چلتا رہا لیکن بیسویں صدی میں قدم رکھتے ہی ادبی ترسیل کی دنیا میں ایک اور بڑا انقلاب آیا جس نے سب کچھ بدل کر رکھ دیا۔ یہ انقلاب تھا سائبر انقلاب۔

سائبر انقلاب کی پہلی کڑی تھی ریڈیو کی ایجاد۔ ریڈیو نے ادب کو، جو اب تک کتابوں کے بے رنگ اوراق پر جامد پڑا تھا، گویائی بخش دی۔ گیتوں، نظموں اور غزلوں کو ترنم بخش دیا اور افسانوں کے کرداروں کے منھ میں زبان رکھ دی۔ یہی نہیں، ریڈیو نے ادب کی ترسیل کو گویا پنکھ لگا دیئے۔ پلک جھپکتے ہی دنیا کے ایک گوشے سے دوسرے گوشے میں ادب کا پہونچنا ممکن ہو گیا۔

دوسری اہم ایجاد ٹیلی ویژن تھی جس نے کرداروں کو چہرے بھی عطا کر دیئے۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن ایک لمبے عرصے تک ادب کی ترسیل کرتے رہے۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے ادبی ترسیل کو اس کی آخری منزل مل گئی ہے۔

تبھی ایک اور انقلاب آیا۔ یہ انقلاب کمپیوٹر اور انٹرنیٹ کی شکل میں آیا۔ ادبی ترسیل اب ڈیجیٹل دور میں داخل ہوگئی۔ کمپیوٹر نے ادب کا مادی جسم چھین کر اسے غیر مادی وجود عطا کر دیا جس کی وجہ سے ادب ایسی صورتوں میں ڈھلنے لگی جن کا پہلے کبھی تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اور آج انٹرنیٹ میں ادب کا خزانہ بھرا ہوا ہے۔ ادب اب کسی ملک یا کسی علاقے کا نہیں رہ گیا۔ سائبر اسپیس کی وسعتوں میں ادب لامحدود ہو گیا ہے۔

اردو کو کمپیوٹر پر لانے کے لئے اردو کے متوالوں نے بڑی محنت کی۔ یہ بہت مشکل کام تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اردو کا رسم الخط Right to Left تھا جب کہ انگریزی اور دیگر یوروپی زبانیں Left to Right لکھی جاتی ہیں۔ دوسری پریشانی تھی اردو کا نستعلیق طرز۔

خط نسخ کو کمپیوٹر پر لانا نسبتاً آسان تھا۔ اسی لئے عربی اور فارسی زبانیں بہت پہلے ہی کمپیوٹر پر آ گئیں۔ لیکن اردو والے خط نستعلیق کو چھوڑنے کے لئے تیار نہیں تھے اور خط نستعلیق کو کمپیوٹر پر لانا ناممکن نہیں تو کم از کم انتہائی مشکل ضرور تھا۔ لیکن اس پریشانی کا حل مرزا احمد جمیل نے ڈھونڈ نکالا اور اردو کا سافٹ ویئر ایجاد کر ڈالا۔ اس کے بعد سے اردو ڈیجیٹل شاہراہ پر گامزن ہوگئی اور دنیا کی دیگر کئی زبانوں سے بھی آگے جا نکلی۔

ادب کی ترسیل کے جدید ترین طریقوں میں ایک اہم اہم طریقہ تھا ای بُک یعنی برقی کتاب....

کتاب کا جو تصور سینکڑوں برسوں سے ہمارے ذہن میں قائم تھا، ای بُک کی آمد نے اسے یکسر بدل دیا۔ اب کتاب کاغذ کے اوراق پر نہیں بلکہ کمپیوٹر، ٹیب یا اسمارٹ فون کے اسکرینوں سے ہماری آنکھوں کو روشن کرنے لگیں۔ برقی کتابوں کے اپنے کچھ افادی پہلو ہیں جو روایتی کاغذی کتابوں میں نہیں۔ ان کو رکھنے کے لئے جگہ کی ضرورت بالکل ہی نہیں ہوتی ہے کیونکہ ان کا کوئی ماڈی وجود نہیں ہوتا ہے۔ ایک موبائل فون یا ٹیب میں کئی سو کتابیں بڑے آرام سے رکھی جا سکتی ہیں اور آپ سینکڑوں کتابیں اپنی جیب میں پڑے موبائل فون میں رکھ کر کہیں بھی لے جا سکتے ہیں۔ انہیں بذریعہ ای میل کسی کو بڑے آرام سے بھیجا جا سکتا ہے، پلک جھپکتے ہی کتاب مطلوبہ شخص تک پہونچ جاتی ہے۔ جب کہ کاغذی کتاب کو کہیں بھیجنا کافی مہنگا اور مشکل کام ہے اور اس میں وقت بھی بہت لگتا ہے۔ ان میں تصاویر، آڈیو اور ویڈیو سب کچھ شامل کئے جا سکتے ہیں جو کاغذی کتاب میں ممکن نہیں ہے۔ ای بکس سستی بھی ہوتی ہیں۔

دوسرا اہم طریقہ آن لائن ادبی ترسیل کا ہے۔

یہ ڈیجیٹل پبلیشنگ کی وہ قسم ہے جس میں سارا مواد کسی آن لائن Server میں محفوظ رہتا ہے جسے انٹرنیٹ کنکشن کی مدد سے کسی کمپیوٹر، ٹیب یا اسمارٹ فون وغیرہ میں داؤن لوڈ کر کے پڑھا جا سکتا ہے۔

ایک ویب سائٹ میں کسی بھی قسم کی معلومات محفوظ رکھی جا سکتی ہیں مثلاً علمی، ادبی، تفریحی، سیاسی یا تجارتی وغیرہ وغیرہ۔انہیں دنیا کے کسی بھی خطے میں موجود کوئی بھی شخص انٹرنیٹ کی مدد سے حاصل کر سکتا ہے۔

ویب سائٹ ادب کی ترسیل کا اچھا ذریعہ ہے۔ ہم جب چاہیں اس میں نئی نئی چیزوں کا اضافہ کر سکتے ہیں اور چاہیں تو پرانی چیزوں کو ہٹا بھی سکتے ہیں۔ دنیا کی تقریباً ہر زبان کی ہر صنف کی اشاعت کے لئے بے شمار ویب سائٹس موجود ہیں۔ جنہیں جو بھی چاہے پڑھ سکتا ہے اور وہ بھی بالکل مفت۔

سائبر اسپیس میں اردو ادب کا کافی بڑا خزانہ جمع ہوتا جا رہا ہے اور اس معاملے میں اردو کی حالت دنیا کی کئی دوسری زبانوں سے کہیں بہتر ہے۔ اردو والوں نے انٹرنیٹ کو بالکل ابتدائی دور میں ہی اپنا لیا اور بڑی تندہی سے اس میں اپنا ادبی مواد منتقل کرنے لگے۔ آج اردو کی بے شمار سرکاری اور غیر سرکاری ویب سائٹس انٹرنیٹ پر موجود ہیں۔ جن میں ڈھیر سارا ادبی مواد بھرا پڑا ہے۔

اردو کے بیشتر اخبارات کے الیکٹرانک ایڈیشن انٹرنیٹ پر شائع ہو رہے ہیں۔ اردو کے کئی رسائل بھی انٹرنیٹ پر بڑی شان سے نکلتے ہیں اور اور دنیا کے گوشے گوشے میں موجود لاکھوں لوگ ان سے مستفیض ہوتے ہیں۔ بعض معاملات میں آن لائن اخبارات اور رسائل پرنٹ میڈیا کے اخبارات و رسائل سے زیادہ اہمیت رکھتے ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ اخبارات و رسائل سرحدوں سے پرے، دنیا کے کونے کونے میں یکساں طور پر پڑھے جاتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ کراچی سے شائع ہونے والے ''روزنامہ جنگ'' یا نیویارک سے شائع ہونے والے 'ہفتہ وار ایشیا ٹریبیون'' کے پرنٹ ایڈیشن ہندوستانی شہریوں کو دستیاب نہیں ہو سکتے ہیں، ٹھیک اسی طرح حیدرآباد سے شائع ہونے والے ''سیاست'' کا پرنٹ ایڈیشن پاکستانیوں تک نہیں پہونچ سکتا ہے۔ لیکن ان تمام اخبارات کے آن لائن ایڈیشن (e-Paper) ہمیں کمپیوٹر کے چند بٹن دباتے ہی دستیاب ہو جاتے ہیں اور وہ بھی بالکل مفت۔

ہندوستان میں شائع ہونے والا ایک اردو ادبی رسالہ کتنے لوگوں تک پہونچ پاتا ہے؟ عموماً جس شہر سے شائع ہوتا ہے وہاں کے زیادہ تر لوگوں تک ہی آسانی سے پہنچتا ہے اور پھر ملک کے دوسرے شہروں میں جو لوگ اس رسالے کے خریدار ہوتے ہیں ان تک پہونچتا ہے۔ باقی دوسرے لوگوں تک پہونچنا بس اتفاق ہی ہو سکتا ہے۔ لیکن وہی رسالہ جب انٹرنیٹ پر شائع ہوتا ہے تو اس کی لاکھوں جلدیں، دنیا کے کونے کونے میں موجود اردو کے شیدائیوں تک پہونچ جاتی ہیں۔

آج اردو کی کئی بڑی بڑی آن لائن لائبریریاں موجود ہیں جن میں ہزاروں کتابیں بالکل مفت ڈاؤن لوڈ کرنے کے لئے موجود ہیں۔عموماً کسی شاعر یا ادیب کی کتاب کی تین سے پانچ سو تک کاپیاں چھپتی ہیں جو قیمتاً یا مفت تقریباً اتنے ہی لوگوں (یا لائبریریوں تک) پہونچتی ہیں۔لیکن وہی کتاب جب ڈیجیٹل صورت میں کسی آن لائن لائبریری میں شامل کر لی جاتی ہے تو ساری دنیا کے لوگ اسے بڑی تعداد میں ڈاؤن لوڈ کرتے ہیں۔اور دیکھتے ہی دیکھتے یہ کتاب ہزاروں (یا کبھی لاکھوں) لوگوں تک پہونچ جاتی ہے۔ایک شاعر یا ادیب جو کبھی صرف ایک علاقے ،شہر یا صوبے کا شاعر یا ادیب ہوتا ہے دیکھتے ہی دیکھتے عالمی شہرت کا مالک بن جاتا ہے اور اس کی تحریر دنیا کے کونے کونے میں پڑھی جانے لگتی ہے۔یہ ہے سائبر اسپیس کا جادو جس نے ساری دنیا کو سمیٹ کر ایک گاؤں میں تبدیل کر دیا ہے۔جو دوریاں ہزاروں میلوں پر محیط ہیں وہ سائبر اسپیس میں سمٹ کر بس ماؤس کے ایک کلک کی دوری پر آجاتی ہیں اور ادب کی ترسیل نہایت آسان ہو جاتی ہے۔

آج آپ کو اپنی تحاریر کی اشاعت کے لئے مستقل کتاب لکھنے یا کسی رسالے کے ایڈیٹر کا ممنون احسان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔آپ جب چاہیں بس چند منٹوں میں اپنا ایک بلاگ بنا سکتے ہیں اور اس میں اپنی تحریریں شائع کر سکتے ہیں اور وہ بھی بالکل مفت۔دوسرا طریقہ یہ بھی ہے کہ آپ کسی ادبی mailing group کے ممبر بن جائیں یا اپنا ایک گروپ خود ہی تشکیل دے لیں۔اب آپ ماؤس کا فقط ایک بٹن کلک کر کے اپنی تحریر اپنے گروپ کے ہر ممبر تک پہونچا سکیں گے۔

ادبی مباحث بھی اب سائبر اسپیس میں عالمی سطح پر ہونے لگے ہیں۔آج کل یہ عام ہے کہ آپ فیس بک ، وہاٹس ایپ یا ایسی ہی کسی دوسری سوشل نیٹ ورکنگ ویب سائٹ کے ممبر بن کر دوستوں کا حلقہ بناتے ہیں اور ان سے نت نئے ادبی مباحث کرتے ہیں۔ایک شخص کی نظم فیس بک پر شائع ہوتی ہے اور پھر بہت سارے لوگ اس نظم کی فنی خوبیوں یا خرابیوں پر نہایت سنجیدگی سے بحث کرتے ہیں اور اس طرح سائبر اسپیس تنقید سے بھی خالی نہیں ہے۔ آج کل فیس بک اور وہاٹس ایپ پر باقاعدہ آن لائن مشاعرے منعقد کئے جا رہے ہیں۔

سائبر اسپیس کا سب اہم کردار ادبی تحقیق کے دوران سامنے آتا ہے۔آج اردو سائبر اسپیس میں بے شمار کتابوں کا ذخیرہ موجود ہے جس میں ہر روز اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔اہم بات یہ ہے کہ ان میں زیادہ تر کتابیں بالکل مفت دستیاب ہیں۔تحقیق کے دوران آپ کو کتابوں کی ضرورت پڑتی ہے۔بہت ساری کتابیں آپ کو انٹرنیٹ پر دستیاب ہو جائیں گی۔آپ کو لائبریریوں میں جا کر گھنٹوں سر نہیں کھپانا ہوگا۔بس اپنے کمپیوٹر کے کی بورڈ کے چند بٹن دبانے ہوں گے اور کتاب آپ کے کمپیوٹر میں ڈاؤن لوڈ ہو کر محفوظ ہو جائے گی۔یہی نہیں اردو کے بے شمار روزانہ اور ہفتہ وار اخبارات انٹرنیٹ پر شائع ہوتے ہیں، بہت سارے ماہنامے اور

سہ ماہی رسائل بھی انٹرنیٹ پر مفت دستیاب ہیں۔ان سب میں موجود مواد کو تلاش کرنا پرنٹ ایڈیشنوں کے مقابل میں زیادہ آسان ہوتا ہے۔

مثال کے طور پر حال ہی میں ایک تحقیق کے دوران مجھے کراچی سے شائع ہونے والے اخبار 'ڈان' کے 28 رجولائی 2004ء کے شمارے میں چھپے ایک آرٹیکل کے بارے میں پتہ چلا جس کا حوالہ میں دینا چاہتا تھا لیکن اس سے قبل اصل ماخذ کو پڑھنا لازمی تھا۔اب 2012ء میں پاکستان کے ایک اخبار کے 2004ء کا شمارہ کہاں سے دستیاب ہوسکتا تھا۔کسی عام محقق کے لئے یہ ایک ناممکن بات تھی کہ وہ محض ایک آرٹیکل کے لئے پاکستان جاتا اور اس اخبار کے دفتر سے اس شمارے کی کاپی نکلوا کر دیکھتا۔لیکن سائبر اسپیس نے میرا کام انتہائی آسان کر دیا۔میں نے گوگل میں اخبار 'ڈان' کی ویب سائٹ ڈھونڈی۔پھر اس ویب سائٹ کے پرانے شمارے والے سیکشن سے وہ اخبار ڈھونڈ نکالا اور پھر اس میں سے وہ آرٹیکل ڈھونڈ کر اسے پرنٹ کرلیا۔اس پورے عمل میں مجھے پانچ سے سات منٹ لگے۔اس ایک مثال سے آپ تحقیق کے شعبے میں انٹرنیٹ کی اہمیت کا بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں۔

انٹرنیٹ پر موجود 'وِکی پیڈیا' نامی انسائکلو پیڈیا بھی تحقیق کے دوران بہت کارآمد ثابت ہوتا ہے۔یہ انسائکلو پیڈیا اتنا بڑا ہے اور اس میں معلومات کا اس قدر خزانہ چھپا ہے کہ دنیا کی کسی بھی دوسری انسائکلو پیڈیا کی اس کے سامنے وہی حیثیت ہے جو سمندر کے سامنے تالاب کی ہوتی ہے۔

انٹرنیٹ میں کچھ تلاش کرنا حقیقی زندگی میں کچھ ڈھونڈنے سے کافی مختلف ہے۔یہاں ہماری مدد کے لئے سرچ انجن موجود ہے جو چٹکی بجاتے ہی ہمارے کام کی شے ڈھونڈ کر ہمارے کمپیوٹر کے اسکرین پر پیش کر دیتا ہے۔نہ لائبریریوں کے چکر کاٹنے پڑتے ہیں اور نہ ہی کتابوں کے اوراق سے الجھنا پڑتا ہے۔اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ ادبی تحقیق میں انٹرنیٹ کافی کارآمد ثابت ہوتی ہے۔

سائبر اسپیس میں تحقیق اس لئے بھی آسان ہوجاتی ہے کہ یہاں رابطہ بہت آسان ہے۔جس شخص سے بھی کسی نکتے پر معلومات فراہم کرنی ہوں اس سے ای میل، Chatting یا سوشل نیٹ ورکنگ جیسے فیس بک وغیرہ کی مدد سے بڑی آسانی سے رابطہ قائم کر کے معلومات اکٹھی کی جاسکتی ہیں۔جب کہ حقیقی دنیا میں یہ ایک وقت طلب اور پیچیدہ کام ہے۔ڈاک کا نظام اس قدر سست ہے کہ اس طرح کے کاموں میں مہینوں صرف ہوجاتے ہیں اس کے باوجود رابطہ نہیں ہو پاتا ہے۔

سائبر اسپیس میں ادبی مواد کا ایک بڑا خزانہ Youtube کی شکل میں محفوظ ہے۔اس خزانے میں لاکھوں اردو غزلیں، نظمیں، گیت، قوالیاں، حمد و نعت، انٹرویوز، ڈرامے اور فلمیں وغیرہ کے ویڈیوز موجود ہیں۔یوٹیوب کا استعمال ادب کی ترویج کے

لئے کیا جا سکتا ہے۔ محققین بھی اس سائٹ سے کافی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ ادب کی ترسیل ہو یا تحقیق وتنقید، ہر شعبے میں سائبر اسپیس کا استعمال ان دنوں زوروں پر ہے اور اس میں روز افزوں اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔ سائبر اسپیس میں ادب کا ذخیرہ روز بہ روز بڑھتا جا رہا ہے۔ ایسے میں ضرورت ہے کہ اردو داں طبقہ اس طرف زیادہ سے زیادہ توجہ دے۔ اردو کے اچھے سافٹ ویئر بنائے جائیں۔ انٹرنیٹ پر اردو کی اشاعت میں جو بھی دشواریاں ہیں ان کو دور کیا جائے۔

بہر حال گزشتہ چند برسوں میں اردو نے سائبر اسپیس کی شاہراہوں پر جس تیزی سے سفر کیا اسے دیکھتے ہوئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ سائبر اسپیس میں اردو کا مستقبل روشن ہے۔

وسعتیں مجھ کو خلاؤں کی بھلا روکیں گی کیا؟
حوصلے بے انتہا اور آسماں ہیں سات، بس
(خورشید اقبال)

مصنف کی دیگر کتب

اک شبِ آوارگی

(افریقی افسانے)

اردو میں سائنس فکشن کی روایت

(تحقیقی مقالہ)

آیئے کمپیوٹر پر کام کریں

(بالکل آسان زبان میں کمپیوٹر سکھانے والی کتاب)

ملنے کا پتہ:
Khurshid Eqbal, Galaxy Apartments, 3rd Floor,
Kankinara, North 24 Parganas,
West Bengal, PIN 743126, India
Mobile No. 9831794067